يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُهُمْ مَا لَمْ يَكُونُوا يَعْلَمُونَ

مفتاح کنوز اسرار ربانی منشور لامع النور فیوض سبحانی مجموعہ معارف وحقائق ذخیرہ اسرار ودقائق جسمیں تفسیر شیخ امام عماد الدین ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی اور تفسیر امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری وغیرہ اکابر ائمہ کے افادات کے ساتھ میں بہت سے مفید التزامات کی رعایت کی گئی ہے عماد دین وایمان

الموسوم بہ

تفسیر مواہب الرحمٰن

المشتہر بہ

جامع البیان

مصنفہ

حبر العلوم العقلیۃ النقلیۃ بحر الفنون الفرعیۃ والاصلیۃ قاطع شبہات الملحدین دافع مکائد الغابرین جامع الفضائل والفواضل عمدۃ الاجلۃ فالاماثل المتفرد بالعلم الحقی والجلی مولانا مولوی سید امیر علی صاحب فتاوی الہندیہ ترجمہ عالمگیریہ وعین الہدایہ دام ظلہ العالی بدوام الایام واللیالی مزید اہتمام وحسن انتظام سے

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن وخوبی چھپی

اعلان۔ حق تالیف وتصنیف اس کتاب برکت انتساب کا بحق نولکشور پریس محفوظ ومحدود ہے۔

Marfat.com

135328

سورة الحجر مكية وهي تسع وتسعون آية

[illegible] وابن الزبیر سے مصرح ثابت ہی اور اسکو قرطبی نے نقل کیا ہی اور اس سورہ مین ننانوے [illegible] اور حجر [illegible] مدینہ منورہ وملک شام کے وہان سابق امم مین سے ایک کافرہ امت تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ تعالے کے نام سے جو بڑا رحم والا بہت مہربان ہی

الر تلك آيت الكتب وقرآن مبين

یہ آیتین ہین کتاب اور قران مبین کی

الجزء الرابع عشر

ربما يود الذين كفروا لو كانوا

بہتیرے آرزو کرینگے جو کافر بنے تھے کہ کاش ہوتے وے

مسلمين ذرهم يأكلوا ويتمتعوا ويلههم الأمل فسوف يعلمون

مسلمان انکو چھوڑ دے کھاوین ونفع اوٹھاوین وغفلت مین ڈالے انکو امید سو قریب وہ جان لیوینگے

[illegible] خوب دانا ہی کہ اس سے اسکی کیا مراد ہی یعنی بطور اشارت کے تو علماے راسخین کچھ جانتے ہین اور بطور اسرار معانی کے [illegible] صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک بھید ہی جسکو سواے آنحضرت کے کوئی نہین جانتا اور بندہ مومن اسپر ایمان [illegible] کہ وقوع ہوگا اور جو مراد اس سے ہی اسکا علم فقط اللہ تعالے کو ہی اسپر علماے راسخین بھی مومنین عام کے ساتھ [illegible] اور ایک اسرار کے معنے ہوئے اور ایک تاویل اسطرح کہ جو انجام وقوع ہوگا یا جو مراد ہی پس اول علمای راسخین [illegible] اللہ علیہ وسلم کے واسطے اور سوم علم باری تعالے کے واسطے مخصوص ہی اور اول سورہ بقرہ مین تفصیل سے [illegible] آیتین جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم تلاوت کرتے ہین۔ آيت الكتب آیتین ہین کتاب کی یعنی ام الکتاب [illegible] قرآن مجید ہی کہ علم الٰہی مین مجتمع ہونا زمانہ خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مین مقدر تھا حالانکہ زمانہ رسالت [illegible] حافظ تھے پس مجمع صحابہ رضی اللہ عنہم سے حضرت عثمان کا جمع کرنا عین حکم الٰہی تعالے کے موافق تھا اور خود [illegible] لحافظون یعنے ہم نے قرآن اُتارا اور ہم اُسکے حافظ ہین ہر طرح اللہ تعالے نے محفوظ فرمایا پس یہ جمع [illegible] رضی اللہ عنہ کو یہ فضیلت حاصل ہی پھر جب کتاب سے قرآن مجید مراد ہی تو قولہ۔ وقرآن مبين [illegible] سورہ مین گذرا کہ حضرت قتادہ وغیرہ بعض علماء نے کتاب سے توریت وانجیل مراد لی اور [illegible] آسمانی ہی جو متفرق برکات نازل ہوئی تھی اس کتاب پاک مین جمع ہین وللہ الحمد پھر قولہ [illegible] سے عام ہین کہ اس زمانہ ختم رسالت کے ہون یا جب سے دنیا مین کافر شروع ہوئے ہین

Marfat.com

اور انمین وی بھی داخل ہین جنھون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے انکار و کفر کیا اسی [illegible] آیت کی
معنی یہ ہین کہ عنقریب وی لوگ جنھون نے کفر کیا تمنا کرینگے کہ۔ لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ [illegible]
وایمان ایک ہین۔ یعنی آخرت مین بلکہ آخرت شروع ہونے پر کفار تمنا کرینگے کہ [illegible] ہم مسلمان مومن [illegible]
بسا اوقات کافر تمنا کرتے ہین کہ کاش ہم دنیا مین مسلمان ہوتے چنانچہ سدی نے اپنی اسناد سے حضرت [illegible]
صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین سے روایت کیا کہ جو کافر بمقابلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جنگ بدر مین [illegible]
گئے تو آرزو کی کہ کاش ہم مسلمان ہو گئے ہوتے۔ واضح ہو کہ بسا اوقات کی توجیہ یہ ہی کہ آخرت مین جس عذاب [illegible] ہین [illegible]
ہی ولیکن بیان تمنا اور ظہور اُنسے اوقات مین ہی پھر یہ تفسیر گویا مجموعہ کافرون مین سے اور انکے حالات آخرت [illegible] سے ایک خاص [illegible]
اور یہ غرض نہین ہی کہ آیت کریمہ مین فقط یہی کافر مراد ہین۔ اور شاہد اس تفسیر کے لیے صحیح کی روایت ہی کہ بدر کی فتح کے بعد تین روز [illegible]
وہان قیام فرما کر تیسرے روز سوار ہو کر اس گڈھے پر تشریف لے گئے جسمین کفار مقتول ڈالے گئے تھے اور انسے فرمایا کہ مجھ سے جو [illegible]
پروردگار نے وعدہ فرمایا تھا مین نے پایا اور تم نے بھی پایا جو تم سے وعید کیا گیا تھا الحدیث فی الصحیح پس معلوم ہوا کہ انپر وہ عذاب طاری ہوا
جسکا اندازہ دیا گیا تھا پس انھون نے تمنا کی کہ کاش دنیا مین مسلمان ہو جاتے۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ بعض کا قول ہی کہ یعنے
ہر کافر اپنی موت کے وقت اسکی تمنا کرتا ہی۔ مین کہتا ہون کہ موت کے وقت سے وہ وقت مراد ہی جب حلق پر جان آتی ہی یا ایسی حالت مین کہ
اسوقت دنیا سے پوشیدہ ہوتا اور آخرت کا انکشاف ہوتا ہی جسوقت کہ ایمان قبول نہین ہی اور معنی ربما یود الذین کفروا یعنی تمنا کرتے ہین وہ
لوگ جو کافر ہوئے پس اگلے پچھلے سب کافرون کو شامل ہی۔ ولیکن اس تفسیر سے بھی یہ مقصود نہین ہی کہ اسی مین انحصار ہی بلکہ دیگر احوال و اوقات تمنا
و حسرت انپر بڑھتے ہوئے موجود ہین۔ پھر امام احمد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ بعض کے قول مین یہ روز قیامت کی خبر ہی کہ وہان سب کفار تمنا کرینگے پس اگر
موت کے وقت یا ظہور عذاب آخرت کے وقت تمنائے مذکور کی ہو تو وہ بھی ہوئی اور قیامت مین خاصکر ہوگی یعنے جیسے قولہ تعالے ولو تری اذ وقفوا
علی النار فقالوا یا لیتنا نرد ولا نکذب بایات ربنا ونکون من المومنین یعنی اگر تو دیکھے جب کافر کھڑے کیے جاوینگے آگ پر سو کہینگے کہ ہائے کاش ہم لوٹا دیے جاوین
سو ہم نہ جھٹلاوین اپنے رب کی آیتین اور ہو جاوین مومن۔ امام رحمہ اللہ تعالے نے ذکر کیا کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے باسناد [illegible]
رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کافرون کی تمنا اسوقت ہوگی جب ایسے مسلمانون کو بھی اللہ تعالے دوزخ [illegible] جنکا [illegible]
رحمہ اللہ تعالے نے بالاسناد حضرت ابن عباس و انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے روایت کیا کہ دونون [illegible]
مسلمانون مین سے خطاکار گنہگارون کو دوزخ مین مشرکون کے ساتھ محبوس رکھیگا تو مشرکین انسے کہینگے [illegible]
اللہ تعالے کے کسی کو نہین پوجتے تھے تو تمکو بھی کچھ فائدہ نہوا پس اللہ تعالے مشرکون کے قول پر ان گنہگارون [illegible]
سے انکو نکالنے کا حکم دیگا اسوقت مشرکین تمنا کرینگے کہ کاش مسلمان ہی ہوتے۔ اقول وقد رواہ البیہقی [illegible]
حضرت ثوری رحمہ اللہ تعالے سے باسنادہ عن مجاہد رحمہ اللہ و خصیف رح روایت کی کہ دوزخ [illegible]
تمھارے کام نہ آیا جبھی وہ کہینگے تو عالم الغیب عزوجل حکم فرماویگا کہ نکال لو دوزخ سے جسکے دل مین [illegible]
ضحاک و قتادہ و ابو العالیہ وغیرہم سے مروی ہی امام رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ [illegible] آنحضرت [illegible]
ساتھ روایات ذکر فرمائین جنکے اسانید حذف کرکے مین لکھتا ہون کہ انس بن مالک رضی اللہ [illegible]

Marfat.com

اپنے گناہونکی سزامین دوزخ مین داخل کیے جاوینگے پھر اُنسے مشرک لوگ لات عزی
ک کیجائینگے کہ لاالٰہ الا اللہ نے بھی کچھ فائدہ نہ دیا یعنی تم توحید کا یقین واعتقاد کرتے تھے اس سے
ساتھ دوزخ مین ہولیں اللہ تعالےٰ ان توحید کے اعتقاد والون کے واسطے مشرکون پر غضب فرماویگا پس انکو نکلوا کر
وہ لوگ جلنے کے اسطرح پاک صاف اچھے ہوجاوینگے جیسے گہن سے چاند نکل آتا ہی پھر جنت مین داخل کیے جاوینگے
نام جنتی ہوگا۔ ایک شخص حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یا حضرت آپ نے اسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی حضرت
نے فرمایا کہ میں نے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہی کہ جو کوئی ہمپر دروغ باندھے تو وہ جہنم مین اپنا ٹھکانا بنادے۔ کہتا ہون کہان
صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی ایسا فرماتے تھے رواہ الطبرانی۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ صفت ان لوگون کی ہی جنکا بیان صحیحین وغیرہ کی
مین آیا ہی کہ جنکے دل مین ذرہ برابر ایمان ہوگا مگر کبھی کوئی نیکی نہ کی ہوگی اللہ تعالےٰ اپنے فضل رحمت سے نکالیگا جیسا کہ مجاہد رحمہ اللہ
رہا ہی۔ امام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ طبرانی نے باسناد خود ابو موسےٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب دوزخ مین
سے جنکو اللہ تعالےٰ چاہے جمع ہونگے تو کافر لوگ ان مسلمانون سے کہینگے کہ تم مسلمان نہ تھے کہینگے کہ تھے کیون نہین تو کہینگے کہ پھر تمکو اسلام نے
کچھ فایدہ نہ دیا کہ تمھارا انجام بھی ہمارے ساتھ جہنم مین ہوا کہینگے کہ ہمارے ذمہ گناہ تھے اُنکے عوض ہم گرفتار ہوئے پس اللہ تعالیٰ عالم الغیب حکم فرماویگا کہ جو کوئی اہل قبلہ
سے ہو اسکو نکال لاؤ پس جب کافر لوگ یہ دیکھینگے تو اسلام کی تمنا کرینگے پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات پڑھین۔ اقول در منثور مین شیخ
جلال الدین رحمۃ اللہ تعالےٰ نے طبرانی کی سنن اوسط کی روایت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع نقل کی اور کہا کہ اسناد اسکی صحیح ہی ورواہ
ابن ابی حاتم ایضاً نیز طبرانی نے باسناد خود ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ دوزخ
سے لوگ موحدین نکالیگا بعد ازانکہ اللہ تعالیٰ کے خشم سے وہ گرفتار ہوئے ہونگے پس مشرکین انسے وہان کہینگے کہ تم دنیا مین اپنے کو اللہ تعالیٰ کا
شریک کیا کرتے تھے پھر کیا ہوا کہ ہمارے ساتھ پڑے پس عالم الغیب حکم فرماویگا کہ شفاعت کی اجازت عام ہی پس انکے لیے ملائکہ وانبیاء ومومنین
شفاعت کرینگے یہانتک کہ بارادۂ الٰہی واسکے حکم کے یہسب دوزخ سے نکالے جاوینگے تب مشرکین تمنا کرینگے کہ کاش مسلمان ہوتے کہ ہمکو بھی شفاعت
نصیب ہوتی اسکے جانتے ہی فرمایا اللہ تعالیٰ نے ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین۔ پھر یہ لوگ جنت مین جہنمی کہلاوینگے اس جہت سے کہ انکے چہرے پر
سیاہی ہوگی پس عرض کرینگے کہ الٰہی ہم سے یہداغ دور کردے پس نہر الحیوۃ مین غسل کا حکم فرماویگا تو نشو ونما پاتا رہیگا۔ مترجم کہتا ہی
کہ ہر ایک ملائکہ وغیرہ کی شفاعت سے نکالے جانے پر کافر لوگ حسرت سے تمنا کرینگے اور اخری حسرت بے انتہا انکو جب ہوگی
کہ اللہ تعالیٰ کے بعد حق تعالےٰ اپنے فضل رحمت سے جیسے لوگون کو چاہے گا نکالیگا تو یہ لوگ کہینگے کبھی کوئی نیکی نہین کی ولیکن ذرہ کے قریب انمین
ایمان تھا اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر تھا اور موافق نبوت کے اللہ تعالےٰ پر اتنا ایمان رکھتے تھے اگرچہ کبھی نیکی نہین کی تھی انکو اپنے علم غیب
سے پہچانکر اور رحمت واسعہ سے ارحم الراحمین کہلاوینگے جیسا کہ نہایت ثقہ وحفاظ رواۃ اولیاء نے روایت کیا ہی اور وہ صحیحین وغیرہ مین موجود ہی
پھر ابن ابی حاتم نے باسناد خود حضرت امام محمد بن علی عن ابیہ عن جدہ روایت کی یعنے محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام نے
کہ بعض کو آگ کے گھٹنون تک اور بعض کو کمر تک اور بعض کو گلے تک پکڑا ہوگا جیسے جسکے اعمال خراب ہونگے بقدر ہر ایک کے
عمل کے ہوگا پس ایک عرصہ دراز تک یہ عذاب رہیگا اور سب سے زیادہ اسمین رہنے والا وہ ہی جو دنیا کی قدر رہا یعنے جب سے پیدا
ہوا تب سے اللہ تعالےٰ چاہیگا کہ انکو دوزخ سے نجات دیوے تو یہود ونصارےٰ وجو کوئی ایسے ہی باطل

Marfat.com

دین والے اور بت پرست اسمین ہونگے وی ان گنہگار اہل توحید سے کہینگے کہ تم تو ایمان لائے تھے [illegible]
وسب رسولون پر مگر آج ہم تم اسمین یکسان ہین پس اللہ تعالی عالم الغیب والشہادۃ ان گنہگار اہل توحید کے [illegible]
غضب فرماویگا کہ پہلے کسی چیز کے واسطے ایسا غضب نہ فرمایا تھا پس ان گنہگارون کو چشمہ جنت مین نکلوا کر [illegible]
ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین مترجم کہتا ہی کہ اس حدیث مین اگر کلام ہی تو اسقدر کہ حضرت علی بن الحسین [illegible]
علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو نہین پایا ولیکن اصح وصواب ہمارے نزدیک یہ ہی کہ ثقہ جب مرسل روایت کرے [illegible]
الحسین امام زین العابدین ثقہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام سے ہین پس حدیث صحیح ہی اور اسمین ایک نکتہ لطیف ہی وہ یہ کہ عالم [illegible]
مین سب چیزین مسخر ہین اور ظاہری اسباب بھی چنانچہ اسنے گنہگارون کو نکالنا چاہا اور یہود ونصارے نے انمین طعن کیا پس [illegible]
کافرون مشرکون کے حق مین غضب ہوگیا فافہم۔ بالجملہ اللہ تعالے نے اس دنیا مین صاف صریح انذار فرمادیا کہ اپنے واسطے [illegible]
کرین اور اللہ تعالے کے حق توحید وعظمت وشان کا اقرار کرین کیونکہ اگر طاعت وعبادت مین قصور ہی تو کبھی روا نہین ہی کہ حق سبحانہ تعالی کی
جناب مین شرک وبے ادبی پر کمر باندھین بلکہ اُنکی عظمت شان کی اقرار کے ساتھ اسی کی درگاہ مین عاجزی ہی کہ الٰہی مین خطاوار وبدکردار ہون اور
بلا شبہہ یا جیسے تو جانتا ہی معترف ہون کہ مین ہر طرح تیرے حکم کا سزاوار ہون چاہے بخشدے چاہے سزا دے پس امید ہی کہ وہ ارحم الراحمین اپنے
فضل سے عفو فرماوے اور اگر اس نے سزا دی تو اسکا حکم عدل ہی اور وہ حق ہی ولیکن یہ غضب ولعنت نہین پس آخر اسکا رحم ہی برخلاف دوزخیون
کافرون مشرکون کے کہ اُنکی حالت کا اندازہ وانکی سرکشی وتمرد ونہایت بے ادبی کا اندازہ کون کرسکتا ہی اور مومن کی زبان ان بے ادبیون کی نقل سے
تھرتھراتی ہی جو مشرک وکافر کرتے ہین وی اگر کرور برس جیتے رہین تب بھی اُنکا عزم بالجزم ہی کہ ایسے ہی رہین آخر اپنی نیت کے موافق اس جہان مین
ویسا ہی ٹھکانا پاوینگے اور جب ارحم الراحمین اپنے بندون پر رحم فرماویگا تو یہ کافر لوگ جو اس سے منحرف تھے بیفائدہ حسرت کرینگے کہ ہم بھی دنیا مین
اپنی نیت واعتقاد بدل لیتے حالانکہ دنیا مین اللہ تعالے نے اُنکے واسطے اپنے رسول بھیجے اور قرآن پاک نازل فرمایا اور سب طرح انکو سمجھایا اور
آغاز وانجام بتلایا مگر بجاے ان تمام احسانون کے انھون نے دونا کفر کیا اور رسول وقرآن کے دشمن ہوگئے۔ ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا
انکو چھوڑ دے یعنے چند روز تک کہ کھائین اور مزے اُٹھائین یعنے جانورون کی طرح زبان وپیٹ وتن پروری مین پڑے ہوئے بغیر روک ٹوک
کے رہین یہ بھی انکو نہ سوجھے کہ وی عقل سے وہی نتیجہ پیدا کرتے ہین جو جانور بغیر عقل کے کرتے ہین اور یہ بھی نہ سوجھی کہ آخر یہ کئی روز تک رہیگا حتے کہ
ان چیزون مین ایسے مستغرق ہین کہ بالکل لہو وغفلت مین پڑے ہین۔ وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ اور غفلت مین ڈالے انکو آرزو [illegible] دنیاوی لذات
ومال ومتاع کی آرزو انکو بڑھتی جاوے اور وہ ایسا غافل کرے کہ کچھ انجام نہ سوجھے کبھی توبہ کرکے رجوع نہ لاوین۔ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ [illegible]
قریب جان جاوینگے۔ یہ بڑی سخت تہدید ہی جیسے فرمایا۔ قل تمتعوا فان مصیرکم الی النار۔ تو کہدے کہ مزے اُٹھاؤ سو تمہارا [illegible]
لوگ اگر جان لیتے کہ دوزخ الٰہی پناہ کیسا غضبناک مقام ہی اگر انکو سوجھتا کہ ہم برابر اسی کی طرف جاتے ہین اور ہر روز اس [illegible]
یہان تک کہ موت کے وقت اسمین قدم اُتارتے ہین تو کفر نہ کرتے الٰہی ہم کفر وشرک سے پناہ مانگتے ہین [illegible]
فی العرائس قولہ تعالے۔ الر۔ اس سے کچھ فہم انکشافی علماء کو حضرت خالق جل شانہ نے عطا فرمائی [illegible]
جانتا ہی پس اشارات مین سے ہی کہ الف سے بیان اثبات ہی کیونکہ مشعر از اولیت ہی چنانچہ اسم اللہ [illegible]
نفی ہی کیونکہ لام شقیق لا ہی اور راء سے کشف ربوبیت وظہور انوار رویت یعنی دیدار وظہور کا بیان [illegible]

Marfat.com

[illegible] حصول گوہر حقیقت [illegible] البقاء کے نہین ڈوبا تو وہ بحر ربوبیت کو نہین پاتا اور نہ کشف دیدار تک پہونچتا ہی پس
[illegible] اسمین اسوجہ سے [illegible] ہی کہ فقیہ و عالم کم ہین اور جو ہوا وہ اشارہ سے بہ نسبت صراحت کے زیادہ لطف پاتا ہی اور
[illegible] ہی چنانچہ دیکھو کہ اول لا الہ سے نفی ہی پھر الف سے اثبات الا اللہ ہی اور یہان را اسواسطے مذکور نہین ہی کہ اکثرون کا
[illegible] ہی کہ تیسرے بحر تک نہین پہونچے تو اسمین را نہین ذکر فرمایا اور یہ سر عجیب ہی جسکو اہل توحید مین سے صاحبان اسرار جانتے
[illegible] یہی ہی چنانچہ دیکھو [illegible] تلک آیات الکتاب و قرآن مبین۔ یعنی اول مین جو سر عجیب بیان ہوا اس کتاب کی اصل ہین اور
[illegible] تفسیر ہی کہ وہ جامع اوصاف ربوبیت و اخبار ازل قدیم ہی ولیکن حجاب حروف کے ساتھ جمال و جلال کا ظہور اسی شخص کے واسطے ہی کہ قلب
[illegible] حاضر لایا اور ہمہ تن گوش [illegible] ہو گیا اور کمال اعجاز و انتہاے ابلاغ جو مخلوق کی طاقت سے خارج ہی یہ ہی کہ اغیار یعنی کفار بھی سنتے ہین اور اپنے
[illegible] معنے سمجھتے [illegible] درجہ پر مومن اس سے ہدایت و فصاحت و بلاغت اپنے مطابق اعجاز سمجھتا ہی اور درجہ اعلے کے اہل توحید و
عرفان [illegible] موافق اسکے اعجاز کاملہ و حجت بالغہ کو دیکھکر متحیر ہین اور درجات ولایت مین سے عاشق و مشتاق و عارف و موحد وغیرہ
[illegible] مستغرق ہی تو نے نہین سنا کہ اکابر سلف قرآن کی سماعت مین اپنی جان و تن سے خالی و فانی ہوتے تھے کہ اسوقت انپر تلوار کا
[illegible] تھا۔ شیخ استاد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ مومنین کے لیے وہ بیان ہی کہ انکے قلوب ساکن و مطمئن ہوتے ہین اور مریدین اپنی شان ارادت
مین قوی اور مشتاقین کے لیے ہیجان شوق اور محبین کے لیے تنویر اسرار ہی اور جب اس عظمت و شان قرآنی سے اہل ایمان و عرفان ظہور انوار
جمال و جلال مین دیدار صفات و ذات مین مستغرق ہونگے کہ تمام مخلوقات انکے لیے ہو جائیگی اور کمال عزت و نعمت مین بغیر کسی کراہت و حجاب کے
انعام و اکرام سے سرفراز ہونگے تو اہل الکفر و طغیان بھی تمنا کرینگے کہ ہم بھی اس قرآن کے لیے آنکھ و کان و دل و زبان رکھتے ہوتے جیسے حق تعالے
کے لیے اہل معرفت و توحید مطیع و منقاد رہے تھے کما قال تعالے بقولہ ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین۔ یہ ان کافرون کا بیان ہی جو طریق حق و ایمان سے
دور تھے پس تمنا کرینگے کہ ہم بھی اہل ارادت سے ہوتے اور منکر نہوتے۔ کاش ہم کوشش کرتے اور کسل و سستی نہ کرتے کاش رضا و بندگی مین رہتے
اور ناخوشی و کراہت نہ کرتے اور متوکل ہوتے نہ دنیاوی معیشت مین منہمک اور عالم ہوتے نہ جاہل اور یقین والے ہوتے نہ شک کرنے والے اور
عارف ہوتے کہ خود پہچانتے نہ دوسرون کی تقلید کرتے اور موحدین سے ہوتے نہ خالی دعوے کرنے والے اور اخلاص سے بندگی والے ہوتے
دکھلانے سنانے والے غرضکہ شرک و کفر و نفاق سب نیکیون سے یاس ہی حالانکہ صحاح اخبار شاہد ہین کہ اہل عصیان کو بھی اپنی خطیئات پر افسوس
ہوگا۔ ابن فرحی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اسمین کفران نعمت سب طرح شامل ہی پس اشد کفران تو انکار رسالت و ہدایت الٰہیہ ہی۔ بعض نے کہا کہ جو
[illegible] حقہ ہین جب بدیہی ظاہر ہونگے تو بہت سے مخالف لوگون کے نفوس تو عقوبت مین جلینگے اور بہت سے قلوب حسرت مین
[illegible] جاوینگے پھر اللہ تعالے نے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کے دل کو تسلی فرمائی بقولہ ذرہم یاکلوا و یتمتعوا و یلہہم الامل فسوف یعلمون۔ منکرون کے
[illegible] بیان کیے [illegible] تو انکے پیٹ حریص ہونگے دوم انکی فروج مین شہوات بھری ہونگی تیسرے انکے نفوس مین آرزوؤن کا انبار ہوگا
[illegible] سے تشبیہ دی بلکہ یہ لوگ ان جانورون سے زیادہ اجہل ہین کیونکہ اپنی حرص و ہوس مین تقدیر سے منازعت کرتے ہین اور
[illegible] اللہ تعالے جل شانہ سے جاہل و غافل ہو کر اپنے فساد و جہالت پر انکو وقوف نہین ہوتا بلکہ باطل ہذیان و بیہودہ خیالات
[illegible] ایام طاعات و عبادات کو مخالفت مین ضائع کرتے ہین اور بیکار وقت کھو کر اسوقت حسرت کرینگے جب وقت کمائی کا
[illegible] تعالے نے کہا کہ بدتر حال اسکا ہی جسکا شغل اپنے پیٹ پالنے و خواہش پوری کرنے اور شہوت کی لذات مین ہو

Marfat.com

اور خیالات کی آرزوئین بڑھاوے تو اُسکو انوار عصمت سے کچھ نہین پہونچیگا اور ہرگز مقام توبہ [illegible]
نے کہا کہ جو کوئی اپنے نفس و اُسکی تربیت کے لیے ہو اور وہ ان تین باتون مین ہو تو اللہ تعالے کے یہان [illegible]
نے کہا کہ اسمین جاہلون یعنے اللہ تعالے عزوجل سے جاہل و بے ایمانون کا بیان ہی کہ اُنکی ہمت فقط کھانے [illegible]
اُسکے افکار مین رہتی ہی پس نزدیکی موت انکو بھول جاتی ہی اور جن آرزوون مین عیش کے پڑے وہی اُنکے [illegible]
سو وہ عنقریب جانینگے کہ جو انھون نے چاہا وہ اُنکے لیے ہلاکت ہی اسی لیے اُنکو مدارج اہل سعادت سے [illegible]
حق مین بہتری چاہتا ہی اُسکی ہمت ایسی چیز مین رہتی ہی جو اسکو منزلت قبولیت سے قریب کرے اور وہ طاعات [illegible]
پرہیز کرنا اور اپنے نفس سے حساب کرتے رہنا پس جو شخص اس حالت مین رہا اُسکو کھانے پینے و عیش اُڑانے [illegible]
رہتی ہی پھر اللہ تعالے نے فرمایا

وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا
اور نہین ہم نے برباد کردیا کوئی گانون مگر یہ کہ اسکے لیے کتاب معلوم تھی نہین کوئی امت سبقت کرتی اپنی میعاد سے اور نہ
يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا
تاخیر دی جاتی ہی اور کہا کافرون نے اے وہ جسپر اوتارا گیا ہی قرآن تو بیشک مجنون ہی کیون نہین لاتا
بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا
ہمارے پاس ملائکہ کو اگر تو سچے لوگون سے ہی ہم نہین اُتارتے ہین ملائکہ کو مگر عذاب کے ساتھ اور تب تو دے
اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ۝ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝
مہلت نہ پاوین بے شک ہمنے اوتارا ہی قرآن اور بیشک ہم ہی اسکے نگہبان ہین

اول آیت مین تو دو مرتبہ تہدید فرمائی کہ ذرہم یاکلوا اور دوسری فسوف یعلمون پھر اس آیت مین انذار کیا کہ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ
اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ یعنی مشرکون کو جو مہلت دی گئی اس سے انکو غرہ نہونا چاہیے کیونکہ حال یہ ہی کہ ہمنے نہین
ہلاک کیا کسی قریہ کو چاہے وہ کسی حال مین ہو مگر آنکہ اسکے لیے کتاب معلوم تھی یعنے مدت و وقت اسکے ہلاک کا مقدر تھا نہ اس سے [illegible] اور
نہ تاخیر ہوا اور وقت مجہول نہ تھا اور نہ وہ قریہ بھولا ہوا چھوٹا تھا۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے کتاب سے حجت مراد لی [illegible] ہلاک کیا
اسکے اوپر کتاب سے حجت قائم کردی اور وقت پورا کردیا پھر اسکو تاخیر نہ دی اور نہ وقت سے پہلے ہلاک کیا [illegible]
نہ آنے سے مغرور نہون بلکہ شرک و عناد چھوڑین۔ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا حرف [illegible]
فاعل ہی یعنے امتون مین سے کوئی امت نہین سبقت کرتی اپنی مدت مقررہ پر یعنے چاہے جس حال پر کفر و عناد [illegible]
نہین ہلاک کیجاتی ہی۔ وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ اور نہ انکو تاخیر ملتی ہی جب وقت آگیا۔ زہری رحمہ اللہ تعالے [illegible]
آنے سے پہلے جو تقدیم و تاخیر اللہ تعالے چاہے دیتا ہی پھر نزول عذاب پر نہین دیتا ہی شاید غرض یہ ہی کہ [illegible]
اور اس آیت مین اسطرح توفیق ہے اور ٹھیک یہ ہی کہ آیت تو نص ہی پس حدیث مین وارد ہی کہ ہر شخص کا [illegible]
اسوقت فرشتہ بحکم الٰہی اُسکی عمر و رزق وغیرہ لکھتا ہی اس نوشتہ مین اللہ تعالے محو و اثبات [illegible]

Marfat.com

[illegible] ہو کا ہو اسمین بندہ کی عقل کام نہین کر سکتی ہو پس ہم آیات و احادیث پر ایمان لاتے ہین
[illegible] قرآن کے رسول کے ساتھ مع بے ادبی کے بیان فرمایا بقولہ۔ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ
[illegible] اور کافرون نے کہا کہ اے وہ شخص جسپر قرآن اُتارا گیا ہو اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ تو بیشک مجنون ہی۔ اول تو قرآن اُتارے
[illegible] کے طور پر اتراتے ہوئے کہا کہ اے وہ جسپر قرآن اُتارا گیا ہی۔ پھر سخت انکار سے کہا کہ تو مجنون ہی۔ یہ خود انکی کمال
[illegible] اجعل الآلہۃ الٰہا واحدا ان ہذا لشیء عجاب۔ آیئن اس نے اتنے معبودون کو ایک خدا کر دیا یہ تو بڑے تعجب کی بات ہی۔ ہر عاقل
[illegible] خود سخت جہالت ہی کہ سوائے اللہ تعالے کے کوئی معبود ہو سکتا ہی پھر ایسے جاہل جس بات کو جو نہ کہین تھوڑا ہی۔ یہ تعجب کرتے کہ
[illegible] بشر کو رسول نہین بنا سکتا حالانکہ قولہ ما کنت بدعا من الرسل الآیہ سے انکو متواتر خبر کے انکار کا الزام دیا کیونکہ آپ اُنھو کے رسول نہ تھے
[illegible] سے ہر قریہ و امت [illegible] گزرا اور خود یہود و نصارے اقرار کرتے تھے اور خود حضرت ابراہیم و اسمعیل علیہما السلام پیغمبر تھے مگر آدمی کو چھوڑ کر
[illegible] فرشتہ آخر بصورت آدمی ہوگا ورنہ اصلی صورت دیکھنے سے اُنکی جان نکلجاویگی مگر حماقت سے کہتے۔ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا
[illegible] کیون نہین لاتا ہمارے پاس ملائکہ کو۔ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ اگر تو سچا ہی یعنے تیرے دعوے پر ہمارے
[illegible] گواہی دین یا ہمارے جھٹلانے پر تیرے لیے عذاب ہمپر لاوین۔ یہ باتین جیسے فرعون نے حضرت موسے علیہ السلام کے ساتھ کین چنانچہ
[illegible] رسولکم الذی ارسل الیکم لمجنون۔ تمھارا رسول جو تمھارے پاس بھیجا گیا وہ صریح مجنون ہی۔ اور لولا القی علیہ اسورۃ من ذہب او جاء معہ الملائکۃ
[illegible] کیون نہین اُسپر اتارے گئے سونے کے کنگن یا کیون نہ آئے اُسکے ساتھ ملائکہ ساتھ ملے ہوئے۔ اللہ تعالے نے سچ فرمایا تشابہت قلوبہم
[illegible] دل باہم متشابہ ہوئے ہین۔ قریش مین سے ابوجہل کو اس امت کا فرعون فرمایا۔ اسی واسطے فرمایا۔ قال الذین لا یرجون لقاءنا
[illegible] انزل علینا الملائکۃ۔ کہا ان لوگون نے جو ہمارے لقاء کی امید نہین کرتے ہین کہ کیون نہین ہمپر ملائکہ اُتارے گئے۔ اللہ تعالے نے جواب فرمایا
مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ ہم نہین اُتارتے ملائکہ کو مگر حق کے ساتھ یعنے اگر رسول ہم کوئی فرشتہ بھیجین تو اسکو آدمی کی
صورت کرین تو وہی التباس بتاوین جواب کرتے ہین اور اگر ملائکہ گواہ بھیجین حالانکہ انمین استعداد نہین تو یہ مرجاوین اور اگر سزا کو بھیجین تو قبل
وقت کے انکو ہلاک کرین پس تنبیہ کر دی کہ ملائکہ کو تو ہم حق کے ساتھ بھیجتے ہین۔ فرمایا یوم یرون الملائکۃ لا بشری یومئذ للمجرمین جس دن دیکھینگے
[illegible] کو اسوقت کافرون کو کچھ بشارت و خیر نہوگی اسی واسطے فرمایا۔ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ اور اسوقت کہ ملائکہ ہم بھیجین یہ لوگ کچھ
[illegible] مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ حق کے ساتھ یعنے رسالت و عذاب کے ساتھ بھیجتے ہین۔ خلاصہ یہ کہ ملائکہ کی رسالت کے یہ لوگ
[illegible] اور عذاب اُنکے حق مین خود وقت سے پہلے ہلاکت ہی۔ پھر اللہ تعالے نے رسول علیہ الصلوۃ والسلام کی تصدیق و تسلی
[illegible] اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ بیشک ہم ہی نے قرآن مجید اُتارا ہی۔ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ اور ہم اُسکے واسطے محافظ
[illegible] قرآن کا ہی کہ وہ قیامت تک ہر طرح کی تحریف و تبدیل و زیادتی و نقصان وغیرہ سے پاک رہیگا مخلوقات مین سے کسی کو یہ مجال
[illegible] حرف کی کمی بیشی کر سکے اور یہ صرف قرآن پاک کے لیے مخصوص ہی بخلاف دیگر کتب آسمانی کے جنمین یہود و نصارے
[illegible] تحریف [illegible] لگی حتے کہ اُسکے نسخون مین باہم ہزارون بلکہ لاکھون اختلاف ہین اور اصل نسخہ کا پتہ تک نہین چلتا ہی اور قرآن پاک
[illegible] دیکھ کر دونون اسکے دشمن موجود ہین کسی نے اسپر قابو نہین پایا۔ اور تمام عرب نے زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible] امام مسلم نے صحیح مین عیاض رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے

Marfat.com

رب تبارک وتعالے سے نقل کیا کہ اللہ تعالے عزوجل نے فرمایا کہ مین نے تجھپر یہ قرآن اُتارا جسکو نہ پانی دھو سکتا
کسی کو اسکے مٹنے کی طاقت نہین ہو۔ خطابی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
آپ کو آیات کے نزول کا انتظار تھا یعنے اگرچہ جبرئیل علیہ السلام ہر رمضان مین آپ سے دور کرتے تھے کہ
صحابہ رضی اللہ عنہم حافظ تھے پس آپ نے لکھنے کا حکم دیا اور مجموعہ نہین فرمایا پھر جب آپ کی وفات سے نزول
کو اسکے جمع کر دینے کا الہام فرمایا پس انھون نے جمع کیا اور وعدہ صادقہ الٰہی سبحانہ تعالے اُسکے حفظ کا اس امت پر
صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ہوئی جسکا اول مشورہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیا کذا ذکر الشیخ السیوطی فے الاتقان
بخاری مین تمام وکمال مذکور ہو اور خلاصہ یہ ہو کہ جب جنگ یمامہ مین حفاظ صحابہ بہت شہید ہوئے تو اللہ تعالے نے عمر رضی اللہ عنہ
انھون نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے اصرار کیا کہ ایسا نہو جہادون مین حفاظ شہید ہو جاوین پس جمع کرنے قرآن کا حکم دیجیے
عنہ نے اول تو تامل کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کام نہین کیا مین کیونکر کرون پھر اللہ تعالے نے انکو الہام فرمایا تو حکم دیا پھر جن اصحاب
انھون نے بھی تامل کیا پھر بعد الہام کے تسلیم وتعمیل کی۔ اسمین سلاطین اسلام واہل اسلام کو تعلیم عجیب ہو یعنی وزیر کو چاہیے کہ امر حق پر سلطان سے اصرار کرے
اور سلطان کو چاہیے کہ اسکو اللہ تعالے ورسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے ملاوے جب موافق ہو تو حکم دے پھر عام اہل اسلام اپنے
بادشاہ کے حکم پر اُس سے رجوع لاوین اور شریعت طلب کرین نہ آنکہ سرکشی کرین اور نہ آنکہ شرع کی پروا نہ کرین اور چاہیے کہ ہر امر مین اہل تقوی
وصلاح کا مشورہ لیا جاوے جو اسرار شریعت وحفظ عدالت سے واقف ہون فقط گوشہ نشین نہون اور نہ عاقبت سے غافل ودنیا کے حریص ہون
بلکہ دنیاوی زندگی کو لوگون پر ایسا آسان کرین کہ وی عاقبت کا ذخیرہ آسانی سے جمع کر کے لیجاوین اور ہر حال مین ایسے علوم وایسے کام مین کوشش
کرین جس سے دین حق ہر طرح غالب ودیندار لوگ سواے دنیاوی لذات کے عزت سے رہین۔ ف۔ فی العرائس قولہ انا نحن نزلنا الذکر
وانا لہ لحافظون۔ ذکر سے مراد صفت الٰہی یعنے کلام اللہ ہو اور صفت قائم بذات پاک ہو اور ذات پاک منزہ از تغیر ہو یعنے قرآن کو عارفین وموقنین
وموحدین کے دلون وسینون واسرار مین اُتارا ہو اور اُنکی حفاظت سے کافرون کی مخالفت کچھ مضر نہین ہو پس جن لوگون کو حضوری سے دور کر دیا ہو
وی شکوک ومغالطہ نفس وشیطان وطرح طرح کے واہی خطرات مین ہین اور حق تعالے عزوجل نے مومنین کے دلون کو ایسے خطرات سے محفوظ کر دیا تو
قرآن پاک انمین اپنے انوار پاکیزہ سے تجلی فرماتا ہو پس قرآن مجید ہر طرح کے تغیر سے محفوظ ومصئون ہو اور کسی کو یہ مجال نہین کہ اسکو زائل کر دے
کیونکہ ہدایت اللہ تعالے کے قبضۂ قدرت مین ہی پس ہر زمانہ مین اللہ تعالے جل شانہ کے صالحین بندے موجود ہین تو قرآن پاک انمین محفوظ
ومصئون ہو۔ اور بھی اشارت ہو کہ قرآن کے اسرار مین سے اولیاء کے دلون پر کشف فرماتے ہین انکو اپنے [illegible] محفوظ فرمایا اور ابن عطا
رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ قرآن پاک شفا ورحمت ہو اس بیان سے اہل سعادت کے اسرار ہر طرح کے [illegible] مخالفات نفس [illegible]
سے مصئون ومنور ونصیحت سے بیدار ہین اور اللہ تعالے اسکو اہل سعادت کے دلون مین محفوظ رکھتا ہو اور اسمین [illegible]
محفوظ ہی کیونکہ وہ دل اس کتاب مجید کے خزانہ ہین انکو اللہ تعالے ضائع نہین فرماتا کیونکہ اسمین کتاب کی تضییع [illegible]

پھر کافرون کی جہالت بیان فرمائی

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ [illegible]

اور بے شک ہمنے بھیجے تجھسے پہلے اگلی امتون کے جتھون مین اور نہین آتا تھا ان [illegible]

[illegible] الْمُجْرِمِيْنَ ۝ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

[illegible] وہ اسکے ساتھ ایمان نہین لاوینگے اور ہو گذری ہے رفتار اگلون کی

[illegible] بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ۝ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ

[illegible] دروازہ آسمان سے پھر برابر روشنی مین اسمین چڑھین تو بھی کہینگے کہ کچھ نہین ہماری تو ڈھیڈ بندی

اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ۝

کی گئی ہی بلکہ ہم جادو مین پھنسے ہوے ہین

[illegible] اور [illegible] ہم نے بھیجا یعنے آدمیون کو رسول بنا کر مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ۔ تجھ سے پہلے درمیان گروہون

[illegible] علیہ وسلم کو اور قطعی دلیل سے ثابت کر دینا کفار پر اور اطمینان و نور مومنون کے لیے اور حاصل یہ کہ جو خبر متواتر کے

[illegible] اور یہ متواتر خبر ہی کہ ہم نے برابر اگلون مین رسول بھیجے اور وہ سب آدمیون سے مرد تھے پس رسول بھیجنا نئی بات

[illegible] فرشتہ نہین ہوا اور شیع الاولین یعنے اگلون کی امتون و گروہون مین۔ اشارہ ہی کہ اگلے زمانہ مین روے زمین پر مختلف

[illegible] انسانون مین ایک ہی وقت مین ان گروہ مین جدا جدا پیغمبر و رسول بھیجے حتے کہ بنو اسرائیل کے ہر سبط کا جدا پیغمبر بلکہ ہر قبیلہ

و شاخ کا علیحدہ پیغمبر کر دیا کہ تنہا ایک ہی نبی نہ تھا اور سب پیغمبر ایک دوسرے کی تصدیق کرتے تھے ولیکن ایمان لانے والے اہل سعادت تھے

[illegible] کو سب موجود تھے۔ وَمَا يَاْتِيْهِمْ اور نہ تھا کوئی فریق ان شیعہ فرقون مین سے کہ آتا اُسکے پاس مِّنْ رَّسُوْلٍ

[illegible] رسول ان رسولون مین سے۔ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ مگر یہ کہ تھے اس فریق والے اس سے ٹھٹھا کرتے۔ یعنی ہر شیعہ فریق

[illegible] خواہش و محبت مین دنیا و نفس کی شہوات مین ڈوبے ہوئے اللہ تعالے کی ملاقات سے منکر تھے کہ جو رسول آتا اور انکو اللہ تعالے

[illegible] دنیا و اسکی لذات فانی ہین اور تم مر کر آخرت مین اپنے رب تعالے سے ملوگے وہ تمکو تمھارے نیک یا بد کامون کا بدلا دیگا اور وہین تمکو

[illegible] نیکی کرو اور رسول کو مانو اور اسکے ساتھیون مین سے بنو اور اپنی راے چھوڑو اور اللہ تعالے سے ڈرو غرضکہ سب سچ سچ باتین اللہ تعالے

[illegible] بتلاتے تھے تو یہ گمراہ فریق انکو جھوٹا جانتا اور مضحکہ و ٹھٹھے مین اُڑاتا جیسے حضرت سید الانبیاء و خاتم النبیین والمرسلین محمد مصطفے

[illegible] کے ساتھ اس زمانہ والون نے کیا اور یہ درحقیقت اللہ تعالے کی طرف سے پھٹکار ہی کہ اُس نے اُنکے دلون مین ہدایت نہین دی

[illegible] كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ یون ہی ہم اس جھٹلانے کو [illegible] ہین مجرمون کے دلون مین حضرت

[illegible] حسن بصری رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ یعنے شرک کو۔ اور شاید مراد یہ ہو کہ شرک کے جرم سے جو مجرم ہین اُنکے دلون مین

[illegible] جس نے شرک کیا اس نے رب تبارک و تعالے کو جھٹلایا تو رسول کو ضرور جھٹلا دیگا اور رسول کی پیروی سے تو سیدھا

[illegible] تک ہی سو جو کوئی مشرک بنا اسکا راستہ تو شیطان و غضب الٰہی تک ہی وہ درگاہ الٰہی سے مردود

[illegible] کی پیروی کریگا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یعنے شرک کو ہم پرو دیتے ہین مشرکون کے دلون مین۔ اور

[illegible] نے تفسیر کی اور اس آیت مین معتزلہ و شیعہ وغیرہ جو لوگ اس امر کے قائل ہین کہ بندہ خود خالق اپنے افعال کا ہی

[illegible] ہی کہ کفر یا شرک کوئی فعل ہو سب کا خالق اللہ تعالے ہی اسکے سواے کوئی خالق نہین ہی اور بندہ اس فعل کا

[illegible]

پس بندہ کے ہر ارادہ و اختیار کے پیچھے اللہ تعالے اس فعل کو پیدا کر دیتا ہی اور فعل [illegible]
پیدا کر دینے مین امتحان و آزمائش و جزا و سزا وغیرہ ہزارون حکمتین ہین جنکو مخلوق عقل نہین ادراک [illegible]
آیت مین کہا کہ مشرکون کے دلون مین کفر داخل کرنا و پرو دینا اللہ تعالے نے اپنی طرف نسبت فرمایا کہ [illegible]
اپنی طرف نسبت کرنا بہتر ہی پس جو قرآن پاک پر ایمان لایا وہ بھی اسکو اچھا سمجھے اقول یعنے خارجی و [illegible]
کی طرف منسوب نہین ہو سکتا کیونکہ عیب ہی اور اللہ تعالے عیب سے پاک ہی تو امام واحدی نے انکو قائل کیا کہ [illegible]
نسبت کیا تو اچھا ہی پس تم بھی اسکو اچھا جانو اگر ایمان لائے ہو اور وجہ یہ ہی کہ پیدا کرنا کسی چیز کا عیب نہین بلکہ قبیح چیز [illegible]
قبیح ہی۔ امام رازی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اہل الحق نے اس آیت سے گمراہ فرقون کو قائل کر دیا جو فعل کا خالق بندون [illegible]
کہ صریح ثابت ہوا کہ مشرکون کے دلون مین شرک و کفر کا پیدا کرنے والا اللہ تعالے ہی۔ حاصل معنے آیت سے مشرکین قریش پر و تمام [illegible]
فرمائی اور اُنپر ظاہر کیا کہ اللہ تعالے سب مخلوق پر قادر اور سب اُسکے ارادہ کے موافق اُسکی قدرت کے نیچے مقہور ہین سو لازم ہی کہ اسی سے [illegible]
کرین اور اسی سے بدکامون و شرک وغیرہ سے پناہ چاہین پس اگر اُس نے پناہ دیدی تو اسکا احسان ہی۔ لیکن کافر لوگ اور ایسے لوگ بھی جو اُسی کو
خالق نہین بلکہ اپنے آپ کو بھی بعضی چیزون یعنے افعال وغیرہ کا خالق جانتے ہین وی تو اُسکے خلاف اعتقاد مین گرفتار ہین اور نماز مین [illegible]
کے معنے نہین سمجھتے تو وی نہین ایمان لاوینگے۔ چنانچہ فرمایا لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ۔ وی نہین ایمان لاوینگے قرآن پر یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر
اسمین وی لوگ بھی شامل ہین جو اسلام و توحید مین سے بعضی باتین نہین مانتے اور عقل کے خلاف سمجھکر اپنے طور پر معنے بگاڑتے ہین وَقَدْ خَلَتْ
سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ اور بیشک گزر چکا طریقہ اگلون کا۔ چنانچہ اگلون مین سے بھی بکثرت ایسے ہوئے کہ رسول و اُسکے اصحاب کے بعد احکام
الٰہی مین شک کر کے انکو اپنی راے پر تاویل کرنے لگے اسی واسطے حدیث صحیح ہی کہ قرآن مین جو کوئی اپنی راے سے معنے لگاوے وہ کافر ہی بلکہ جو
حکم منصوص ہی اسی کو مانے اور اپنی سمجھ کا قصور سمجھے اور اگلون مین جو رسول پر ایمان نہ لائے وی اسی طرح اُنکل کے پابند ہوئے اور آخرت
و انجام سب سے انکار کیا۔ اس آیت مین سخت تہدید ہی کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم و قرآن سے جو لوگ منکر ہوئے اور دین توحید مین نہین آئے
تو اگلون کا واقعہ و جس طریقہ پر وی چلے اور جو انکا انجام ہوا ہی یاد کرین جیسے انکو اللہ تعالے نے ہلاک کر دیا کہ پھر دنیا مین انکا نشان نہ رہا اور
مرتے ہی عاقبت کے عذاب مین پڑے اسی طرح اُنکا انجام ہوگا۔ حق یہ ہی کہ جو کوئی اپنے رب تبارک و تعالے کو نہ پہچانے بلکہ اپنی عقل پر اعتماد
کرے حالانکہ عقل تو اُسکی خواہش و شہوات و اوہام کے نیچے دبی ہوئی ہی باوجود اسکے عقل کو یہ مجال نہین ہی کہ اپنے خالق کو ثابت کرے کیونکہ خالق نے
اسکو ثابت کیا ہی تو وہ گمراہ ہوگا۔ لہذا فرمایا۔ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ اور اگر ہم ان منکرون ٹھٹھا کرنے والون پر آسمان سے
ایک دروازہ کھول دین فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ پس روشن دن مین اسمین چڑھین برابر یعنے صاف صاف [illegible]
کرین تو بھی انپر انکے اوہام و سواس غالب آوین۔ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ أَبْصَارُنَا بیشک کہین کہ یہ کچھ [illegible]
نگاہین بند کی گئی ہین یعنے جادو وغیرہ سے ہماری نظربندی ہوئی ہی جس سے ہمکو ایسا نظر آتا ہی جیسا ادراک [illegible]
و قتادہ و ضحاک و ابن کثیر وغیرہ نے بیان فرمائے ہین۔ ابن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سُکر یعنے نشہ [illegible]
نے کہا کہ ہماری آنکھین وہان کام نہین کرتی ہین۔ عوفی نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ یعنے ہم پر [illegible]
نظربندی خفیف سمجھتے تھے اور جادو اس سے زیادہ قوی ہی لہذا کہا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُورُونَ [illegible]

Marfat.com

[illegible] دلیل بلکہ معائنہ سے بھی ایمان نہ لاتے بلکہ کہتے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو نظربندی بلکہ سحر مین پھنسایا ہی۔ حاصل
[illegible] توحید کے اندر جو باتین بیان ہوئی ہین انکو بالکل باطل جانتے ہین اسقدر ان کافرون ومشرکون کو جزم ویقین ہی کہ اگر کیسی ہی
[illegible] دلیل انپر پیش کیجاوے حتے کہ آنکھون دکھلادی جاوے کہ اس دلیل ومعائنہ مین کچھ شک نہو بلکہ ماننا واجب ولازم ہوجاوے
[illegible] نہ مانینگے اور کہنے لگینگے کہ ہماری آنکھون کا قصور وفتور ہی جو ہمکو ایسا نظر آتا ہی اور عجب تعجب مقام ہی کہ جو باطل اعتقادات خود سمجھ رکھے ہین
[illegible] صرف اوہام وخیالات کی بنیاد پر مانا اور اسقدر سخت انکا یقین کرلیا ہی حالانکہ انپر کوئی دلیل عقلی نہین اور کوئی حجت صحیح نہین ہی اور یہ اور زیادہ
حماقت ہی کہ بیہودہ وہمی خیالی تقریر سے ایک مطلب ونتیجہ نکالا اور اسکو صحیح سمجھنے لگے [illegible] الآیہ۔ جیسے اگلون کے دلون مین کفر وضلال پر دو یا
اسکو کون چیز نفع کریگی ف فی العرائس قولہ کذا [illegible]
کہ انھون نے [illegible] انبیا واولیا سے انکا [illegible] دلائل وآیات واضحات وہ لائے تھے انکا اعتقاد نہ کیا اسی طرح ان کافرون ومشرکون
کے دلون کی آنکھین اندھی [illegible] کہ عجائب آیات ودلائل کتاب وصریح معجزات وصحیح بیانات اُنکے دلون مین کچھ اثر نہین کرتے اور جب اُن
[illegible] کی روشنی سے انکی آنکھین چوندھیاتی ہین کہ بیشک یہ دلیل تو صحیح ہی تب اپنا جاہلانہ باطل اعتقاد نہین چھوڑتے اور بجاے اسکے یہ
یقین کرتے ہین کہ ہمارے خیال اسوقت کام نہین دیتے اور یہ اوہام ہین شیخ استاد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ خالق جل شانہ نے
انکے دلون کو ایسا اوندھا کردیا کہ تمام مخلوق کرورون اُنکی نظر کے سامنے صریح دلیل اس امر کی موجود ہی کہ مخلوق کے واسطے خالق ضرور ہی تو
اسقدر اندھاپن کہ مخلوق سے خالق نظر نہین آتا ہی بیشک انکی آنکھین نشہ ضلالت وگمراہی سے مدہوش ہین کہ باطل کو دیکھتے ہین اور حق کو نہین دیکھتے
ہین ف یہانتک اللہ تعالی نے نصیحت وارشاد فرمایا کہ یہ شدید حماقت چھوڑین کہ جو یقین کرلیا چاہے کیسا ہی بلا دلیل ہو اسکو نہ چھوڑینگے
اور جو دلیل صحیح سے ثابت ہو اسمین اپنا مسحور ہونا یا اندھا ہونا گمان کرکے اسکو ترک کردینگے بلکہ دلیل وتقریر مین پہلے چاہیے کہ ہر فقرہ سچ ہو اسمین شبہہ نہو
پھر ملاکر جو نتیجہ نکالا جاوے وہ اپنے قاعدہ کے ساتھ درست ہو لہذا اول اُنکو فہمائش کردی کہ تمھارے اعتقادات صرف وہمی وبخواہش نفسانی بلا دلیل
کے باطل ہین اب دلائل توحید وحق کو غور سے سنو فقال جل جلالہ

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِينَ ۝ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ
اور بیشک ہم نے پیدا کردیے آسمان مین بروج اور اونکو زینت دی دیکھنے والون کے لیے اور محفوظ کردیا انکو ہر شیطان سے
رَّجِيمٍ ۝ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِينٌ ۝ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا
جو پھینک مارا گیا ہی مگر جس شیطان نے چوری سے لیا سننے کو سو پیچھے لگا اسکو آتشی انگارا روشن اور زمین کو ہمنے بچھادیا
وَاَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُونٍ ۝ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا
اور ڈالے اسمین بوجھل پہاڑ اور اُگائی اسمین ہر شی سے موزون اور کردیے تمھارے لیے اسمین
مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِينَ ۝ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ز وَمَا نُنَزِّلُهٗ
زندگی کے سامان اور اسکے لیے جسکے تم رازق نہین ہو اور نہین کوئی چیز مگر ہمارے پاس اسکے خزانے ہین اور ہم اسکو نہین اوتارتے
اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ ۝ وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوهُ ج وَ
مگر ایک مقدار معلوم اور بھیجی ہم نے ہوائین بوجھل سو اوتارا ہمنے آسمان سے پانی سو اس سے ہم نے تمکو سیراب کیا اور

Marfat.com

مَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ۝ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ

اور تم اسکے خزانہ دار نہین ہو اور بیشک ہمین تو زندہ کرتے اور موت دیتے ہین

ان آیات مین دلائل توحید ایسے طریقہ سے بیان فرمائے کہ عوام اپنی سمجھ کے موافق بے شبہہ جان لین
دلائل سے زندہ ہوجاوین اور طریقہ یہ رکھا کہ پہلے ایسی مخلوق اپنی ذکر فرمائی جہان ان جاہل مدعیون سے جو
کرنے والا سمجھتے ہین بوجہ ایک عجیب مشتبہ طریقہ ظاہری کے انکو وہان ذرا بھی دخل نہین ہی اس مخلوق و اسکے عجائب
ہوگا کہ وہان انکا خالق ہی پھر وہان سے پھر انکے مسکن زمین کی حالت پھر اسمین نباتات کا اگانا پھر اسی سے تمہاری
وارث ہین تم کہان جاؤگے اسکو جانو پس ہر ایک بات کے دلائل سنو اشارہ کیا کہ اس مسافر خانہ مین چند روزہ ہو کھاؤ
فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا اور بیشک ہم نے پیدا کر دیے آسمان مین بروج - اس سے انکار ممکن نہین
اور مزین کر دیا ہم نے انکو دیکھنے والون کے لیے - جب یہ مخلوقات تمام آنکھون والے دیکھتے ہین اور ظاہر ہی کہ وہان کسی
خالق ضرور ہی پھر خالق اگر اپنے موجود ہونے مین دوسرے کا محتاج ہی تو یہ خالق نہین بلکہ دوسرا خالق ہی اور جو وہ بھی محتاج ہو تو محتاج نہین بلکہ
وہ خالق ہوگا جو خود محتاج نہین ہی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اسمین کوئی احتیاج نہوگی کیونکہ محتاجی تو نقص و کمی ہی جسکے پورا کرنے کو دوسرا قادر
چاہیے - پس ثابت ہوگیا کہ خالق خود قادر مختار ہوگا اور سب طرح کامل ہوگا بالکل محتاج نہوگا اور اسمین کوئی نقص و عیب بھی نہوگا کیونکہ یہ تو
مجبوری و محتاجی پر ہوتا ہی اور جب وجود مین محتاجی نہین تو دوسری صفات مین کیا محتاجی ہوگی جب آسمان کا خالق جامع اوصاف کمال و
قدیم ہی تو زمین کا بدرجہ اولے وہی خالق ہی اور جب اسمین سب کمال ہوئے تو سب سے اعلے ہونے کا کمال بھی ضرور ہوگا اور سب سے
اعلی صرف ایک ہو سکتا ہی دوسرا نہین ہو سکتا اور مشرکین عرب وغیرہ یہ گمان کرتے تھے کہ خداے تعالے بڑون کا خالق ہی اور بڑے سب چھوٹون
کے خالق اور یہ حماقت ہی اسلیے کہ خلقت تو ایجاد کا نام ہی یعنے کسی کو عدم کے بعد وجود دینا اور خداے تعالے نے بڑون کو پیدا کیا یعنے انکو وجود
دیا تو جب وہ اپنے وجود مین خود محتاج ہین تو انکو دوسرے کے وجود پیدا کرنے کی طاقت کہان ہی اور یہ نہین سمجھتے کہ اسی نے بڑون کو پیدا کیا
اسی نے چھوٹون کو پیدا کیا کیونکہ اسکی قدرت مین کچھ نقص نہین ہی پس قطعاً ثابت ہوا کہ وہ خالق اکیلا ہی سب سے اعلے و اکمل ہی عالم اور
جو چیز عالم کی ہو اس سے وہ پاک ہی اسکی توحید کی دلیل ہی جو اس نے پیدا کر دیا اسی واسطے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ
اللہ تعالے کی توحید کا سب سے سوال ہوگا کوئی شخص معذور نہوگا اگرچہ رسول سے پیغام اسکو نہ پہونچا ہو کیونکہ مخلوق سب اپنے خالق عزوجل کی
دلیل ہی اور آدمی خود مخلوق ہی اور آنکھون دیکھتا ہی کہ آسمان مین ستارے چمکتے ہین بعضے جاہل کہتے ہین کہ آسمان کوئی چیز نہین
بڑا دریا و جھیل اور چھوٹا کٹورا تمام پانیون مین عکس نظر آتا ہی اگرچہ جسم نہین تو صرف منتہاے نظر کا عکس ہی اور یہ بالکل باطل ہی
جسم ہونا ضرور ہی - علاوہ اسکے یہ خالی مقام اگر بے انتہا ہی کہین اسکی حد نہین ہی تو بے انتہا دوری کا موجود ہونا قطعاً
وہی آسمان ہی اگر کہو کہ بے انتہا دوری موجود ہی تو ہم کہتے ہین کہ کھڑے ہو کر اپنے قدم سے آسمان کی طرف پیمائش
ایک جریب برابر اس بے انتہا تک چلی گئی ہی اور دوسری پیمائش اپنے سر سے اسی طرح شروع کر دو
بے انتہا تک ہی اور نیچے کا سرا ایک کا قدم سے [illegible]

[illegible] چھوٹا بڑا تو وہین انتہا ہو گئی اور اگر بے انتہا ہی تو بے انتہا ہونے مین دونون برابر رہے
[illegible] تھا اور ایک بڑا تھا اور جو کوئی کہے کہ چھوٹا و بڑا دونون برابر ہوتے ہین وہ محض بیوقوف ہی
[illegible] سے لازم آئی [illegible] لا انتہا موجود بتلاتے ہو پس معلوم ہوا کہ بے انتہا کا وجود موجود نہین ہی۔ اس دلیل کو ذرا غور
[illegible] بات معلوم ہو جائیگی اور اپنے خیالات جاہلانہ پر مت جمو کہ یہ بالکل خراب بات ہی۔ ان دونون دلیل سے ثابت ہوا کہ یہ خلا
[illegible] ہو سکتا ہی تم آنکھون دیکھنے سے اور عقلی دلیل سے انکار مت کرو۔ اب اس آسمان کو خالق عزوجل نے پیدا کیا اور آیت مین فرمایا
[illegible] برج پیدا کیے [illegible] قتادہ رحمہما اللہ تعالے نے کہا یعنے ستارے پیدا کر کے انکو دیکھنے والون کے لیے مزین کیا اور یہ تفسیر
[illegible] عرب کے فہم [illegible] اسی واسطے بعض نے کہا کہ اس آیت مین علوم فلکیہ کا بیان ہی یعنے بروج سے منازل آفتاب و سیر کرنے والے
ستارون کی منازل [illegible] ہین۔ شیخ سیوطی رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ فلک کے بارہ برج ہین جنکے نام عربی مین۔ حمل ۱۔ ثور ۲۔ جوزا ۳۔
سرطان ۴۔ اسد ۵۔ سنبلہ ۶۔ میزان ۷۔ عقرب ۸۔ قوس ۹۔ جدی ۱۰۔ دلو ۱۱۔ حوت ۱۲۔ ہین اور جو لوگ ان علوم مین اشتغال رکھتے ہین انکا
قول ہی کہ حمل و اسد و قوس کی طبیعت آتشی ہی اور ثور و سنبلہ و جدی کی خاکی ہی اور جوزا و دلو و میزان کی ہوائی ہی اور سرطان و عقرب و حوت
کی آبی ہی اور ان بروج کی تقسیم اٹھائیس درجہ پر ہی ہر ایک برج کی دو منزل و تہائی منزل ہی اور یہ بروج کواکب سبعہ سیارہ کے منازل
ہین مریخ کا حمل و عقرب ہی زہرہ کا ثور و میزان ہی عطارد کا جوزا و سنبلہ ہی قمر کا سرطان ہی اور شمس کا اسد ہی اور مشتری کا قوس و حوت ہی زحل کا جدی
و دلو ہی بعضون نے اسپر زیادہ کیا کہ پھر ہر ایک برج کے تیس ۳۰ درجہ کے حساب سے تین سو ساٹھ درجہ ہین مگر آفتاب انکو سال مین ایک مرتبہ
دور کر جاتا ہی اور وہی فلک کا ایک دورہ ہی اور قمر اپنے درجہ کو اٹھائیس مین پورا کرتا ہی اسی واسطے دو روز تک غائب رہتا ہی۔ آیت مین جو فرمایا
کہ ہمنے انکو ناظرین کے لیے مزین فرمایا تو اسمین آنکھون کی نظر اور عقلی نظر دونون شامل ہین پس عقل کی نظر سے استدلال قوی صحیح بلاشبہہ اللہ تعالی
کی خالقیت و عجائبات قدرت پر ہی۔ وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ
شِهَابٌ مُّبِيْنٌ۔ اور محفوظ کر دیا ہم نے اسکو ہر شیطان رجیم سے مگر جس نے چوری سے کان لگا کر سنا سو پیچھے پہونچا اسکے
شہاب روشن۔ یعنی اللہ تعالے نے عالم افلاک کو جسمین خالی عبادت کرنے والی خلقت ملائکہ ہین مع ایسی ہی مخلوقات کے جنکو اللہ تعالے
جانتا ہی اس شان مذکورہ پر بنا کر اسطرح اسکے لیے مقدر کر دیا کہ وہان کسی شیطان رجیم کا گزر نہو سواے اسکے کہ شیاطین چوری سے کچھ سنکر بھاگین
تو اسکے پیچھے شہاب لگیگا اگر پہونچا تو جل گیا اور اگر نہین تو بچگیا اور اللہ تعالے جیسے زمین کی مخلوق سے پاک ہی ویسے ہی آسمانی مخلوق سے پاک ہی
اس نے ہر جگہ کو مع اسکی مخلوقات کے پیدا کر دیا اور ہر ایک کے احکام جدا جدا فرما دیے ہین۔ پھر اگر وہ چاہتا کہ کسی شیطان کا وہان کسی طرح گزر نہو تو
نہوتا ولیکن اسنے اسقدر امتحانی و وسعت دیدی کہ سواے اس شیطان کے جو چوری سے سن بھاگے۔ اب مین کہتا ہون کہ جب آسمان کا
[illegible] ہوا آنکھون دیکھنے سے بھی اور عقل کی قطعی دلیل سے بھی اور تمام مخلوقات جو لاکھون برس سے چلی آتی ہی سب مین سے کسی نے
[illegible] کیا اور ارسطو وغیرہ نے نہایت بلند رصدگاہ بابل وغیرہ سے معائنہ بھی کر لیا غرضکہ بلا دلیل انکار کے سواے قطعاً ثبوت ہوا تو
[illegible] آنکھون سے نظر آتے ہین پس اب کچھ دغدغہ مت کرو کہ وہان بھی احکام الٰہی تعالے جاری ہین ازانجملہ وہ ہر شیطان سے
[illegible] رجیم کیا ہوا مراد مردود و پھٹکارا ہوا مگر اسقدر وسعت دیدی کہ سواے اس شیطان کے جو صرف چوری سے سن بھاگے
[illegible] وغیرہ کے پیدا کرنے مین اللہ تعالے کی عظیم حکمت و جلیل قدرت ہی ایسے ہی ان احکام کی حکمت کا کوئی پار نہین پا سکتا ہی

Marfat.com

ازانجملہ زمین کی مخلوقات پر امتحان و ابتلا ہی اور وہ اسطرح ہی کہ ہیبت و جلال اپنے سبحانہ تعالےٰ کے
آدمیون مین اپنے جنس کے آدمی بادشاہ سے چھوٹے درجہ والے رعب کھاکر متحیر ہوتے ہین وہان اس
فرمایا۔ فاذا فُزِّع عن قلوبہم قالوا ماذا قال ربکم قالوا الحق وہو العلی الکبیر۔ پھر جب ہٹ جاتی ہی گھبراہٹ
تمھارے رب نے جواب دیتے ہین کہ حق فرمایا اور وہ بزرگ برتر ہی اب صحیح روایت مسند حضرت ابو ہ
وسلم سے روایت کی کہ جب اللہ تعالےٰ آسمان مین کسی امر کا حکم فرماتا ہی تو اُسکے کلام کی ہیبت سے
کسی پتھر پر زنجیرون کی آواز ہوتی ہی جب اُنکے دلون سے گھبراہٹ چھوٹتی ہی تو کہتے ہین تمھارے رب نے کیا
فرمایا وہ بزرگ برتر ہی یعنے احکام مین جسقدر بیان ہوا کر دیا تو اس حال مین چوری سے کان لگائے ہوئے
دوسری سے متصل ہوتے ہین اوپر والا شیطان کچھ سن بھاگتا ہی وہ اپنے نیچے والے کو بتلا دیتا ہی نیچے والا اپنے
پہونچاتا ہی اور کبھی پہلے کو شہاب پہونچا اور ہنوز اس نے دوسرے کو نہ بتلایا تھا کہ وہ جل جاتا ہی پھر جو اس
اسکو ساحر یا کاہن کے منھ مین ڈالتا ہی یعنے رسال وغیرہ جن سے لوگ آیندہ کی ہونے والی باتین پوچھا کرتے ہین اور وہ جھوٹ
سمجھتے ہین پس وہ اُسکے ساتھ سو جھوٹ ملاتا ہی مگر سچا بنایا جاتا ہی اُسکے معتقد لوگ کہتے ہین کہ کیا ہم سے اس نے فلان روز نہین کہا تھا کہ ایسا
ہوگا وہ ہوا اور یہ وہی بات ہوتی ہی جو شیطان سُن بھاگا تھا۔ رواہ البخاری فی صحیحہ۔ مترجم کہتا ہی بعض اشارات سے
شیطان جو شہاب سے جل جاتا ہی اُس سے بھی ایک قسم کا شیطان پیدا ہوتا ہی واللہ تعالےٰ اعلم پس استراق السمع سے ایک امتحان مخلوق کا ہوتا ہی
کہ تم دیکھتے ہو کہ اسمین کسقدر کثرت سے عوام مبتلا ہوتے ہین یا وجہ یکہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید مین صریح فرمایا کہ غیب کو بجز اللہ تعالےٰ کے
کوئی نہین جانتا ہی اور حدیث مین سخت ممانعت ہی کہ جو کوئی جادوگر یا کاہن کے پاس جاکر اُسکی تصدیق کرے تو اُس نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر
جو اُتارا گیا اُسکو جھٹلایا یعنے قرآن پاک و رسول سے کافر ہوا۔ اور واضح ہو کہ اسمین علماء کے اقوال ہین کہ شہاب جو شیطان کو جلاتا ہی اس سے
کیا مراد ہی آیا وہ مرجاتا ہی یا مجروح ہو جاتا ہی کیونکہ شیطان آتشی ہی اسکے حق مین آخرت کی آگ تو عذاب ہو اور باقی کی نسبت
قرطبی رحمہ اللہ تعالےٰ نے لکھا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شہاب اسکو جلاتا و زخمی و مخبل کر دیتا ہی قتل نہین کرتا
جسکے عضو کو بیکار کر دیا گیا یا وہ جسکی عقل جاتی رہی ہو جیسے مخبوط و دیوانہ ہوتا ہی۔ اور حسن بصری و ایک جماعت نے کہا کہ شہاب
مترجم کہتا ہی کہ اول قول اقوے ہی اور واضح ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد قرآن شریف
عظیم الشان خوشی نزول رحمت کی ملائکہ مین تھی اور آسمانون کی حراست شدید کیوجہ سے تمام عرب کے
بات سچ نہوتی تھی اور یہی وجہ ہوئی کہ عرب سے کہانت منقطع ہو گئی اور یہ بات عرب سے مشہور و
و دیگر فلاسفہ نے جو زعم کیا کہ شہاب فقط ایسے ابخرات ہین جنمین روغن کا میل ہوتا ہی وہ کرہ نار کے قرب پہونچ
بوجہ دو قسم ہوا مین سے ایک قسم پہونچنے سے مشتعل ہوتا ہی تو مین کہتا ہون کہ ہر شخص جسکی آنکھون مین اللہ تعالےٰ
معلوم کر سکتا ہی کہ معائنہ کے خلاف ہی اور دوسرا قول تو محض جہالت ہی خصوص اسقدر سیدھا یا منقوس
اور ہوائے محیط سے یہین اشتعال ہوتا وہان ایسی وضع سے اسکا ہونا بہت زیادہ بیہودہ کلام ہی اور
اُنکے کوئی دلیل نہین رکھتے ہین مگر تعجب ہی کہ دلیلون سے انکار اور بلا دلیل پر اسقدر اصرار

نہیں کرسکتے جبکہ آگ کی حرارت نہ پہونچے ورنہ حرارت اسقدر کہ زمہریر سے غالب ہووے
جیب اول ... دوسرا قول اسی دلیل سے مردود اور نیز اسوجہ سے کہ دونون قسم ہوا کی زمہریر تک
... اور تم خود ... کہ ہوا زمہریر سے تجاوز کرکے اسکا وجود باطل ہو اور کیا وجہ ہو کہ یہان سے زمہریر تک
... وجہ ہو کیون نہو ... کے واقع ہوا۔ اے لوگو تم اپنی ناانصافی پر افسوس کرو اور ایسی جہالت سے درگزرو کہ تم
... اور حق بات ... نے خلاف عادت اس مقام پر زیادہ طول سے اسوجہ سے بیان کیا کہ اہل ایمان کو
... کرنے ... ہندو وخیالات واہمیہ بیہودہ لایعنی کے معتقد ہین اور بلا دلیل کے حق بات وصحیح واقعی امر سے
... دلیل ... ہین جب صریح دلائل وآیات سے توحید خالق جل شانہ وعجائب قدرت ثابت ہوچکی تو اللہ تعالے
... کی آیات قدرت بیان فرماین بقولہ تعالے۔ وَالْاَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَاَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ
وَاَنْۢبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ یعنے اسکی مخلوق مین سے زمین ہی جسکی نسبت فرمایا کہ زمین کو ہم نے کشیدہ کردیا یعنے
... ہین جب ... چہار ... گا ہم نے زمین مین ہر شے سے موزون یعنے مقدار معلوم۔ ظاہر آیت دلیل ہو کہ زمین مفروش ہی
... تعالے نے تفسیر مین کرا کہ مختل دیہی ہو کہ گول مثل کرہ کے ہو۔ پھر حکمت الہیہ مین سے ہو کہ فلک محیط کے ہر جانب کشش
... مساوی ... مین معلق ہو مگر ایسی کشش اس امر کو مانع نہین ہوتی کہ درمیان مین معلق ہوکر تھرتھراتی رہے اسی واسطے مشکوہ کی کتاب
... مین آیہ کہ زمین کو پانی پر ... تعالے نے اسپر قائم کردیے۔ پھر یہ زمین تمام کافرون پر حجت قوی ہی اللہ تعالی کی وحدانیت
... کی ... عقل ... اس کو ... مجال گفتگو نہین ہی۔ اول دلیل یہ ہی کہ ہم نے تسلیم کیا کہ زمین کرہ ہی پس ہم کہتے ہین کہ اس کرہ کے
... اور نیلگون آسمان نظر آتا ہو یعنے اس خالی میدان کے بیچ مین یہ کرہ معلق ہی پھر اس کرہ مین سے قریب چہارم حصہ کے خشکی ہی
... پانی ہی یہ عجیب قوی دلیل قدرت ظاہر ہی کہ وہ پانی صرف اللہ تعالے کی قدرت سے چارون طرف قائم ہی
... بہتی ... حالانکہ پانی ... دوم دلیل قدرت یہ کہ کھاری پانی مٹی کے ڈھیلے وغیرہ کو گلا دیتا ہی حالانکہ چھوٹے
... اور انکو کچھ ضرر نہین کرتا ہی اور اسمین مچھلی وجانور وموتی وجواہرات پیدا ہوتے ہین۔ سوم بحر ہند مشور سمندر جا کر بحیرہ قلزم سے
... میدان قدرت الہی ... تعالے کا ایک پردہ حائل ہی کہ اسطرف کھاری اور اُس طرف میٹھا ہی حالانکہ پانی اور دو دریا اسمین ملجاتے
... ہم ثابت کرچکے کہ آسمان کا وجود صاف دلیل سے ثابت ہی تو پھر زمین اسکے بیچ مین اسی کی کشش پر ہی
... آفتاب کے گرد گھومتی ہو اس نے بالکل اپنی اٹکل سے کہا اور بالکل غلط کہا بلکہ اللہ تعالے کی قدرت دیکھو کہ اسکے بیان سے
... اسطرح کہ جب یہ آفتاب کے گرد گھومتی ہی تو آفتاب مرکز ہوا اور زمین کا دورہ جو تین سو پینسٹھ روز زمین
... آفتاب کی دوری زمین سے ہی وہ نو کرور پچاس لاکھ میل کہتا ہی تو پورا قطر اُنیس کرور ہوا اسپر محیط بقاعدہ پچاس
... کا ... ہی کہ زمین کے محیط کو تین سو پینسٹھ مین ضرب دینے سے وہی مقدار پوری ہو جاوے جو
... مین ... ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ کسقدر اپنی غلط رائے کے قائل ومعتقد ہوتے
... ہین۔ اب مین کہتا ہون کہ کرۂ زمین کا پانی باوجود بہتی چیز ہونے کی قدرت الہی سے
... علیہ السلام کے لیے سمندر پھٹکر پانی قائم ہونے سے انکار کیا۔ اب شک دور کرو اور

Marfat.com

ایمان سے سنو کہ اللہ تعالے نے زمین کو پانی پر بچھا دیا شاید کہ زمین گول ہو اور پانی چارون طرف
چکر کھا کر بدون اسی راہ کے اپنے مقام پر پہونچ سکتا ہی بہرحال آیت کریمہ دونون باتون کو محتمل
اور درمیان نہرون و دریاؤن و جھیل و چشمہ و کنوؤن سے بالکل تر ہی اسپر پہاڑ قائم کر دیے
تم لوگون کی معاش مقرر فرمائی یعنے اناج وغیرہ جس سے آدمی زندگی کرتا ہی اور عجیب قدرت ہی کہ جو چیزین
کیونکہ اناج مثلاً خاک ہو جاتا اور زمین مین ملجاتا ہی پس گویا زمین سے جسم بنایا اور زمین ہی سے اسکو غذا دی
طب کا سمجھ لو کہ حدیث مین آیا ہی کہ اللہ تعالے نے روے زمین کی خاک سے آدم کا جسم بنایا اور طرح طرح کی خاک
و اخلاق ہر ایک آدمی کے مختلف ہوئے اور روح ہر جسم مین گویا علیحدہ ہی اس سے بحث مت کرو بلکہ جسم کو دیکھو تو جب کوئی جسم
تو اس جسم کو اسی کے مثل خاک سے غذا دینے سے تندرست ہوگا اور خاک کی غذا اسطرح ہی کہ اس خاک سے جو معیشت پیدا کی ہو
گوشت ہو یا اور ہو وہ دیجاوے تو جو کچھ نقصان آیا ہی وہ پورا ہونے سے پھر تندرست ہو جائیگا ولیکن جو حد موت کی اس نے مقرر فرمائی ہی
علاج کرنے والا جاہل ہی۔ اور قولہ تعالے موزون یعنے وزن کی ہوئی اسکے معنے بھی سمجھ مین آگئے کہ جملہ اجسام کی حیات و زندگی کے لیے مناسب و
ہر طرح موزون چیزین اسی زمین سے پیدا کر دین۔ اور یہین سے اس حدیث کا مطلب بھی سمجھ لو کہ قیامت کے روز یہ زمین لوگون کے خونون و مظلمہ
نجاسات سے پاک ہو کر سپید ہو جائیگی اور اسکی نسبت فرمایا کہ جنت مین داخل ہونے سے پہلے مومنون کی غذا اسی روٹی سے ہوگی سمجھ اللہ تعالی
تمکو سمجھ عطا فرماوے۔ واضح ہو کہ معاش سے مراد فقط کھانے پینے کی چیزین نہین ہین بلکہ لباس و دوا و غذا و ہر طرح کے ضروری اسباب کو
شامل ہی۔ شیخ ماوردی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ یہی معنے ظاہر ہین۔ بالجملہ اپنے دلائل قدرت و احسان سے ظاہر و متنبہ کیا کہ ہم نے زمین کو ممدود
فرما کر اسمین سے جملہ اسباب زندگی و رزق مخلوق فرمائے تمھاری زندگی کے لیے۔ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرَازِقِيْنَ اور ہر اس شخص کی
زندگی کے لیے جسکے تم ہرگز رزق دینے والے نہین ہو۔ مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ وہ چوپائے جانور وغیرہ ہین اور ابن جریر
رحمۃ اللہ علیہ نے اسمین باندیان و غلامون کو بھی شامل کیا۔ اور ظاہر یہ ہی کہ اسمین سواے آدمی و جنون کے جنکو پہلے خطاب ہی باقی سب مخلوقات
حتی کہ چیونٹی و سانپ و بچھو وغیرہ بھی شامل ہین اور اشارت یہ ہی کہ عام رحمت و کمال حکمت سے جسکا کوئی احاطہ نہین کر سکتا ہی بہت سی مخلوقات
پیدا فرمائی اور اگر آدمی کے ذمہ انکا رزق دینا ہوتا تو وہ انکو نہ دیتا لیکن اللہ تعالے نے انکو رزق اسی زمین سے دیا۔ روے زمین پر ہزارون
قسم کے کیڑے و پتنگے ہین کہ آدمی انکو پاوے تو ہلاک کر دے حالانکہ آدمی کی زندگی مین انکو بڑا دخل ہی کہ اکثر انکی خاصیات سے آدمی تندرست
رہتا ہی مگر نہ جاننے کے سبب سے انکو مار ڈالے یا غذا نہ دیوے اور ہزارون جانور ہین جنکو خوبصورت دیکھکر چھوٹے بچے انکے ماں باپ سے
جدا کر کے چڑیمار نکال لاتا اور لوگ اس سے خریدتے ہین اور آدمی انکو گرفتار کر کے پالتا ہی اور اپنے نفس کی خوشی کے لیے انکو
مین تکلیف دیتا ہی حالانکہ وی پالو کبوتر کے مانند نہین ہوتے ہین اور ہزارون سی خود ایذا اٹھاتا ہی اور ہزارون
نفع لیتا ہی مگر پیٹ بھر غذا نہین دیتا یا سخت مشقت لیتا ہی اور یہ سب حرکتین گناہ ہین جنمین امتحان کیا گیا
بولتے ہین تو باندیان و غلام ہو سکتے ہین جواب یہ ہی کہ ذی عقل کو غالب کر کے کلمہ من فرمایا اور ما وغیرہ
نے چوپائے سے تفسیر کر کے اشارہ کر دیا کہ من سے مملوک تو صریح مصداق ہین مگر بطور تغلیب ہین
کیواسطے مقدر اور زمین سے یہ پیداوار بھی مقدر ہی کچھ اسلیے نہین کہ مادہ کم و زیادہ تھا جیسے

[illegible] ان من شیء الا عندنا خزائنہ اور نہین کوئی چیز مگر آنکہ ہمارے یہان
[illegible] وما ننزلہ الا بقدر معلوم اور نہین اُتارتے ہم اسکو مگر بمقدار معلوم جسقدر اللہ تعالے چاہتا ہی اُتارتا ہی
[illegible] رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کوئی سال بنسبت دوسرے کے بارش مین کم وبیش نہین ہوتا ولیکن کبھی یہان اور کبھی وہان اور کہا کہ کسی قوم پر
[illegible] بمقدار اسکے جو سمندر [illegible] رواہ ابن جریر اور واضح ہو کہ ہم کئی مقام پر تحقیق کر چکے ہین کہ ہر چیز کے واسطے اللہ تعالے نے ظاہری
[illegible] ولیکن چونکہ اسباب کارآمد ہونے کا بھی آخری درجہ صرف اللہ تعالے کی حکمت ہی لہذا اہل ایمان کے نزدیک ہر ایک چیز اسی کیطرف
منسوب ہی اور حدیث صحیح مین ہی کہ قحط یہ نہین کہ تمکو بارش نہ ملے بلکہ قحط یہ کہ بارش ہو مگر زمین سے پیداوار نہو جمہور مفسرین نے کہا کہ آیت مین منہ
مراد ہی جسکے ذریعہ سے اللہ تعالے بندون وجانورون کو روزی دیتا ہی۔ ابن مسعود وابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہی کہ جب سے اللہ تعالی
نے منہ نازل فرمایا [illegible] کمی نہین ہوئی ولیکن کہین زیادہ کہین کم ہوتا ہی۔ ابو الشیخ والبزار رحمہما اللہ تعالے نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی
کہ خزائن [illegible] اسکا کلام ہی جب کسی چیز کا وجود چاہا فرمایا کہ ہو جا وہ ہو گئی۔ قال البزار وفیہ ضعف (ملخص ابن کثیر وغیرہ)۔ حاصل یہ کہ رزق وغیرہ
ہر چیز اللہ تعالے کی طرف سے بقدر معلوم وبمقتضائے حکمت ہی جیسے دوسری آیت مین فرمایا ولو بسط اللہ الرزق لعبادہ لبغوا فی الارض ولکن ینزل
بقدر ما یشاء یعنے اگر اللہ تعالے کشادہ کردے رزق بندون پر تو حد سے باہر ہو جاوین زمین مین ولیکن جسقدر چاہتا ہی اُتارتا ہی وارسلنا
الریاح لواقح اور بھیجا ہم نے ہواؤن کو لواقح یعنے باردار کیونکہ وی سحاب کو اٹھاتی اور پھراتی ہین کقولہ تعالے اقلت سحابا ثقالا یا لواقح
بمعنی صاحب لقحہ جیسے اونٹنی لاقحہ وہ ہوتی ہی جسکے کثرت سے دودھ ہو۔ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے کہا لواقح ریاح کو بکلام جمع فرمایا کیونکہ
لقح کے واسطے جمع ضرور ہی بخلاف ریح عقیم کے جو قوم ہود پر عذاب تھی اسکو واحد اور عقیم یعنے بانجھ کہا اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے
روایت ہی کہ اللہ تعالے ریح کو بھیجتا ہی وہ آسمان سے پانی اُٹھاتی اور باردار ہوتی ہی اور سحاب کی چال چلتی ہی یہانتک کہ جیسے لقحہ سے دودھ کا درور (سیلان ۱۲)
ہوتا ہی اسی طرح منہ برساتی ہی ایسا ہی ابن عباس وابراہیم نخعی وقتادہ نے کہا ہی اور امام ابو بکر عبد اللہ بن الزبیر حمیدی نے اپنی مسند مین
باسناد حسن حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی کہ اللہ تعالے نے جنت مین ہوا کے بعد ہوا کو سات سال پیدا کیا اور اسکے ورے
ایک دروازہ بند ہی اور تمکو ہوا اسی دروازہ سے آتی ہی اگر کھول دیا جاوے تو آسمان وزمین کے درمیان ہر شی کو اوراء کرے (ہوا کے جھونکے مین آجانا ۱۲) اسکا نام اللہ تعالے
کے یہان ادیب ہی تم اسکو ہوائے جنوب کہتے ہو قال المترجم جنوب بفتح جیم وہ ہوا کہ جنوب بضم جیم سے چلتی ہی۔ فانزلنا من السماء
پس ہم نے آسمان سے پانی اُتارا۔ فاسقیناکموہ پس ہم نے اس سے تمکو سیراب کیا۔ کمال رحمت سے اسکو شیرین پانی کیا اور برسا کر
اسکو زمین کے اندر جذب نفرمایا بلکہ چشمہ وجھرنے وجھیل وتالاب ودریا کر دیئے کہ ہر طرح اسی سے نفع اُٹھاتے ہو اور اگر سمندر کی طرح شور ہوتا تو
[illegible] وشور ہو جاتی۔ وما انتم لہ بخازنین اور تم نہین ہو اسکے خزانہ رکھنے والے بلکہ یہ خزانہ اللہ تعالے کے پاس ہی اور وہی
[illegible] ہی کہ تمکو بقدر معلوم اس سے ہمیشہ ملتا ہی۔ وانا لنحن نحیی ونمیت ونحن الوارثون اور کچھ شبہہ نہین کہ ہم ہی
[illegible] دیتے ہین اور ہم ہی تو وارث ہین۔ اس سے کچھ بھی انکار کسی شخص کو نہین ہو سکتا وہ خوب جانتا ہی کہ دنیا مین چند روزہ
[illegible] کے زندہ کرنے سے حاصل ہوئی اور یہان کسی طرح اُس نے بسر کی آخر کو وہ چھوڑ جاویگا پس مبارک اسکو جس نے یہان اپنے
[illegible] رضائے اسکے حاصل کی کہ دوسری زندگی مین اسکو نہایت عیش کا جہان ملا۔ ف فی العرائس قولہ ولقد
[illegible] اشارات دقیقہ مین سے ہی کہ اللہ تعالے نے ناظرین ارواح وقلوب وعقول کے واسطے کشف انوار

ذات وصفات کے لیے مظاہر کر دیے ہین انمین سے ہر ایک کو بقدر استعداد و سعادت کے نظر حا[illegible]
سمار ازل و ابد مین اور سیر عقلی انوار برج عظمت و کبریا مین اور سیر قلبی جلال و جمال مین ہی اور سیر اسرار [illegible]
توحید و تجرید و تفرید ہی اور مقام عقلی معارف و کشف ہین و مقام قلب عشق و محبت و خوف و رجا وغیرہ [illegible]
حاصل ہوتا ہی اور ہر ایک عارف و کامل کو بقدر ادب و استعداد کے اپنی اپنی منزل کا ثمرہ حاصل ہوتا ہی اور وہ [illegible] سے پاک
اور جو فرمایا کہ حفظنہا من کل شیطان رجیم - تو جو کوئی حق راہ سے بھٹکا اور باطل ظلمات مین گمراہ ہی یا مدعی و بیہودہ [illegible]
و ثمرات سے مطرود ہی اور اشارت ہی کہ یہ بروج صفات و معارف ہمیشہ ہواجس نفس و وساوس شیطان سے محفوظ ہین - قولہ [illegible]
البتہ ہواجس نفسانی و شیطانی کبھی عالم عقول و ارواح و اسرار کے ہاتف غیب سے کوئی بات سنکر دعاوے باطلہ سے مدعی ہوتے ہین [illegible]
سے انکو جلا کر عالم طبیعت صاف کر دیا جاتا ہی اور واضح ہو کہ یہان ایک اشارہ اور ہی کہ اللہ تعالے نے سمار قلوب مین بروج مقامات و حالات
رکھے ہین جنمین ہر ایک مین علحدہ علحدہ عالی ہمتین عالم صفات سے انوار حاصل کرنے مین ساعی ہین اور انمین تقلب ہوتا ہی اور اسکا اشارہ حدیث صحیح
مین موجود ہی کہ فرمایا القلوب بین اصبعین من اصابع الرحمن یقلبہا کیف یشاء - یعنی حضرت الرحمن کے دست قدرت مین قلوب محصور ہین جیسے چاہتا ہی
انکو مقلوب فرماتا ہی پس اوتعالے اپنی عظمت و جلال سے ان بروج کو طوارق نفوس و وسواس سے محفوظ فرماتا ہی پس جب نفس امارہ کسی حاشیہ قلب
مین قصد کرتی ہی تو جوش قلب کی آگ سے جلکر خاک ہو جاتی ہی اور یہ ارباب صدق و صفا کے چہرہ حال سے بلکہ چہرہ جمال سے روشن ہوتے ہین کما قال
تعالی تعرفہم بسیماہم - تو انکو انکے چہرہ سے پہچانے اور فرمایا سیماہم فی وجوہہم - انکے نشان انکے چہرون سے ظاہر ہین بعض مشائخ نے کہا کہ اللہ تعالے
نے آسمان مین بروج و مناظر رکھے ہین جن سے آدمی اسکی معرفت کو پہونچتا ہی اور شیخ رح نے کہا کہ یہ فقط اس شخص کیواسطے ہی جسکی چشم باطن روشن ہو کہ علو مقام
کے لیے اسکو ہدایت حاصل ہو اور شیخ ابن طاہر رح نے کہا کہ آسمانی بروج کے نظائر قلب مین بروج ہین مانند خوف و امید و توکل و تفویض و صبر و تسلیم و
یقین انکی اصل ہی پس ہر ایک برج قلبی و ایک برج سماوی سے اللہ تعالی کی معرفت کی راہ ہی مگر اسکو ہر شخص نہین جانتا سواے عارفین و علما کے اور جیسے
بروج سماوی کے لیے ناظرین ہین یون ہی بروج قلبی کے لیے وہی لوگ ناظر ہین جو اپنے نفس پر نظر کرنے کی توفیق دیے گئے ہین - شیخ استاد رح نے کہا کہ
جیسے نجوم آسمانی و بروج فلکی اسکے لیے زینت ہین اور شیطان وہان مرجوم ہوتا ہی ایسے ہی قلوب مین معارف و علوم کے نجوم ہین اگر ابلیس مع لشکر کے
کسی ولی کے قلب سے قریب ہو تو جل جاوے اور یہ قلوب ملائکہ سماوی کے لیے زینت نظر ہین - قولہ والارض مددناہا والقینا فیہا رواسی الآیہ اشارہ سے
ظاہر ہوا کہ قلوب عارفین کو اللہ تعالی نے اپنی قدرت سے وسیع ممدود کر دیا ہی کہ اسکے انوار جمال و جلال کے لیے مبسوط ہی کیونکہ وہ مقام تجلی ربانی ہی اور
مصداق قولہ واشرقت الارض بنور ربہا - پس جسقدر تجلی ہوتی ہی اسی قدر اسمین وسعت و انبساط ہوتا ہی اور اسمین گنجائش ضروری ہی کیونکہ [illegible]
قدم بے نہایت ہی کیونکہ وہان عرش الرحمن و کرسی ہی اور اس صفت کا کوئی دل سواے انبیاء و اولیاء کے دلون کے اللہ تعالی [illegible]
تو نے دیکھا کہ وارد ہوا ہی کہ زمین و آسمان وسعت شان الٰہی کے لائق نہین ولیکن مومن کا دل اسمین گنجائش رکھتا ہی اور کشائش [illegible]
اہل الصدق کے دلون مین شان الٰہی کے سامنے تمام عالم ایک رائی سے کم ہی پھر جب اس شان سے قلوب مین زلزلہ آیا [illegible]
کر کے انکو مضبوط کر دیا - واضح ہو کہ آیت سے ایک اشارہ اور بھی مفہوم ہی وہ یہ کہ جیسے ظاہری تزلزل زمین کا پہاڑ [illegible]
اولیاء اللہ تعالی سے ہی پس سب سے بڑا بوجھ زمین کے سکون کا بلند پہاڑ سے ہی تو سب سے زیادہ قیام اسکا [illegible]
پھر سات سے پھر نو سے پھر چالیس سے پھر ستر سے پھر تین سو سے ہی پس عکس ترتیب مین ابدال و اوتاد [illegible]

[illegible] اہل مکاشفہ پھر اول قطب اعظم ہی جسکی طرف سب کا مرجع ہی اللہ تعالی انھین اولیاء سے اپنی مخلوقات سے بلاء دور کرتا ہی اور
[illegible] سے [illegible] رزق دیتا ہی سہل رح نے کہا کہ زمین کو ممدود فرما کر مضبوط کر دیا کہ دیکھنے والا عبرت کی نگاہ سے دیکھے اور اسمین اولیاء کے مقامات تلاش
کرے [illegible] زمین قائم ہی شیخ استاد رح نے کہا کہ نفوس عابدین زمین عبادت ہین اور قلوب عارفین زمین معرفت ہین جیسے ارواح مشتاقین زمین
[illegible] درجات اور رغبت و رہبت اسکے لیے پہاڑ ہین اور جیسے زمین سے اقسام اقسام کے نباتات اُگائے اسی طرح قلوب اہل الحق سے
[illegible] یقین و ایمان کے معروفات پیدا فرمائے اور یہی عامہ زندہ دلون کے لیے معائش ہین یہی اشارت ہی قولہ وجعلنا لکم فیہا معائش - چنانچہ
[illegible] یقین کی معائش زمین قلبی مین انوار شہود ہین اور محبین کے لیے ظہور انوار تجلی مشہود ہین اور عارفین کے لیے کشف قرب معبود ہین اور موحدین کے لیے
[illegible] کشف کے خطاب مسموع ہی اور زمین قلب کے رہنے والے عقل و فہم و نفس کی غذا نور ایمان و برہان و ایقان ہی - قولہ من لستم لہ برازقین سے اشارت
واضح موجود ہی کہ [illegible] کے رہنے والون کی غذاے مذکور تمھارے دینے سے نہین پہونچتی ہی بلکہ رازق جل شانہ اپنے فضل وجود سے انکو یہ غذا دیتا ہی
[illegible] عقول و نفوس کا رازق ہی - استاد رح نے کہا کہ ہر ایک کا سبب عیش مختلف ہی پس معیشت مریدین تو اسکے اقبال کے یمن سے ہی اور عیش عارفین
[illegible] لطف جمال ہی اور عیش موحدین اسکا کشف جلال ہی اور ہر ایک اپنے حال سے مربوط ہی اور ہر ایک کو اُسکے افضال سے حصہ نصیب ہی اور وہ اپنے
افعال کے تحمل سے پاک ہی - قولہ وان من شیء الا عندنا خزائنہ - جو کچھ عارفون کے قلوب مین انوار مکاشفہ و معرفت و توحید و ایمان و یقین و مقامات و
حالات و الہامات و خطابات سے موجود ہی ہر ایک محصور نہین بلکہ ہمارے پاس اسکے خزائن ہین پھر ان حقائق کے خزائن اُسکی پاک ذات و صفات ہین
اور وہ قدیم ازلی ابدی ہی پھر جو کچھ از قسم وجد و حال و کشف و مقال و توحید و مقام متعلق بپاک صفات ہی اسکا ظہور بقدر قوت قلوب ہی جبکہ ارادت ازلیہ
اس سے متعلق ہوئی ہو - قولہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم - اسکے اشارت سے یہ علم حاصل ہوا کہ بندون کو اپنے رب ذو الجلال والاکرام پر بالحقیقت توکل فرض
ہی اور اسباب و اعراض سے قطع نظر کرین - روایت ہی کہ جنید رح جب اس آیت کریمہ کو پڑھتے تو کہتے کہ پھر تم کہان چلے جاتے ہو - بعض نے کہا کہ خلق کے
پاس حق عز و جل کے خزائن سے قلوب ہین انمین حق تعالے نے سب سے افضل چیز کو ودیعت رکھا ہی اور وہ توحید ہی اور اسکو معرفت سے زینت دی
اور یقین سے منور فرمایا اور تفویض سے بزرگ کر دیا اور توکل سے اُسکو آباد اور ایمان سے کشادہ فرمایا اور مخلوق کے اختیار مین اسمین سے کچھ نہین دیا
(اللہ تعالے کی طرف سپرد کرنا ۱۲)
کیونکہ قلوب کا قیام بقدرت حق تعالی اور اسی کے اوصاف سے منقلب ہین چنانچہ حضرت سید عالم صلعم نے فرمایا کہ ان القلوب الحدیث یعنی دلون کا یہ حال ہی کہ سب
[illegible] تعالی کے قبضہ قدرت مین ہین انکو جسطرح چاہتا ہی لوٹ پوٹ کرتا ہی - پھر دلون مین انوار ہونے کے آثار مین سے یہ مقرر فرمایا کہ اعضاے ظاہرہ
جلدی سے اُسکی فرمانبرداری کی طرف دوڑین اور اگر اُسکی نافرمانی کا نام آوے تو تھک کر بیٹھ رہین اور مخالفت کرنے سے غمناک و پریشان ہون - مترجم
کہتا ہی کہ ایمان کا نور [illegible] جو نیکی کرنے سے خوش ہو اور گناہ کرنے سے بیچین ہو جیسا کہ حدیث صحیح کا مضمون اس بارہ مین آیا ہی - شیخ حمدون رح
نے کہا کہ حق تعالی نے اس آیت سے اپنے بندون کی طمع غیرون سے قطع کر دی پھر اسکے بعد جو کوئی اپنی حاجت غیر سے سمجھے وہ اُسکی جہالت و غفلت کا سبب ہی
شیخ ابن عطا رح نے کہا کہ اقسام آیات الٰہی مین نظر کرنے سے بندہ اُسکے حکم پر مطمئن ہوتا ہی - شیخ سہل رح نے کہا کہ سب سے زیادہ خاص خزانے اللہ تعالی کے زمین مین بندون کے
[illegible] جو اُسکی معرفت سے مومن ہین وہی اُسکی محل نظر ہین تو جو کوئی اس خزانہ کو ہمیشہ اُسکی یاد سے اور نگہداشت سے آباد رکھے تو اللہ تعالی اُسکے دل کو
[illegible] سے منہ موڑے رکھتا ہی - شیخ استاد رح نے کہا کہ خزائن الٰہی سبحانہ فی الحقیقت اُسکے مقدورات ہین اور اللہ تعالی ہر ایسی چیز پر جو
[illegible] کہ اُسکے خزائن زمین کے قلوب عارفین ہین اور اس خزانہ مین ہر قسم کے جواہر ہین چنانچہ حقائق عقلی ایک
[illegible] ہین اور لطائف علمی ایک قسم کے جواہر ہین اور بدائع عرفانی ایک قسم کے جواہر ہین اسی طرح اقسام کے

جواہرات ہین اور اسرار عارفین اسکے بھید کے خزائن ہین پس نفوس اسکی توفیق کے خزائن ہین اور [illegible]
اسکے ذکر کا خزانہ ہی اور کہا گیا کہ اس سے فقراء کے دلون کو راحت دی اس احسان سے جو اغنیاء کیطرف [illegible]
جو انکو دیتے ہین اور اغنیاء کو راحت دی کہ فقراء انسے کچھ طلب کرین پس کسی فقیر کو روا نہین ہی کہ اپنا دل اپنے رب کیطرف [illegible]
اور کسی اور کیطرف محتاجی ظاہر کرے اور غنی کو روا نہین ہی کہ اپنا کچھ احسان کسی پر رکھے کیونکہ تمام ملک اللہ تعالی کا ہی اور [illegible]
کی قدرت نہین سواے اسکے وہی سب پر قادر ہی۔ قولہ وارسلنا الریاح لواقح فانزلنا من السماء ماء الآیہ۔ اشارہ سے ثابت ہی [illegible]
جسکو مینھ کا پانی پہونچکر گل بوٹے اُگتے ہین قلوب کی زمین کو بھی پانی پہونچا ہی اور اس سے بھی اقسام اشجار پیدا ہوتے ہین جیسا کہ احادیث مین قلوب کی
تمثیل زمین کے مختلف قطعات ریگ وشورہ وشیرین مختلف پیداوار والے قطعات سے ثابت ہی پس عارفین کے دلون مین درخت معرفت کا بیج
ہوتا ہی پھر کشف جمال سے ہواے خوشگوار لطف چلتی ہی اور انوار جمال سے انکو سیراب کرکے اسمین سے ثمرہ محبت وشوق وعشق پیدا کرتی ہی قال المترجم
فی الحدیث ان لربکم فی ایام دہرکم نفحات الا فتعرضوا لہا۔ یعنی تمھارے رب کیطرف سے تمھارے ایام زندگی مین نفحات ہین انکے واسطے پیش ہوتے رہو
اور فی الحدیث تفعل بالابدان کما تفعل بالاشجار۔ یعنی ہوے ربیع جیسا درختون کے ساتھ کرتی ہی بدنون کے ساتھ بھی کرتی ہی غرض کہ اسمین اسرار لطیف
ہین فافہم۔ پس بحر کرم سے اسپر باران عنایت ازلیہ برساکر اس سے ثمرات حکمت پیدا کرکے روح کو غذا دیتا ہی ہر شاخ سے حکمت وعلم غیب واسرار خاص
وحقائق پیدا ہوتے ہین کہ پھول وشگوفہ وکلیان انوار تجلیات صفات سے ہین۔ اہل ارادت کو فراق ودوری سے چھڑا کر موافقت کے شربت سے
مفرح فرماتا ہی اور ہر دم انکو جوش مزید باقی ہی ؎ نگویم کہ بر آب قادر نیند + کہ بر ساحل نیل مستسقے اند + بعضے مشائخ نے کہا کہ ہواے لطف ازلی جب عارف
کے قلب پر چلتی ہی تو اسکو ہوا جس نفس ورعونت طبیعت وبیہودہ خواہش سے چھڑا دیتی ہی اور اسمین تقوی کے ثمرات پیدا ہوتے ہین از انجملہ اللہ تعالے پر
اعتصام واعتماد کرتا اور اسکے سواے سب سے منقطع ہونا اور واضح ہو کہ اسی ہوا کا لطف یہ ہی کہ کافر دلون مین سے فجور وعکس نیکی کا پیدا ہوتا ہی جیسا کہ آثار
مین وارد ہی کہ نیکون کے دل ہمیشہ جوش کرکے نیکی اگلتے ہین اور فاجرون کے دلون سے فجور جوش مارتا ہی۔ شیخ ابو عثمان رح نے کہا کہ جیسے باد بہاری سے
درختون کی رگین کشادہ ہو کر پانی چوستی ہین یون ہی نسیم صبا جب چلتی ہی تو کرم کے ساتھ بعضے دلون کے کان کھلجاتے ہین اور وہ وعظ ونصیحت
قبول کرکے اپنے رب کیطرف رجوع کرتے ہین۔ شیخ ابن عطاء رح نے کہا کہ ہواے عنایت سے طاعات پر ثبات ہوتا ہی اور ہواے کرم سے بندہ
نعمت کو پہچانتا ہی اور نسیم توکل سے آدمی کو اللہ تعالی پر بھروسا ہوتا ہی اور ہر ایک ہوا سے بدن کو کچھ اثر اور دل کو کچھ اثر ہوتا ہی [illegible] وہ ہی جسکو
نیک اثر حاصل ہو اور بد وہ ہی جو نیکی سے محروم رہے۔ شیخ استاد رح نے کہا کہ جیسے ہوا سے پانی وخیر کثیر کی امید ہوتی ہی اسی طرح بندہ کے دل مین
جب اپنے رب تعالی کیطرف سے امیدون کے جھونکے پہونچتے ہین تو یہ پہچان ہی کہ اسکو ارادت مین ثبات وحصول مراد ہی اور بعضے کہتے ہین [illegible]
سے وحشت نہین رہتی اور ہواے قرب سے ہمیشہ انس مین مستغرق رہتے ہین اور آخر مین جو فرمایا کہ ما انتم لہ بخازنین۔ تو سمجھنا چاہیے کہ [illegible] کرم
بندون کے اکتساب پر نہین ہی بلکہ محض فضل ولطف ہی اور جب یہ فضل ولطف عارفین کے دلون پر پیدا ہوتا ہی تو اسوقت [illegible]
کما قال بقولہ وانا نحن نحیی ونمیت ونحن الوارثون۔ اللہ تعالی اپنے بندون مین سے جنکو زندہ فرماتا ہی انکو فراق کی [illegible] ایمانی حیات [illegible]
کفر وانقطاع سے جو مردہ ہو گیا اسکو معرفت ایمانی ومشاہدہ سے زندہ فرماتا ہی اور جب زندگی پیدا ہوئی تو موت [illegible] اعضاء [illegible]
اور حیات کے جملہ اسباب پیدا ہوتے ہین چنانچہ ابتداے درجہ پر خلاف شرع شہوات سے جسمانی اعضاء [illegible]
جملہ شہوات سے باز رہتے ہین حتی کہ جب مرتبہ کمال کو پہونچا تو روح اس لائق ہوتی ہی کہ تاب تجلیات [illegible]

[illegible] زندہ ہوتی ہی اور اسرار عارفین رح جمال ازلی و توحید حقیقی سے زندہ ہوتے ہین پس موت [illegible] حقیقت مین متحقق ہی اور بعد موت کے بقا مین شان حضرت عزت تبارک وتعالے ہی پس یہ نکتہ لطیف ہی اور ابتدائی موت وحیات [illegible] زندہ ہوا وہ مشاہدہ جمال قدم و اعتقاد ربوبیت سے زندہ ہوا اور جسکو موت ہوئی اسکو محجوب و منقطع کرکے مردہ کردیا اور وہی [illegible] احکام ربوبیت وعبودیت کا علیم ہی۔ واسطی رح نے کہا کہ زندگی جسکو ہی بوصال ہی اور موت اسکو جو دور کیا گیا۔ بعض مشائخ نے کہا [illegible] حالات سے زندہ کیا اور بعض کو معاصی سے مردہ کیا اور سب چیز ہالک ہی سوائے اسکے۔ شیخ وراق رح نے کہا کہ قلوب کی زندگی بنور ایمان ہی اور [illegible] کی موت یہ ہی کہ شہوات کی پیروی کرین مترجم کہتا ہی کہ قولہ تعالی یا ایہا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم الآیہ اور اسکے سوائے بہت آیات واحادیث اسکے واسطے مثبت ومحقق ہین کہ واقعی موت وزندگی یہی کفر وایمان ہی اور کبھی کفر کو اتباع شہوات سے اور ایمان کو طاعات سے تعبیر کیا جاتا ہی للہ ہی مراد شیخ رح کی ہی اور یہ صحیح ہی کہ بعضے لوگ ایمان لاکر معاصی کے سبب سے قریب مردہ کے ہوجاتے ہین جبکہ انکا گناہ کم یقینی سے ہو کیونکہ وہ ایمان کا نقص ہی بلکہ بعید نہین کہ بسا اوقات صرف اسلام کا نام رہ جاوے ونعوذ باللہ من ذلک۔ شیخ ابوسعید خواز رح نے کہا کہ بندون مین سے زندہ وہ ہی کہ حق سے اسکی حیات ہو اور بندون مین سے مردہ وہ ہی کہ قیوم حقیقی سے اسکی حرکات ہون۔ بعض نے کہا کہ دلون کو مشاہدہ سے اور نفوس کو حجاب سے زندہ ومردہ کیا جاتا ہی۔ شیخ جریری رح نے کہا کہ کتنے لوگ زندہ کہ انکی زندگی درحقیقت انکی موت ہی اور کتنے لوگ مردہ کہ انکی موت درحقیقت انکی حیات ہی۔ سہل رح نے کہا کہ بندگان مومنین کی زندگی معرفت وتوجہ برب تبارک وتعالی ہی اور موت کافرون کی مخالفت وروگردانی ہی اور بھی فرمایا کہ جنکے حق مین سعادت مقدر ہی وہ متابعت وطاعت سے زندہ ہین اور جنکے حق مین شقاوت مقدر ہی وہ شہوت پرستی ونافرمانی سے مردہ ہین۔ شیخ استاد رح نے کہا کہ تن پروری شہوت پرستی وانکار آخرت عدم کمال روح ہی پس نفس اگر مجاہدہ سے مردہ ہو تو قلب زندہ ہوگا اور غافل اپنی غفلت مین مردہ ہی اور مرید اذکار یاد مین مشغول زندہ ہی اور خلاصہ یہ ہی کہ جنکو لطف سے ہدایت دی زندہ ہوئے اور جنکو دور کیا وہ مردہ ہین۔ بالجملہ ان قدرتون سے نظام عالم ومخلوقات وموت وحیات تم سب کے پیدا فرمائے اور اسکے علم مین سب حاضر وموجود ہین اور بیشک تم لوگ ایک بڑے گروہ مخلوقات کے بعد پیدا ہوئے ہو قال عزوجل

وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ

اور بے شک ہمنے جان لیا ہی تم مین سے اگلون کو اور بیشک ہم نے جانا تمھارے پچھلون کو اور بیشک تیرا رب وہی

يَحْشُرُهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ

محشور کریگا وہ تو بڑا حکمت والا اور ضرور ہمنے پیدا کیا آدمی کو کھنکھناتی مٹی سے

مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ وَالْجَاۗنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۝

جو کھنگل بودار سے تھی اور جن کو پہلے اس سے پیدا کردیا تھا سموم کی آگ سے

[illegible] ہم نے اسطرح آسمان وزمین پیدا کیے اور تمھاری جسمانی معیشت زمین سے دی اور ایک مدت مقررہ کے بعد تمکو پھر خاک مین [illegible] خدا خاک مین ملائی جاتی ہی اور آگاہ فرمایا کہ ہم ہی وارث ہین تم سب فانی ہو پھر آن آیات سے عبرت دلائی کہ تم خوب [illegible] پہلے لوگ کہین انکا وجود نہین ہی اور جسے ہم انکو جانتے ہین ویسے ہی پچھلون کو جانتے ہین فقال عزوجل [illegible] اور بیشک ہمارے علم مین ہین وہ لوگ جو تم مین سے پہلے ہوئے یعنے آگے ہوگئے ہین ابن کثیر رح

Marfat.com

نے لکھا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یعنی مستقدمین وہ ہین جو نسل آدم علیہ السلام سے مرچکے
سے پہلے خیال کرین۔ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاخِرِيْنَ۔ اور یہ مستاخرین جو اللہ تعالے کے
تک ہون۔ ایسی ہی تفسیر عکرمہ و مجاہد و ضحاک و قتادہ و محمد بن کعب و شعبی وغیرہم سے مروی ہی اور اسی کو ابن
جریر رحمہ اللہ تعالے نے باسناد خود ابو معشر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ عون بن عبد اللہ نے محمد بن کعب
کیا اور کہا کہ یہ نماز کی صفون کے بارہ مین ہی کہ کون صف رغبت سے آگے ہوتی ہی اور کون صف دیر کرکے پیچھے پڑجاتی
یہی نہین ہی بلکہ مستقدمین جو مرچکے یا قتل ہوئے اور مستاخرین جو آیندہ قیامت تک ہونگے۔ وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ
اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ اور تیرا رب ضرور انکو وقت قیامت کے قبرون سے اور جہان ہون اٹھاکر حشر مین جمع فرماویگا
دانا ہی پس عون بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالے ہمیشہ تمکو توفیق و جزاے خیر عطا فرماوے یہی معنے ہین بالجملہ آیت مین
استدلال بتلایا کہ جب اسکا خالق ہونا قطعی دلیل سے اور اسکی عظیم قدرتین تمھاری عقول سے بلند ہین تو پھر کسقدر جہل و گمراہی ہی کہ تمکو اسمین شک ہی
کہ دوبارہ خاک سے کیونکر پیدا ہونگے حالانکہ تم اور تمھاری غذا ایسی عظیم الشان قدرت سے اس نے پیدا کی تو دوبارہ وہ کیون نہین پیدا کرسکتا ہی اور
تمام انبیاء سابقین و صالحین برابر اسکی متواتر خبر دیتے رہے۔ واضح ہو کہ موجودہ لوگون مین از راہ موت و حیات کے اگلا و پچھلا ہونا اسی طرح ہی
کہ ہنوز زندگی مین اگلون سے جو مرچکے ہین پچھڑے ہوئے ہین اور قریب ہی کہ انکے ساتھ لاحق ہونگے جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قبرون کی زیارت
مین مردون کو فرماتے کہ تم ہم سے آگے گئے اور ہم بھی انشاء اللہ تعالے تم سے لاحق ہوتے والے ہین ولیکن سبقت و پچھڑنا فقط موت کی راہ سے
تو بیان ہوگیا ہی اسی قدر پر انحصار نہین ہی کیونکہ اللہ تعالے ہر طرح نیکی و بدی مین آگے ہونے والون و پچھڑنے والون کو جانتا ہی حتے کہ اگر ایک بیباک
آدمی کسی فسق و فجور مین بے دھڑک آگے ہو اور دوسرا اگرچہ اسکے ساتھ ہو لیکن جھجکا ہوا اور ڈرا ہوا تو دونون کا علم اللہ تعالے کو ہی کہ اگلا تو قریب
کفر کے یا کافر ہی اور دوسرا گنہگار ہی جبکہ وہ گناہ سے ڈرتا ہوا ہی اگرچہ غفلت سے ساتھ ہی لہذا سلف صالحین اس آیت سے اپنے حق مین احکام نکالتے تھے
جیسے طاعت مین مقدم و موخر ہونا اور صف جہاد مین آخرت پر وثوق و خوشی سے مقدم و موخر ہونا یا شہید ہوکر سبقت کرنا اور زندہ رہ کر پچھڑنا اور
جیسے شرعی درجہ سے پچھڑنا مثلاً اول صف اعلے و اقدم ہی اور پچھلی ادنے ہی چنانچہ احادیث مین وارد ہی کہ مردون کی صف بہتر وہ ہی جو اول ہو اور
بری وہ ہی جو سب صفون سے پیچھے ہو اور عورتون کی بڑی صف وہ ہی جو سب سے آگے یعنے مردون سے قریب ہو اور اچھی وہ ہی جو سب سے پیچھے
ہو کما فی الصحاح پھر اگر مردون کی صفوف مین سے کوئی شخص اس غرض سے پچھلی صف مین ہوجاوے کہ اگلون کو تکلیف نہو یا سب لوگ برابر
ہوئے تو خواہ مخواہ صفین آگے پیچھے ہونگے تو اس صورت مین انشاء اللہ تعالے ثواب مین برابر ہین بلکہ اگلون کو آرام دینے کی نیت سے [illegible] ثواب ہی
ولیکن اگر کوئی شخص اس غرض سے پیچھے صف مین آیا کہ کسی عورت نامحرم پر نظر ڈالے تو اللہ تعالے اسکو جانتا ہی یعنے اسکو [illegible] چنانچہ
حدیث مین یہ واقعہ مذکور ہی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک عورت بہت خوبصورت عورتون مین سے [illegible] ایسی نہین دیکھی
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھا کرتی تھی پس مردون مین سے بعضے تو اگلی صف مین چلے جاتے [illegible]
پیچھے چلے آتے تاکہ رکوع و سجدہ مین اسکو دیکھین پھر اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی یعنے جب [illegible]
اور ایسی تقدیم والون کو ثواب ہی اور پچھڑنے والون کو گناہ ہی پس توبہ کرنا لازم ہوا۔ رواہ احمد [illegible]
حبان والحاکم وصححہ ولیکن عبد الرزاق و ابن المنذر نے ابو الجوزاء کا قول روایت کیا ہی اور [illegible]

Marfat.com

[illegible] اللہ تعالے نے کہا کہ اس حدیث مین سخت نکارت ہی یعنے بالکل پہچانی نہین جاتی ہی اور سخت ضعف ہی۔ بالجملہ اگر یہ قصہ
ثابت ہو [illegible] ہو جو ہم نے اوپر بیان کردی کہ آیت سے اسکا حکم ثابت ہی اور دنیا مین لوگون کے واسطے اسطرح اللہ تعالے کی درگاہ مین
خوف [illegible] رکھنا ہر کام مین لازم ہی حسن بصری رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ مستقدمین جو طاعت الٰہی مین پیش قدم ہین اور مستاخرین
[illegible] مین پڑے ہین اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مستقدمین حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر جہان تک انکی اولاد مرچکی ہی اور مستاخرین
جو ہنوز پیدا نہین ہوئے ہین قیامت تک۔ غرضکہ اللہ تعالے کے علم و قدرت سے کوئی مخلوق مخفی نہین اور وہ انکو ضرور محشور فرما کر انکے لائق ٹھکانا
انکو دیگا اور ثابت ہو گیا ہی کہ آخرت کے دو ٹھکانے ہین جنت یا دوزخ اور ہر ایک مخلوق انسانی و جنی کے واسطے انمین سے ایک ٹھکانا ضروری ہی
پھر آدمی ضرور جانتا ہی کہ اکثر اوقات عقل سے اسکو ایک بات بہتر و خوب معلوم ہوتی ہی ولیکن خواہش و خیالات سے وہ دوسری بات پر عمل کر کے
خوار ہوتا ہی پس اللہ تعالے نے اصل حقیقت انسانی و پھر آدمی اور جن کی اقسام مین سے شیطانی باہمی عداوت و اسکے آثار کا جنکو آدمی بالیقین
مشاہدہ کرتا ہی مفصل بیان فرما دیا فقال جل شانہ۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ اور بیشک ہم نے پیدا کر دیا انسان کو یعنے حضرت آدم
علیہ السلام کو جو انسانی قسم کے اصل ہین۔ مِنْ صَلْصَالٍ خشک کھنکھناتی مٹی سے جو کہ۔ مِنْ حَمَاءٍ مَّسْنُوْنٍ کہگل بودار تھی
واضح ہو کہ حما وہ مٹی جسمین پانی ڈالا گیا ہو اور وہ دیر تک پڑی رہ کر سیاہ بدبودار ہو گئی ہو یا بدبودار نہو اور مسنون سے مراد متغیر ہونا۔ ابو عبیدہ
رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ جسکا پانی جذب ہو گیا ہو اور سیبویہ رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ مسنون وہ ہی جو صورت بنایا گیا ہو۔ بہرحال اول جسم
حضرت آدم علیہ السلام تراب یعنے خاک متفرق ریزہ تھی پھر تر کیے جانے کے بعد طین ہو گئی پھر دیر کے بعد طین لازب یعنے چپکتی ہوئی لسدار ہو گئی
پھر حما مسنون ہوئی اور اکثر کے نزدیک یہی طین لازب ہی پھر خشک ہو کر صلصال ہوئی اور اللہ تعالے نے آیات مین جسم انسانی کے ان اطوار مین سے
ہر طور کے لازمی خواص و حالات کے مناسب ہر مقام پر کہین تراب اور کہین طین وغیرہ سے تعبیر فرمایا ہی اور اکثر مفسرین و اہل لغت نے کہا کہ آگ
مین پکائے جانے کے بعد برتن کو فخار کہتے ہین اور بعض آیات مین صلصال کا نفخار بھی آیا تو ظاہرا اس جسم مین ترکیب آتشی سے فخار فرمایا ہی
اور چونکہ وہ عجیب حکمت تھی لہذا کا نفخار کہا کیونکہ آدمی اپنی عاجزی سے آگ مین پکاتا ہی اسکو آتشی ترکیب نہین دیسکتا ہی اور ابن عباس رض
نے کہا کہ انسانی جسم پر تین حالت ہین طین لازب و صلصال و حماء مسنون۔ اور سورہ بقرہ مین گزرا کہ حدیث مین آیا ہی کہ اللہ تعالے نے تمام
روے زمین کے انواع و اقسام کی مشت خاک سے جسم انسانی بنایا پس زمین شور و شیرین و ریگ و عمدہ کے رنگ و اقسام پانی کے آثار اخلاق
حضرت آدم علیہ السلام کی مختلف اولاد مین ظاہر ہوئے۔ دقیق نظر و کامل العقل علماء نے لطیف اشارہ کیا کہ نطفہ انسانی ایک جوہر اصل ہی کہ اسی سے
رگ و پٹھے و قوی و اعضا و ہڈیان ظہور کرتی ہین حتے کہ اگر کسی بچہ مین کوئی کمی ہو تو کسی تدبیر خارجی و دوا سے وہ عضو یا قوت پیدا کرنا ممکن نہین ہوتا ہی بالجملہ
جسم انسانی مین چارون عنصر خاک و باد و آب و آتش موجود ہین لیکن اسکو خاکی فقط اسلیے کہتے ہین کہ اسپر غالب و اصل یہی جزو ہی جیسے جنون پر جزو آتشی
غالب ہو قال تعالے۔ وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ اور جان کو ہم نے پیدا کیا پہلے آدم سے نار سموم سے
اور دوسری نصوص و احادیث مین مارج من النار سے پیدائش ظاہر ہی اور دونون معنے متقارب و متلازم ہین پس جان کون ہی اور نار سموم کیا ہی
[illegible] جاننا چاہیے کہ جمہور مفسرین کے نزدیک جان بتشدید نون جنون کا باپ ہی اور آنکھون سے پوشیدہ ہونے کی وجہ سے جن
[illegible] اور یہ قسم خلقت کی اپنے آپ کو اورون کی نظر سے پوشیدہ رکھتی ہی اور جیسے پانی بسبب لطافت کے جیسا مقام و ظرف ہو مثلث
[illegible] اسی شکل پر ہو جاتا ہی اس سے زیادہ ہوا پھر اس سے بڑھکر آگ یعنی جسکو سوزش سے پہچانا جاتا ہی ورنہ لکڑی وغیرہ

Marfat.com

انگارا تو وہ جسم خاکی ہی جسمین آگ اثر کر گئی ہی مگر فرق یہ ہوتا ہی کہ پانی وہوا و آگ مین حواس و تمیز نہین
اپنے آپ بدلکر دوسری شکل مین ہو سکتے ہین۔ بعض مفسرین جنمین حسن بصری و قتادہ وغیرہ ہین کہتے ہین
دونون قول مین فرق یہ ہی کہ جنون مین تو مسلمان و کافر ہین اور وی کھاتے و پیتے و مرتے و زندہ رہتے و پیدا
شیاطین مین کوئی مسلمان نہین اور نہ وی مرتے ہین۔ اور مترجم کہتا ہی کہ نہ مرنا ابلیس کے حق مین خصوص تو قطعی
ورنہ وہ اپنی زندگی تا قیامت کی درخواست نہ کرتا اور شاید کہ اُسکی اولاد کا بھی حال یہی ہو گیا ہو اور اس سے یہ بھی ظاہر
واحد ہی اور کان من الجن یعنے ابلیس جنون مین سے تھا اُسکی تائید کرتا ہی اور جیسے شیطان کو دائمی زندگی وغیرہ بعضی خاص
کہ اُسکی ذریات کو بھی اُسکے ساتھ شرکت ہو جس سے عام جن خالی ہون اور کچھ تردد نہین کہ جو رنگ و ہیئات مثلاً حبشیون کو دی گئی اس سے دیگر
اصناف انسانی خالی ہین اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا جاتا ہی کہ جن مین سے جو مسخ کر دیے گئے یعنے ابلیس وغیرہ وہ جان ہین
جیسے بعضی اگلی قومین انسانی مسخ کی گئی ہین اور بعض نے کہا کہ خلقت مین جنون کی پیدائش تو مارج من نار یعنے زبانہ آتش سے ہی اور جان کی پیدائش
نار سموم سے اور ملائکہ کی پیدائش نور سے ہی اور مین کہتا ہون کہ بیضاوی رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ ظاہرا جنون کی پیدائش فقط آگ سے نہین ہی
بلکہ آگ کا جزو انپر غالب ہی یعنے جیسے آدمی پر خاک کے غلبہ سے مادہ ظاہر اور آنکھون سے نظر آتا ہی اور آدمی تو آگ کو نہین دیکھتا تو جن بھی نظر نہین آتے
مگر اس صورت مین کہ وی مثل بگولہ کے اپنا دوسرا جزو خاکی وغیرہ ظاہر اور آتشی پوشیدہ کر لین تو شکل خاکی ہیولانی نظر آویگی۔ اور جب یہ معلوم ہو گیا تو جنون
کی غذا اور آواز اشعار و پڑھنا پڑھانا اور انمین سے مسلمانون کا عاجزی کے لباس خاکی مین بشکل آدمی نماز پڑھتے ظاہر ہونا اور بعضے صحابہ رضی اللہ عنہ سے
ملنا اور مانند اسکے جو حالات اُنکے احادیث و آثار و روایات معتبرہ مین ثابت ہوئے ہین سب کی توجیہ بلا تکلف ظاہر ہی لیکن یہ واضح رہے کہ اللہ تعالی
نے ہر ایک آدمی کے ساتھ ملائکہ پیدا کیے ہین اور قطعی ثابت ہوا ہی کہ ملائکہ سے کوئی خلقت مقابلہ نہین کر سکتی ہی پس انتظام عالم جس خالق قادر قیوم کے قبضہ
قدرت مین ہی اس سے ہر ایک مخلوق اُسکے قہر مین مقہور اور اپنے حال مین مجبور ہی جیسے کسی ملک کے شیرون کو یہ قدرت نہین ہی کہ لاکھون جنگل سے
نکلکر جمع ہو کر تمام آدمیون کو ہلاک کر ڈالین اور جسقدر قطعی دلائل قدرت اوپر کی آیات مین ظاہر و مدلل مذکور ہوئے ہین کسی کو مجال کلام نہین
دیتے ہین۔ اور نار سموم وہ ہواے سخت گرم جسکو لون یا لوہ وغیرہ کہتے ہین ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو مار ڈالتی ہی۔ عبد اللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ سموم جو چلتی ہی یعنے لون کی ہوا یہ اس سموم کا جس سے جان پیدا ہوئی ہین ستر جزو کا ایک جزو ہی۔ ابن عباس رضی نے کہا کہ آگ کی
لپٹ سے جان پیدا ہوئے ہین خطیب رحمہ اللہ تعالے نے ذکر کیا کہ ابو صالح نے کہا کہ سموم وہ آگ ہی کہ اسمین دھوان نہین ہی اس سے صواعق پیدا
ہوتے ہین اور آسمان و حجاب کے درمیان صاعقہ رہتے ہین جب اللہ تعالے کوئی امر پیدا فرماتا ہی تو حجاب پھاڑ کر آواز سے گرتی ہین معالم سے
بھی یہ خلاصہ ماخوذ ہی۔ اس مقام پر علوم بہت کثیر ہین اور جو شخص بیوقوفی سے سرسری خیال و نظر کرے وہ فہم سے محروم ہی اور جس نے دلائل و
آیات و عقلیات پر نگاہ کی وہ تقریر کے اشارات سے عجائبات پر حاوی ہوگا واللہ تعالے ہو الموفق ف فی العرائس قولہ تعالے ولقد علمنا
المستقدمین منکم الآیہ واضح ہو کہ مختلف اوقات مین اولیاء کے دلون پر واردات غیبی کا ظہور ہوتا ہی مثلاً زمانہ طفولیت مین ابراہیم و یوسف و عیسی
و یحیی علیہم السلام پر اور کمال شباب مین موسے و داؤد و محمد صلے اللہ علیہ و علیہم وسلم پر اور مثلاً ازل مین ظہور خطاب و کشف حجاب جسکا
ناظہور رہا یا بعد حجاب کے ایقان و ایمان سے انکشاف ہوا اور جیسے وی عارف جنکو جذبات نے مقدم کیا
پہنچے اور جیسے دوسری اقسام تو یہ ایک راہ سے مقدم اور وہ ایک کمال سے موخر ہین از انجملہ متقدم

[illegible] لذات مواہب اصل ہین یا تقدم جو محبت وشوق سے طالب رضوان ومتاخر بخیال بخطوظ لذات
[illegible] معصیت ہین اور واضح ہو کہ اشارات سے ہو کہ استقدام انھین کو ہو جو ارادت صادقہ رکھتے ہین
[illegible] گئے تو صفائی قلب وقرابت سے فوراً حاضر ہوئے اور متاخر وہ ہین کہ شدت جذب وشوق سے زیر بار ہو کر از خود رفتہ
ہین جیسے [illegible] ومعدن وحمدون ونوری وشبلی وحصری وہشام بن عبید ون الشیرازی وعلی بن سہل بیضاوی ومانند انکے جو جذبات حق ہین
مستغرق ہے۔ ابن عطاء رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ بعضے قلوب کی ہمت بلند ہوتی ہو کہ دنیا وما فیہا بلکہ تمام عالم ماسوائے حق تعالے آخرت ہو یا اولے
سے نظر دور رکھتے ہین کسی سے وہ ہین آلودہ نہین ہوتے اور بعضے ایسے ہین کہ اُنکی نظر ایک دم کو بھی اکوان وحدثان سے جدا نہین ہوتی ہو
اور برابر کسی کون وفساد سے لوث رکھتے ہین۔ شیخ نہرجوری رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ علم الٰہی دونون قسم کو محیط ہو جو سرعت کے ساتھ اُسکی طاعت
کی طرف راغب ہین اور جو پر شانی وکسل کے ساتھ اسکے حکم کو اُٹھاتے ہین۔ شیخ اُستاد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اہل معرفت اپنی ہمتون
سے پیش قدم ہین اور اہل عبادت اپنی رغبت سے اور اہل توبہ اپنی ندامت سے آگے ہین اور اُنکے مقابل اقوام بیستی مین درجہ بدرجہ ہین پس
مقابل عبادت کے اہل معصیت ہین اور مقابل اہل معرفت کے کافر ہین جو خسائس پر ہمت مقصور کیے ہوے اپنی رضامندی وہمت سے خوار ہین
اور بعضون نے کہا کہ متقدمین ایسے بندے ہین جو عزم کے ساتھ شرعی احکام مین اولے واحسن اختیار کرتے ہین اور متاخرین وہ ہین جو
رخصت واباحت مین گرفتار ہین قال المترجم یہ تفسیر گویا دوسری آیت سے ماخوذ ہی یعنے قولہ تعالے اولئک یسارعون فی الخیرات
وہم لہا سابقون معنی یہ کہ ایسے کامل یقین وعزم بالجزم والے وہی نیکیون مین جلدی کرتے اور اسمین سبقت لیجانے والے ہین مترجم کہتا ہو کہ اس
تفسیر کی لطافت باجمال وتفصیل دونون طرح پوشیدہ نہین ہی بلکہ لائق ہو کہ ظاہری تفسیر مین بھی اس آیت سے استمداد لیجاوے اور وہ
احسن التفاسیر ہوگی واللہ سبحانہ وتعالے اعلم قولہ ولقد خلقنا الانسان الآیہ۔ واضح ہو کہ حق سبحانہ تعالے ازل مین اپنے کمالات شان لطف
وقہر سے موصوف تھا اور دونون کی تاثیرات تجلی بعین قدم بجانب عدم ظہور مین آئین پس تجلی لطف کے انوار سے عدم سے خاک وپانی کو پیدا
فرما کر جسم انسانی کے لیے اصل کر دیا اور تجلی قہر کے آثار سے آگ پیدا کر کے اُسکو موالید جن وجان کے واسطے اصل کیا پھر خاک وپانی سے آدم کو
پیدا کیا اور اُنکی تمام معیشت بھی انھین دونون سے انواع عجیبہ کے پیرایہ مین ظاہر فرمائین اور یہ تجلی نور لطفی ہی اور جن والبلیس کو آگ سے پیدا کیا
اور وہ تاثیر تجلی قہری ہی اسی جہت سے ان دونون مین مخالفت ذاتی واقع ہوئی جیسے آگ وپانی مین بہت محسوس ہی ولیکن سبقت لطف و
رحمت کی غضب پر ہونے سے تقدم خاک وپانی کو ہوا پھر آگ کو غضب سے بنایا اسی واسطے جو فریق آدمی کا ہی البلیس کے ساتھ ہین اپنے محل یعنے
آگ کے عذاب کے سوائے ٹھکانا نہین پاسکتے ہین اور بندون کا تقدم ہو کر پھر اُنکے عذاب کی چیز یعنے آگ کا تاخر اُنکے بعد ہوا اور سبقت رحمت کی
غضب پر منصوص ہی تو اُنکے ظہورات مین بھی یہی ترتیب ظاہر ہی لہذا تقدم خاک وآب کا آگ پر صاف معلوم ہو گیا اور وجہ عداوت بھی اور یہ کہ
ظہور حضرت آدم علیہ السلام مع اولاد صالحین ودیگر ذریات کے ظہور رحمت ہین اور یہ کہ ظہور ابلیس مع ذریات اپنی کے ظہور قہری ہی۔ واضح ہو کہ
جب حق تعالے عزوجل نے خلق انسان چاہی تو سپید موتی پیدا کر کے اسپر جمیع صفات ذات سے تجلی فرمائی کہ صولت کبریا رجل شانہ سے وہ
آئینہ [illegible] جلالی وجمالی ہو گیا اور جامع برکات تجلی ذات وصفات کے ساتھ متلاطم ہوا اور پانی پر اپنے نفس کا یعین لایا اور یہی یعین
[illegible] تعالے عزوجل حکیم قادر علیم جل شانہ نے زمین پیدا کی اور یہ پانی گرد زمین کے پھر کر اُسکے اندر بھی ساری ہوا پھر اس سے جسم
[illegible] پانی کے اثر سے تھی اور پانی آثار تجلی سے جو عظمت کی تھی منجذب ہوا کہ خلقت آدم از صلصال جماء مسنون ہوئی

پس جب خلقت آدم کو چاہا تو اسکے پانی و مٹی پر تجلی قدم و بقا سے خمیر فرمایا اور انھین دونون تجلیات
بقولہ خلقت بیدی یعنے قدم و بقا پس چالیس صبح رہا کہ ہر صبح انمین سے کشف ہزار صفت تھی کہ چالیس
اور طینت آدم و صورت کو مساقط انوار تجلی صفات فرمایا۔ اقول یہان سے تکمیلی حالات کمالیہ مین
وغیرہ سے استیناس ہی کہ بعد شہادات آثار و انوار توفیق سے تحقیق ہو سکتی ہی واللہ تعالیٰ اعلم پھر جب صورت کی تکمیل
آخرت کے اسی ہزار برس ڈالدیا اور انواع کمالات سے تجلیات بے پایان اسکو تربیت فرمایا یہانتک نظر اس جسم حضرت
صورت آدم و تمام عالم سے پہلے آخرت کے دو لاکھ سال قبل سے پیدا فرمایا تھا اور یہ بیان حدیث سے ماخوذ ہی اور خلقت روح آدم
اور تجلی جمیع صفات سے اسکی بھی تکمیل فرمائی اور اسکو حجلہ غیب الغیب اور اسکے غیب مین مخفی فرمایا اور نظر ملائکہ سے بھی پوشیدہ رکھا پھر طینت آدم
ملبوس کیا مگر ملائکہ نے عدم معرفت سے اسکو حقیر دیکھا اور اس صورت کی جلالت قدر سے واقف نہو کے لیکن بمقتضاے جبلت نورانیت
وحسد وغیرہ دائم کی گنجائش انمین نہ تھی بخلاف ابلیس کے کہ اس نے اندھے پن سے اسپر تکبر و تفاخر کیا پھر جب خالق عزوجل نے صنعت
عجیبہ کو چاہا تو بحکم نفخت فیہ من روحی۔ پردہ غیب سے اسکو اس جسم مین نفخ فرمایا اور یہ نفخہ پاک منزہ ہی ایسی سانس سے جو حادث کے خیال مین
آوے پس بقدرت و ارادت الٰہیہ یہ صورت جامع اوصاف ادب سے کھڑی ہوئی اور ملک بقا کے تخت عزت پر متمکن ہوئی اور درمیان
جن و ملائکہ کے عدل و قوام و مجمع انعام سے پسند و مختار فرمائی گئی اور اسکو لیاقت قرب و وصال و کشف جمال و جلال و علم و کمال سب عطا
ہوئی پس ملائکہ پر بھی اسکا فضل روشن ہو گیا کیونکہ ملائکہ کا وجود بامر واحد ہوا اور خلقت آدم باین تجلیات ذات و صفات ہوا۔ مترجم
کہتا ہی کہ حدیث مین ہی کہ ملائکہ نے استدعا کی کہ ہم سب بندے تیری تسبیح و تہلیل کرتے ہین اور طاعت کے سواے ہمارا کام نہین ہی ملک آخرت
ہمارے لیے کر دیا جاوے اور آدمیون کے لیے ملک زمین و دنیا کیجاوے تو حکم ہوا کہ آدم کے ساتھ جسکو مین نے اپنی دست قدرت سے
بنایا مین نہین برابر کرونگا اسکو جسکی پیدائش مین نے امر کن سے فرمائی ہی اصل حدیث مشکوۃ مین ہی۔ شیخ نے لکھا کہ اس سے ظاہر ہی کہ بڑا فرق ہی
درمیان ملائکہ و آدم کے اور بعض نے کہا کہ دونون مین سے ایک کا ایجاد حکم کن سے اور دوسرے کا اظہار بدست قدرت از صلصال حمار مسنون
ہی تو دونون کی قیمتون کا اندازہ کرنا چاہیے۔ شیخ استاد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ آدمیون کی نسبت خاکی بیان کر دی کہ کبھی انکو نسبی غرور
نہو بلکہ اصلاح تربیت پر مشکور ہون اور قربت کے نور سے معمور ہون۔ مترجم کہتا ہی کہ اکثر کتب تفسیر مین اس مقام پر لکھا گیا کہ سیاق آیات سے
مقصود اظہار فضیلت حضرت آدم علیہ السلام ہی اور مین کہتا ہون کہ آدمی کو ان آیات سے اپنی خلقت مین اللہ تعالیٰ کی عجائب قدرت
دیکھنے کی تعلیم ہی کہ وہ اپنے روزانہ تجربہ سے بھی اپنے جسم کو خاکی ترکیب سے پاتا ہی اور ہر ملک کی خاک اور وہان کا پانی اسی کے جسم سے موافقت
کرتا ہی جو وہین کے مردہ ہین اور ہر ایک قطعہ کی مختلف پیداوار سے مختلف آدمیون کو اسکی خاک و پانی کی موافقت سے نفع ہوتا ہی اور یہ
تمام پیداوار درحقیقت اسی خاک کے طرح طرح کے ظہورات ہین اور آخر جسم مع اپنی غذاے لطیف و کثیف کے سب خاک ہی اور پانی کمال
روحی ہی جو اس جسم کے ساتھ ہوتا ہی اور بعد جسم کے پھر کوئی کمال روح کو ملنا ممکن نہین ہی چنانچہ شیخ علاء الدولہ سمنانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہی
کہ بعد موت کے علم وغیرہ نہین ہوتا اور شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے خلاف کیا اور کہا کہ ہوتا ہی اور قولہ تعالیٰ بل احیاء عند ربہم یرزقون
یحتسبون سے استدلال کیا کہ یہ ظہور انکے واسطے علم مزید ہی اور حق یہ ہی کہ شیخ علاء الدولہ رضی اللہ عنہ کا قول [illegible] ہی اگر مقصود [illegible]
روح کو نفع ہوتا ہی کیونکہ اگر بعد موت کے بندہ کو حصول یقین و علم کافی ہوتا تو ہر کافر جو نزع کے [illegible] سے آگاہ

[illegible] حدیث مین ہو کہ اسی حالت پر مبعوث ہوگا جسپر مرا ہی اور اگر مقصود یہ ہو کہ ظہور حق و باطل وہان عیان [illegible] نہین ہو مگر کافر کو مثلاً اس سے کچھ حصول نہین ہی۔ الحاصل آدمی اپنے نفس کی معرفت سے اپنے رب تبارک و تعالیٰ کو پہچانتا ہی [illegible] بات عیان ہو جاتی ہی کہ شیطان و اسکی دشمنی کے کیا معنے ہین حتے کہ دنیا مین آدمی کا دشمن کوئی آدمی اسقدر نہین ہو سکتا جسقدر شیطان [illegible] دشمن ہی پھر علاوہ ذاتی مخالفت کے قدرت سے جو واقعہ ظہور مین آیا وہ فعلی عداوت ہی اور ملائکہ کی دوستی ظاہر ہی

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے متنبہ فرمایا ہی

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝

اور جب کہا تیرے رب نے ملائکہ سے کہ مین پیدا کرنے والا ہون ایک بشر کو صلصال سے جو حما مسنون سے ہی

فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ

پھر جب مین اسکو پورا کرکے اسمین پھونکون اپنی بنائی روح کو تو تم گرنا پڑنا اسکے لیے سجدہ کرتے سو سجدہ کیا ملائکہ نے کل سب کے

اَجْمَعُوْنَ ۝ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا

سب نے سوائے ابلیس کے جسنے نمانا اس حکم کو کہ ہووے ساجدون کے ساتھ فرمایا کہ او ابلیس تجھے کیا تھا کہ تو

تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝

نہووے سجدہ کرنے والون کے ساتھ عرض کیا کہ مین تو ایسا نہین ہون کہ سجدہ کرون ایسے بشر کو جسے تو نے پیدا کیا ہی صلصال سے جو حما مسنون سے ہی

وَ۔ اور نصیحت حقیقی و تذکرہ جامع علوم دنیاوی و اخروی بیان کردے ای محمد کہ۔ اِذْ قَالَ رَبُّكَ۔ جب کہا تیرے پروردگار نے یعنی جس نے آدم و تمام مخلوقات کو پیدا کیا ہی اس نے کہا۔ لِلْمَلٰٓئِكَةِ فرشتون سے کہ۔ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مین پیدا کرنے والا ہون ایک بشر۔ مِّنْ صَلْصَالٍ کھنکھناتی مٹی سے۔ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ جو سیاہ کھکل سے ہوگی۔ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ پھر جب مین اسکو پورا کرون یعنے جس قدرت و حکمت سے اسکو بنانا چاہا ہی جب اعتدال و حکمت کے ساتھ اسکو پورا کرون۔ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ اور پھونکون اسمین اپنی روح سے۔ فَقَعُوْا تو گر پڑو۔ لَهٗ سٰجِدِيْنَ اسکے لیے سجدہ کرتے ہوئے۔ شیخ ابو السعود رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ نفخ روح ایک تمثیل ہی یعنے نہ وہان پھونک تھی اور نہ کوئی ایسی چیز جسمین پھونکا جاوے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ایک جسم قابل حیات مین حیات پیدا کرنے کو اس مثال سے بیان فرمایا یعنے جب اس پتلے کی استعداد پوری ہو جاوے اور مین اسمین روح کو جو میرے حکم سے ایک چیز ہی اسمین فائض کرون تو تم اسکے لیے سجدے مین گر پڑنا۔ نیشاپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تمام امت کا اتفاق ہی کہ من روحی مین اپنی طرف نسبت کرنا آدم کی بزرگی و تکریم کے لیے ہی اور دوسری آیت مین روح کی حقیقت اسی قدر بتلائی [illegible] روح من امر ربی روح میرے رب کے امر سے ہی یعنی امر الٰہی سبحانہ تعالیٰ ہی جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ روح منہ یعنی اللہ تعالیٰ [illegible] روح تھا یعنے اللہ تعالیٰ کی مخلوقات مین سے ایک چیز روح ہی کہ عام آدمی اتنا علم نہین رکھتے جو اس سے آگاہ ہون۔ پھر ملائکہ کو [illegible] تو اہل الحق کہتے ہین کہ آدم سے ظہور شان الٰہی سبحانہ تعالیٰ کا تھا پس ملائکہ نے اسکو سجدہ کیا۔ بعضے علماء نے کہا کہ آدم [illegible] ملائکہ نے انکی طرف کو اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا۔ شیخ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہ سجدہ بطریق تحیت سلام کے [illegible] اور بعضون نے کہا کہ نہین سر ٹیک کر تھا اور اسمین شک نہین کہ یہ سجدہ عبادت نہ تھا۔ اور واضح ہو کہ حدیث

[illegible] کھنکھناتی مٹی [illegible]

[illegible] سیاہ مٹی بدبودار چپکتی ہوئی [illegible]

Marfat.com

مین آیا ہو کہ آدم کو حکم ہوا کہ اس گروہ ملائکہ کو سلام کرے انھون نے جواب مین وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ [illegible]
اکی باہمی تحیت ہو کما فے السنن۔ اور مترجم کہتا ہو کہ یہان اس قسم کی گفتگو ایک قیاسی بات ہو کیونکہ ملائکہ کی [illegible]
تجویز کرکے تب کہا جاوے کہ انکا سجدہ بھی سر ٹیک کر ہوتا ہی پس بہتر یہ ہو کہ اسقدر جان لیا جاوے کہ جو [illegible]
وہ نہ تھا باقی کچھ تردد نہین کہ ملائکہ کو حکم ہوا کہ اسکو سجدہ کرو۔ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ [illegible]
سب کے سب نے۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ ظاہرا یہودیون کی روایت سے ابن جریر رحمہ اللہ تعالے [illegible]
نقل کیا کہ اول ملائکہ نے انکار کیا تو انکو اللہ تعالے نے خاک کر دیا پھر دوسرے پیدا کیے انھون نے فوراً سجدہ کیا [illegible]
نبض قرآنی ملائکہ نورانی ہین جو حکم ہوتا ہو بلا درنگ بجالاتے ہین پس یہ روایت یہودیون کی نادانی ہو بلکہ جن ملائکہ کو حکم تھا انھون نے فوراً بغیر
تاخیر کے سجدہ کیا۔ اسی وجہ سے جس عبادت کا حکم ہو اسکو فوراً ادا کرنا عمدہ ہو جیسے حدیث مین ہو کہ کسی نے پوچھا کہ کون عبادت [illegible]
کہ نماز کے اول وقت مین نماز ادا کرنا۔ واضح ہو کہ عشاء کی تاخیر تہائی رات تک دوسری وجہ سے مستحب ہو اور تمام کلام فقہ مین ہو۔ مبرد نے
کہا کہ کلہم سے معلوم ہوا کہ کوئی نہین چھوٹا اور اجمعون سے سب نے یکبارگی سجدہ کیا۔ بعض نے کہا کہ اجمعون تاکید کے بعد تاکید ہو۔ زجاج
رحمہ اللہ تعالے نے اسی کو ترجیح دی۔ نیشاپوری رحمہ اللہ تعالے نے کہا کیونکہ اجمعون باوجود معرفہ کے حال ہوتا تو اجمعین منصب ہوتا اور یہی
کرخی نے اختیار کیا۔ بعضے مفسرین نے لکھا کہ سب سے اول اسرافیل نے سجدہ کیا تو اسکو کرامت عطا ہوئی۔ مگر ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہو کہ یکبارگی
سجدہ واقع ہوا غرضکہ سب ملائکہ نے سجدہ کیا کوئی باقی نہین رہا۔ اِلَّآ اِبْلِيْسَ سوائے ابلیس کے۔ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ
اس نے انکار کیا اس بات سے کہ ہو جاوے سجدہ کرنے والون کے ساتھ۔ یعنے اللہ تعالے نے اس بشر کو سجدہ کرنے کا حکم جنکو دیا تھا اس حکم
بجالانے مین اللہ تعالے کی فرمانبرداری کا سجدہ ہوا پس سجدہ کرنے والون کے لیے بھی فضیلت درجات تھی جنھون نے مانا اور ابلیس نے یہ
ثواب نہ لیا کہ سجدہ کرنے والون کے ساتھ ہو جاوے۔ اسی مین ایک اشارہ ہو کہ وہ ملائکہ مین سے نہ تھا بلکہ انکے ساتھ عبادت کرتا تھا۔ اور دوسری
آیت مین بھی تصریح ہو کہ کان من الجن ففسق عن امر ربہ۔ یعنے وہ ابلیس تھا جنون مین سے سو اپنے پروردگار کا حکم بجالانے سے باہر ہوا۔
ابو السعود رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ یہان استثناء درست ہونا دو طرح سے ہو ایک یہ کہ ابلیس جنون مین سے تھا ولیکن وہ تنہا ہزارون
ملائکہ کے بیچ مین تھا تو انھین مین شمار ہو کر مستثنے کیا گیا اور دوسرے یہ کہ ملائکہ کی ایک قسم جن کہلاتی ہو جنکی اولاد بھی ہوتی ہو وہ اس قسم مین سے ہو
مترجم کہتا ہو اگر یہ ثابت ہو تو شاید اس قسم کے ملائکہ بالکل فرمانبردار نہونگے اور قرآن پاک مین جو ملائکہ کے بارہ مین آیا کہ لا یعصون اللہ
ما امرہم۔ وہ اللہ تعالے کے حکم کی نافرمانی نہین کرتے۔ تو یہ نورانی ملائکہ کی شان ہوگی ولیکن اعتقاد یہی ہو کہ ملائکہ خلقت نورانی ہو جو نافرمانی
کرنے کا مادہ نہین رکھتے جیسے انکو تھکاوٹ وغیرہ نہین ہوتی ہو۔ اسی واسطے شیخ سیوطی رحمہ اللہ تعالے و دیگر محققین نے کہا کہ یہان حرف الا
بمعنے لکن ہو اور یہ فصیح زبان عرب مین معروف ہو تو معنے یہ ہین کہ ملائکہ تو سب نے سجدہ کیا ولیکن ابلیس جنکو ملائکہ کے شمول [illegible]
اس نے از راہ تکبر و اپنے آپ کو بڑا سمجھنے اور آدم پر حسد کرنے کے سجدہ نہ کیا۔ درحقیقت اس نے آدم پر حسد [illegible]
حکم کو نہ دیکھا کیونکہ اللہ تعالے کا حکم سب سے بزرگ ہو تو اس حکم کی تابعداری اسپر فرض تھی۔ چنانچہ [illegible] قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ
فرمایا کہ او ابلیس۔ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ تجھے کیا ہوا کہ تو نہو سجدہ [illegible]
باوجودیکہ تجھے ملائکہ کی فرمانبرداری و تقرب بجناب باری و بزرگی معلوم ہو چکی ہو۔ قَالَ لَمْ اَكُنْ [illegible]

Marfat.com

[illegible] صلصال من حمأ مسنون مین سجدہ کرون ایک بشر کو جسے تونے پیدا کیا ہو کھنکھناتی مٹی سے جو خشک
[illegible] تو بہت ردی ہو اور میرا مادہ آتش جوہر شریف ہو اور نیز بشر ایک جسم کثیف ہو جسکا بشرہ بھدا نظر آتا ہو اور وہ ایک جسم لطیف
[illegible] قابل ہو کما قال الکرخی اور خلاصہ یہ ہو کہ اپنے کو عمدہ و آدم کو بدتر قرار دیکر اسکے لیے اپنا سجدہ کرنا کسی لائق نہ جانا چنانچہ دوسری جگہ
مصرح ہو کہ انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین مین اس سے بہتر ہون مجھے تونے آگ سے پیدا کیا اور اسکو گارہ مٹی سے بنایا۔ یہ قیاس اس نے
اپنی رائے سے بنایا اور حقیقت حال سے ناواقفی کا کچھ خوف نہ کیا باوجود اسکے اللہ تعالے کے حکم کی طرف اسکا خیال نہوا کہ اگر فرض کر لیا جاوے کہ
جسم بشری سے جسم ابلیس اچھا سہی تو سجدہ کرنا اسپر نہ تھا بلکہ حکم الٰہی تعالے کی تعظیم تھی وہ بسر و چشم بجا لانا فرض تھا۔ اسی سے علماء نے کہا کہ اگر کوئی
کہے کہ اگر سور کے حلال ہونے اور اسکی بزرگداشت سمجھنے کا حکم نازل ہو تو بھی مین اسکو پلید و خوار جانون تو کافر ہو جانے کا خوف ہو کیونکہ یہ احکام تو
اللہ تعالے کی فرمانبرداری ہو یہی معنی بندگی و عبودیت کے ہین پس اگر شراب حرام کر دی تو بسر و چشم اسکو حرام جانتے ہین اور اگر یہود کے برخلاف
اونٹ کا گوشت حلال کیا تو بسم اللہ حلال ہو۔ علماء نے کہا کہ اس نے اقرار کیا کہ تو نے مجھے و اسکو پیدا کیا اور مجھے فخر ہو ورنہ ظاہرا زیادہ مواخذہ
مین پڑتا۔ مترجم کہتا ہو کہ ہمارے علماء نے کہا کہ دنیا مین گمراہ فرقہ جس بات کو صریح اپنے اوپر لازم کرے یا وہ بات صریح لازم ظاہر ہو حالانکہ
وہ کفر ہو تو کافر ہوگا ورنہ اگر کسی گمراہ فرقہ کے اعتقاد سے کوئی بات کفر کی بدلیل لازم آتی ہو تو اس سے تکفیر نہوگی جیسے مثلا بعض شیعہ فرقہ بعضے صحابہ
کی راہ سے منکر ہین حالانکہ اس صحابی کا طریقہ عین تعلیم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھی تو شریعت و طریقۂ نبوی سے انکار ہوا پس کفر ہوا لیکن
شیعی نے طریقہ رسول صلعم سے انکار کا التزام نہین کیا اسوجہ سے تکفیر نہوگی بخلاف اسکے اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحبت سے منکر ہو تو کافر ہو
کیونکہ وہ لازم ظاہر و صریح ہو اور خلاصہ مطلب یہ ہو کہ اس آیت سے نکلا کہ شیطان کا سجدہ نہ کرنا انکار حکم الٰہی تھا کہ وہ بیجا واقع ہوا ہی پس
کفر ہو گیا اور فقط سجدہ نہ کرنا گناہ تھا۔ اسی طرح نماز ترک کرنا گناہ ہی لیکن اگر دل مین حکم الٰہی کی طرف کوئی بات کفر کی ہو تو باطن مین کافر ہوگا

ف فی العرائس قولہ تعالے و اذ قال ربک للملائکۃ انی خالق الآیہ پہلے سے انکو یہ خبر اس فائدہ سے دیدی کہ ملکوت اصغر انپر ظاہر
کیا جاویگا تاکہ اس سے ملکوت اکبر مشاہدہ کرین تاکہ اسمین عجائب صنعت و قدرت و آیات جمال و جلال دیکھین کیونکہ آدم ایک آئینہ حق تھے
جسمین آیات الٰہی کا مشاہدہ تھا پس امتحان اور انکے نفوس کا اضمحلال تھا پس آیات مشاہدہ دیکھکر اسکے لیے خضوع مین آوین ؎ پرتو روے
ترا در خلوتم دید آفتاب + می دود چون سایہ ہر دم بر لب بامم ہنوز۔ قولہ فاذا سویتہ و نفخت فیہ من روحی الآیہ۔ یہ اظہار و اعلام ہو کہ
شرافت آدم کو اسی وجہ سے تھی کہ انکا تسویہ فرمایا اور نفخ روح فرمائی۔ مترجم کہتا ہو کہ ملائکہ نے آدم سے اپنا شرف چاہا تھا تو حکم ہوا کہ جسکو
مین نے دست قدرت سے بنایا اسکو انکے برابر نہ کرونگا جنکو کن سے پیدا کر دیا چنانچہ کچھ پہلے یہ حدیث مین لکھ چکا ہون۔ شیخ نے کہا کہ شرف
آدم بشان الٰہی و ظہور صفات تھا اور تسویہ وہ جامع انوار تجلیات ہوتا تھا جس سے تمام مخلوقات کے لیے قبلہ الٰہی ہو گئے پس معائنہ قدرت
و عجائب لطف کے وقت انکو سجدہ کا حکم دیا۔ شیخ ابو عثمان رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اسمین اشارہ ہو کہ جب خصوصیت آدم کی ظاہر کر دی
[illegible] قدرت کاملہ ہو برخلاف سائر مخلوقات کے اور اسمین نفخ روح کی ایک شان خاص ہو تو وہان کسی دوسری مخلوق کو مجادلہ
[illegible] اور ہر ایک کو چاہیے کہ شان الٰہی سبحانہ تعالے کے حکم کی فرمانبرداری کرے اور اسکو سجدہ کرے۔ شیخ واسطی رحمۃ اللہ علیہ
نے کہا کہ [illegible] روح پھونکی گئی تو روح کی معرفت یون ہو کہ حق تعالے جل شانہ خود علیم خبیر ہو اور اسکا علم حضرت تبارک و تعالے کو ہی
[illegible] صورت ظاہری جسم کی حجاب ہوئی اور جمال روحی نہ دیکھ سکے اور جو کچھ اللہ تعالے نے اسمین عجائب صنعت عزت و

جلال وشان جمیع صفات سے رکھی تھین باوجودیکہ اسکو صغیر کردیا تھا اگرچہ بصورہ اسکا اپنی شان پر ہوا
وملکوت آسمین حاصل نہوا اور آئینہ ناسوت مین حقائق لاہوت نظر نہ آیا تو اُنھون نے پہلے عرض کیا کہ
خلیفہ فرمادیگا جو اسمین فساد مچادے ولیکن ملائکہ نے یہ عرض بطریق اعتراض نہین کی تھی بلکہ نیک غیب
اور حجاب غیرت کو چہرہ آدم سے اُٹھا دیا تاکہ ملائکہ کو اسکا مرتبہ ظاہر ہو پس اُنھون نے آدم مین انوار اسما و صفا
ذات کی اُسکے چہرہ سے پائی اور نورٌ علے نور اسمین دیکھا اور ربوبیت کی شان کا اسپر لباس نظر آیا پس اُنکی عقلین
اور جمال سے اُنکے قلوب مائل ہوئے تو اُنھون نے اسرار سے واقف ہوکر کمال محبت وشدت شوق سے اسکے لیے
کلہم اجمعون - جو نور حق انکو آدم سے نظر آیا درحقیقت ملائکہ نے اسی نور حق کے لیے سجدہ کیا تھا نہ آدم کے واسطے بلکہ اس نور
کے لیے بلکہ محض ازلی وابدی کے لیے جو بدباطن کجدل وغلط کار ونا ہنجار لوگون کے اشارہ ووہم وقیاس وغیرہ اوہام سے پاک
اس مقام کو سمجھنے والا سمجھتا ہو اور جو کوئی ملائکہ کو قیاس مین نہین لاسکتا ہو وہ اس سے زیادہ بلند پرواز کی کہان کرسکتا ہو
نے دیکھا اسکو ابلیس نے نہ پایا کیونکہ وہ درحقیقت عالم قہرمین سے تھا پس عالم جمال سے وہ قطعی محجوب کردیا گیا تھا لہذا فرمایا قولہ الا ابلیس
ابی ان یکون مع الساجدین - اور اگر ابلیس اسکو اس شان حقیقی سے دیکھتا تو اسکے واسطے ہزار بار سجدہ کرتا بعضے مشائخ نے کہا کہ ابتدا مین
ملائکہ نے آدم کی شکل وہیئات دیکھی اور جو روح کی اضافت اپنی جانب حضرت رب تبارک وتعالے نے فرمائی ہو اسکو نہین دیکھا اور جو حضا
فرمائے تھے کہ مین نے اسکو پیدا کیا اور قبضۂ قدرت سے مین نے اُسکو مسوی کیا اور یہ کہ اسکو اسماء کی تعلیم دی تھی اور غیب پر اُسکو مطلع
کیا تھا یہ کچھ انمین ظاہر اثر نہ کرنے پایا تھا کہ انھون نے سوال کیا پس جب حق سبحانہ تعالے نے ان خصائص کو ظاہر کردیا تو اسکے لیے سجدہ مین
گر پڑے - واسطی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ روح آدم مین اور دیگر اشیا مین فرق یہ ہو کہ مخصوص آدم مین تسویہ خلقت ہو یعنے قولہ فاذا سویتہ الخ
اور تخصیص اضافت ہی یعنے ونفخت فیہ من روحی - پس اسکو قرب اسکے ومعرفت حاصل ہو اور اسکو اپنے حکم سے سرفرازی دی اور مرجع انکا اللہ تعا
جلشانہ کی طرف ہو اور یہان اشارہ وعبارت سب عاجز ہین اور یہ سب اسی وجہ سے ہو کہ حق تعالے نے اسکو ذلت قہری نہین دی بلکہ عزت
فخری عطا فرمائی ہو اسکا نطق بصفت اسکے ہو اور تعقل باشارہ حق ہو - مترجم کہتا ہو کہ اس مقام پر فقط آدم کی خصوصیت محل غور ہو شاید
انکی ذریات مین سے جو کافر ہین انمین قلوب نہین ہین پس انکا تعلق علم اسکے جل شانہ مین ہو کہ آدم سے کیا نسبت رکھتے ہین اور ایک حدیث مین ہو
کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی بائین جانب کی سیاہ روحون کو جو پیدا نہین ہوئی ہین دیکھکر روتے ہین اور داہنی جانب سفیدون کو دیکھکر
ہنستے ہین - شیخ ابو عثمان رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اللہ تعالے عزوجل نے ملائکہ کی آنکھین کھول دین انھون نے خصائص آدم کو دیکھا
اور ابلیس کی آنکھ اندھی رہی اسی واسطے ملائکہ نے عذر کیا اور اُنکے برخلاف ابلیس نے جھگڑا کیا سو قال انا خیر منہ الآیہ شیخ ابو الخ
نے کہا کہ ملائکہ نے روح اور اس اختصاص کو جو اللہ تعالے نے حضرت آدم علیہ السلام کو عطا فرمایا تھا معائنہ کرکے
آدم کو سجدہ کیا اور ابلیس نے انکار وتکبر کیا اور وہ تو فرمانبرداری وعبادت کی حالت مین بھی ایسا ہی بلکہ اس سے
کبھی اللہ تعالے کی عبادت نہین کی بلکہ اپنے نفس وہواے نفسانی کے عبادت ہی مین مستغرق تھا - مترجم
بظاہر اس کلام مین جھگڑا کریگا کہ پھر اللہ تعالے نے اسکو یہ منزلت کیونکر عطا فرمائی تھی کہ ملائکہ کے درمیان
لوگ کہ علم رکھتے ہین وہ اس کلام کو تحقیق وتصحیح جانتے ہین اور اسی کی نظیر ہم باعورا تھا جسکو اسم

[illegible] کے معنے قلب خالی ہوتا ہی اور جو شخص واصل ہو جاوے پھر جاہل ہونا اسکا تصور مین نہین آسکتا ہی
[illegible] کو مومن یا واصل سمجھے مگر واقعی نہو اور جب واقعی معرفت نہوئی تو عبادت اسی چیز کی ہوگی جسکو وہ حاصل رکھتا ہی اور
[illegible] خیالی کی تصویر ہی پس بالضرور اُس نے اللہ تعالے جل شانہ کی عبادت نہ کی مگر یہ زیادہ بدتر ہوا کہ اُس نے غیر کی
[illegible] اور زیادہ بدتر ہوا کہ غیر کو اُس نے خدا بنایا اور منجملہ فوائد کے اس مقام پر چند فوائد ضروری ہین از انجملہ یہ کہ ہر حال مین بندہ کو چاہیے
[illegible] تبارک و تعالے ارحم الراحمین سے راہ مستقیم و وصول مطلوب تحقیقی کی ہدایت چاہیے اور کثرت قولہ اہدنا الصراط المستقیم اور اسکے بعد
[illegible] الذین انعمت علیہم الآیہ کی عظمت ظاہر ہو گئی۔ اگرچہ جو شخص حقیقی وصول کو پہونچا اُسکے لیے بھی یہ دعا فرض ہی کیونکہ منزلت بے انتہا ہی اور
[illegible] اسکی ابتدا مین ہی۔ از انجملہ یہ کہ کرامت پر مغرور نہو بلکہ عبودیت کی راہ و اخلاص پر ثابت قدم ہونا البتہ فضل عظیم ہی اور ظاہری خرق
[illegible] دلیل کرامت جب ہی ہی کہ وہ بندہ راہ حق پر مستقیم ہو۔ از انجملہ عالم جو مسند تعلیم پر متمکن ہو اسکو اپنے نفس پر خوف کرنا چاہیے کہ کہین شیطان کے
مانند استدراج مین نہو اور حدیث مین آیا ہی کہ اللہ تعالے اس دین کو مرد فاجر سے قوت دیتا ہی اور دوسری حدیث مین ہی کہ اللہ تعالے
اس دین مین لوگون کو نفع ایسے شخص سے دیتا ہی جسکے واسطے خود کچھ حصہ نہین ہی۔ از انجملہ عبودیت فقط امر حق سبحانہ تعالے کی فرمانبرداری ہی اس
نظر سے کہ اللہ تعالے کا حکم ہی حتے کہ تمام طاعات جو اس نظر سے نہون اگرچہ فقط اسی کا سجدہ ہو خالص نہین اور جو اُسکے حکم کی بندگی ہو اگرچہ
غیر کو سجدہ کا حکم دیوے وہ اسی کی بندگی اور اسی کا سجدہ ہی اور سابق مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی تفسیر مین تحت قولہ فمن تبعنی
فانہ منی ومن عصانی الآیہ اشارات بیان ہو چکے ہین کہ او تعالے جلشانہ کی بارگاہ مقدس مخلوقات کی فرمانبرداری و نافرمانی سب سے پاک ہی
کیونکہ مخلوق جب اپنی ذات سے حادث ہی تو اُسکے افعال و اعمال کیسے ہی صالح ہون حادث کے حادث اور اللہ تعالے کے پیدا کیے ہوئے
ہین انکو ذات قدیم مستغنی اعلے از قیاس و گمان و وہم تک کیا مناسبت و لگاؤ ہی اور جس سمجھدار نے یہ مقام سمجھ لیا اسکو یہان آدم کو سجدہ کرنے
مین کچھ بھی خلجان نہین ہی از انجملہ مذموم سخت یہ ہی کہ آدمی ضعیف بے بنیاد تکبر کرے یا احکام آلہے مین چاہے کہ ہر ایک بات کی کُنہ حقیقت دریافت
کرنے کے بعد مانے اور جو بات اُسکی عقل مین نہ آوے اس سے بداعتقاد ہو یہ سب بدتر حالات ہین اور اُنکی بُرائی و مذمت بالکل بدیہی ہی
اسلیے کہ اس محسوس مخلوق مین جسپر آدمی کو بزرگی دی گئی ہی ہزارون چیزین موجود ہین کہ اُنکی کُنہ حقیقت سے آدمی کی عقل بالکل بے بہرہ ہی بلکہ
اسکے جسم مین خود ایسی چیزین ہین کہ وہ اپنی ذات سے یقینی وقوف نہین رکھتا ہی تو پھر تمام جہالت ہوئی کہ وہ اللہ تعالے کے ہر حکم پر کُنہ حقیقت سے
آگاہی کا دعوے کرے۔ یہان اور بھی علوم ضروری ہین کہ اُنکو غور سے سمجھ لینا چاہیے واللہ تعالے ہو الولی الہادی۔ پھر شیخ رحمہ اللہ تعالے نے
لکھا کہ جب ابلیس نے اپنی جہالت و بدبختی سے سجدہ نہ کیا تو اللہ تعالے نے مقدر مشیت اسپر جاری فرمایا اور اسپر حجت قائم فرمائی بقولہ
قال یا ابلیس ما لک ان لا تکون مع الساجدین۔ اسکے اشارات مین سے ہی کہ جو شخص دعوے کرے وہ جاہل بدکردار ہی کیونکہ ابلیس کو دعوی
معرفت و عبودیت و کمال علمی تھا باوجود اسکے حضرت آدم علیہ السلام کے خصائص و ظہور صنائع حق سبحانہ تعالے اسکو معلوم نہوئے اور سب
[illegible] جاہل ثابت ہوا کیونکہ معرفت کے دعوے پر لازم تھا کہ عبودیت معبود سبحانہ تعالے کا ظہور بوصف ربوبیت مشاہدہ کرے کہ جملہ
[illegible] ظہور خالق عزوجل ہی اور یہی ہین معنی قولہ تعالے اللہ نور السموات والارض الآیہ اور تاویل بوجہ نافہمی عوام کے ہی اور دعوی علم
[illegible] امر کے سے ورائے امر کے اسرار ظہور و لباس قدرت مشاہدہ علمی لازم تھا مع ان اسرار کے جو اس خاک مین فضل و کمال کے
[illegible] یہان سے ظاہر ہوا کہ جو کوئی ایسے علم کا دعوے کرے کہ اسرار آلہے اُسکے احکام و مخلوقات کے اسپر تحقیقی واضح ہوئے

یا اسکے امکان مین ہین تو وہ مثل ابلیس کے برگشتہ ہوگا اور یہ صحیح ہو کہ اللہ تعالے اپنے بندون مین سے جسکو [illegible]
اُسکا کاذب ہونا تو صاف ظاہر ہو کہ حکم کی فرمانبرداری مین اُس نے کسقدر جہالت سے اپنی خواری کما[illegible]
جہل سے نص صریح کے مقابلہ مین قیاس کیا پھر اس سے زیادہ بدتر اسکے جواب مین یہ امر ہی کہ حضرت [illegible]
تکبر کو بیان کیا کما قال تعالے لم اکن لاسجد لبشر خلقتہ من صلصال الآیہ شیخ رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ اس ملعون [illegible]
ساتھ بندگی کرتا ہی اور قدیم عزوجل کو حادث سے پاک منزہ وحدانیت کے ساتھ جانتا ہی وہ جاہل جانتا تھا کہ [illegible]
کی صورت پیدا ہو جاوے اور یہ نہین جانا کہ اللہ تعالے کے حکم کی فرمانبرداری کرنا جسطریقہ سے اُس نے حکم فرمایا [illegible]
جنیو ڈالنے کا حکم فرماوے تو اسکا حکم بطوع ورغبت بجالاوے اور ہزار زنار کمر پر باندھے اور پروانہ وار اسی کے حکم کے گرد [illegible]
اور اپنی مراد وخوشی سے بالکل سروکار نہ رکھنا عشق کی شان ہی اور جب محبوب کے حکم مین چون وچرا ہو تو وہ خود پسند گمراہ ہی کاش اُس نے
آدم مین مشاہدہ ملائکہ پایا ہوتا۔ کیونکہ آدم مثل کعبہ کے قبلہ ظاہر تھے اور سجدہ نہین واقع ہوتا مگر مشاہد ربوبیت مین کیونکہ سجدہ کے لائق سواے
اللہ تعالے کے کوئی چیز نہین ہی اور مقام امر مقام امتحان ہی اور ابلیس ملعون نے زعم کیا کہ مین توحید مین زیادہ مستحکم ہون کہ مین نے غیر کو سجدہ نہ کیا
حالانکہ وہان غیر نہ تھا کیونکہ نظر عین الجمع مین وہ وہی تھا اور اگر اُسکی نگاہ صحیح ہوتی تو وسائط پر نہ پڑتی کیونکہ عین الجمع مین دلیل ومدلول درحقیقت
واحد ہین اگرچہ بلحاظ رسوم کے ایک نہین ہین یعنے ممکن ومخلوق وحادث تو کبھی قدیم نہین ہوسکتا لیکن نظر تو عین توحید پر ہی پھر یہ چیزین
جو محض عبارت ہین کیونکر آئین سواے اسکے کہ توحید نہین تھی اور وہ ملعون اپنی جہالت سے اپنے کو مقام توحید کا عارف سمجھا اور درحقیقت عین الجمع
سے جاہل تھا اور یہ بھی اُسکی غلطی تھی کہ معرفت توحید تو یہی ہی کہ قدیم کو حادث سے الگ وفرد صمد وحدہ لاشریک یقین کرے مگر اس شان سے
الگ کرنا کہ وحدت وغیرہ انمین سے کسی چیز کو اُس پاک جل شانہ سے لگاو نہو اُسی مقام مین بعضے عارفین قدس سرہ نے فرمایا کہ اگر مثلاً
زید کو اللہ تعالے جل شانہ کی مخلوق دیکھکر کہے کہ یہ وہ نہین ہی تو اسمین کچھ شک نہین کہ زید حادث مخلوق ہی مگر اس شخص نے حق تعالے کے
ساتھ اشارہ سے امتیاز وتفرید کی اور وہان اشارہ کو بھی گنجائش نہین ہی پس اُس نے شرک کیا اور شیخ رحمہ اللہ تعالی نے
لکھا کہ ابلیس ملعون کی نظر تو آدم پر تھی اور ایک نظر اپنی ذات پر تھی تو دو نظرین اسپر حجاب تھین اور اگر عارف ہوتا تو غیر کی نظر ہی
نہوتی اور اسپر وہ دعوے کرتا تھا اور یہ دعوے عین نظر اپنے اوپر تھی جو بالکل حجاب ہی پھر اللہ تعالے کی معرفت کا دعوے [illegible]
کہ وہ معرفت کے کسی درجہ تک بھی نہین پہونچا تھا اور یہ نہین دیکھتے کہ اگر کچھ بھی محل تحقیق مین ہوتا تو کسی حادث کی [illegible]
وہ تو مبتدی بھی نہ تھا بلکہ وہ ارادت کے ابتدائی درجہ مین بھی نہ تھا کیونکہ اگر ہوتا تو حضرت آدم علیہ السلام [illegible]
آنکھون مین سرمہ کرتا اور اسکو مفرح یاقوت وقند سے زیادہ بلکہ بے قیاس نعمت سے زیادہ لذیذ پاکر کھا لیتا [illegible]
مین والہ وشیدا ہوتا ہی ولیکن اسکو کیا نفع ہوتا کہ وہ مُرید نہین تھا بلکہ مَرید تھا یعنے سرکش متکبر گمراہ تھا کیونکہ اپنی [illegible]
مین اپنے نفس کو اچھا دیکھنے والا تھا پس اُس نے اپنے مقتدی سے انکار کیا اور نظر حق سے مطرود اور [illegible]
سے پناہ مانگتے ہین ہر گمراہی اور اُسکے غضب سے اور مترجم کہتا ہی کہ اللہ تعالی اپنے فضل سے اور اپنے نیک [illegible]
شیخ رح کی دعا مین داخل کرکے ہر گمراہی سے پناہ عطا فرماوے اور حقیقی مرضی ایمان پر میرا خاتمہ بخیر کردے [illegible]
کی جہالت تھی کہ اندھا ہوکر اُسنے تکبر وغرور وریا وضلالت سے تمام قدرت وقبولیت الٰہی جل شانہ [illegible]

Marfat.com

میں سرگردان ابدی ہوگیا و فذ حکم اللہ تعالے جل جلالہ

فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ۝ قَالَ رَبِّ

تو نکل اس سے کہ تو دھتکارا ہوا ہے اور تجھ پر لعنت ہے قیامت تک بولا کہ اے میرے رب

فَأَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ۝ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ

تو مہلت دے مجھ کو اس دن تک کہ وہ قبروں سے اٹھائے جاویں گے فرمایا کہ تو مہلت دیے ہوئے لوگوں سے ہے وقت معلوم یعنے قیامت کے دن تک

قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝

بولا کہ اے میرے رب قسم ہے مجھے تیرے ہی گمراہ کردینے کی میں مجھکو ضرور زینت دونگا انکے لیے زمین میں اور ضرور سب کو گمراہ کردونگا انکو سب کو

إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ۝ قَالَ هَٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ۝ إِنَّ عِبَادِي

مگر تیرے بندوں کے انمیں سے جنکو تو نے خلاص کردیا ہے فرمایا کہ یہ راہ ہے مجھ تک ٹھیک سیدھی ہے

لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ ۝ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ

بیشک جو میرے بندے ہیں تیرا انپر کچھ قابو ولیکن انپر جو تیری فرمانبرداری کریں بھٹکے ہوئے اور البتہ جہنم ان کی وعدہ گاہ ہے

ع ۱۹ أَجْمَعِينَ ۝ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَقْسُومٌ

سب کے سب کے لیے جہنم کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے لیے انمیں کا ایک حصہ بانٹا ہوا ہے

ف۔ یعنی جب ابلیس نے فرمان اگے کے مقابلہ میں اپنی رائے سے نافرمانی کو ٹھیک سمجھا اور تکبر کا جواب دیا تو اللہ تعالے نے حکم فرمایا کہ فَاخْرُجْ

یہاں سے نکل یہاں سے بعض نے کہا یعنے جنت سے اور بعض نے کہا کہ آسمان سے اور بعض نے کہا جماعت ملائکہ سے۔ اور ظاہر کلام شیخ سیوطی رح کا

ہے کہ جنت سے نکل کیونکہ قلنا اہبطوا بعضکم لبعض عدو۔ میں آسمان سے اخراج متعین ہے کیونکہ آسمان بحکم قولہ حفظنا ہا من کل شیطان محفوظ ہے پس

اول میں شیطان کو جنت سے نکالا پھر شیطان کو آدم و ذریات کے ساتھ آسمان سے زمین کو اتارا اور بہتر یہ ہے کہ ان مقامات میں جو بات

ہو اسی قدر پر اختصار کیا جاوے اور وہ عام آدمیوں کی سمجھ کے لائق ہے اور اس سے زیادہ اسوجہ سے دشوار ہوجاتی ہے کہ عقل تو جسم کی

میں کمدہ آلودہ ہوسکتی ہے روح صاف ظاہر نہیں ہے اور اس ملک کا قیاس یہاں ہو نہیں سکتا اور چونکہ بعضے لوگ نادانی سے زمین کی چیزوں پر

ٹوٹ پڑتے ہیں تو بھٹک جاتے ہیں۔ رجیم کے معنے قاموس میں ہیں کہ لعنت دشتم و مطرود کرنا و مہجور کرنا۔ فَإِنَّكَ رَجِيمٌ کیونکہ تو

جو مردود ہوتے ہیں یہ سب معنی متحقق ہیں کیونکہ رجم پتھروں سے مارنا شیطان کے حق میں شہاب ہیں اور دھتکارا وطن سے نکالی جانے سے

لعنت کے حق میں ظاہر ہے اور لعنت اس کلام سے کہ۔ وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ اور یوم الدین یوم جزا ہے

جس میں ہر کردار کا بدلا اسکے کمانے والے کو ملیگا۔ اور حاصل یہ کہ اللہ تعالے نے ابلیس کو اسکے تکبر و نافرمانی و بے ادبی پر مردود

کیا لیکن چونکہ ان باتوں کو وان سے کا شرف نہیں ہوسکتا تو حکم دیا کہ یہاں سے خارج ہو۔ واضح ہو کہ مقام حج نمونہ قرب ہے اور رمی الجمار

کا حکم دیا گیا ہے تاکہ بندہ مومن ہر وقت یاد الٰہی میں لگا رہے اور بندہ مومن بنام پاک اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ اللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد

کہکر رمی کرتا ہے اور خالی لاحول سے بھی شیطان کا دور ہونا حدیث صحیح سے ثابت ہے اور واضح ہو کہ

کا ارشاد ہے چاہیے کہ اسی کے حول و قوت سے شیطان مجھ سے دور ہو۔ سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالے سے

Marfat.com

مروی ہی کہ جب اللہ تعالے نے ابلیس کو ملعون کردیا تو ملائکہ کی صورت سے اسکی صورت بگ
مُنھ ڈھانپ کر رونے والیان روتی ہین پس دنیا مین جو رونا ایسا پایا جاوے قیامت تک وہ
امام غزالی وغیرہ محققین علمار نے تحقیق کردی کہ شیطان پر اللہ تعالے کی لعنت قیامت تک متحقق ہی
بلکہ یہ فعل اچھا نہین ہی اور جب شیطان پر لعنت کرنا اچھا نہین حالانکہ اسپر اللہ تعالے کی لعنت معلو
خطرہ ہی کیونکہ اگر وہ لعنت کے قابل نہوا یا انجام مین وہ ایمان پر مرنے والا ہی تو واقعی ملعون نہوا تو وہ لعنت خود
یہ تباہ ہوجائیگا اور حدیث مین گناہ سے بچنے کی تاکید کے لیے آپ نے عام طور پر بدون کسی شخص کو خاص کرنے کے
الیہود والنصارے اتخذوا قبور انبیائہم مساجد۔ یعنے اللہ تعالے یہود و نصارے پر لعنت کرے کہ انھون نے اپنے انبیا کی قبرون کو سجد
بنالیا۔ کیونکہ جو کوئی یہودی یا نصرانی مریگا وہ قطعی جہنمی ہوگا۔ اور واضح ہو کہ یہ لعنت جو آیت مین ہی اپنی رحمت سے بالکل دور کردینا ہی اور
کبھی عرب لوگ لعنت اسکے سوائے دوسرے معنے مین بولتے ہین جیسے میرے پاس سے دور ہو تو یہ بھی اچھا نہین مگر وہ اس حکم مین داخل
نہین ہی۔ پھر جاننا چاہیے کہ آیت مین لعنت کی انتہار روز قیامت مذکور ہی تو بعض علمار نے کہا کہ اس سے یہ لازم نہین کہ اسکے بعد نہو اور
بعض نے کہا کہ روز قیامت تک تو لعنت اسکے واسطے بطور اعمال بد کے ہوگی اور بعد اسکے سزاے لعنت یعنے سخت عذاب مین گرفتار ہوگا۔
بعض نے کہا کہ جب شیطان کے لیے یہ حکم ہوا کہ تا قیامت تجھپر لعنت ہی تو شاید اس نے سمجھا کہ وہ قیامت تک زندہ چھوڑا جائیگا پس اُسنے
درخواست کی چنانچہ آیت مین ہی کہ قَالَ رَبِّ فَأَنظِرْنِي بولا کہ اے میرے رب تو پھر مجھے مہلت دے یعنے موت نہ دے۔
إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ اس دن تک کہ آدم و اسکی ذریات اُٹھائے جاوینگے۔ گویا اُس نے اپنے لیے دائمی زندگی مانگی اس لیے
کہ دوسری بار صور پھونکے جانے پر اُٹھائے جاوینگے پھر اسکے بعد موت نہین ہی۔ مگر بیضاوی مین ہی کہ اس نے اس درخواست مین دو باتین
چاہین ایک یہ کہ اسکو اغوا کرنے کے واسطے وقت وسیع ملے اور دوسرے یہ کہ بعث کے وقت تک نجات ملے کیونکہ بعد وقت بعث کے موت نہین
مگر اول درخواست منظور فرمائی گئی اور دوسری منظور نہین ہوئی۔ چنانچہ فرمایا۔ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ
یعنی تجھے مہلت ہی تا روز وقت معلوم۔ بعض علمار نے کہا کہ وقت معلوم سے مراد قریب بعث کا وقت ہی کہ اسوقت شیطان مرجاویگا۔ اور
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ وہ پہلا نفخہ ہی جب اول صور پھونکا جاویگا کہ اسمین ابلیس بھی مرجاویگا اور دونون نفخہ صور مین
چالیس سال کا فرق ہوگا۔ دوسرے نفخہ پر پھر سب زندہ اُٹھائے جاوینگے۔ بعض علمار نے کہا کہ اس نے یہ نہین چاہا کہ اسکو موت نہو بلکہ چاہا
کہ اسکے عذاب مین قیامت تک تاخیر دیجاوے۔ اور وقت معلوم سے بعض نے کہا کہ یعنے قیامت ہی۔ بہرحال وقت معلوم اس لیے کہا
کہ اسکا علم صرف اللہ تعالے ہی کو ہی کوئی اور نہین جانتا۔ البتہ اسکے علامات احادیث صحیحہ مین مذکور ہین اور اس وقت علامات
سوائے چند کے پائے جاتے ہین اور بڑی علامت کہ دنیا ظلم و جور سے بھر جاویگی اس نظر سے کہ بڑا ظلم اللہ تعالے کے ساتھ شرک
صریح موجود ہی اور انشاء اللہ تعالے علامات دیگر جو صریح معجزات ہین جیسے مسلمانون کا کافرون پر غلبہ اور
غلبہ و کثرت ہونا وغیرہ دوسرے مقام پر مفصل بیان کرینگے۔ پھر واضح ہو کہ شیطان کی درخواست
بلکہ درحقیقت اسکے واسطے شدت عذاب و ذخیرہ بداعمالی ہی اور حکمت و مشیت
قبول ہونے مین علمار نے کہا بقولہ ما دعاء الکافرین الا فی ضلال۔ نہین دعا کافرون

[illegible] جس جانب پکارتا چلاتا ہی وہ گمراہی ہی اور جو دعا کرتا ہی وہ گمراہی مین ہی کیونکہ جب اس نے راہ مستقیم [illegible] چھوڑا تو جو چاہیگا وہ گمراہی مین ہوگا پس کافر کی دعا قبول ہوتی ہی لیکن اگر اُس نے دنیا کی آسائش و فراغت چاہی تو زیادہ [illegible] اگر دوسرا جنم اچھا مانگا تو وہ اور بھی گمراہی ہی بہرحال وہ سوائے گمراہی کے کچھ نہین مانگیگا مگر یہ ممکن ہی کہ دنیاوی [illegible] دیدے اور جیسے شیطان کو زندگی دراز دیدی گئی۔ جب مطمئن ہوا تو اُس نے دوسرا حسد آدم سے ظاہر کیا۔ قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي بولا اے رب قسم مجھے تیری مجھے اغوا کرنے کی۔ یعنی مین قسم کھاتا ہون تیرے اس فعل کی کہ تو نے مجھے غوی و گمراہ کردیا۔ لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ البتہ مین زینت دونگا اولاد آدم کے لیے زمین مین یعنے آدم خود تو برگزیدہ پیغمبر ہی مگر جو اُنکی اولاد مین سے ہونگی کہ جب تک دنیاوی زندگی مین رہینگے اُنکی نظرون مین گمراہی کو مزین کرونگا چنانچہ دیکھو کہ دنیا مین ایک قسم کے لوگ ہین کہ رنڈیون کا ناچ دیکھنا دیگر افاحش انکی نظرون مین بہت اچھے معلوم ہوتے ہین اور دوسری قسم والے جو شیطان کے تزین سے بچگئے ہین اُسکو نہایت ناگوار و بیہودہ فحش سمجھتے ہین اور شیطان کا دانون سب پر ہی سوائے انکے جنکو وہ اللہ تعالے کی بندگی مین مستقیم جانتا ہی چنانچہ آیت مین ہی۔ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ اور ضرور ان سب کو اغوا کردونگا۔ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ۔ سوائے تیرے بندون کے انمین سے جنکو تو نے اخلاص کے ساتھ جدا کردیا ہی یعنے وہ لوگ اپنے ہر کام مین سوائے تیرے کسی شرک کو اور ریا کو اور نفس کے خطرات وغیرہ کو دخل نہین دیتے ہین۔ اُس نے جان لیا کہ ایسے مخلص بندون مین اسکا وسوسہ کچھ کام نہ کریگا۔ آثار مین آیا ہی کہ جب زمانہ بابرکت حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم تھا تو گروہ شیاطین پریشان ہوکر اُسکے پاس واپس جاتے اور کہتے کہ عجب بندے ہین کہ ہرچند ہم کوشش کرتے ہین ہمکو کچھ نہین ملتا ہی اور ہر ایک وسوسہ مین بجاے اسکے کہ اُنسے ہم کچھ پاوین وہ اپنے رب رحیم سے بہت خیر حاصل کرلیتے ہین وہ کہتا کہ صبر کرو کہ آیندہ تمھارے قبضہ مین اُنکی مہار ہوگی پھر جب حضرات تابعین رحمہم اللہ تعالے کا زمانہ ہوا تو پھر گروہ ابلیس نے شکایت کی کہ عجب بندے ہین کہ مشکل سے ہم اُنسے کچھ پاتے ہین پھر فوراً وہ توبہ و استغفار سے اپنا پورا کرلیتے ہین اُس نے کہا کہ عنقریب ایسے ہونگے کہ تم اُنسے راضی ہوگے۔ واضح ہو کہ جو کوئی اپنے قلب کی حفاظت اور اللہ تعالے شانہ کی یاد مین کچھ دیر اپنی عمر کا حصہ صرف کرے اور دیکھے کہ کسقدر خطرات و بداعمالیان و وساوس سے شیطان آتا ہی تو اسکو معلوم ہو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق مین جو اللہ تعالے نے فرمایا اُنہم رؤف رحیم بیشک رب تبارک تعالے انپر نہایت مہربانی رحمت سے بخشنے والا ہی۔ یہ کسقدر عظیم نعمت و رحمت تھی۔ یہان دو مقام ہین اول یہ کہ شیطان نے ذریات آدم کا زمین مین ہونا کہان سے جانا اور جواب یہ ہی کہ اللہ تعالے نے انی جاعل فی الارض خلیفہ اول سے فرمایا تھا پس حضرت آدم علیہ السلام مع اولاد کا زمین مین خلیفہ ہونا معلوم تھا۔ اور فی الارض سے معلوم ہوا کہ جب تک [illegible] دنیاوی ہو اسی قدر حصہ مین اثر شیطانی کا ظہور ہوتا ہی خواہ اسطرح کہ لوگون کی نظر مین گناہون کو اچھا مزین کرے اور گناہون مین [illegible] سبب ہوجاوے یا انکو دنیا کے آراستہ کرنے مین اور اسکی خواہش مین اور ایسے امور مین جس سے دنیا حاصل کرنے مین بڑھ جاوے [illegible] نیک کامون سے باز رکھے۔ دوم اس نے استثنا کہان سے معلوم کیا تو مانند حضرت آدم علیہ السلام کے دیگر انبیا مع صحابہ کے [illegible] نے زمین مین اُنکا مسکن و مدفن ہونا قیامت تک معلوم کرلیا تھا اور واضح ہو کہ جو اُس نے گمراہ کرنے وغیرہ کا دعوے کیا [illegible] کی خلاقات سے ہو ورنہ فاعل مختار درحقیقت اللہ تعالے ہی جیسا کہ آیات اسمین صریح ہین اور معالم وغیرہ مین آل عمران [illegible] الآیہ کے تحت مین تزین از جانب شیطان بطریق سبب ظاہری اور تزین از جانب باری تعالے

بطریق خلق مذکور ہی اور شیخ سیوطی رحمہ اللہ تعالے نے تفسیر درمنثور مین یہان ایک حدیث ذکر کی کہ [illegible]
ن اور واصل کر دینے کے اختیار مین سے مجھے کچھ نہین ہی اور شیطان گمراہی کی طرف بلانے [illegible]
اختیار مین سے اسکو کچھ بھی نہین ہی۔ واضح ہو کہ جن بیوقوف لوگون نے شیطان کے وجود سے فقط [illegible]
محسوس نہین ہوتا ہی تو بالکل بے عقل ہین۔ حتے کہ بہت سی قوتین زید کے جسم مین موجود ہین جو ہمکو محسوس [illegible]
جانتے ہین کہ زید مین انکا وجود ضرور ہی۔ پھر اس مقام کی آیت سے معلوم ہوا کہ آدمی کے واسطے [illegible] اللہ تعالے [illegible]
کہ ہر دم کے شیطانی وساوس وخطرات سے اللہ تعالے کی جانب خلوص رکھکر بچتا جاوے اور جو لوگ [illegible] مین [illegible]
مین شیطانی ہو گئے ہین اُنسے اور زیادہ بچنا چاہیے کیونکہ بسبب ہمجنس ہونے کے اُنکی بات پر کان دھرتا [illegible] قوت [illegible]
نہین کرتا بلکہ ہر شخص کا کام بھی نہین ہی کہ وہ تمیز کر سکے اور راہ یہی قرار پائی ہی چنانچہ اللہ تعالے کے کلام [illegible]
هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ اللہ تعالے نے فرمایا کہ یہ راہ ہی مجھپر سیدھی۔ بعض علماء رحمہ اللہ تعالے نے [illegible] مرجع مخلص [illegible]
پر قابو نہونا یعنے اللہ تعالے نے اپنے فضل وکرم سے یہ بات اپنے حفاظت مین کر لی کہ بندگان حق عزوجل پر شیطان کو کچھ قابو [illegible] واضح ہو کہ
اللہ تعالے خود ہی جانتا ہی کہ اسکے بندے کون ہین یعنے کن بندون کو اُس نے خالص کر لیا ہی اگرچہ یہ معلوم ہی کہ جو ایمان و اسلام [illegible] وہ عام
طور پر اُسکے بندے ہین حتے کہ انکا خاتمہ بخیر ہو جاوے پس ابتدا مین آدمی کافر ہوتا ہی اور آخر مین ایمان پر مرتا ہی اور ابتدا مین فاسق گنہگار بدکردار
ہوتا ہی اور آخر مین پاک توبہ کر کے ایمان پر مرتا ہی یا ایمان پر ہوتا ہی اگرچہ اُسکے کام گناہ کے بھی ہون جبکہ اُسکے دل مین خالص یقین ہو تو یہ سب
اللہ تعالے کے بندے ہین اور باقی سب شیطان کے گروہ مین شامل ہوتے ہین اور حضرت آدم علیہ السلام عالم آخرت مین اپنی بائین طرف
سیاہ روحون کو جو پیدا ہونے والی ہین دیکھکر روتے ہین جیسا کہ حدیث مین ہی اسکی وجہ یہی ہی کہ یہ کافر لوگون کی روحین ہین جو اپنے باپ حضرت
آدم علیہ السلام سے دائمی جدا ہونے والے ہین اور ہمیشہ شیطان کے ساتھ ہونگے۔ اور بعض علماء نے ہذا کا مرجع مشار الیہ [illegible] قرار دیا
چنانچہ کسائی رحمہ اللہ تعالے سے روایت کیا جاتا ہی کہ یہ امر بطور تہدید و دھمکی کے ہی یعنے ہر نیکی و بدی کی جزا و سزا مین ضرور [illegible]
بعضون کا تیری گمراہی مین جانا اور کچھ بندون کا اللہ تعالے کی فرمانبرداری مین رہنا اور تیرا سب کو سوائے مخلصین کے [illegible]
اللہ تعالے کی طرف ہی یہی قول مجاہد و قتادہ و حسن بصری کا ہی ذکرہ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے۔ شیخ ابو السعود رحمہ اللہ تعالے [illegible]
دعوے کیا تھا کہ تیری مستقیم راہ پر مین بیٹھکر لوگون کو ہر طرف سے بھکاؤنگا پس ظاہر یہ ہی کہ اللہ تعالے نے اُسکو [illegible]
کے واسطے مقرر کر دی ہی وہ خالص ہی جو اسپر مستقیم رہا وہ تیرے خطر سے بیخوف کر دیا گیا۔ اقول یعنے شیطان [illegible]
بیٹھ سکتا ہی اسی واسطے حدیث مین راہ مستقیم کے دائین بائین بکثرت راہین شیطان کی بیان فرمائین [illegible]
ایسے ہی ہر شہوت کی جانب بلانے والے شیطان بے تعداد ہین۔ اور یہین سے کہا گیا کہ مرد نیک و بد کے واسطے [illegible]
حتی کہ جو کوئی راہ مستقیم پر قائم ہو وہ نیک ہی اور بدون اسکے مشتبہ ہی۔ اور یہ بھی جان رکھو کہ جو لوگ [illegible]
و لڑائیان ڈالتا ہی انکو ہوشیار رہنا چاہیے ورنہ جو لوگ گمراہ ہو کر اُسکے پیرو ہین انمین باہم اس راہ پر اتفاق [illegible]
شیطان کو خواہش نہین ہی بلکہ خلاف مقصود ہی اللہ تعالے اپنے فضل سے ہم سب کو راہ راست [illegible]
اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ بیشک میرے بندے انپر تجھکو کچھ قابو [illegible]

Marfat.com

[illegible] کے بندے ہین اور نظیر اسکی قولہ نفخت فیہ من روحی۔ اپنی روح سے یعنے اپنی پیدا کی ہوئی حالانکہ سب چیز اسی کی
پیدا کی ہوئی [illegible] یہان بندگان مخلصین ہین۔ اہل بلاغت نے کہا کہ علیہم یعنی انکے دلون پر۔ پس اس سے یہ لازم نہین کہ ان بندون کے
[illegible] انکے دل کافر نہونگے مثلاً اس گناہ کو حلال سمجھین و بے دھڑک کرین بلکہ توبہ کر لینگے۔ علماء نے کہا کہ کچھ قابو نہونا اس معنی کر ہی
[illegible] سے کچھ نہوگا جس سے وی کافر و دائمی جہنمی ہون یعنی توبہ نہ کرین یا شرک وغیرہ ایسا عمل کرین جس سے ہلاک ہو جاوین پس گنہگار
مومنین جنکا یقین اللہ تعالی و رسول پر قطعی ہی وی بندگان الٰہی مین شامل ہین اور وی بھی مخلصین مین سے ہین کیونکہ اگرچہ بعضے گنہگار کچھ دنون عذاب
مین پڑین لیکن ہمیشہ ابدالاباد تک عذاب مین گھر کر دیے جانے والون سے انکو خلاصی ہی پس یقین و ایمان بے زوال نعمت ہی کہ مومنون پر شیطان کا
کچھ قابو نہین کہ انکو ابدی جہنمی کر دے۔ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ لیکن تیرا قابو اسپر ہی جس نے تیری پیروی کی ایسے
لوگون مین سے جو گمراہ ہین علماء نے کہا کہ غاوین جو ابلیس کے پیرو ہین وہ مشرک لوگ ہین اور اللہ تعالے نے دوسری آیت مین تصریح کر دی
بقولہ انما سلطانہ علی الذین یتولونہ وہم بہ مشرکون۔ یعنی شیطان کا قابو فقط انھین پر ہی جو اس سے دوستی رکھتے ہین اور اللہ تعالی کے ساتھ اسکا شرک
لاتے ہین۔ شیخ ابو السعود رح نے کہا کہ اس کلام مین ایک تو مخلصین بندون کی بزرگی ظاہر فرمائی ہی اور یہ کہ شیطان کے دام اغواء سے وہ چھوٹے
ہوئے ہین اور دوم یہ کہ غاوی مشرکون پر جو شیطان کا قابو ہی وہ کچھ اسوجہ سے نہین ہی کہ شیطان کو انپر حقیقی قدرت ہی بلکہ اسوجہ سے قدرت
ہوئی کہ انھون نے کمبختی سے شیطان کی پیروی اختیار کی۔ واضح ہو کہ آخرت مین انحصار دو مقام پر ہی ایک جہنم اور دوسرے جنت جیسے جنت
ملک کرامت و عزت ہی اسکے مقابلہ مین جہنم غار خواری و مصیبت ہی۔ پس مخلوقات بھی انھین دونون مقام کے واسطے تقسیم ہین پس نیکوکار مومنین اور
نیز ایسے مومن گنہگار جنکو اللہ تعالی نے اپنے فضل سے یا شفاعت شافع اکرم صلعم و دیگر صالحین سے بخشدیا وی جنت مین چلے جاوینگے اور بعضے ایسے گنہگار
مومن جنکے واسطے جہنم کی سزا متعین ہوئی تو خوب جان لینا چاہیے کہ انکا اصلی ٹھکانا جہنم نہین ہی بلکہ جنت ہی چنانچہ چند روزہ سزا کے بعد اللہ تعالی اپنے
فضل سے انکو نکالکر انکو انکے ٹھکانے پہونچا دیگا۔ اب رہے شیاطین اور سواے مومنین کے باقی آدمی مشرکین وغیرہ تو ان سب کا ٹھکانا جہنم ہی چنانچہ
حق تعالی نے فرمایا۔ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ اور بیشک جہنم انکا ٹھکانا ہی سب کا یعنی شیطان و اسکے متبعین غاوین سب کا
ٹھکانا جہنم ہی۔ اور اللہ تعالی نے فرمایا۔ ولقد ذرانا لجہنم کثیرا من الجن والانس الآیہ۔ یعنی ہمنے پیدا کیا ہی جہنم کے لیے بہت بڑے حصہ کو جن و انسان سے آخر
آیت تک اور پہلے گزر چکی وہان ان لوگون کے حالات و شناخت مذکور ہین۔ اور اسقدر یہان بیان کر دینا مناسب ہی کہ اکثر اہل جہنم آخرت سے شک
مین ہوتے ہین اور سواے دنیاوی موجودہ عیش و خواہشات کے اسکی سمجھ نہین رکھتے کہ آخر انجام کیا ہی اور روے زمین کو جس نے اسقدر خراب و نچا
خالی بنایا اسی نے ایک پھول نہایت خوش رنگ سڈول پیدا کیا تو اس فناگاہ دنیا کی آرائش خلاف فطرت کا نتیجہ آخر کیا ہی۔ غرضکہ یہ لوگ گونگے
بہرے اندھے ہوتے ہین۔ اور بعضے پتھرون و درختون کو پوجتے ہین جب انکے معبود آگ سلگانے اور جلانے کے لائق ہین اور انکے عابد تو معبودون
[illegible] ہوئے پس یہ بالضرور جہنم کے لائق ہین پس ان سب کا ٹھکانا جہنم ہی۔ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ جہنم کے سات دروازے
[illegible] واضح ہو کہ سات ہونے کی حکمت اصلی بہت دقیق اور علم الٰہی مین ہی اگرچہ فوائد ظاہر ہین کہ لوگون کی کثرت سے سات کیے گئے اور منجملہ
بعض حکمت [illegible] ہی کہ اقسام و انواع جن سے جہنمی دائمی ہونے کے واسطے طبائع مجبول ہوئے ہین سات اقسام ہین۔ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ
مَّقْسُوْمٌ [illegible] یہان لوگون مین سے ایک حصہ بانٹا ہوا ہی بعض نے کہا کہ ابواب سے مراد یہان طبقات ہین یعنی تلے اوپر کی تہ چنانچہ ابن جریج رح نے
[illegible] پہلے طبقہ کا نام جہنم ہی یعنے جو کل کا نام ہی وہی اول طبقہ کا نام ہی دوسرا طبقہ لظی تیسرا طبقہ حطمہ چوتھا سعیر پھر سقر پھر جحیم

پھر ہاویہ ہی۔ بعض نے کہا کہ کفر و شرک و گناہون کے مراتب مختلف ہین اسی جہت سے جہنم مین اُنکے [illegible]
لکھا کہ سات دروازہ ہونا اس جہت سے کہ اُسکے لوگ سات فرقہ ہونگے۔ اقول یہ تو آیت مین صریح [illegible]
اعضاء کی تعداد پر سات دروازے بیان کیے ہر ایک عضو کے گناہ کیواسطے ایک دروازہ اور وہ آنکھ و کان و زبان [illegible]
چونکہ نیت دلی جب نیک ہو تو انھین اعضاء سے ثواب ہوتا ہی لہذا جنت کے آٹھ دروازہ مقرر ہوئے اقول [illegible]
تمام اعضاء کے ساتھ بدکار ہی وہ تمام دروازہ پر کہان تک مقسوم ہوگا اور حق یہ ہی کہ اسکے جاننے کی ضرورت نہین [illegible]
بچاوے اور آخرت کا قیاس دنیا پر نہین ہوسکتا۔ اور حدیث مین آیا ہی کہ اتقوا السبع الموبقات۔ ڈرو ایسے سات گناہون [illegible]
کرنے والا ہی اور شاید کہ جو کوئی انمین سے کسی گناہ کا مرتکب ہو وہ اپنے دروازہ سے جاوے نعوذ باللہ منہا۔ حضرت علی رضہ سے [illegible]
طبقات مین سے اول پھر دوم پھر سوم اسی طرح سب بھر دیے جاوینگے۔ ابن عمر رضہ سے اس آیت مین مرفوع روایت ہی کہ سات ابواب [illegible]
ایک ان لوگون کے لیے ہی جنھون نے میری امت پر تلوار کھینچی رواہ البخاری فی التاریخ والترمذی وقال غریب۔ انس رضہ سے مرفوع روایت ہی
ہر باب کے جزو مین سے ایک جزو ایسے لوگ ہین جنھون نے اللہ تعالے کے ساتھ شرک کیا اور ایک جزو وہ ہین جنھون نے اللہ تعالے مین شک کیا
اور ایک جزو جنھون نے اللہ تعالی سے غفلت کی اخرجہ الخطیب فی تاریخہ وابن مردویہ۔ امام ابن کثیر رح کی تفسیر مین ہی کہ ہر ٹکڑا ایک دروازہ سے
موافق اپنے اعمال کے داخل ہوگا اور اپنے اعمال کے موافق درکہ مین قرار پکڑیگا۔ اقول اس سے اشارہ ہی کہ جہنم مین طبقات ہونا اس امر کے منافی
نہین ہی کہ اسمین ابواب ہون اس لیے کہ ہر باب سے اسکے طبقہ مین جاوینگے۔ پھر ابن جریر کی روایات سے لکھا کہ حضرت علی رضہ نے خطبہ پڑھنے
مین فرمایا کہ ابواب جہنم یون ہین یعنی طبق بر طبق ہین اور ایسا ہی عکرمہ کا قول ہی اور ضحاک نے ابن عباس سے نام درکات کے بیان کیے جیسے
اوپر ابن جریج کی روایت گزری ولیکن نسخہ ابن کثیر مین بجاے ابن جریج کے ابن جریر لکھا ہی اور یون ہی اعمش سے مروی ہی۔ قتادہ رح نے کہا
کہ ابواب کے اجزاء واللہ انکے اعمال کے منازل ہین۔ قصہ ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن المبارک کی روایت سے یزید بن قسیط سے روایت
کی کہ اگلے انبیاء کی مساجد اُنکے کانون سے باہر ہوتی تھین جب کوئی نبی چاہتا کہ کسی معاملہ مین اللہ تعالے سے حکم حاصل کرے تو اپنی باہر والی
مسجد مین جاتا اور وہان جسقدر اللہ تعالے نے چاہا وہ نماز پڑھتا۔ اتفاق سے ایک پیغمبر گئے تو نماز مین اُنکے اور قبلہ کے درمیان ابلیس آکر بیٹھ گیا
پس پیغمبر نے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھا پھر دوبارہ ہوا غرضکہ تین بار ایسا ہی ہوا پھر ابلیس نے کہا کہ مجھے بتلا دے کہ مجھ سے کس چیز سے
بچ جاتا ہی پس پیغمبر نے فرمایا کہ نہین بلکہ تو بتلا کہ آدمی پر تو کب غالب ہوجاتا ہی باہم تردید کلام ہوئی آخر پیغمبر نے فرمایا کہ اللہ تعالی کے بندون پر
تیرا قابو نہین ہی بولا کہ یہ تو مین نے تیری پیدائش سے پہلے سنا ہی پھر کہا کہ اللہ تعالی سمیع علیم ہی مین اس سے تیری چونک سے پناہ مانگتا ہون جب کبھی تیرا وسوسہ
خلاف شرع مجھے ظاہر ہوتا ہی۔ بولا کہ تو نے سچ کہا اسی سے نجات ہوتی ہی اور کہنے لگا کہ آدمی پر جب غصہ چڑھتا ہی تو مین اسپر غالب ہوجاتا ہون [illegible]
اور شہوت غلبہ کرتی ہی تو مین اسپر غالب ہوجاتا ہون اعوذ باللہ من غلبۃ الشیطان۔ ف فی العرائس قولہ قال فاخرج منہا فانک رجیم سنگ قہر سے [illegible] مکان
لطف مین اور واپس کیا گیا اپنے معدن مین یعنی قہر مین کیونکہ لطف اسمین عاریت تھا۔ اور لعنت اسکے لیے تا یوم الدین [illegible]
بھی ملعون تھا اور واضح ہو کہ طاعت و معصیت کی انتہاء یوم الدین ہی پس جو غلبہ اسکو مشرکون و کافرون پر [illegible]
منقطع ہوجائیگا ولیکن اسکا ازلی مقہور ہونا جو قدیم ارادہ الٰہیہ تھا اسکے ساتھ باقی رہیگا کیونکہ [illegible]
اسکے قبضہ مین دینا اس طور پر ہی کہ اگر مشیت الٰہی متعلق ہو تو اُسکے ساتھ جو راہ چاہے اختیار کرے [illegible]

[illegible] ہوا اور دنیا سے حق تعالیٰ زیادہ قہر اور دوری ہی۔ کاش اگر ابلیس مردان خدا مین سے [illegible] ہوتا تو دیکھتا کہ عجائب رحمانیت سے اسکو معاون قہر سے کیا کچھ نظر آتا ہی جیسے میدان لطف سے مردان خدا [illegible] اس لیے کہ وہ تو لاکھون لڑکیون و عورتون فریبون کے پیچھے پیچھے وہی ناکارہ و خسیس باتین کرتا پھرتا ہی [illegible] ظاہر ہو اور واسطی رحمٰن کا کبھی بھولے عباد اسکو بھی مزین کرکے دکھلاتا ہی ولیکن اسپر لعنت ہر طرح مستحق ہی کہ یہان بھی فریب سے [illegible] ہوا قال رب فانظرنی الی یوم یبعثون یہ بھی کمال جہالت تھی کہ اس نے جانا کہ قدر معلوم یعنی مقدر سے بھی سبقت لیجائیگا پس اسکو موت نہوگی [illegible] اللہ تعالے نے اسکو رد کرکے فرمایا الی یوم الوقت المعلوم یعنی نفخہ اولی پر تو بھی مرجائیگا جیسے سب مرینگے۔ اس نے چاہا تھا کہ اولاد آدم سے [illegible] موت کے بھی فریب کرے۔ پھر اس نے جناب باری تعالے مین جرأت کی کما قال تعالے قال رب بما اغویتنی لازینن لہم فی الارض الآیہ۔ یہ [illegible] دعوے تکبر یعنی عالم قہر مین اپنی قدرت کا دعوی کیا۔ یعنی قسم ہو کہ جیسے تو نے مجھے اپنے لباس سے ملبوس فرمایا ہی مین بھی اولاد آدم کو اغوا کرونگا [illegible] کہ قدرت الٰہی سبحانہ تعالے ظاہر ہو تو قدرت آلہیہ سے بدون اپنے اختیار کے یہ قدرت چاہی تاکہ اولاد آدم کی ہلاکت مین اسکو اپنی مراد پوری [illegible] اور چونکہ رحمت آلہیہ اسکے غضب پر سابق ہی تو اس نے ایک نیکی کے واسطے دس نیکیان رکھی ہین اور ایک بدی کے لیے ایک ہی بدی [illegible] در گیک کے زدون بھر گناہون کو جس بندہ پر ہون اسکی ایک ندامت و استغفار سے کہ جب اس نے پشیمان ہوکر عزم الجزم کرلیا کہ [illegible] کرونگا تحقیق ہو تو یہ سراسر رحمت ہی اور غضب آلہی پر رحمت کو غلبہ ہی لہذا ابلیس نے جو قہر کے لباس مین ملبوس ہوا ضرور تھا کہ غضب کو [illegible] مشیت حق سبحانہ تعالے نے نہین دیا ہی پس اللہ تعالے کے بندگان خاص ایسے ہونگے جنکو اس نے رحمت و لطف کے واسطے اور ولایت و [illegible] کرامت کے لیے سرفراز فرمایا ہی وہ جو توحید مین غرق اور شرک سے بالکل بیزار ہونگے چنانچہ آدم علیہ السلام نمونہ ہین لہذا اس نے استثنا کیا اور کہا [illegible] الا عبادک منہم المخلصین۔ اور یہ بھی اسنے دیکھا کہ ایسے خاص بندے قہر قدم سے باہر ہوکر لطف ابد کے میدان مین رکھے گئے ہین چنانچہ خود اللہ تعالے نے فرمایا ان عبادی لیس لک علیہم سلطان۔ اس سے ظاہر ہی کہ ایسے بندے ملبوس بانوار قدس اور صدر نشین مجالس انس ہین انکو اللہ تعالی نے [illegible] رحمت و لطف کے واسطے مخصوص کردیا ہی۔ ولقد قال تعالی ان اللہ اصطفی آدم و نوحا الآیہ۔ اور حدیث مین بھی آیا کہ اللہ تعالے نے خلق کو [illegible] مین پیدا کیا پھر اپنی طرف سے نور پاشی فرمائی سو جسکو اس نور سے ملا وہ اہتدا پر ہی اور جسکو نہین ملا وہ تاریکی ضلالت و قہر مین ہی۔ اور [illegible] تعالے نے فرمایا۔ کتاب انزلناہ الیک لتخرج الناس من الظلمات الی النور باذن ربہم۔ یعنے یہ کتاب ہم نے تجھپر اتاری کہ تو لوگون کو تاریکیون سے [illegible] انکے رب کی قدرت و اجازت سے۔ پس ظاہر ہو کہ اہل اصطفا مین سے اس بلند رتبہ والے ہین کہ خود برگزیدہ و اپنے سایہ [illegible] سے سرفراز فرمایا ہی وہ ملبوس بانوار صفات و مشرف بانوار ذات ہین انکے تن و جسم تمام [illegible] مین ڈوبے ہوئے ہین۔ اور احادیث صحیحہ اتفاقیہ سے کسی کو اسکے اعمال [illegible] کہ اللہ تعالی مجھکو اپنی رحمت مین داخل کرلے پس اللہ تعالی نے خاص بندون کو [illegible] انکی [illegible] مین اور انکے اسرار غیب مین دامن حفظ و عصمت مین حی القیوم کی [illegible] و معصوم ہین وہ ابلیس [illegible] پیدا کرنے والے و مقہور کرنے والے قاہر عزوجل [illegible] رحمت سے سرفراز فرمایا ہی۔ ابلیس کو [illegible] ملاف فرمایا کہ میرے اسرار حکمت و قدرت سے تجھکو اسی قدر دیا گیا کہ [illegible] طرح غاوی [illegible] خلاص [illegible]

Marfat.com

ابلیس کے اغوا سے معصوم ہونگے اور یہی نور توحید ہی اور یہ نور توحید جبھی ملتا ہی کہ وحدہ لاشریک [illegible]
ملعون ابلیس اپنا وسواس لاتا ہی تو اخص الخواص تک قابو نہین پاتا اور خاص الخاص کے پاس سے [illegible]
کے دلون مین جب کفر و شرک و ریا کے وسواس لاتا ہی تو نور توحید کی طرف انکی دائمی توبہ و استغفار [illegible]
نار ابلیس بجھکر خوار ہو جاتی ہی اور وہی نور غالب و باقی رہ جاتا ہی اور غلبہ ابلیس انسے منقطع ہو جاتا ہی کیونکہ [illegible]
خطرات قبول کرنے سے محفوظ ہین اور مہلک خطرہ کوئی انمین نہین رہ سکتا ہی۔ ایک شخص نے حضرت یحیی بن معاذ رازی سے سوال کیا کہ اللہ تعالے نے
کس چیز سے اپنے مخلص بندون کو اکرام فرمایا ہی جواب دیا کہ وہ غیب پر ایمان لاتے ہین اور مشاہدہ پاتے ہین مترجم کہتا ہی کہ ابتدا مین بندہ
اپنے رب تبارک و تعالے کے بدیہی دلائل قدرت اور صدق رسالت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہی اور جو کچھ سرور عالم فخر آدم رسول حبیب مکرم
محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے کتاب الٰہی سے اور احادیث سے تعلیم فرمایا اسپر دلی جزم و یقین کرتا ہی جب اس راہ پر آگیا تو ہر قدم پر انوار ہی انوار ہین کیونکہ
وہ تاریکی سے نور کی راہ پر آگیا تھا پس سب مشاہدہ و معائنہ ہو جاتا ہی واللہ سبحانہ تعالے اعلم۔ شیخ ذوالنون مصری رح نے فرمایا کہ تمام لوگ مردہ
ہین سوائے علماء کے اور علماء بھی سب سوتے ہین سوائے ان عالمون کے جو عمل کرتے ہین اور عمل کرنے والے بھی سب مغرور و فریب کھائے
ہین سوائے انکے جو اخلاص سے عمل کرتے ہین اور جو اخلاص پر عمل رکھتے ہین وہ بڑے خطرہ مین ہین۔ شیخ نصر آبادی رح نے کہا کہ جو اخلاص
پر آتا ہی وہ بڑے خطرہ مین ہی کیونکہ اخلاص اسکا دروازہ ہی اور جو مخلص ہو گیا وہ خطرہ کی حد سے گزر گیا اور پھر وہ اخلاص سے بھی خطرہ کرتا ہی
کیونکہ اخلاص بھی خطرہ ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ شیخ ذوالنون رح کا پہلا فقرہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے کلام سے ماخوذ ہی کہ فرمایا الناس
موتی واہل العلم احیاء۔ یعنی لوگ سب مردے ہین اور علم والے زندہ ہین۔ پھر آنحضرت رض کا قول بھی کلام الٰہی سبحانہ تعالے سے ماخوذ ہی ولیکن
عوام کو یہ بات فقط مثال معلوم ہوتی ہی اور ادراک نہین کر سکتے ہین حالانکہ درحقیقت یہی بات واقعی ہی اور ظاہر مین جاگتا وہ ہی جو سوتا نہو
حالانکہ اہل العلم اسکے برعکس جانتے ہین اور یہ بھی مفہوم مشکل ہی پھر علم وہ فہم معرفت ہی جو علوم دینی ظاہری کے بعد حاصل ہوتی ہی اور وہ بغیر تفسیر
و حدیث و فقہ کے ممکن نہین ہی اور جس نے فقط فقہ پر غلو کیا اور باقیون سے رکا حالانکہ فقہ سے اسکی مراد یہی معروف مسائل بیع و شراء و طلاق
و نکاح و وکالت و حیض و نفاس ہین تو اسنے غلطی کی وہ خود ناسمجھ ہی بلکہ لابدی و فرض واجبی ہی کہ ساتھ ہی قرآن و حدیث سے واقفیت حاصل کرے
اگرچہ ظاہری اعمال جوارح کے مسائل مین ائمہ فقہ پر اعتماد کرے اور انھین اعمال کی احادیث مین جھگڑے مین نہ پڑے کیونکہ اصلی مقصود تو یقین
و اخلاص حاصل کرنا ہی تاکہ اللہ تعالی کے بندگان مخلصین مین اللہ تعالی کے فضل سے شمار کر لیا جاوے فافہم واللہ اعلم شیخ نے کہا کہ بعض نے مخلصین
کے بیان مین کہا کہ ایسے بندے ہین جنکو قرب مین بلا کلفت و مشقت داخل کر لیا اور بشری اوصاف سے انکو فانی کر کے اوصاف حق سے آراستہ کیا
یعنی وہ مرتبہ جو قرب النوافل کا حدیث صحیح مین آیا ہی کہ چلنا و پھرنا و جملہ افعال و اخلاق و عادات مین قدرت و قوت از جانب حق تعالے [illegible]
کہ خود بندہ مین اپنی ارادت نہین رہتی ہی یہی معنی انکے فانی ہونے کے ہین پس وہ ظاہری صورت و ڈھانچے سے مخلوق کے ساتھ ہین [illegible]
و اسرار سے حق سبحانہ تعالی کی حضوری مین ہین انپر خلق کا کچھ اثر نہین اور نہ جس حال مین خلق کے ساتھ ہین انکو خود خبر ہی [illegible]
مین ہین وہی اللہ تعالی کے سچے بندے ہین انکا کچھ بھی نہین سوائے حق تعالے کے اور نہ انکا کسی طرف مرجع ہی [illegible]
حق قدیم ہی اور وہ عدم ہین وہ فانی ہین اور وہی باقی ہی قال تعالی کل شیء ہالک الا وجہہ لہ الحکم والیہ ترجعون [illegible] قال ویبقی وجہ ربک
ذوالاکرام۔ حضرت جعفر صادق رض سے روایت ہی کہ فرماتے تھے کہ تمام مخلوقات باعتبار اسکے کہ اسی [illegible]

سے پیدائش و معرفت دونون طرح ہین یعنی اپنی طرف تخصیص کی توظاہر ہین کسی نادان کو شبہہ ہوتا کہ شاید
[illegible] بندے ہین تو آپ نے اسکے معنے بیان کر دیے کہ تمام مخلوق کوئی ہو سکا
[illegible] دونون سے بندون مین سے دو قسم فرمائی ہین ایک کو اپنی محبت دی اور اپنی معرفت سے انکو منور کیا تو انھین کو اپنا
خاص بندہ کیا اور روایت مین عبادی سے ایسے ہی بندے مراد ہین اور باقیون کو پیدا کر کے روے زمین کی رونق و آبادی و طرح طرح کے
مذاہب و اقسام اقسام کے خیالات انھین دیے سو اے اپنی معرفت و محبت کے پس ایسی مخلوقات اسی کی مخلوقات ہین مگر اُسکی بندگی
کے لیے نہین ہین تو ایسی مخلوقات مین سے جو لوگ زمین کو آدمیون سے آباد کرنا چاہین اور زمین کی آبادی و تجارات و زراعت و تن پروری
کے سامان اور عیش کے وسائل بہم پہونچانے مین اپنے ہمجنس سے فائق ہون اکثر وہی اس دنیا مین سردار کر دیے جاوینگے تاکہ روے زمین آباد
رہے اور فرمایا اللہ تعالی نے ولو شاء ربک لامن من فی الارض کلھم جمیعا یعنی اگر تیرا رب چاہتا تو روے زمین پر جو لوگ ہین سب ایمان لاتے یعنی اُنکی
پیدائش و خصلت دین مادے و قوتین دینا اپنی حکمت پر رکھی ہین - اور فرمایا اذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیہا و یہلک الحرث والنسل واللہ لا یحب الفساد
یعنی ایک قسم کے آدمی کی مذمت مین کہا کہ جب تیرے پاس سے لوٹ کر روانہ ہوا تو بستی مین پھرا تاکہ اسمین خرابی پھیلا دے اور برباد کرے کھیتی اور
جانورون کی نسل کاٹے اور اللہ تعالی تو فساد کو پسند نہین رکھتا ہی - اس سے ظاہر ہی کہ جو کوئی ایسی خصلت رکھتا ہو وہ بادشاہی کے قابل نہین ہی اور
جب کوئی ظالم بادشاہ ہوا تو وہ اپنی بدبختی کی سزا کمانے کو اور اگر اسوقت کے لوگ بھی بدکردار ہوئے تو انکی سزا دینے کو ہوا ہی فافہم واللہ تعالی اعلم -
شیخ ابن عطار رح نے کہا کہ مخلص وہ بندہ ہی جو خلاص پا گیا ہو اپنی ذات پر نظر کرنے سے اور اپنے افعال کی خوبی دیکھنے سے بلکہ ہر حال مین اللہ تعالی
کے ساتھ اسکا معاملہ ٹھیک ہو پس نہ آگے بڑھے مگر اسی کے حکم و رضامندی کے لیے اور نہ پیچھے ہٹے مگر اسی واسطے - شیخ جعفر رح نے کہا کہ اللہ تعالی نے
اس آیت مین اپنے مخلص بندون پر احسان عظیم ظاہر فرمایا کہ انکی نیکی و اخلاص اسی کے فضل سے ہی کہ اُسنے شیطان کو انپر قابو نہین دیا اور مخلصین کے
تین درجہ ہین ایک یہ کہ افعال مین اخلاص ہو - دوم قلب مین اخلاص ہو - سوم اسکے ظاہر و باطن دونون مین اخلاص ہو اور چہارم اعلے مرتبہ
اخلاص کا یہ ہی کہ روح اپنے لائق کدورات سے پاک اور خالص اللہ تعالے ہی کے واسطے ہو جاوے تو اس حالت مین اسکو اللہ تعالے
کے ساتھ مرتبہ استقامت اور اسکے قرب تک رسائی ہوتی ہی یعنی جیسے انبیاء کو قرب نبوت ہی روحانی مخلص بندون کو بھی اپنے پیغمبر برحق کی اتباع مین
حاصل ہوتی ہی - شیخ اُستاد رح نے فرمایا کہ جس بندے کو اللہ تعالے حقائق توحید کا مشاہدہ نصیب فرماتا ہی اور وہ تمام عالم کو قبضۂ تقدیر مین پاتا ہی
جسطرح حکم ازلی ہو چکا ہی تمام عالم مین تدبیر کرنے والون کی تدبیر سے بلکہ خود تدبیر بھی اُنسے اسی طرح پر جاری ہوتی اور وہی نتیجہ دیتی ہی جو
تعالے نے چاہا اور مقدر فرمایا ہی بلکہ خود کچھ نہین ہی الا افعال حق سبحانہ تعالی کہ وہ ہر شی پر قاہر اور شاہد و محیط ہی تب ایسے بندے پر سواے حق کے
تصرف ہونا کچھ معنی نہین رکھتا ہی اور گمان سے غیر کا گذر ہوگا کہ سب اعتقاد عین حق ہی اسی معنی مین حسین بن منصور کے اشعار کا
[illegible] کفر میرا بھی تیری پاکی ہی + عقل کی میری ہوسناکی ہی + آدمی کون کدھر ہی ابلیس + کہون قادر میری بے باکی ہی - پھر حق سبحانہ تعالی
[illegible] کے درجات عالیہ اور حفظ از قہر و از شر ابلیس کے ساتھ ممتاز فرمایا انکے عالی درجات آخرت و وصول بمقامات علیہ
سے آگاہ فرمایا بقولہ تعالی شانہ

فِي جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ۝ وَنَزَعْنَا

اور مدینون مین جاؤ اسمین سلامتی سے خاطر جمع سے اور نکال ڈالی ہمنے

Marfat.com

مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝

جو اُنکے جیو نمین تھی خفگی بھائی ہوگئے تختونپر سامنے

نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ۝ نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

کچھ تکلیف اور نہ اُنکو وہان سے کوئی نکالے خبر سنادے میرے بندونکو کہ مین [illegible]

وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ۝

اور یہ بھی کہ میری مار وہی دکھ کی مار ہی

اللہ تعہ جلشانہ نے اول آگاہ فرمادیا کہ بندگان حق تعہ شیطان کے تسلط سے محفوظ و مکرم باکرام الٰہی سبحانہ ہین اور انکا اعلیٰ مرتبہ یہ ہی کہ [illegible]
قرار دین اور یہ جب ہوگا کہ اللہ تعہ اپنے رب کو پہچانین اور جب پہچانینگے کہ یہ یقین کرین کہ وہی خالق وہی مالک وہی رازق وہی علیم وہی حکیم [illegible]
وحدہ لاشریک ہی اُسی نے اپنے بندہ خاص محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری ہدایت کے لیے اپنا رسول فرمایا پس جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
اجمعین نے ہمکو معرفت الٰہی ہی وہی معرفت الٰہی ہی وہی اعتقاد دل سے یقین کرے اور وہی راہ اختیار کرے اور یہ تو ایسی بات ہی کہ اس سے انکار بالکل بیجا ہی
اللہ تعہ نے دنیا کی زندگی بسر کرنے کی لذات و تدبیرات کسی سے منع نہین فرمایا بلکہ پاکیزہ عقلی حدود البتہ مقرر کردیے ہین تو کسی شخص کو ایسے رب غفور رحیم کی بے انتہا نعمتون
سے مایوس نہونا چاہیے اور جب وہ کچھ نہ تھا تو اُسکو دنیاوی لذات سے بھی آگاہی نہ تھی باوجودیکہ پیٹ مین پورا بچہ بلکہ دایہ کی گود مین اچھا بڑا ہوگیا تھا اسی طرح اب آخرت سے
انکار کرنا اُسکی نادانی ہی پس آخرت کے مقابلہ مین ہنوز طفل شکم یا بچہ شیرخوار ہی اسکو لازم ہی کہ شیطان سے جسنے صریح عداوت کی اُسکو بالکل چھوڑے اور شرم کرے کہ
وہ رب تبارک و تعالیٰ کے سواے دوسرے کے سایہ مین آنا چاہے کہ ہرگز نہ پاویگا بلکہ رب عزوجل کو رب جانے کہ شرک و کفر سے متقی ہو اور رب تبارک
و تعالےٰ نے متقیون کے لیے دنیاوی عیش کے سواے آخرت کے عیش وہ پیدا فرمائے ہین کہ جو خیال و قیاس سے باہر ہین لیکن سمجھدار آدمی بیان سے
مقصود سمجھ لیتا ہی اگرچہ مزہ و کیفیت نہ جانے اسی طرح دنیاوی چیزین جو اسی جہان کی ہین اُنکے نظائر سمجھکر آخرت نادیدہ پر یقین کرتے ہین [illegible]
اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ البتہ بیشک سچ ہی کہ جن لوگون نے تقوی کیا وہ ہین فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ باغون و نہرون مین [illegible]
پاکیزہ مقامات ہین۔ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ اُنسے کہا جائیگا کہ داخل ہو انمین ہر طرح کی سلامتی کے ساتھ بالکل بیخوف۔
پس اُنکو وہان اللہ تعہ کا سلام ملائکہ کی تحیت پہونچیگی اور ہمیشہ سالم رہینگے اور ہر مکروہ سے بیخوف اور زوال و فنا سے بیخوف [illegible] جاننا چاہیے کہ
متقین سے کون مراد ہین پس اعلیٰ درجہ تو متقین کا وہ ہی جو قولہ تعہ لیس البر ان تولوا وجوہکم قبل المشرق والمغرب [illegible] اولئک ہم المتقون
مین مذکور ہی اور اسمین ہر قسم کے نیک اعمال ہین ولیکن جبکہ یہ اعلےٰ درجہ تقوی کا ہی تو انکے واسطے اعلیٰ درجہ جنت [illegible] اور یہان کلام [illegible]
سے ہی لہذا صحیح یہ ہی کہ یہان متقی وہ ہی جسنے شرک سے تقوی کیا کیونکہ جہنم کی ابتدا شرک سے ہی پھر جو مشرک [illegible]
و چوری و زناکاری وغیرہ کرے اسکے واسطے انتہای درجہ جہنم کا ہی اسی طرح جو شرک سے بچا وہ ابتدای جنت مین ہی [illegible]
درجات ہین اور یہی تفسیر یہان جمہور صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم سے مروی ہی۔ یہان ایک عالمانہ نکتہ معلوم کرنا چاہیے [illegible]
کے لیے شرک سے پرہیز ضروری ہی کیونکہ امت کا اجماع ہی کہ شرک جہنم مین ہی اور جنت مین داخل ہونے [illegible]
متقی ہونے کے لیے یہ بھی ضرور نہین کہ تمام انواع تقوی کا جامع ہو بلکہ ایک فرد سے تقوی رکھنے [illegible]
نہین کہ دنیا مین جسقدر اقسام و افراد ظلم کے ہین سب ہی کرے بلکہ ایک قسم کا ظلم کرے وہ بھی ظالم [illegible]

[illegible] سے کہا گیا کہ مصلی و صائم اور جن چیزون کا حکم کیا گیا ہو وہ حکم ایک مرتبہ ادا کرنے سے پورا ہوتا ہی پھر اگر ہر بار جدید [illegible] عصر کا پانچون وقت کا وقت آتا ہو تب ہی حکم متوجہ ہوتا ہی حافظوا علی الصلوات۔ مگر حج مین یہ بات نہین ہی۔ بالجملہ [illegible] نے شرک سے تا موت پرہیز کیا۔ جنات وعیون۔ ظاہرا ان سب کے لیے ہین پس اعلے متقی اعلے درجہ مین اور ادنی [illegible] درجہ مین اور شاید کہ ہر ایک کے لیے کئی جنت ہون مانند قولہ تعالے ولمن خاف مقام ربہ جنتان۔ مگر یہ ضرور ہی ہر واحد کو جنت [illegible] ضرور ہوگی۔ امام رازی رح نے کبیر مین کہا کہ عیون جمع ہی شاید کہ قولہ تعالی فیہا انہار من ماء غیر اسن الآیہ کے انہار ہون یا یہ نہرین تمام منبع [illegible] کو شامل ہون۔ یہ حکم کہ ادخلوہا بسلام۔ اسکے یہ معنی ہین کہ متقین داخل ہونگے جنات وعیون مین درحالیکہ انسے کہا جائیگا اللہ تعالی [illegible] سے بواسطہ ملائکہ کے یا اللہ تعالے رحمت سے خود کلام فرماوے کہ انمین بسلام داخل ہو۔ اور بعض نے کہا کہ پہلی جنت مین داخل [illegible] جب ایک سے دوسری مین جانا چاہینگے تو حکم ہوگا کہ ہان داخل ہو بسلام۔ شاید یہ تکلف اسوجہ سے کیا کہ جب وی جنات وعیون مین [illegible] داخل ہونے کو کیونکر کہا جائیگا۔ ضحاک رح سے مروی ہی کہ آمنین ہونگے موت سے کبھی نہین مرینگے نہ بوڑھے ہونگے نہ بیمار اور نہ ننگے [illegible] جمیع آفات ومکروہات سے سلامتی کا مقام ہی۔ واضح ہو کہ روایت مین آیا ہی کہ اہل ایمان جو دنیا مین ازراہ ایمان کے باہم بھائی تھے [illegible] لیکن جیسے بھائی کو کبھی بھائی سے ملال ہو جاتا ہی اسطرح کے جو میل انکے دلون مین آپس مین ہوگئے تھے جب جنت کا حکم دیے جاوینگے تو جنت کے دروازہ پر انسے یہ مظالم قصاص کر لیے جاوینگے پھر انکو جنت مین داخل ہونے کا حکم دیا جائیگا۔ اور بعض آثار مین ہی کہ اہل جنت پہلے دروازہ جنت پر ایک نہر مین نہلائے جاوینگے پس انکے دلون سے حقد و میل وغیرہ سب جاتا رہیگا اور یہی اثر قوی ہی چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا۔ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ اور نکالکر باہر کر دینگے ہم جو کچھ انکے دلون مین ہو غل سے۔ غل لغت مین کینہ وعداوت اور ناگواری وبغض وحسد وغیرہ ولیکن یہان عداوت وکینہ ادنی درجہ مین شاید ہو اور یہ امر تو مومن کے واسطے لازم ہی کہ وہ ایمان کیوجہ سے مومن کو عدو نہ جانے اور اسکے ساتھ کینہ نہ رکھے ورنہ کافر ہوگا۔ پس ظاہرا بشری غلبہ یا دنیاوی معصیت سے اسکے ساتھ کینہ ہو۔ مگر اعلے درجہ اور اونچے طبقہ والون مین تو غل فقط ناگواری ومیل ہو سکتا ہی جیسے آدمی کو اپنے فرزند یا باپ سے باوجودیکہ انسے محبت صادقہ رکھتا ہی کبھی کبھی ہوتا یا رہتا ہی پس اسقدر بھی اللہ تعالے ان بندون مین نہین رکھیگا بلکہ پاک صاف کر کے داخل کریگا۔ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ درحالیکہ وی بندے بھائی بھائی ہونگے جنت مین آمنے سامنے تختون پر بیٹھے ہوئے تخت کی صفت مین آیا ہی کہ جیسے صنعاء یمن سے شام تک مکلل بیاقوت وجواہر ہونگے حق یہ ہی [illegible] انسان قیاس کرے اسکی حد تک ہی اور اللہ تعالی نے اس عالم آخرت پر عام اطلاع نہین دی اور خاص اطلاع والے ان عوام کو سمجھا [illegible] مگر وہ کچھ شان کبریائی ہی کہ آدمی کے دل پر بھی خطور نہین کر سکتی ہی۔ مجاہد رح نے کہا کہ آمنے سامنے کہ ایک دوسرے کی قفا نہین دیکھیگا۔ [illegible] عباس رض سے زیادہ مروی ہی کہ تختون پر ملاقات کرین جب پھرینگے تو تخت خود گھوم جاوینگے اور یہ متقابل رہینگے اور یہ نہایت درجہ کا انس [illegible] ابی اوفی رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم ہم لوگون پر نکل آئے اور یہ آیت پڑھی اور فرمایا کہ اللہ تعالے کے واسطے باہم محبت کرنے والے [illegible] دوسرے پر نظر فرماوینگے۔ رواہ ابن ابی حاتم والبغوی فی تفسیریہما والطبرانی فی معجمہ۔ قال الامام ابن کثیر رح فی تفسیرہ۔ سعید بن منصور رح نے [illegible] حدیث بیان کی ابن فضالہ نے لقمان سے اسنے ابو امامہ رض سے کہ جنت مین کوئی مومن داخل نہوگا یہانتک کہ اللہ تعالے اسکے سینہ [illegible] اسکے سینہ مین سے درندہ حملہ کرنے والے کے مثل نکالیگا۔ شیخ نے کہا کہ یہ روایت موافق ہی اسکے جو صحیح مین ابو سعید خدری رض [illegible] فرمایا کہ دوزخ سے مومنین خلاص پاکر جنت ودوزخ کے درمیان ایک پل پر روکے جاوینگے پس بعض کا بدلا

Marfat.com

بعض سے ان مظلمہ کا لیا جائیگا جو انمین دنیا مین پڑ گئے تھے یہان تک کہ جب پاک ہو جاوینگے تو انکو جنت مین [illegible]
ثوری رح نے بالواسطہ ابو صالح تابعی سے روایت کی کہ اخوانا علی سرر الآیہ۔ دس صحابہ ابو بکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر [illegible]
ابی وقاص و سعید بن زید اور گیارہوین عبد اللہ بن مسعود رض ہین یعنی یہ اصحاب اول مصداق اس آیت کے [illegible]
حضرت علی رض سے روایت کی کہ واللہ یہ آیت ہمارے اہل بدر کے حق مین نازل ہوئی ہی و نزعنا ما فی صدورہم الآیہ [illegible]
الحسن حدثنا یزید بن ہارون اخبرنا ہشام عن محمد ہو ابن سیرین قال استاذن الاشتر علی علی رضی اللہ عنہ الخ یہ اسناد جید [illegible]
نے کہا کہ اشتر یعنی مالک اشتر نخعی نے اجازت چاہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حاضر ہونے کی اور اسوقت آپ کے پاس طلحہ بن عبید اللہ [illegible]
بیٹھا تھا پس آپ نے مالک اشتر کو حکم دیا کہ کھڑا رہے پھر بعد اسکے اجازت دی تو مالک نے حاضر ہو کر کہا کہ مجھے گمان ہی کہ آپ نے مجھے اسی [illegible]
روک رکھا آپ نے فرمایا کہ ہان پھر اسنے عرض کیا کہ اگر آپ کے پاس عثمان کا کوئی لڑکا ہوتا تو بھی آپ مجھے روکتے فرمایا کہ ہان اور مین امید رکھتا ہون کہ
اور عثمان ان بندون مین ہونگا جنکے حق مین اللہ تعالی نے فرمایا و نزعنا ما فی صدورہم من غل اخوانا الآیہ۔ پھر ابن جریر رح نے باسناد صحیح ابو حبیبہ مولای طلحہ سے
روایت کی کہ جب علی کرم اللہ وجہہ محاربہ جمل سے فارغ ہو چکے تو طلحہ کے بیٹے عمران حضرت علی رض کے پاس آئے پس آپ نے عمران کو مرحبا کہکر بٹھایا
اور فرمایا کہ مجھے امید ہی کہ اللہ تعالی مجھے اور تیرے باپ کو ان بندون مین سے کر دے جنکے واسطے فرمایا نزعنا ما فی صدورہم من غل اخوانا علی سرر متقابلین
پھر ابن جریر رح نے بسند اعلی صحیح اسی روایت کو یہانتک سے زائد روایت کیا یعنی ابو حبیبہ نے کہا کہ جب علی کرم اللہ وجہہ نے مرحبا کہکر عمران سے یہ فرمایا تو
دو شخص جو ایک طرف بچھونے پر بیٹھے تھے بولے کہ کل تو آپ سے انسے مقابلہ ہوا اور وہ لڑائی مین مارے گئے اور اب تم سب کو بھائی بھائی کر کے اللہ تعالی
تختون پر بٹھلاویگا اللہ تعالی اس سے زیادہ عادل ہی پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ یہ قوم بڑی دور کی زمین پر پڑی ہین کس خواری مین ہین
ارے اگر ہم لوگ اس آیت کے مصداق نہین ہونگے تو اور کون لوگ ہونگے وکیع نے اسناد جید کے ساتھ ایسی ہی روایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے
فرمائی ہی اور اس روایت مین ہی کہ قبیلہ ہمدان کا ایک شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ ای امیر المومنین اللہ تعالی کا عدل اس سے زیادہ ہی پس آنحضرت رض نے
اسقدر سخت شدید آواز سے اسکو ڈانٹا کہ مجھے خوف ہوا کہ چھت نہ دہل جاوے اور فرمایا کہ ارے اگر ہم لوگ اس آیت کے مصداق نہون تو اور
کون آوینگے سعید بن مسروق نے ابن ابی طلحہ کی اسناد سے روایت کی اور اسمین ہی کہ حارث اعور نے کھڑے ہو کر ایسا کلمہ کہا تو آنحضرت کرم اللہ وجہہ نے
علی بن ابی طلحہ ثقہ جید راوی تفسیر ہین ۱۲
اٹھکر ایک لکڑی سے جو آپ کے ہاتھ مین تھی اسکے سر پر مارا اور فرمایا کہ تو اور کون لوگ ہین او کانے اگر ہم لوگ نہین ہین۔ سفیان ثوری رح نے بسند صحیح
روایت کی شیخ ابراہیم رح سے کہ ابن جرموز جسنے حضرت زبیر بن العوام رض کو شہید کیا تھا اسنے آکر اجازت چاہی تو آنحضرت رض نے اسکو بہت دیر تک اپنے پاس
حاضر ہونے کی اجازت نہ دی پھر اسکو اجازت دی تو اسنے آکر کہا کہ جو لوگ امتحان کے وقت کام آتے ہین انھین پر آپ جفا کرتے ہین تو آپ نے فرمایا کہ
منھ مین خاک اور مجھے تو امید ہی کہ مین رض اور طلحہ و زبیر رض ان بندون مین ہون جنکے واسطے اللہ تعالی نے فرمایا و نزعنا ما فی صدورہم من غل اخوانا الآیہ
ایسا ہی ثوری رح نے امام محمد باقر کی روایت سے امام زین العابدین سے روایت کی ہی مترجم کہتا ہی کہ ظاہرا اسی مقام پر وہ واقع ہوا [illegible]
کہ جسنے زبیر رض کو شہید کیا جب وہ آنحضرت رض کے پاس آیا اور اسنے بیان کیا تو آپ نے کہا کہ مین نے آنحضرت صلعم سے سنا [illegible]
میرا حواری زبیر بن العوام ہی اور اسکا قتل کرنے والا دوزخی ہی۔ یہ سنکر وہ شخص بہت غصہ ہوا اور بیہودہ بکنے لگا کہ [illegible]
جو تمھاری مدد نہ کرے وہ برباد اور مدد کرے وہ برباد اور اسی غصہ مین اسنے خنجر نکالکر اپنے پیٹ مین [illegible]
کہ رسول صلعم نے سچ فرمایا تھا۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ کثیر رح نے کہا کہ مین امام ابو جعفر محمد بن علی یعنی امام [illegible]
خلف مین سے بنام کثیر [illegible]

میرا دشمن ہی اور تم سے لڑنے والا ہی مین تم سے
[illegible] ہون کہ مجھے صاف بتلادو کہ بیشک تم تبرا کرتے ہو ابوبکر و عمر رضہ سے پس فرمایا کہ ای کثیر مین اللہ تعالے سے پناہ مانگتا
[illegible] اگر مین ایسا ہون تو مین گمراہ ہوا اور مین ہرگز ہدایت پانے والون سے نہین ہونگا ای کثیر تو ان دونون سے محبت رکھ اگر
[illegible] تو وہ میری باتین گرون پر ہی پھر یہی آیت پڑھی ونزعنا مافی صدورہم من غل اخوانا الآیہ اور کہا کہ ابوبکر و عمر و علی رضی اللہ
[illegible] ان سب سے راضی ہوا مترجم کہتا ہی کہ امام الفقہاء ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالے سے روایت ہی کہ مین حضرت امام محمد بن علی
[illegible] کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا کہ کہان کا ہی مین نے عرض کیا کہ کوفہ کا ہون فرمایا کہ جا اور میرے پاس مت بیٹھ۔ مین نے عاجزی
[illegible] پھر مین نے عرض کیا کہ آپ کا قول دربارہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کیا ہی اور مین قسم سے کہتا ہون کہ مین آپ کا دوست ہون فرمایا کہ
[illegible] دونون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وزیر اور اللہ تعالے و رسول اُنسے راضی ہین اور مین اگر اُنسے بدگمانی کرون تو مین گمراہ ہوا
[illegible] ہدایت پر نہ ہوا تو مین نے عرض کیا کہ اہل عراق تو آپ کی نسبت اُنسے تبرا کا گمان کرتے ہین اور آپ ہی کی طرف سے بیزاری کی روایتین کرتے
ہین آپ نے فرمایا کہ بالکل کذاب و جھوٹے ہین تو مین نے کہا کہ آپ اُنکو لکھ بھیجین فرمایا کہ ای شخص وہ لوگ میرا کہنا نہ مانینگے تو نہین دیکھتا کہ
مین نے تجھ سے کہا کہ میرے پاس نہ بیٹھ اور تو نے نہ مانا۔ کذا فی مخازن المعروف وغیرہ۔ لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ نہ چھوجائیگا
اُنکو جنت مین نصب یعنی مشقت و اذیت و جو چیز ناگوار ہو۔ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے کہا چنانچہ صحیحین مین ہی کہ اللہ تعالے نے مجھے حکم دیا
کہ مین خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بشارت دون جنت مین ایک ایسے مکان کی جسمین نہ صخب ہو نہ نصب۔ یعنی کوئی ناگوار کلام یا فعل یا چیز وہان
نہونگی۔ بیضاوی وغیرہ مین ہی کہ جنت مین کوئی ایسی چیز نہین ہی جسکے ذریعہ سے یہ امور پہونچین اور اللہ تعالے نے اُسکی نعمت کو لذت
محض و عیش خالص کر دیا ہی امام غزالی رحمہ اللہ تعالے کے کلام سے ظاہر ہی کہ وہ عالم اس دنیا کے برعکس ہی کہ وہان ظہور عالم روحانی کا ہی اور
جسم اُسکے تابع ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ مؤید اُسکے واسطے کلام الٰہی الدار الآخرۃ لہی الحیوان ہی یعنی دار آخرت وہ زندہ ہی پس اسمین ظہور روحانی ہی
اسی واسطے جہنم کوئی یہان کی آگ کے گڑھے پر قیاس نہین ہو سکتا اگرچہ جسقدر یہان قیاس مین آتا ہی یہ تو اسمین ضرور ہوگا اسی واسطے جنت کو
جسمین انتہاے خوبی پر قیاس کرو اس سے کہین بہتر ہی لہذا اُسکی نعمتون کا بیان ہوا ہی۔ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ اور وہ اسمین سے
کبھی نکالے نہ جاوینگے۔ یہ تصریح ہی کہ جنت دار الخلود ہی وہان ہمیشگی ہی اور دیگر آیات و احادیث شاہد ہین، کہ نعمتون کا تزائد و ترقی ہوگی اور
قرب الٰہی بے انتہا ہی۔ شیخ حافظ رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ آیت سے جو ظاہر ہی وہ حدیث مین صریح آیا ہی کہ کہا جائیگا کہ ای اہل الجنۃ تمھارے
لیے یہ ہی کہ تندرست رہو کبھی مریض نہو اور یہ کہ زندہ رہو کبھی نہ مرو۔ اور یہ کہ عالم شباب مین رہو کبھی بوڑھے نہو اور یہ کہ ہمیشہ اسمین مقیم رہو
کبھی کوچ کرکے باہر نہ کیے جاؤگے۔ اللہ تعالے نے بھی دوسری آیت مین تصریح فرمائی لا یبغون عنہا حولا۔ یعنے اہل جنت کبھی جنت سے
باہر جانا نہ چاہینگے۔ اس سے ایک بات یہ بھی نکلی کہ جیسے عالم اجسام مین آدمی ایک ہی جگہ سے اُکتا کر سفر چاہتا ہی وہان ایسا عیش ہی کہ
کبھی ہمیشہ تک بھی فقیری کی کیفیت دیکھنے کو تحویل چاہے مگر وہ لوگ کبھی اُس سے تحویل نہ چاہینگے۔ پھر حق تعالے نے بندون کو اس
کی طرف مائل ہونے کی راہ کا ایک لازمی جزو ارشاد فرمایا یعنی قولہ نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ وَأَنَّ عَذَابِي
هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ یعنی خبر دو میرے بندون کو کہ مین بڑا غفور و رحیم ہون اور بے شک میرا عذاب بھی وہی بڑا
عذاب ہی جسمین قدرت اُسکی محیط ہی ویسے ہی اُسکی جنت جو ظہور رحمت کاملہ ہی وہ بڑی مغفرت و رحمت ہی ویسے ہی

حاشیہ بجواب ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بعض ازواج و سب حضرات سے معظم ایمان لانے والی اور حضرت کی سب اولاد طیبین سے ہین ۱۲ م

Marfat.com

اُسکی جہنم جو محل ظہور غضب ہی بڑے دُکھ کا عذاب ہی پس جب عذاب اسی کا عذاب ہو تو خوف اسی کا چاہیے اور
جو کچھ سوائے اُسکے ہی سب اسی کی مخلوق ہی اور سب اسی کی رحمت و غضب کے درمیان مین ہین حدیث مین
اپنے اصحاب مین سے ایک شخص کی وفات کے وقت تشریف لے گئے پوچھا کیا حال ہی عرض کیا کہ یا رسول اللہ
اللہ تعالے سے مغفرت کا امیدوار ہون فرمایا کہ یہ دونون جسکے دل مین جمع ہون ضرور اللہ تعالے اُسکو بخشدیتا ہی
وہ یہ کہ آپ نے اس شخص کو امید زیادہ کردی اور علمار رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہی کہ حالت حیات مین چاہیے کہ بندہ
اور وقت موت کے چاہیے کہ امید غالب ہوجاوے اور خوف کم ہوجاوے۔ اور دوسری حدیث مین صریح حکم فرمایا کہ
مگر اس حال مین کہ اسکا گمان اپنے پروردگار سے بہت نیک ہو یعنے بھروسا کرے اپنے رب عزوجل پر کہ وہ غفور رحیم ہی مجھے بخشیگا
اور مجھے اپنی رحمت مین داخل فرماویگا اور دوسری حدیث قدسی مین آیا ہی کہ رب تبارک وتعالے فرماتا ہی کہ انا عند ظن عبدی بی یعنی میرا بندہ
جو گمان یعنی یقین میرے ساتھ رکھتا ہی مین اپنے بندہ کے یقین پر اُسکے ساتھ ہون معنے جسکا کہتا ہی کہ آدمی اپنے رب سے بدگمان نہو یعنی اللہ
کو کوئی حاجت اپنے بندے کو عذاب فرمانے کی نہین ہی مگر کافر نے جب شیطان کا دامن پکڑا اور اللہ تعالے سے خواہ انکار کیا یا ایسے طور پر
اقرار ایسے فعل کیے کہ وہ درحقیقت اللہ تعالے سے انکار ہین یا اللہ تعالے کی شان سے انکار ہین تو جسکا دامن پکڑا اُسکے ساتھ پہونچ جاویگا
اور شیطان کا مقام جہنم ہی پس یہ بھی وہین گیا شیخ امام رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ اس آیت کے سبب نزول مین مصعب بن ثابت سے روایت ہی
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے یارون کے ایک جماعت پر گزرے وہ لوگ ہنستے تھے تو فرمایا کہ یاد کرو جنت کو اور یاد کرو دوزخ کو پس یہ آیت
نازل ہوئی رواہ ابن ابی حاتم بحدیث مرسل ہی اور ابن جریر کی روایت مین ہی کہ مکہ مین اصحاب سے فرمایا کہ کیا مین نے تمکو نہین دیکھا کہ تم ہنستے تھے
پھر واپس ہوگئے اور حجر اسود تک نہ پہونچے ہونگے کہ اُلٹے پانوٗن لوٹ آئے اور فرمایا کہ جبرئیل نے آکر مجھے پیغام پہونچایا کہ رب تعالے فرماتا ہی (رواہ ابن المنذر ۱۲)
کہ کیا تم میرے بندون کو مجھ سے ناامید کرتے ہو پھر یہ آیت وحی کی پڑھی۔ قتادہ رحمہ اللہ تعالے سے روایت ہی کہ ہمکو حدیث پہونچی ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالے کے عفو کا اندازہ بندے کے علم مین آوے تو وہ کبھی حرام سے بھی پرہیز نہ کرے اور اگر اللہ تعالے کے
عذاب کا اندازہ اُسکے علم مین آوے تو خوف سے اُسکی جان نکل جاوے۔ مترجم کہتا ہی کہ صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہی کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے جب رحمت کو پیدا کیا تو سو حصے فرمائے اُنمین سے ننانوے
اپنے یہان رکھے اور تمام مخلوقات مین ایک رحمت بھیجی پس اگر کافر کو معلوم ہوجاوے وہ سب رحمت جو اللہ تعالے کے یہان ہی تو وہ کبھی
رحمت سے مایوس نہو اور اگر مومن کو معلوم ہوجاوے وہ تمام عذاب جو اللہ تعالے کے یہان ہی تو وہ دوزخ سے مامون نہو مترجم کہتا ہی
کہ دوسری روایت صحیحین و مسند امام احمد وغیرہ مین تصریح ہی کہ رحمت کے سو حصہ سے ایک حصہ جو دنیا مین ظاہر فرمایا اسی رحمت کا
بچہ پر اور تمام جانور و چرند پرند اپنی اولاد پر کرتے ہین اور یا ہم لوگ شفقت کرتے ہین اور آخرت مین اللہ تعالے مومنون
رحمت نازل فرماویگا۔ واضح ہو کہ اس آیت مین تمام بندون کو نہایت ترحم و شفقت کے خطاب سے فرمایا کہ نبی عباد
خبردار کردے پس جو شخص کفر کرکے اس خطاب سے سرفرازی نہ لیوے اُسپر ہزار افسوس ہی اور یہان سے ظاہر ہوا کہ کرامت کے
وہی بندے ہین جو ایمان سے مشرف ہوئے اور واضح ہو کہ عربی زبان سے جو شخص واقف ہو وہ جانتا ہی کہ
الرحیم مین ایک حرف ان تحقیق و تاکید ہی دوسرے انما سے تاکید بلیغ و تیسرے الغفور مین

Marfat.com

[illegible] تاکید ہی اور دوم ان عذابی ہو العذاب الالیم مین بھی سب تاکیدات موجود ہین سولے دو باتون کے ایک یہ کہ اسمین عذاب کو
[illegible] نہین فرمایا یعنی انا اسمین نہین ہی دوسرے یہ نہین فرمایا کہ انی انا المعذب بالعذاب الالیم پس اپنے آپ کو عذاب کرنے والا نہین
[illegible] عذاب ایسا سخت ہی اس سے ظاہر ہوا کہ رحمت کا پلہ بہت بھاری ہی اور عذاب جو اللہ تعالے کے بندون پر ہو وہ مقصود نہین ہی
[illegible] دوزخ کافرون کے لیے اصلی ٹھکانا ہی اسی واسطے اللہ تعالے نے دوزخ کی نسبت فرمایا کہ اعدت للکافرین وہ خاصکر کافرون کے لیے
[illegible] ہی حالانکہ بعضے گنہگار مومن بھی اسمین جاوینگے تو اُنکے واسطے خاص نہین ہی بلکہ انکا خاص ٹھکانا جنت ہی۔ ایک لطیفہ یہ ہی کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ میرے بندون کو خبردار کردے تو گواہی کردے کہ اللہ تعالے نے مغفرت و رحمت اپنے فضل پر لازم کردی ہی اور یہ بھی
ظاہر کردیا کہ خاص بندے اس راہ امید و بیم کے وہی میرے بندے ہین جو رسول کے مطیع ہین اور اُسکی بشارت پر یقین کرتے ہین اور واضح ہو کہ جو
شخص ذرا غور سے نظر کرے وہ جانتا ہی کہ اسی مین دعوے و قطعی دلیل دونون موجود ہین کیونکہ کمال اعلے شان الٰہی ہی پس جب سب سے اعلے وہی
اللہ تعالے ہی تو قدرت و رزق دینے و پیدا کرنے و علم رحمت وغیرہ سب مین بے انتہا کمال جسکا ہوا وہی ایک اللہ تعالے ہی تو اسکا کوئی شریک
نہ ٹھہرا تو سب باطل کفر و شرک کے عقیدے و مذہب مٹ گئے اور فقط دین توحید سچا و صحیح رہا جسکو محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے بتلایا پس وہی اللہ تعالے
کے سچے رسول ہین الٰہی رب ارحم الراحمین مجھے سچے ایمان و مغفرت پر وفات دیجیو آمین والحمد للہ رب العالمین **ف** واضح ہو کہ اوپر بیان ہوا تھا
[illegible] کے مراتب بہت ہین ادنے درجہ یہان مراد ہی اور اعلے درجہ تک درمیان مین مراتب ہین پھر ان مراتب تقوے کے لیے ہر درجہ مین خاص آثار
ہین چنانچہ ایک ادنی درجہ کا ایمان والا ایک عالم باعمل کے مقابلہ مین اپنے آپ کو برابر نہین کرسکتا ہی اور ہر ایک عمل صالح یہان ثواب جنت کا عمل ہی
[illegible] مین لکھا کہ قولہ ان المتقین فے جنات وعیون الآیہ متقی وہ ہین جنھون نے اپنی چشم اسرار کو دونون جہان و کون و مکان سے اٹھا کر بند کرلیا
اور حضرت الرحمن جلشانہ پر مقصور کیا یعنے ہر چیز جو عالم مین ہی سب سے مشاہدہ صنعت و ظہور قدرت حق سبحانہ تعالے اُنکو نظر آتا ہی اور وہی جنات
مشاہدہ ذات و صفات مین ہین چشمہاے محبت و معرفت سے سیراب ہین اُنکو بشارت پہونچتی ہی کہ یہان تمکو خوف فراق نہین ہی اور نہ ابلیس کے
[illegible] ملعون ہونے کا خوف ہی یہ شاہراہ مستقیم وصال ہی مترجم کہتا ہی کہ سواے وحی انبیاء علیہم السلام کے مومنون کو بھی بشارت ملتی ہی
[illegible] تعالے ان الذین آمنوا ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکہ ان لاتخافوا ولاتحزنوا الآیہ یعنے جو ایمان لائے پھر نیک اعتقاد و نیک اعمال پر مستقیم
[illegible] ملائکہ اترتے ہین کہ تم خوف نہ کرو اور کچھ غمگین مت ہو آخر آیت تک۔ شیخ رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ بعض بزرگون کا قول ہی کہ جو کوئی شرک
[illegible] جنت کے باغون و نہرون مین ہی اور جس نے اعلے درجہ کا تقوے پایا اسکو حضرت باری تعالے کے قرب منزلت اعلی کا مقام حاصل ہی
[illegible] صدق عند ملیک مقتدر۔ شیخ واسطی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ جس نے ثواب کے واسطے تقوے کیا اسکو وہ ثواب
[illegible] اسکی امید کرتا تھا اور عذاب سے بیخوف کردیا جائیگا اور جس نے نیک اعمال کو اس نیت سے نہین کیا بلکہ خالص اللہ تعالی کے واسطے
[illegible] عزوجل ہی اُسکا عوض ہی مترجم کہتا ہی کہ جسکا عوض حق تعالے جلشانہ ہی اسی کے لیے سب کچھ ہی اور واضح ہو کہ جو کچھ
[illegible] اللہ تعالے نے کہا ہی یہ بالکل حدیث شریف کا مضمون ہی کہ قیامت مین اہل جنت کے تین گروہ ہونگے ایک جنھون نے جنت کی
[illegible] دوم جنھون نے جہنم کے خوف سے اعمال کیے سوم جنھون نے رضاے الٰہی عزوجل کیواسطے اعمال خالص کیے اور ثواب کی
[illegible] شیخ واسطی رحمہ اللہ تعالے کے کلام سے ظاہر ہوئی اور یہ حدیث سابق مین کسی پارہ مین گزر چکی ہی فتذکر۔ شیخ
[illegible] اللہ تعالے نے اپنے فضل سے تقوے دیا یعنے شرک و ید اعمال سے بچالیا اور وہ نہین ہی جو بناوٹ سے

Marfat.com

متقی بنا ہو نہین بلکہ اپنے بنائے بھی بن نہین سکتا جب تک اللہ تعالی اسکو اپنے فضل سے نہ بچاوے اور جنات [illegible]
نیچے ہین اور ہر درجہ کی نعمت متفاوت ہی اسی طرح ہر متقی کے لیے یہان درجات ہین بعضے تو خدمت وطاعت [illegible]
وراحت مین۔ بعضے لوگ امید ورغبت مین اور بعضے انس وقربت مین غرضکہ ہر ایک کے لیے ایک مشرب خاص [illegible]
وہان ہوگا۔ اور قولہ ادخلوہا مین شیخ استاد رح نے نکتہ بیان کیا کہ اسمین یہ نہین فرمایا کہ انسے کون کہیگا کہ جنات مین داخل [illegible]
ملائکہ کہینگے کہ ادخلوہا۔ اور بعضون سے حق تعالی فرماویگا اور کہتے ہین کہ شاید ملائکہ کے کہنے سے وی لوگ داخل نہون کیونکہ [illegible]
مشتاق غیر کے خلعت پر کیا خوش ہو اگرچہ تمام دنیا کی بادشاہت بخشدے۔ قولہ ونزعنا ما فی صدورہم من غل الآیہ۔ اس آیت [illegible]
متقین کے دلون مین میل رہنے نہین پاتا کیونکہ وی جمال الرحمن کے واسطے مخصوص ہین اور بحکم قولہ علیہ السلام القلوب بین اصبعین من اصابع الرحمن الحدیث
انکو اللہ تعالی اپنی مشیت وحکمت کے موافق لوٹ پوٹ فرماتا ہی۔ واضح ہو کہ ارواح اصل مین دریاے وحدت مین غرق اور قدم مین تسبیح کرتی تھین
وہان دنیا کے غبار اور شیطانی ہوا جس کو دخل نہ تھا ولیکن جب حق تعالی نے انکا امتحان چاہا تو اجسام کو پیدا کرکے انمین شہوات کے بڑے بڑے جنگل اور
ہزارون قسم کے غار پیدا کردیے اور قلوب کو مکانات ارواح بنایا اور ارواح کو مکانات عقول کیا اور عقول کو مکانات اسرار کیا اور اسرار کو مقامات
لطائف معرفت وحکمت کردیا اور یہی مواضع تجلی جمالی وجلالی ہین پھر سب کو مواضع فطرت اجسام مین رکھا پس جب یہ لشکر ان اجسام مین آیا اور متواتر
اسپر تجلی حق ہوئی تو سینون کو ان کدورات سے جو بمقتضاے بشریت ہین صفائی ہوئی اور شیطانی دروازے انپر بند ہوگئے پس بیماری وبدخلقی
وہان نہ رہی اور وسواس کو دخل نہ رہا جب وی بوصف تقوے متصف ہوکر متقی ہوئے تو انھین کے واسطے تصریح کردی کہ انکے سینون سے غل کو
خارج کردیا قبل اسکے کہ وہ جنات مین داخل ہون پہلے خود انکے دلون سے غل وغش کو دور کردیا پھر اپنے کرم سے انکو جنات مشاہدہ مین داخل فرمایا
اور قرب منزلت مین جگہ دی کہ باہم ایک دوسرے کو نظر محبت سے دیکھتے ہین ہر ایک دوسرے کے چہرہ سے آثار ظہور الوہیت کو مشاہدہ کرتا ہی اور اگر یہ
میل انکے دلون مین معاذ اللہ رہتا تو کیسا برا حال ہوتا کہ انکے دلون مین ایسی بری چیز موجود ہوتی معاذ اللہ معاذ اللہ حاشا ہم اللہ تعالی تجھے ہرگز
یہ گمان انکی نسبت روا نہین ہوسکتا اور حال یہ ہی کہ اللہ تعالی نے انکی ارواح کو انکے اجسام مین ڈالنے سے پہلے اپنی قدرت سے ان غلول کے واسطے
انکے دلون مین جگہ نہین رکھی تھی اور یہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ جو مقام واسطے محبت الٰہی وانس وتسبیح وتقدیس حق کے ممتاز ہو وہ مغشوش بغل طبیعت ہو
حالانکہ یہ اوصاف اہل ہوا سے ہی ان لوگون کی شان نہین ہی جو اللہ تعالی کے واسطے باہم الفت ومحبت رکھتے ہین تو نہین دیکھتا کہ انکی تخصیص
آخرت کے لیے فرمائی ہی ہان قدرت الٰہی سے یہ بعید نہین کہ بعض اولیا کے دلون مین کچھ غل واسطے امتحان کے رکھے تاکہ ولی اسکے دفع مین
اور اپنے اسرار کے پاک کرنے مین اور حق تعالے سے پناہ مانگنے مین مشغول ہو اور اسمین اسکے واسطے درجات رفیعہ ہون کہ اس نے نفس سے
محاربہ اور شیطان سے مدافعہ کیا اور یہ اسکے حق مین نقص نہین بلکہ کمال ہی تو نے نہین دیکھا قول اسد اللہ علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا [illegible]
اس آیت مین فرمایا کہ مجھے امید ہی کہ مین اور عثمان اور طلحہ وزبیر انھین بندون مین سے ہون۔ شیخ ابو جعفر علیہ السلام نے کہا کہ [illegible]
رہیگا جنکو اللہ تعالے کے ساتھ باہم الفت ہوگئی اور اسی کی محبت پر دونون نے اتفاق کیا اور اسی کی [illegible]
کے ذکر سے باہم مانوس ہوئے کوئی شبہہ نہین کہ یہ دل بالکل صاف ہونگے ہواے نفس سے وطبیعت کی [illegible]
دبا گیا تو باہم ایک دوسرے کو بھائی بھائی دیکھتے ہین۔ شیخ استاد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ [illegible]
کعبہ کا حکم دیا اور کہا کہ اسکو پاک رکھے اور جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ قلب مصطفے صلے [illegible]

[illegible] اس آیت مین مذکور ہی اور یہ انبیاء علیہم السلام پر انکو مقدم نہین کیا بلکہ ان ضعیفون کی تطہیر دوسرون سے مشکل تھی پس
[illegible] اللہ تعالے بھی ضعیف کے حال پر ایسا رحم فرماتا ہی کہ قوی اس سے تعجب مین آتا ہی اور شیخ استاد رحمہ اللہ تعالے نے کہا
[illegible] اللہ تعالے عزوجل نے صدور کا کلمہ اس آیت مین فرمایا اور قلب نہین فرمایا کیونکہ قلوب اُسی کے قبضۂ قدرت مین ہین جسطرح چاہتا ہی
[illegible] لا یمسہم فیہا نصب وما ہم عنہا بمخرجین - انکو انوار بقاء مین ومشاہدہ جمالی مین جگہ دیکر سلطان کبریاء سے محروس کردیا کیونکہ اگر سطوت
[illegible] ہو تو تمام لذت بلکہ تمام قلبون سمیت انکو فناء کردے کیونکہ حادث اگر قدیم سے سطوت عظمت کے ساتھ مقترن ہو تو ایک لمحہ مین
[illegible] ہو جاوے اسی وجہ سے جب قیامت کے روز ظہور جلال ہوگا تو سب فناء ہوکر پھر حکماً پیدا ہونگے پس اگر ان بندون کو نور بقاء سے
[illegible] نہوتا تو فناء ہو جاتے اور یہ بھی ہی کہ اگر فضل و رحمت کا ظہور تام انپر نہوتا تو وسعت جلال و عظمت کے سطوات مین فناء ہو جاتے اور
[illegible] سے زائل ہوتے مترجم کہتا ہی کہ بیہقی وغیرہ کی حدیث مین ہی کہ ما بین القوم وبین ان ینظروا الی ربہم الا رداء الکبریاء علی وجہہ فی جنۃ
عدن - حدیث صحیح ہی اور معنے یہ ہین کہ کوئی چیز حائل نہوگی درمیان قوم کے یعنے اہل جنت کے اور درمیان دیدار اپنے رب تبارک وتعالی کے
مگر چادر کبریائی انکے رب پر جنت عدن مین - یعنے جنت عدن مقام اعلی ہی اور وہان کے جنتی بندون کو دیدار رب تبارک وتعالے سے
کوئی چیز مانع نہین غیر ازینکہ رداء کبریائی - بیہقی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اسکے یہ معنے ہین کہ رداے کبریاے الٰہی سے یہ لوگ اسکو نہین دیکھ سکینگے
اور جسوقت دیدار نصیب ہوگا اسوقت یہ پردہ اٹھا دیا جاویگا پس یہ پردہ اس قوم پر حائل ہی - مترجم کہتا ہی کہ معنی یہ نہین ہین کہ قوم پر ہیبت
و عظمت کبریائی کا ظہور ہوگا ورنہ سب فناء ہو جاوین اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دیدار کے واسطے انپر ظہور کمال رحمت سے ہوگا اور ہیبت و عظمت سے نہوگا
قولہ ما ہم عنہا بمخرجین معنی یہ ہین کہ وہان مقام امتحان و تربیت نہین ہی اور جہان امتحان تھا یعنی دنیا مین تو وہان اس بندے نے حالت غضب الٰہی
مین رضا و تسلیم رکھی اب سراسر رحمت ہی - نصر آبادی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ کون تکلیف اسکو نہین ہی جو کارگاہ امتحان مین اللہ تعالی سے
غافل ہی یعنے تربیت سے محروم ہی اور کون راحت اسکو ہی جو بیدار ہوشیار ہی کہ قدم سے حدوث کے اقتران مین فقط تعذیب و ہلاک ہی یعنے جو
[illegible] وہ باقی ہی اور بقاء صفت قدیم عزوجل ہی اسکو فناء نہین ہی - پھر حق تعالے عزوجل نے محل امتحان کی طرف بندون کو ارشاد کیا کہ مقامات
[illegible] حاصل کرین اسمین مریدون کو ترغیب اور سالکون کو خوف عتاب سے ترہیب ہی بقولہ تعالے نبی عبادی انی انا الغفور الرحیم وان عذابی
الآیہ جب عارف مواضع خطر مین پہونچتا ہی وہی اپنے فضل سے اسکی مغفرت فرماتا ہی وہی انکی تضییع اوقات پر ندامت کا تدارک فرماتا ہی وہی انکے
[illegible] انواع ذکر صفائی سے معمور فرماتا ہی اور یہ رحمت مزید ہی کہ انواع کشف و مشاہدات سے مسرور اور عذاب فراق و حجاب سے دور کردیتا ہی
[illegible] خبر شاید کہ قولہ لا یمسہم فیہا نصب مین ہو کیونکہ اسکے واسطے خاص رحمت یہ تھی کہ طبائع بشری سے نکالکر انکو لباس رحمت
[illegible] باقی ہوئے اور اگر یون ہی چھوڑے جاتے تو غضب کبریائی مین سوختہ ہو جاتے پس انکو حجاب و فراق سے دور کرکے
[illegible] کرنے کا ذکر کردیا کہ یہی غفران حقیقی ہی - دو وصف بیان فرمائے اور صفت مغفرت و رحمت صفات حقیقیہ قدیمہ مین سے ہین اور
[illegible] ہی اور جب صفت کو فعل سے مفروق کیا جاوے تو فعل اس صفت مین زائل ہو جاتا ہی جبھی تو مقام امید کو مقام خوف پر
[illegible] انس و بسط ہی اور وہ بندہ کے ساتھ ہمیشہ باقی رہیگی کیونکہ اسی صفت حقیقیہ کا یہ اثر ہی اور خوف کبھی زائل ہو جاتا ہی آیا تو
[illegible] خوف زائل ہوگا بدلیل قولہ تعالے لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون - اسی سبب سے کہ عذاب زائل ہوگا اور
[illegible] عطاء رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ مراد یہان یہ ہی کہ بندون کو خوف و امید مین رکھا جاوے تاکہ راہ ایمان پر مستقیم رہین

Marfat.com

کیونکہ جسپر امید غالب ہووہ بیکار ہوجاتا ہی اور جسپر خوف غالب ہووہ مایوس ہوجاتا ہی شیخ جنید رح
کہ ان بندون کے واسطے آگاہی پہلے سے دیدی جب دنیا مین موجود ہین کہ آخرت مین مجتمع کیے جاوینگے اور
ین کمزور ہونگے بلکہ اسکو خوشی سے اُٹھا دینگے پس وی ہر حال مین خوشی کے ساتھ بسر کرتے ہین اسوجہ سے کہ
اللہ تعالی کے وعدون پر انکو سکون ہی تو اُسکی طرف سے احکام برداشت کرتے ہین اور جو بات غیرون پر
کیواسطے اپر ہی اور جو اُنکے لیے اللہ تعالے نے مقرر کیا ہی سب جانتے ہین۔ مترجم کہتا ہی کہ حدیث صحیح مین ہی
یہ ہی کہ اُسکے ساتھ شرک نہ کرین اور اللہ تعالے نے بندون کے لیے اپنے فضل سے لازم کیا کہ وی ایسا کرین تو انکو عذاب
نے اس حدیث کی تفسیر مین تامل کیا ولیکن تنبیہ یہ ہی کہ جہان تک بندہ سے ہوسکے شرک کو پہچانے پھر اُسکو ترک کرنے کی فکر کرے اور
تو یہ بھی شرک جانتے ہین کہ زید نے مجھے ناحق مارا اور عمرو نے میرا روزینہ مجھے نہین دیا اور فلان شخص کے پاس جاتے تو نوکری ملجاتی تو نے بہت
بُرا کیا پھر جو باتین کھلی شرک ہین اُنکا ترک کرنا تو ایمان کے واسطے ضرور ہی فافہم واللہ تعالے ہوالغفور الرحیم۔ ابن عطاء رحمہ اللہ تعالے نے کہا
کہ اللہ تعالے نے اپنی پاک شان کو فضل و عدل سے وصف فرمایا اور جس بندے کو اسکا فضل پہونچا وہ تو ہر بلا سے نجات پاگیا اور جسنے اپنا
عدل رکھا وہ ہلاک ہوا دیکھو ابلیس نے غرور کیا کہ اسکی اسقدر طویل عبادت اُسکی نجات و تقرب کے واسطے کافی ہی جب عدل مین لایا گیا تو مطرود
اور ملعون کرکے نکالا گیا اور ہمیشہ کے لیے اسکو خوار کردیا اور دیکھو اپنا فضل اُس نے حضرت موسے علیہ السلام کے مقابل ساحرون کو پہونچایا جو عمر بھر
بڑے کامون مین گرفتار رہے اور فرعون کی عزت کی قسم کھاتے تھے پس دم بھر مین انکو ساحت فتنہ سے اپنے فضل سے نکال لیا اور اعلے
منزلت اہل سعادت پر پہونچا دیا اُنکے گناہ اور کفر سب جاتے رہے۔ ان قصون کو عبرت سے دیکھو لہذا اللہ تعالے جلشانہ نے اگلون کے
واقعات بیان کیے بقولہ تعالے

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ ۝ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا ۖ قَالَ إِنَّا مِنْكُمْ
اور احوال سنا اُنکو ابراہیم کے مہمانون کا جب چلے آئے اسکے گھر مین اور بولے سلام وہ بولا تمسے
وَجِلُونَ ۝ قَالُوا لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ۝ قَالَ أَبَشَّرْتُمُونِي عَلَىٰ
ڈر آتا ہی بولے ڈر مت ہم تجکو خوشی سناتے ہین ایک ہوشیار لڑکے کی بولا تم خوشی سناتے ہو مجکو
أَنْ مَسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُونَ ۝ قَالُوا بَشَّرْنَاكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِنَ
جب پہونچ چکا مجکو بوڑھاپا اب کاہے پر خوشی سناتے ہو بولے ہمنے تجکو خوشی سنائی تحقیق سو مت ہو تو
الْقَانِطِينَ ۝ قَالَ وَمَنْ يَقْنَطُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ ۝ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ
ناامیدون مین بولا اور کون آس توڑے اپنے رب کی مہر سے مگر جو راہ بھولے ہین مگر جو راہ بھولے ہین
أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ۝ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُجْرِمِينَ ۝ إِلَّا
اے اللہ کے بھیجو بولے ہم بھیجے آئے ہین ایک قوم گنہگار پر
لَمُنَجُّوهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَا إِنَّهَا لَمِنَ الْغَابِرِينَ
انکو بچا لینگے سب کو مگر ایک اسکی عورت ہمنے ٹھہرایا وہ رہجانے والون مین

Marfat.com

...لُوْنَ ○ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ○ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا

...بولا تم لوگ ہوگے اوپری بولے نہین پر ہم لائے ہین تجھ پاس

...رُوْنَ ○ وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ○ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ

...اور ہم لائے ہین تجھ پاس مقرر بات اور ہم سچ کہتے ہین سو لے نکل اپنے گھر والون کو

...نَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ

...اور آپ چلے انکے پیچھے اور مڑکر نہ دیکھے تم مین کوئی اور چلے جاؤ جہان تمکو

...تُؤْمَرُوْنَ ○ وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ

...اور چکا دیا ہمنے اُسکو وہ کام کہ اُنکی جڑ کٹی ہی صبح ہوتے لا

...وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ○ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ○

...اور آئے شہر کے لوگ خوشیان کرتے بولا یہ لوگ میرے مہمان ہین سو مجکو رسوا مت کرو

...وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ○ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ○ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ

...اور ڈرو اللہ سے اور میری آبرو مت کھوؤ بولے ہمنے تجکو منع نہین کیا جہان کی حمایت سے بولا یہ حاضر ہین

...بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ○ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ○ فَاَخَذَتْهُمُ

...میری بیٹیان اگر تمکو کرنا ہی قسم ہی تیری جان کی وہ اپنی مستی مین مدہوش ہین پھر پکڑا اُنکو

...الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ○ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ○

...چنگھاڑنے سورج نکلتے پھر کر ڈالی ہمنے وہ بستی اوپر تلے اور برسائے اُنپر پتھر کھنگر کے

...اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ○ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ○ اِنَّ فِيْ

...اسمین پتے مین دھیان کرنے والون کو اور وہ بستی ہی سیدھی راہ پر البتہ

ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○

اسمین نشانی ہی یقین کرنے والون کو

...واقعات مین جو بیان فرمائے ہین عجائب عبرت و علوم ہین غور سے دیکھو کہ اللہ تعالے کا فضل باطنی اس دنیا مین کسطرح اپنے بندون ...کو شامل رہتا ہی اور کبھی انپر خوف بھی آتا ہی اور انجام اسکا فضل و بشارت ہی اور جو لوگ محض نڈر و بیخوف ہوتے ہین اُنکا انجام ...ہی اور کسطرح اہل تقوے کو امتحان مین مبتلا کیا جاتا ہی اور آخرت انھین کے لیے ہوتی ہی اور اہل تقوے کو فراست نور الٰہی و عقل ...اللہ تعالے بڑا غفور رحیم ہی اور جب اُسکا عذاب آتا ہی تو پھر عذاب سخت ہی اُس سے چھٹکارا بہت دشوار ہوتا ہی۔ واضح ہو کہ ...علیہ السلام کے بھتیجے لوط علیہ السلام دونون ایک وقت مین پیغمبر تھے مگر ابراہیم مقدم تھے انپر ایمان لاکر لوط پیغمبر ماتحت کیے گئے۔ فافہم۔ ...تفسیر کو مفصل واقعات سے جو دیگر آیات مین مذکور ہین مزید کرکے بیان کرتا ہی۔ واضح ہو کہ حضرت خلیل اللہ علے نبینا و علیہ الصلوٰۃ ...کی مہمانی بہت خوشی سے چاہا کرتے ایک روز اتفاق سے بارہ خوبصورت شریف لڑکے اُنکے یہان آئے جنکو اُنھون نے

Marfat.com

مہمان سمجھکر خوشی سے لیا یہی اللہ تعالے نے فرمایا۔ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ
مہمانان ابراہیم سے چونکہ ضیف دراصل مصدر ہی لہذا جمع کرنا ضرور نہ تھا ورنہ مروی ہی کہ بارہ یا دس یا تین [illegible]
خوبصورت تھے پس فرمایا۔ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا یعنی آگاہ کر [illegible]
تو انھون نے سلام کیا جیسے سنت طریقہ ہی اگرچہ اسی زبان مین سلام کیا پس ابراہیم نے انکو سلام کا جواب [illegible]
انپر غور نہ کیا اور دیر نہین لگائی کہ جاکر ایک موٹا تازہ بچھڑا ذبح کرکے بھون کر لائے اور مہمانون کے آگے رکھا اور [illegible]
خدمت کو کھڑی ہوگئین۔ مگر انھون نے اسمین ہاتھ نہین ڈالا تب غور سے دیکھکر فراست سے کچھ پہچانا قَالَ إِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُونَ
ہم لوگ تم سے ڈرے ہوئے ہین۔ ظاہرا فراست سے انمین مشاہدہ کیا کہ عذاب کرنا بھی انسے ٹپکتا ہی اگرچہ خوشی بھی ملی ہوئی ہی اور [illegible]
بھی ایسی ہی ہوتی ہی اسی واسطے اللہ تعالے نے خالص مومنون کو جو اللہ تعالے سے اشد محبت کرتے ہین وجل سے قولہ اذا ذکر اللہ [illegible]
مین موصوف فرمایا ہی پس ایسا خوف از جانب حق تعالے ہوتا ہی اور ظاہر مین اُنسے کہدیا کہ ہمکو تم سے خوف ہی قَالُوا لَا تَوْجَلْ
بولے کہ کچھ خوف مت کرو یعنے ہم اللہ تعالے کے بھیجے ہوئے فرشتہ ہین ہماری غذا یہ نہین ہی اس سبب سے ہم نہین کھاتے إِنَّا
نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ہم تجھے بشارت دیتے ہین ایک لڑکے علم والے کی۔ یہ بشارت اسحق کی تھی قَالَ أَبَشَّرْتُمُونِي عَلَىٰ
أَنْ مَسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُونَ بولا کہ کیا تم بشارت دیتے ہو مجھے اس حال پر کہ مجھے بڑھاپا پہونچ گیا ہی سو کس چیز کے ساتھ بشارت
دیتے ہو۔ اور دوسرے مقام پر یہی کہا کہ میری جورو بانجھ ہی اور شاید یہ ہو کہ یہ غلام علیم حضرت اسمعیل ہون پھر سارہ رض خدمت کرنے کو کھڑی تھین
وہ ہنسین تو انکو بشارت دی اسحق کی ولیکن صحیح یہی ہی کہ یہ بشارت حضرت سارہ رض کو دینے آئے تھے اور انھون نے کہا کہ مین تو بوڑھی ہون
اور میرا یہ شوہر بھی بوڑھا ہی اور ابراہیم نے بھی ایسا ہی کہا اسپر انھون نے انکی زندگی مین وسعت اسقدر بیان کی جو سورہ ہود مین مذکور ہی
کہ سارہ رض کو بشارت دی اسحق کی پھر اسحاق کے بعد یعقوب کی یعنے بیٹے کا بیٹا بھی دیکھوگی۔ اور سارہ رض کو کہا کہ کیا تم تعجب کرتی ہو اے اہل بیت
نبوت اللہ تعالی کی قدرت سے کہ اللہ تعالی کی تمپر رحمت و برکت ہی۔ ابراہیم و انکی بی بی کا تعجب بوجہ قدرت کے نہ تھا بلکہ بطریق عادت تھا
لہذا جب۔ قَالُوا بَشَّرْنَاكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْقَانِطِينَ ملائکہ کہنے لگے کہ ہم نے تجھکو سچی بشارت پہونچائی
ہی سو تو نا امید ہونے والون مین سے مت ہو جیو یعنے اللہ تعالے کی قدرت سے جو بغیر مان و باپ کے پیدا کرتا ہی تجھکو تعجب و مایوسی نہو تو
قَالَ وَمَنْ يَقْنَطُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ ابراہیم نے کہا کہ قدرت و رحمت سے مایوسی نہین ہی اور کون
شخص اپنے رب کی رحمت سے مایوس ہوگا سواے گمراہون کے یعنے اللہ تعالے کی رحمت سے وہی مایوس ہین جو اس سے منکر ہین اور کفر
و شرک کرتے ہین لہذا معلوم ہوا کہ اللہ تعالے کی رحمت سے مایوسی بھی کفر ہی۔ یہانتک ابراہیم کی دلجمعی ہوئی [illegible]
خوشخبری اللہ تعالے کی طرف سے پہونچی اب انکو یقین ہوگیا کہ یہ فرشتہ ہین اور یہ تو ظاہر تھا کہ ابراہیم کی مہمانی مین نہین [illegible]
آئے تھے۔ اب انھون نے مطمئن ہوکر ملائکہ سے پوچھنا شروع کیا۔ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ [illegible]
بڑا کام کیا ہی اے اللہ تعالے کے بھیجے ہوئے فرشتو۔ انھون نے فراست سے انمین دیکھا تھا کہ [illegible]
قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُجْرِمِينَ بولے کہ ہم لوگ بھیجے گئے ہین قوم بدکار کی طرف [illegible]
فرمایا فلما ذہب عن ابراہیم الروع وجاءتہ البشری یجادلنا فی قوم لوط۔ کہ جب ابراہیم سے خوف [illegible]

[illegible] قوم لوط کے سے روایت ہو کہ کہا گیا تم ایسے گانون کو ہلاک کردوگے جسمین اتنے مسلمان ہون کہا کہ نہین تو پھر اگر اسمین اتنے ہون
[illegible] کہا کہ اگر ایک گھر ہو تو بولے کہ نہین تب کہا کہ پھر اسمین تو لوط ہی بولے کہ ہم جانتے ہین جو اسمین ہی اور ای ابراہیم اسمین زیادہ حجت
[illegible] کا حکم آچکا اور اس مجرم قوم کو ضرور عذاب پہونچیگا تو کہا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہی کہ تم لوط کو ہلاک کرو انھون نے کہا۔ اِلَّا اٰلَ
لُوْطٍ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَا اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ سواے آل لوط کے کہ مجرم نہین ہین
اور ہم ان سب کو نجات دینے والے ٹھہرائے گئے ہین سواے اسکی بی بی کے کہ ہم نے مقدر کردیا ہی کہ وہ گانون مین رہ کر یا کانون والون کے ساتھ
مین ہلاک ہوگی۔ اللہ تعالے نے دوسری آیت مین فرمایا کہ ملائکہ نے اس ملک کو تمام تلاش کیا کہ وہان کون مومن ہین سو کوئی نہ ملا سواے ایک
گھر مسلمانون کے یعنے باوجود اسقدر وعظ و نصیحت و دوہرے پیغمبرون کے صرف حضرت لوط یعنے پیغمبر کا گھر مسلمان تھا باقی سب بدکار فاجر تھے۔ فَلَمَّا
جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ۨالْمُرْسَلُوْنَ پھر جب ملائکہ ابراہیمؑ کے پاس سے روانہ ہوکر لوطؑ پاس پہونچے۔ پس نہایت خوبصورت اطفال کی شکل مین تھے
انکو دیکھکر دل تنگی سے سلام و جواب ہوا اور حضرت لوطؑ ڈرے کہ یہ لوگ میرے مہمان بنتے ہین اور یہ قوم لڑکون وغیرہ سے اغلام کرنے مین مشہور
اور نہایت سخت حریص ہین اور مجھ مین قدرت ظاہری نہین کہ انکو دفع کرون خواہ مخواہ فضیحت ہونا پڑا اور یہ بھی نہین معلوم کہ ایسے خوبصورت شکل و جمال کے
اس شان سے کس قبیلہ و قوم کی ہین قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ کہا کہ تم ایک جماعت انجان ہو مین تمکو پہچانتا نہین ہون یا شاید
یہ مراد ہو کہ تم سے مجھے خوف ہی کہ مکروہ و ناگوار بات تمھاری طرف سے پہونچی اور یہ بھی بنور الٰہی تفرس تھا۔ اور قصہ مین ہی کہ لوط علیہ السلام نے
انسے معذرت کی کہ یہ قوم سخت بدکار و عجیب ناہنجار ہی تم شاید یہان سے واقف نہ تھے نادانی مین بغیر جانے یہان چلے آئے ہو۔ قَالُوْا
بَلْ جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ بولے بلکہ ہم لائے ہین تیرے پاس حق وہ چیز جسمین وی شک
کرتے تھے۔ یہان درمیان مین قوم کا آنا و شورش اٹھانا وغیرہ بیان مین موخر کردیا اور ملائکہ نے پیچھے اپنے آپ کو لوطؑ کی تشفی کے لیے ظاہر کردیا
کہ ہمارا آنا کسی برائی کے ساتھ تیرے حق مین نہین ہی یا کہا کہ ہم آدمی نہین ہین بلکہ بھیجے ہوئے رسول ہین کہ تیرے پاس حکم حق لائے ہین۔
وَاٰتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ اور لائے ہین ہم تیرے پاس حق کو۔ یعنے یقینی عذاب اس قوم بدکار کا لائے ہین جسمین کچھ شک نہین ہی
وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ اور ہم اس خبر دینے مین بالکل سچے ہین۔ ظاہر اور میان مین قوم کے شورش کا جو حال آگے آتا ہی وہ سب واقع ہونے تک
[illegible] نے ظاہر نہین کیا تاکہ اس قوم بدکار کی بے حیائی اور بھی زیادہ اسپر وبال ہو اور لوط جیسے انبیاء نرم و رحیم ہوتے ہین انکی بیہودگیون اور
[illegible] سے نہایت دل تنگ ہوجاوین اور خود انکو ثواب عظیم ملجاوے اور قوم کی طرف سے نالان ہوجاوین آگے جیسا کہ آتا ہی اسکے بعد
[illegible] اپنے آپ کو ظاہر کردیا کہ ہم عذاب لائے اور ہم بالکل سچ کہتے ہین ہماری ظاہری صورت پر مت جاؤ یہ سب سچ ہی۔ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ
[illegible] مِّنَ الَّيْلِ سو تم روانہ ہوجاؤ تھوڑی رات گئے قرطبیؒ نے لکھا کہ لوط و انکی دونون بیٹیان نکلین اور ملائکہ کے کہنے کے موافق کہ
[illegible] اَدْبَارَهُمْ اور پیچھے ہوجانا اپنے لوگون کے انکو ہانکتے چلنا کہ لوگ تیرے کہنے کے موافق چلین وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ
[illegible] دیکھے۔ ظاہرا اسی واسطے انکو خود پیچھے رہنے کا حکم دیا تھا۔ یا عدم التفات سے مراد یہ کہ ایسے جلد روانہ ہونا کہ کوئی
[illegible] وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ اور چلے جانا جدھر تمکو حکم دیدیا گیا۔ کہا گیا کہ ملک شام کی طرف حکم تھا۔ بعض نے
[illegible] قوم لوط کے بعض گانون اطراف کا۔ کہا گیا کہ حضرت خلیل اللہؑ کے پاس چلے جانے کا۔ قرطبیؒ نے کہا کہ اللہ تعالی نے
[illegible] جلدی سے وی قوم ظالم کے شہرون سے باہر ہوگئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تک پہونچ گئے

Marfat.com

وَقَضَيْنَا إِلَيْهِ ذٰلِكَ الْأَمْرَ اور وحی کردیا ہم نے لوط کو یہ حکم کہ اِنَّ دَابِرَ هٰؤُلَاءِ [illegible]
بدکار قطع کردیجائیگی ضرور مُصْبِحِيْنَ جب یہ لوگ صبح کرینگے شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ [illegible]
اہل کو لیکر چلے جاؤ اور تم انکے پیچھے پیچھے چلنا اسمین انکی خبرگیری زیادہ ہی اور لکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم [illegible]
بازو پر چلتے کہ کمزور کو سمیٹے لاتے اور جو چھوٹ گیا اسکو اٹھا لیتے۔ اور یہ جو حکم دیا کہ کوئی التفات نہ کرے یعنے جب [illegible]
چیخ پکار یا کرخت آواز سنو تو انکی طرف متوجہ نہونا کیونکہ ہلاکت پر خوش ہونا بھی بعید ہی اور انکو اسی حال مین عذاب [illegible]
اور تمکو جدھر کا حکم ہی چلے جانا۔ اب درمیانی واقعہ بیان فرمایا جس سے اس قوم کی بدکاری و اللہ تعالے سے بیخوفی و لوگون کی [illegible]
وَجَاءَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ مدینہ سے مراد لغوی معنے شہر کے ہین اور یہ شہر سدوم بسین مہملہ و دال [illegible]
لوط علیہ السلام کے شہرون مین سے ایک شہر تھا۔ یہ لوگ خوشی مناتے اسوجہ سے آئے کہ لوط ع کی عورت نے انکو ایسے مہمانون کی خبر دی تھی
اور یہ لوگ خوبصورت اطفال کی صورت پر تھے پس خوش ہوئے کہ جمع ہوکر ان لوگون سے افعال قبیحہ کا ارتکاب کرینگے قَالَ إِنَّ هٰؤُلَاءِ
ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ لوط نے اس قوم بدکار سے کہا کہ یہ لوگ میرے مہمان ہین سو تم لوگ مجھے فضیحت مت کرو۔ یہی وجہ تھی
کہ حضرت لوط علیہ السلام انکے اول ہی ملنے سے ملول اور دلگیر ہوئے تھے کہ قوم بدکار سے مجھے بڑی رسوائی ہوگی اگر انسی کوئی بدکاری ہوئی
اور ڈرو اللہ تعالے سے اور مجھے خوار مت کرو۔ شیخ امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ یہ بات اس قوم سے اسوقت کہی تھی جب یہ نہین
معلوم ہوا تھا کہ یہ لوگ فرشتہ ہین جیسا کہ سورۂ ہود مین مذکور ہی اور یہان یہ امر پہلے ذکر فرمادیا کہ یہ لوگ اللہ تعالے کے بھیجے فرشتہ تھے بعد اسکے
قوم کی بدکاری اور لوط کو ایذا دینا و جھگڑا کرنا اور حضرت لوط علیہ السلام کا پریشان و حیران ہوکر رہ جانا۔ واو عطف سے بیان فرمایا اور واو مقتضی
ترتیب نہین ہی یعنے موافق قول حنفیہ و جماعت علماء کے واو سے یہ بات نہین معلوم ہوتی کہ معطوف علیہ پہلے اور معطوف پیچھے ہوا ہی بلکہ خالی جمع
مضامین پر دلیل ہی خصوص جبکہ کوئی دلیل ایسی موجود ہو جس سے یہ معلوم ہو کہ ترتیب مراد نہین ہی پس قوم بدکار نے لوط علیہ السلام کو جواب دیا
قَالُوْا أَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ کہنے لگے کہ کیا ہم نے تجھے نہین منع کردیا تھا عالمین سے یعنے تجھ سے پہلے کہدیا تھا کہ
جب ہم کسی سے یہ فعل کرنا چاہین اہل عالم سے تو تو ہمکو مانع مت ہونا۔ یا۔ یہ معنی کہ ہم نے تجھے نہین منع کردیا تھا کہ عالمین سے کسی کو مہمان مت
بنایا کر یعنے جو مسافر اسطرف آجائیگا ہم اسکے ساتھ اپنا مطلب پورا کرینگے اور تجھ سے منع کردیا تھا کہ اسکو مہمان نہ بنالیا اور تجھکو اسی شرط پر
اس شہر مین چھوڑ دیا تھا ورنہ بحکم قولہ اخرجوا آل لوط من قریتکم انھم اناس یتطھرون۔ نکال دو اہل لوط کو اپنے شہر سے یہ لوگ پاک بننا چاہتے ہین
تیرے واسطے نکال دینے کی تجویز پوری تھی۔ پس حضرت لوط علیہ السلام نے انکو اسوقت انکی فطرت [illegible]
بطریق مباح انسے توالد و تناسل کرین چنانچہ قَالَ هٰؤُلَاءِ بَنٰتِيْ إِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ [illegible]
میری بیٹیان ہین موجود ہین اگر تم کرنے والے ہو تو انسے کرو۔ اسکے جواب مین لوط سے کہا کہ تجھے تو معلوم ہی کہ [illegible]
انسے ہم سے کچھ علاقہ نہین ہی اور جو ہماری خواہش ہی تجھے معلوم ہی پھر لوط علیہ السلام نے انسے [illegible]
ان بدبختون نے کسی عاجزی پر توجہ نہ کی اور آخر لوط علیہ السلام تمنا کرنے لگے کہ کاش میری قوم [illegible]
تو تمکو ایسی مجال مجھے خواہ سمجھتے و بدزبانی کرنے و عاجز کرنے کی نہوتی اور حدیث مین آیا ہی [illegible]
اسکی قوم و قبیلہ بزرگ مین سے بھیجا۔ غرضکہ رات ہوگئی اور قوم مردود [illegible]

ہلاکت پر ہے جب لوط علیہ السلام کو اسوقت بجانب ملی تو مہمانون سے چاہا کہ نکل جاوین تب انھون نے انکو آگاہ کر دیا کہ ہم ملائکہ اللہ ہین ہمپر ہرگز نہین ہو سکتے تو مت غم اٹھا بلکہ کچھ رات رہے چلا جا اور یہ قوم صبح کو ہلاک ہونگے۔ یہ سب حال تھا اور وہ کمبخت غافل تھے کہ انکے حق مین کیا غضبناک حکم آیا ہی انکو کس ہیبتناک عذاب نے گھیرا ہی صبح کو کس سختی مین گرفتار ہونگے کہ کبھی اس سے رہائی نہین ہی لہذا اللہ تعالی نے اپنے حبیب کریم محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ قسم ہی مجھے تیری عمر کی یا تیرے عیش کی ای محمد کہ وہ لوگ یعنی قوم لوط کس درجہ اپنے نشہ مین وجوش شہوت مین اندھے ہو رہے تھے۔ لعمرک بفتح لام وعین۔ اگرچہ عمر بالضم ہو مگر قسم مین مفتوح آتا ہی اور یہ قسم تعجب دلانے کو ہی۔ اور یعمھون از عمہ ہی اور یہ دلی بینائی زائل ہونے کو کہتے ہین اور عمی ظاہری اندھاپن ہی پس عمہ زیادہ سخت ہی کہ فرمایا کہ لاتعمی الابصار ولکن تعمی القلوب۔ یعنی آنکھین ظاہری اندھی نہین ہوتی ہین ولیکن دل کی آنکھین اندھی ہو جاتی ہین شیخ امام ابن کثیر و ایک جماعت مفسرین نے اپنی تفاسیر مین یہان سے آنحضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام عالم و جملہ مخلوقات سے افضلیت پر تنصیص فرمائی ہی چنانچہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اہل تفسیر یعنے صحابہ و تابعین و سلف و خلف نے اور علماء و ائمہ نے اجماع کیا ہی کہ یہ اللہ تعالے جلشانہ نے مدت حیات محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی قسم کھائی ہی۔ ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ بہت بڑا مرتبہ و کمال بزرگی و کمال رفعت ہی اور ابو الجوزاء نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ نہین پیدا کیا اللہ تعالے نے کسی جان کو اپنے یہان زیادہ بزرگ سب سے بہ نسبت محمد صلعم کے اور مین نے نہین سنا کہ اللہ تعالے نے کسی کی زندگی کی قسم کھائی سوائے محمد صلعم کے بقولہ لعمرک الآیہ۔ رواہ ابن جریر علی بن ابی طلحہ رح نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی لعمرک یعنی لعیشک انھم لفی سکرتھم یعمھون قال تیرے عیش کی قسم ای تیری زندگانی و بقاء دنیا مین کی قسم ای محمد ۱۲ از مرتب ۔ شیخ ابوبکر بن العربی نے لکھا کہ مفسرین نے بالاجماع کہا ہی کہ اللہ تعالے نے اس کلام مین محمد صلعم کی حیات کی قسم اپنے حبیب صلعم کی کامل بزرگی ظاہر فرمانے کے لیے یاد فرمائی ہی۔ ابن عباس رض نے کہا کہ لعمرک الآیہ اللہ تعالے فرماتا ہی کہ قسم تیری حیات کی ای محمد و تیری عمر کی اور دنیا مین تیری بقاء و عیش کی۔ ابن مردویہ نے ابن عباس سے یہ روایت مرفوع اسناد کی کہ اللہ تعالی نے کسی کی حیات کی قسم نہین کھائی سوائے حیات محمد صلعم کے فی قولہ لعمرک الآیہ۔ شیخ سیوطی رحمہ اللہ تعالے نے اسی طرح در منثور مین ذکر کیا ہی۔ شیخ ابن العربی نے کہا کہ کون چیز اللہ تعالی کو مانع ہی کہ وہ حیات لوط کی قسم کھاوے اور جسقدر چاہے اپنے بندے کی تشریف بڑھاوے اور جو کچھ فضل اللہ تعالے لوط کو عطا فرماوے اسکا کئی گونہ محمد صلعم کو عطا فرماویگا کیونکہ محمد صلعم کا مرتبہ اللہ تعالی کے نزدیک لوط سے بہت بڑھا ہوا ہی تو نہین دیکھتا کہ اسنے ابراہیم کو خلت سے یعنی خلیل بنا کر اور موسی کو تکلیم سے شرف عطا فرمایا اور محمد صلعم کو حبیب کر کے اشرف فرمایا پس جب اللہ تعالی حیات لوط کی قسم کھاوے تو حیات محمد صلعم کی قسم اس سے زیادہ ارفع ہی۔ قرطبی رح نے کہا کہ یہ قول عمدہ ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ یہان بعض مفسرین کو مغالطہ ہوا کہ قصہ لوط مین حیات محمد صلعم کی قسم جملہ معترضہ ہی پس شاید کہ قسم حیات لوط کی ہو تو ابن العربی رح نے کہا کہ اس سے بھی ظاہر ہوا کہ حیات محمد صلعم بدرجہ اولی اس سے زیادہ ارفع ہی اور مین کہتا ہون کہ یہ توہم کچھ نہین ہی بلکہ قصہ لوط و اصرار فجور انکی قوم کا ایسا عجیب ہوا کہ اللہ تعالی نے تعجب دلانے کو حبیب صلعم کو مخاطب کر کے قوم لوط کی شدت عمہ کو بیان کر دیا اور یہین سے تجھے معلوم ہوا کہ یہ جو بعض مفسرین نے کہا کہ اگر قسم لعمرک مین خطاب محمد صلعم کو ہو تو ضمیر غائب راجع بجانب قریش ہی وہم کچھ نہین ہی اسواسطے کہ بیان ہو چکا کہ شدت ناہنجاری و گمراہی قوم لوط پر متنبہ کر دیا۔ اگر اللہ تعالے والتین والزیتون اور والعصر اور واللیل والضحی اور والشمس وغیرہ اقسام کی قسم یاد فرمائی ہی اسمین کچھ شرف نہین ہی تو جواب یہ ہی کہ ہر قسم کی قسم کھائی ہو وہ چیز اپنی نوع مین اشرف ہی پس آنحضرت صلعم اس نوع انبیاء و ملائکہ مین اشرف ہین علاوہ بریں یہ وہم خلاف اجماع ثابت ہوا خلاف قول ترجمان القرآن ابن عباس حبر الامہ بلکہ معارض نص حدیث ابن مردویہ ہی اور جس شخص نے یہ وہم کیا کہ

Marfat.com

سوائے اللہ تعالیٰ کے دوسرے کی قسم مکروہ ہی لہذا ہر قسم مین مضاف محذوف ہی مثلاً [illegible] یعنی وخالق الشمس الخ
یہ وہم نہایت دور اور بالکل واہی ہی اسواسطے کہ بندون کو روا نہین ہی کہ وہ شریعت الٰہی سے مخالفت کرین اور [illegible]
تابعداری نہین ہی وہ پاک معبود جل شانہ ہی جو وہ چاہے کرے اسکی درگاہ کبریائی کسی واہی مخلوق کے اعتراض [illegible]
حضرت کبریا عزوجل نے اپنے حبیب محمد صلعم کے عیش حیات کی کہ قوم لوط ع جو اسطرح مست بادہ شہوت اور اسقدر
اسکے پیغمبر لوط ع کو تنگدل کرنے والی تھی اندھی ہورہی تھی کہ انکو اپنی حد درجہ کی بدکاری نہین سوجھتی تھی۔ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ
پس ناگاہ انکو پکڑ لیا ایک سخت آواز نے سورج نکلتے۔ علماء نے کہا ہی کہ فجر کے وقت لوط ع کا گھر گھیر کر اندر کود گئے تھے اور [illegible]
ذومرہ کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا کہ حضرت جبرئیل ع نے بفرمان قہر سلطان العزۃ جلشانہ کے سخت آواز سے اُنکے پروہاے گوش پھاڑ دیے فَجَعَلْنَا
عَالِيَهَا سَافِلَهَا پس کردیا ہم نے اس قریہ کے اونچے کو نیچا۔ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ
اور برسا دیے اسپر پتھر سجیل سے یعنی جہنم کے گرم پتھر جس صفت پر دنیا کے واسطے حکمت آلہیہ مقتضے ہو برسا دیے کہ سب بالکل تباہ ہوگئے لوط ع کی
جورو بھی انھین مین تھی وہ لوط ع کے ساتھ نہین گئی یا اسکو لے نہین گئے۔ اور بعض نے کہا کہ وہ ساتھ گئی تھی لیکن اُسنے آواز سخت ہیبتناک کیوقت
دیکھکر فریاد کی کہ ہاے میری قوم پس ایک پتھر اسکو بھی پہونچا اور وہ بھی انھین مین شامل ہوگئی۔ واضح ہو کہ بعضے جہال کا خیال ہی کہ وہان آتشی پہاڑ تھا
یا زمین کے اندر گوگرد و کوئلہ کی کان تھی وہ باہم ملی تو گڑگڑ سے آگ پیدا ہوگئی اور تمام قریہ اُڑگیا اور تہ و بالا ہوگیا اور یہ جہالت بھی قوم لوط ع کی ناہنجاری
سے کم نہین ہی اسلیے کہ بدلیل قطعی جب آخری قدرت اللہ تعالیٰ جلشانہ کو ہی تو اس جاہل کو یہ تردد ناحق ہی کہ ایسے اسباب پیدا ہوئے اور حق تعالیٰ
کے افعال اس دنیا مین عجائب قدرت و اسباب کے ہین اور ہر گمراہ کے لیے اسکی گمراہی موجود ہی اور یہ بیہودہ اوہام بلا دلیل بلکہ مخالف قطعی دلیل
قدرت آلہی تعالیٰ کے اسکی گمراہی کی قوی دلیل ہین نعوذ باللہ من ذلک۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ
ایسے واقعات مین نشانیان ہین ان لوگون کے لیے جو فراست رکھتے ہین۔ یا جو اہل فکر ہین کہ واقعہ مین غور کرکے اُس سے صحیح استدلال و فہم
حاصل کرتے ہین۔ قتادہ رح نے کہا کہ اہل عبرت کے لیے۔ بعض نے کہا اہل تامل کے لیے گویا ظاہر وسم و علامت دیکھکر باطن کی طرف غور سے
معرفت حاصل کرتے ہین۔ مجاہد رح نے کہا کہ اہل فراست کے واسطے آیات ہین۔ ابوسعید خدری رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا اتقوا
فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ ثم قرأ ان فی ذلک لآیات للمتوسمین یعنی ڈرو مومن کی فراست سے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے پھر
پڑھی آپ نے یہی آیت۔ اخرجہ البخاری فی التاریخ والترمذی وابن جریر وابن ابی حاتم وابن السنی وابونعیم وابن مردویہ والخطیب بعضے نے
کہا کہ فراست دو قسم ہی ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ صالح بندون کے دلون مین ڈالدیتا ہی تو لوگون کے احوال کو صحیح طریق سے دیکھتے ہین مترجم
کہتا ہی کہ اسنے یہ الہام کی تعریف بیان کی اور وہ بھی ناقص۔ پھر کہا کہ دوسری قسم یہ کہ تجربہ وغیرہ سے لوگون کے احوال جانتا ہی [illegible]
کی نئی پرانی تصانیف ہین انتہی۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ اسنے اوہام و بدگمانی کی اقسام مین سے ایک قسم بیان کی۔ اور [illegible]
اور صاف تصریح ہی کہ وہ اپنے اختیار و قدرت سے نہین بلکہ نور آلہی سے دیکھتا ہی اور مومن جب کامل ہی [illegible]
اور قرب النوافل کی حدیث صحاح مین موجود ہی۔ اور یہان فراست کی مثال ایک واقعہ سے بیان کی [illegible]
حضرت عثمان رض مین ایک شخص نے راستہ مین ایک عورت اجنبیہ پر نظر بد کرلی ڈالی پھر حضرت [illegible]
لوگون کو عام خطاب کرکے فرمایا کہ یہ کیا ہی کہ تم مین کا آدمی میرے پاس آتا ہی اس حال [illegible]

صلے اللہ علیہ وسلم موجود ہی اس شخص نے موقع پر بعد توبہ کے تنہا حاضر ہوکر پوچھا کیا خلیفہ رسول اللہ کیا بعد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کوئی وحی آتی ہو فرمایا کہ نہین ولیکن فراست مومنی جو فراست مومن کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمائی ہی۔ بالجملہ
جس آیا ہے اور شخص مخلص مخصوص بنور توفیق الٰہی سبحانہ تعالے نظر پاوے اُسکو عجائب شان قدرت حضرت ذوالجلال والاکرام نظر آتی ہی۔ وَاِنَّهَا
لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ اور یہ گانون البتہ راستہ پر ثابت ہین۔ مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے کہا یعنے راستہ نشاندار پر ہین۔ قتادہ رحمہ اللہ تعالی
نے کہا راستہ واضح پر ہین۔ فی تفسیر الشیخ الحافظ رحمہ اللہ تعالے یعنے قریۂ سدوم جسکو انقلاب صوری ومعنوی وسنگساری پہونچا حتی کہ بحیرہ
گندہ خبیثہ ہوگیا وہ راستہ واضح پر ہو آجتک اُدھر سے راستہ جاری ہی مانند قولہ تعالے وانکم لتمرون علیہم مصبحین وباللیل۔ یعنی تم انپر گزرتے ہو
صبح کو اور رات مین۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ اس واقعہ مین نشانی ہی مومنون کے لیے یعنے جو لوگ کہ اللہ تعالے
وانبیاء ومرسلین پر ایمان لائے وہی جو آثار دیکھتے ہین اُنسے عبرت اُٹھاتے ہین اور پہچانتے ہین کہ یہ اللہ تعالے قادر قوی عزیز کا انتقام تھا اس قوم کفار
سے اور جو لوگ کہ ایمان نہین لاتے اور اللہ تعالے واسکی قدرت کے محیط ہونے کو نہین پہچانتے وہ اسکو حوادث عالم پر محمول کرتے ہین اور
شاید کی گردش یا زمین کے اندر گوگرد وکوئلہ کی کان کی باہم رگڑ کے مشتعل ہونے وغیرہ پر محمول کرتے ہین غرضکہ اکثر سے ایک سبب مستقل
زعم کر لیتے ہین اور نہین سمجھتے کہ موثر فی الحقیقۃ اللہ تعالے ہی۔ پھر واضح ہو کہ مومنین عام کے لیے اسمین ایک عبرت فرمائی اور متوسمین کے لیے
آیات فرمائین تو اہل توسم خاص ہین اور ابن جریر نے اپنی اسناد سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی کہ اللہ تعالے
کے بندے ہین جو لوگون کو توسم سے پہچان لیتے ہین اور اسی کو ابوبکر البزار رحمہ اللہ تعالے نے بھی روایت کیا ہی۔ واضح ہو کہ اکابر اولیاء سے
منقول ہی کہ وہ آدمیون کی صورت باطنی پہچان لیتے ہین اور بات یہ ہی کہ حدیث مین وارد ہی کہ اس امت مین بھی خسف ومسخ ہی یعنے اُنکی صورتین
بدل جاوینگی تو علماے ظاہر نے کہا کہ شاید یہ آخر زمانہ مین کسی وقت واقع ہوگا اور اولیاء نے کہا بلکہ یہ واقع ہوگیا یعنے اللہ تعالے نے کافرون و
بدکارون کی نسبت تصریح فرمائی ہی کہ وہ جانورسے بدتر ہین پس باطنی صورت مین ہر ایک اپنی خصلت کے موافق اسی خصلت کے جانور پر ہوجاتا ہی
جیسے کہ ظالم پر جسم قاتل زبردست بصورت گرگ اور حریص دنیا حرامخور مضبوط بشکل خوک اور ایسے ہی کتے وبلی وغیرہ کی صورتون پر ہوجاتے
ہین مگر ظاہر مین اُنکو نہین دیکھتا مگر وہی جو متوسمین مین سے ہی یعنی توسم رکھتا ہی۔ ف ۔ فی العرائس قولہ قال البشر تمونی علے ان معنی الکبر
الکبیر اسمین اشارت ہی کہ جب اللہ تعالے کسی حالت مین ابواب فراست کو انبیاء وصدیقین پر کسی وقت مسدود فرماتا ہی تو انکو بھی مرقومات مقدرہ اور
معلومات غیب نہین معلوم ہوتے ہین چنانچہ خلیل جلیل علیہ السلام سے دیدار روح اسحاق ویعقوب [illegible] رہی حتے کہ بطریق عادت اپنے بڑھاپے پر
نظر کرکے اُنکو بعید جانا اور اگر پردہ تقدیر سے اس غیب پر اُنکو معرفت دیدیجاتی تو یہ بات نہ کہتے اور تو جہالت نہ کرتا کہ انکو قدرت الٰہیہ مین شک تھا
بلکہ مقصود الٰہی تعالے کے اسرار غیب مین اُنکو اس بات کے وقوع کی اطلاع نہوئی۔ مترجم کہتا ہی کہ نظیر اسکی قصہ حضرت زکریا علیہ السلام کا ہی
[illegible] دعا زکریا ربہ قال رب ہب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ انک سمیع الدعاء۔ پہلے تو فرزند پاکیزہ مانگا اور جب اُسکی بشارت دی گئی
[illegible] قال رب انی یکون لی غلام وقد بلغنی الکبر وامرأتی عاقر الآیہ۔ یعنے اے رب میرے فرزند کہان سے ہوگا اس حال مین کہ مجھے
[illegible] بڑھاپا پہونچا ہی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بالدلیل حضرت زکریا علیہ السلام سے افضل ہین اور خلیل علیہ السلام نے یہ کہا
[illegible] شک نہین تھا جو کفر ہی بلکہ عادت کے اوضاع مین تھا فافہم۔ شیخ نے اسمین ایک دوسرا اشارہ نکالا کہ حضرت
[illegible] السلام [illegible] شوق ومشاہدہ مین غرق ہوکر احکام وصال وانتقال کے لیے مستعجل تھے تو وقت تربیت فرزند نہ دیکھا کہا

Marfat.com

کرنیم تبشرون - جوزجانی رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ بڑھاپے کا زمانہ دنیا [illegible] سے ناامید ہوکر [illegible]
اسی واسطے جب ملائکہ نے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے بشارت دی تو [illegible]
خوش ہوئے - قولہ لعمرک انہم لفی سکرتہم یعمہون - یعنی قسم تیری حیات روح کی جسکو عدم سے تجلی قدم پیدا کرنے [illegible]
زائد تھی اور دہر و فلک کچھ نہ تھا اور اسکے زمانہ کا احصار بلکہ خیال نہین ہوسکتا کیونکہ زمانہ و مکان کچھ نہ تھا اور [illegible]
شامل ہین مانند مشاہدۂ نور صفات و ذات کے اور منازل قرب و تجلی حیات حق کہ حضرت آدم علیہ السلام کو انہی [illegible]
تیری حیات و دیدار سے حجاب گمراہی و اندھی حالت مین پڑے ہین - بعض نے کہا کہ عمر یعنی عمارت تیرے سر باطن کی [illegible]
اور تمام ماسوائے سے منقطع کردیا ہے - نوری رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ تیری حیات کی قسم جس سے تو [illegible] عالم مخلوق مین [illegible]
مخلوقات بارواح زندہ کیئے گئے ہین اور تجھکو میری بقاء سے بقاء حاصل ہے - شیخ ابو جعفر رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ اے محمد تیری حیات [illegible]
نشۂ غفلت و دوری مین ہین سوائے اسکے جسکا تو وسیلہ ہوگیا - قرشی رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے حیات محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی
قسم کھائی کیونکہ حیات محمدی حیات بحق عزوجل تھی اور وہ قبضۂ حق و بساط قرب مین مشرف - پس تیری ایسی حیات کی قسم کہ سب [illegible] و طغیان
و سوال کرنے سے نہین بچے سوائے تیرے کہ تو نے سوال تک نہین کیا حتےٰ کہ ہم نے تیرے سوال سے پہلے اجابت فرمائی پس تیری ہی یہ حیات ہے
کہ جسکے ساتھ خلق کی زندگی ہے خواہ تیری ظہور دنیاوی سے پہلے کی مخلوق ہو یا تیرے بعد کی مخلوق ہو کیونکہ اصل حیات جو کہ حیات الحی القیوم ہے اسکا
ظہور تجھپر ہوا - شیخ خراز رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کا وصف اس مخلوق کے واسطے کیا پھر اسکو
خلق سے مستور فرمایا - قولہ تعالےٰ ان فی ذلک لآیات للمتوسمین - حق سبحانہ تعالےٰ نے فراست کو مرہون بمشاہدہ آیات و شواہد فرمایا ہے دوسرے
مقام پر قولہ تعرفہم بسیماہم - کہا ہے اور یہ اوصاف فراست کے واسطے ابتدائی خیالات مین ہین جب تک علامات پر نظر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے
اور اصل فراست یہ ہے کہ ٹھیک ہوجانا نظر روح کا مقدورات غیب پر بلا علامت کے اور بدون علت و سبب کے بلکہ یہ [illegible]
باکشاف اس چیز کے جو غیب سے ظاہر ہو نور غیب و سر مقدور و خفیات ضمائر و مکنونات سرائر پس یہ روح ناطق بحق و بیان [illegible]
و مشاہد حق بحق ہوتی ہے پس نور حق سے بعد موصوفی بصفات حق کے حکمت حق کے واسطے دیکھتی ہے پس جو نظر حق [illegible]
بکلام حق متکلم ہوا اسپر خفی کچھ نہوگا مگر جسقدر اللہ تعالےٰ چاہے کیونکہ حدوث کو تحمل قدم کسی حال مین نہین ہے - اول اسی [illegible]
علیہ السلام پر یوسف کا چاہ کنعان مین ہونا پوشیدہ رہا اور مصر سے بوے پیراہن سونگھنے مین آئی - شیخ [illegible]
دس مرتبہ ہین ازانجملہ بعض فراست بچشم ظاہر حاصل ہوتی ہے اسطرح کہ منقلبات آیات و افعال کو عالم [illegible]
آیات ہے تاکہ جو خلق کی نظر سے پوشیدہ فرمایا ہے وہ اسکو ظاہر ہو اور یہ تصرف فراست ظاہر یہ مقرون بعلم عقل و کسب [illegible]
اقول یعنی ان چیزون کی معرفت حاصل ہو تو ظاہر مین جو افعال و تغیرات واقع ہوتے ہین اور انپر [illegible] و امتحان و حجاب [illegible]
منوط باسباب وغیرہ دیکھتی ہے اہل حق اسکے مکنون سری سے واقف ہوتا ہے - دوم [illegible] ظاہر کہ [illegible]
اور جو ملائکہ بزبان خلق بولتے ہین اور یہ بگوش ظاہر ہو اور یہ فراست متعلق باسماع ظاہر ہے اور [illegible]
سنتے ہین - قسم سوم فراست سے وہ ہے جو متفرس کی صورت مین اشکال تصرف حق سے ظاہر ہوتے ہین مثلاً [illegible]
زبانون سے اسکے بدن کے تمام بال براہ تصرف حق بولتے ہین پس وہ اپنے نفس سے [illegible]

[illegible] متعلق بینائی یا حرکت وغیرہ بیماری یا عدم حرکت فطرت بیماری اور ایسا اثر بظاہر ہو۔ چہارم قسم وہ ہی جو بحواس باطن حاصل ہوتی ہی جبان کو [illegible] عالم غیبون کے اوائل علامات بدلالت واضحہ لائح ہوتے ہین پنجم وہ کہ نفس امارہ کی طرف سے حاصل ہوتے ہین اسطرح [illegible] ظاہر ہوتی ہی اور یہ ایک سر عجیب ہی کہ جب اللہ تعالے باب الغیب کا انفتاح چاہتا ہی تو اُسکے ابتدائی آثار کو نفس امارہ [illegible] ہی خواہ محبوب کرکے کہ وہ تمنا کرنے لگتا ہی اور خواہ مکروہ کرکے کہ اسکو گھبراہٹ ظاہر ہوتی ہی مگر یہ کوئی پہچانتا نہین مگر وہی جو ربانی [illegible] بندہ حق ہو کہ اعمال شرع ظاہر پر اور حلم و علم و رضا و تسلیم وغیرہ اعمال باطنہ پر مستقیم اور اپنی خواہشات کا مغلوب نہو قسم ششم وہ ہی [illegible] قلب کو حاصل ہوتی ہی خواہ اسطرح کہ الہام سے اُس نے سن لیا اور خواہ بطریق فعل کہ اسمین جو واقع ہوگا اسکی ٹھنڈک ظاہر ہونے لگی اور یا بطور کشف کے [illegible] دیکھکر جان لیتا ہی ہفتم قسم وہ ہی کہ عقل کو حاصل ہوتی ہی اور یہ اسطرح ہی کہ وحی غیبی کا بوجھ اسپر طاری ہوتا ہی پس وجود وحی و الہام سے اُسکو [illegible] جان لیتا ہی جو حق عزوجل کا تصرف عنقریب واقع ہونے والا ہی اور یہ بھی اُسکو از راہ سمع و بصر حاصل ہوتا ہی۔ قسم ہشتم وہ ہی کہ روح کو فراست حاصل [illegible] ہی کہ وہ اپنے اندر تصرف حق تعالے کو دیکھتی ہی اور جو غیب سے ظاہر کیا جاوے اُسکو خاص نظر سے دیکھتی اور حق تعالے سے سنتی ہی خواہ بطریق واسطہ یا بلا واسطہ نہم و قسم نہم یہ کہ چشم سر باطن و سماع سر باطن ہوتی ہی کہ سر باطن تصرف صفت کو دیکھتا ہی اور حالت کو نور صفت مین ہونے کی [illegible] معاینہ کرتا ہی۔ دہم وہ ہی کہ سر السر مین اسکا حصول ہوتا ہی اور وہ ظہور قدرتہاے غیبیہ کا باشکال ربانیہ روحانیہ ہی پس دیکھتا ہی [illegible] تصرف ذات صفات مین اور سنتا ہی صفات کو بوصف حدیث و خطاب از ذات بلا واسطہ اور اسی حد پر کشف کی انتہا ہی اور فراست [illegible] حقیقیہ جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خلق کو ڈرایا ہی اس کلام سے کہ اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ یعنے ڈرو مومن کی فراست سے کہ وہ اللہ تعالے کے نور سے دیکھتا ہو وہ یہی فراست ہی اور جب ایسی فراست سے خوف واجب ہوا جو بنور حق دیکھتا ہی تو کیونکر ایسے شخص کی فراست سے [illegible] خوف نہوگا جو بحق دیکھتا ہو نہ بغیر حق۔ واسطی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ سرائر متالہ[1] ہین اور اپنے حفظ کے ساتھ ہین اپنی اوقات سے پھیرے [illegible] ہوئے ہین اسکا صدق اپنی جنبش مین اسپر زیادہ ظاہر ہی بہ نسبت اُسکے صدق کے اپنے تقعید مین اور سرائر سے ہمیشہ بطریق قہر ظاہر ہوتی ہی ایسی چیز کہ [illegible] اسپر واقف کردے بطریق عفو پس متفرس انپر مطلع ہوکر اُنکی اوقات مین فراست سے واقف ہوجاتا ہی۔ قال المترجم اس کلام کے [illegible] یہانتک مجھے ظاہر ہوتے ہین یہ ہین کہ سرائر اپنے قبضۂ اختیار و قدرت مین نہین ہین بلکہ متصف بصفات الٰہیہ ہوکر اپنے حفظ مین مشغوف [illegible] اوقات سے پھیرے ہوئے ہین اور اُنکی حرکت چونکہ بقبضۂ قدرت الٰہیہ ہی تو اُنکی تعمد[2] حرکت سے اسمین زیادہ صدق ہی کیونکہ شاید [illegible] حرکت مین خود سرائر کا حظ ہو بخلاف اس حرکت کے پھیران سرائر سے غیر اختیاری طریقہ سے یعنے اللہ تعالے عزوجل کے اختیار سے [illegible] اس بات ظاہر ہوتی ہی کہ کبھی بطریق زائد از حاجت و بیخواہش تجھکو وقوف ہوتا ہی کہ متفرس بلحاظ اُنکی اوقات کے انپر مطلع ہوکر معلوم [illegible] تفرس کا تتمہ کلام یہ ہی کہ اللہ تعالے نے فرمایا ان فی ذلک لآیات للمتوسمین واسطی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ متوسمین وہی ہین جو [illegible] متفرسین حاصل کرتے ہین ابو نصر نے کہا کہ مراد متفرس بندے ہین جنکو فراست عطا ہوتی ہی اور وہی تین قسم کے ہین فراست بنظر و بسماعت [illegible] بنظر کہ حال کشف و مشاہدہ ہو بشرطیکہ جسکو یہ دونون عطا ہوئے ہون کہ اُسکی فراست غائب و حاضر دونون مین صحیح ہوتی ہی [illegible] ظہورات آلہی دو قسم کی ہین اول وہ جو ظہور مین محسوس یا غیر محسوس موجود ہین اور دوم جو پردہ غیب مین ہین۔ پھر ظہور کے [illegible] محسوس کی فراست بعقل جزئی ہو سکتی ہی اور اسی قسم کو لوگون نے عوام کی سمجھ کے موافق بیان کیا ہی اور [illegible] فراست سمجھتے ہین اور واضح ہو کہ اسمین بھی دو صورتین واقع ہوئی ہین ایک یہ کہ عقل جزئی کو پہچانتا ہو اور

[1] متالہ ۱۲ [2] تعمد حرکت کرنا ۱۲

Marfat.com

دوم یہ کہ نہین اور عدم معرفت سے یہ مراد ہی کہ کثرت سے اس زمانہ مین عوام لوگ عقل جزئی اسکو سمجھتے ہین [illegible]
ایک کیفیت بطور مزاج کے انکشافی پیدا ہو جاتی ہی اور یہ درحقیقت حواس ہین انکو عقل سے کچھ تعلق نہین [illegible]
شیخ شہاب الدین مقتول کے بنا بر قول بعضے اکابر کے جنکا بیان نفحات وغیرہ مین ہی تصریح کرتے تھے کہ اُس [illegible]
اور وہ عالم عقل جزئی کو پہونچا اور وہین توقف کر گیا اور ہنوز عالم عقل کلی دور ہی تو عالم روحانی کا ذکر کیا ہی واللہ تعالے اعلم [illegible]
بعض نے کہا کہ متوسم وہ ہی جو سرائر کا متفرس ہو پس اگر تجھے چاہیے کہ فی الحقیقہ بواطن سے واقف ہو تو انکی گردش اختلاف [illegible]
معلوم کر لے شیخ محمد بن الحنیف رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ فراست کی تین قسم ہین اول دریافت کر لینا ایسی بات کا جو آفات [illegible]
نفوس مین پوشیدہ قائم ہی اور وہ احوال عوام خلق سے بالکل مخفی ہین اور یہ قسم مخصوص بانبیاء و رسل ہی جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے [illegible]
کے حق مین کہا تھا کہ اس عورت کا حکم ظاہر ہی اگر اللہ تعالے کا حکم نہوتا۔ مترجم کہتا ہی کہ شاید نقل مین سہو ہوا ہی واللہ اعلم کیونکہ [illegible]
بن سحمار کے طفل کے حق مین فرمایا تھا کہ اُسکی ایسی صورت ہو تو اُسی کا ہی اور ایسا ہی ہوا تو فرمایا کہ لعان حکم الٰہی ہو چکا ورنہ مین اُسکو سزا دیتا [illegible]
واللہ تعالے اعلم۔ دوم تجلی اُن احکام خفیہ کی جو نفوس مین اللہ تعالے نے ودیعت رکھے ہین جنکو وہ جانتا ہی اور یہ کشف بعضے خاصان حق کو
صدیقین و اولیاء مین سے بھی بعد انبیاء کے ہو سکتا ہی جیسے ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا تھا کہ یہ
دونون تیرا بھائی و بہن ہین۔ مترجم کہتا ہی کہ ظاہرا قصہ زناے نظری جسکو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان فرما دیا تھا وہ
تیسری قسم مین سے ہو۔ قسم سوم اطلاع قلوب وقت کشف کے اگرچہ بعید ہو اور یہ مقرون بالہام الٰہی تعالے ہی جیسے عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ نے یا ساریۃ الجبل الجبل فرمایا تھا۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ قصہ بسند صحیح اسطرح مرقوم و مروی ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ
خلافت مین جمعہ کے روز منبر پر مدینہ مین خطبہ پڑھتے تھے اور جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم نماز مین حاضر تھی کہ ناگاہ آپ نے بلند آواز سے
یہ کہنا شروع کیا کہ ای ساریہ پہاڑ کو دیکھ پہاڑ دیکھ یعنے پہاڑ سے ڈرا یا۔ پھر خطبہ بدستور پڑھنے لگے اور یہ ساریہ ایک شخص کا نام ہی
جو نہاوند مین آپ کی طرف سے ایک لشکر کے سردار تھے جو وہان کفار پر جہاد کرتا تھا اور واقعہ یہ ہوا تھا کہ کافرون نے پہاڑ پر
کمین کی تھی جس سے غفلت ہونے مین تمام لشکر ہلاک ہوا جاتا تھا پس آپ کی آواز وہان ساریہ رضی اللہ عنہ کو اور تمام لشکر کو
یکسان پہونچی اور وہ مکر دشمن سے بچ گئے پھر انکو یہ معلوم نہوا کو آواز دینے والا کون تھا یہان تک کہ بعد فتح کے جب غنیمت کا حصہ بیت المال
لیکر ایلچی آیا تو اُس نے یہان قصہ بیان کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام خلیفۃ الرسول صلے اللہ علیہ وعلیہم اجمعین کی آواز
تھی فافہم۔ شیخ جنید رحمہ اللہ تعالے سے فراست کو دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ فراست آیات ربانیہ ہین [illegible]
کیطرف سے علامات بزرگی ہین عارفون کی پیشانی و چہرون پر پس اُنکی زبانین موافق ان آیات کے کلام کرتی ہین [illegible]
حسین رحمہ اللہ تعالے سے جب پوچھا گیا تو کہا کہ فراست نظر حق ہی کہ بندہ اسی کی نظر سے دیکھتا ہی کہ حقیقت [illegible]
دیتا ہی وہی ہوتا ہی۔ جب اللہ تعالے نے قوم حضرت لوط علیہ السلام کا حال بیان کر دیا کہ بستی تہ و بالا [illegible]
کسی مقام خارجی مین تھے وہ پتھرون کی مار سے مرے تو حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا مختصر حال [illegible]
گنجان درختون کی وجہ سے ایکہ کہلاتا تھا اور باوجود فراخی کے یہ لوگ مال کے واسطے فاجر [illegible]
اور دیہاتیون سے خریدنے مین انکو دھوکا دیتے اور موقع پاتے تو راستہ مین لوٹ مار کر [illegible]

Marfat.com

السلام نے انکو نصیحت کی کسی طرح نہ مانے ایسے ہی اصحاب حجر کی بدکاریان دنیاوی ثروت کے لیے
تھین وہ بھی ہلاک ہوئے قال اللہ تعالیٰ

وع وقف لازم

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَلَقَدْ

ظلم کرنیوالے لوگ سو ہمنے اُنسے سزا کا بدلا لیا اور دونون شہر کھلے راستہ پر ہین اور ضرور

كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ

حجر والون نے رسولون کو اور ہمنے انکو دی تھین اپنی نشانیان سو وے ان نشانیون سے منھ موڑتے اور تھے کہ تراشتے تھے

مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ۝ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

پہاڑون سے اپنے امن سے رہنے کا گھر سو انکو پکڑا ایک سخت آواز نے اُنکے صبح کے وقت سو کچھ فائدہ نہ دیا انکو جو کچھ وے

يَكْسِبُوْنَ ۝ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ ؕ فَاصْفَحِ

کماتے تھے اور ہمنے نہین پیدا کیا آسمانون وزمین کو اور جو کچھ دونون کے بیچ مین ہے مگر حق کے ساتھ اور قیامت تو ضرور آنیوالی ہے سو اچھی طرح

الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ

ربع

اُنسے تجاوز کر تیرا رب وہی پیدا کرنیوالا دانا ہے اور ہمنے تجھے عطا فرمائی سبع از مثانی

وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ۝ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ

اور قرآن بزرگ مت دوڑائیو اپنی آنکھین اُس چیز کی طرف جو ہمنے انکو متاع دی ہے اُنمین سے ازواج کو اور مت انپر غم کھائیو

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَقُلْ اِنِّيْۤ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ۝ كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى

اور پست رکھیو اپنا بازو مؤمنون کے لیے اور کہہ کہ مین بیشک کھلا ڈر سنانیوالا ہون مثل عذاب کے جو اُتارا ہمنے

الْمُقْتَسِمِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ۝ فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ عَمَّا كَانُوْا

جنھون نے کر دیا کتاب کو ٹکڑے ٹکڑے سو قسم ہے تیرے رب کی ہم ضرور پوچھین گے ان سب سے جو

يَعْمَلُوْنَ ۝ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۝

کرتے تھے سو تو ظاہر کر دے جسکا تجھے حکم ہوا اور مُنھ موڑ لے مشرکون سے ہمنے کفایت کر دیا تجھکو ٹھٹھا کرنیوالون سے

الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ

جو بناتے ہین اللہ کے ساتھ دوسرا خدا سو نزدیک ہے جان لینگے اور ہم بیشک جانتے ہین کہ تیرا

يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝

ہے اس سے جو وے کہتے ہین سو تسبیح پڑھ اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور رہ سجدہ کرنیوالون مین سے

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝

ع ۲۰

اور عبادت کر اپنے رب کی یہانتک آوے تجھے یقین یعنے موت۔

اصحاب الایکۃ ایکہ والے۔ ظالمین ظالم لوگ۔ یہ قوم شعیب علیہ السلام کی تھی

Marfat.com

ضحاک وقتادہ وغیرہ نے کہا کہ ایکہ درخت گنجان کو کہتے ہین اور ظلم انکا یہ تھا کہ اللہ تعالے سے شرک کرتے اور [illegible]
(یہ کہا گیا کہ درختان قوم یعنی مقل کے تھے ۱۲)
کمی کرتے۔ کذا فی تفسیر الشیخ اور شعیب علیہ السلام کی تکذیب کرکے اس ظلم کو قابل عذاب دنیاوی کرلیا اور [illegible]
مردویہ وابن عساکر نے ابن عمرو سے روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل مدین اور اصحاب ایکہ [illegible]
شعیب علیہ السلام بھیجے گئے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اصحاب الایکہ قوم شعیب علیہ السلام ہی۔ ملخص [illegible]
شرک وبدکاری مین قریب قریب ہون۔ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ پس ہم نے اُنسے انتقام لیا یعنے دنیا سے انپر عذاب [illegible]
یہ اسطرح ہوا کہ سات روز تک اُنپر سخت حرارت طاری ہوئی یہان تک کہ اُنکے دم گھٹ گئے مگر کچھ مائل بایمان نہوئے آٹھوین روز [illegible]
انکی طرف بھیجا گیا تو میدان مین نکلکر اُسکے سایہ مین جمع ہوئے کہ انپر پانی برسا دے پس اُس سے آگ برسی کہ سب جلکر خاک ہوگئے [illegible]
دونون قوم یعنے قوم لوط جو اوپر مذکور ہوئی اور قوم ایکہ اور شاید کہ شعیب کے دونون گروہ مراد ہون۔ لَبِإِمَامٍ البتہ راہ مُّبِينٍ
کشادہ پر ہین یعنے اہل عرب براہ مدینہ شام کو جاتے ہین ان قومون کی بستیون کی طرف سے راہ مین گزرتے ہین اور اب تک اُنکے آثار ظاہر
ہوتے ہین۔ قوم ایکہ بعد قوم لوط علیہ السلام کے انسے قریب زمانہ ومکان کی راہ سے تھے چنانچہ قولہ وما قوم لوط منکم ببعید سے مدین والون کو شعیب
علیہ السلام نے سمجھایا وعبرت دلائی تھی۔ راستہ کو اسواسطے امام کہتے ہین کہ مسافر اسکی تتبع سے مقصود کو پہونچتا ہی۔ امام مبین۔ راہ ظاہر جیسا کہ
ابن عباس ومجاہد وضحاک وغیرہم سے مروی ہی۔ پھر قوم ثمود کے واقعہ پر اللہ تعالے نے یہان ختم فرمایا بقولہ وَلَقَدْ كَذَّبَ اور بے شبہہ
جھٹلایا أَصْحَابُ الْحِجْرِ حجر والون نے۔ ثمود کے دیس کا نام حجر ہی۔ قتادہ نے کہا کہ وہ پہاڑون کے درمیانی وادی کے رہنے والے تھے
ابن جریر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ حجاز وشام (یعنے مدینہ ۱۲) کے درمیان ہی۔ تبوک کو جاتے ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس مقام سے مع لشکر
گزرے تھے اور اُنکے کچھ آثار ابتک قائم ہین۔ غرضکہ یہ قوم عرب کی تھی اور انھین کی نسبت فرمایا کہ جھٹلایا حجر والون نے۔ الْمُرْسَلِينَ رسولون کو
یعنی صالح علیہ السلام اپنے خاص رسول کو جھٹلانے مین سب رسولون کا جھٹلانا لازم آیا۔ جب صالح علیہ السلام نے اُنکو معجزات دکھلائے اور سمجھایا
تو انھون نے انکار کیا مگر اس طور پر کہ اس پہاڑ سے ابھی ایک اونٹنی ایسی ایسی نکلے پس صالح علیہ السلام نے انکو روکا کہ ہٹ مت کرو اللہ تعالی
تو اسپر قادر ہی کیونکہ پھر ایمان نہ لائے تو عذاب سے ہلاک کیے جاؤگے نہ مانا اور اسپر اصرار کیا تو صالح علیہ السلام کی دعا سے اللہ تعالے نے
یہ معجزہ دیدیا کہ یکایک پہاڑ کو جنبش ہوئی جیسے حاملہ اونٹنی پس اسمین سے شق ہوکر ایک اونٹنی نکلی اور اس اونٹنی سے اسی وقت ایک بچہ ہوا
اور وہ بچہ بھی بڑا ہوکر مان کے برابر ہوگیا۔ اسقدر دیکھ لیا مگر پانچ یا زیادہ سردارون مین سے فقط ایک سردار مسلمان ہوا باقی جاہلون نے
جادو وغیرہ پر محمول کرکے انکار کیا۔ شاید کہ ایک کی وجہ سے عذاب بالفعل موقوف ہوگیا یہی فرمایا۔ وَآتَيْنَاهُمْ آيَاتِنَا [illegible]
دین قوم ثمود کو اپنی نشانیان۔ حتے کہ اس اونٹنی کی کیفیت تھی کہ اُسکے اسقدر دودھ تھا کہ تمام قوم اپنے برتن اسکے دودھ [illegible]
وہ کم نہوتا تھا۔ فَكَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ مگر یہ قوم ان آیات سے منھ موڑے تھی کچھ عبرت نہین حاصل کرتی [illegible]
ایمان لاتی تھی۔ وَكَانُوا يَنْحِتُونَ اور تھے کہ تراشتے تھے۔ مِنَ الْجِبَالِ پہاڑون سے [illegible]
اپنے رہنے کے گھر درحالیکہ مامون ہوتے یا درحالیکہ وہ گرنے سے بخوف ہوتے یا چورون کی نقب یا چھت [illegible] وغیرہ سے [illegible]
بعض نے کہا کہ عذاب سے نڈر ہونے کے لیے بناتے اپنی طاقت وقوت ومکان کی مضبوطی پر پھروسا کرتے [illegible] نے کہا کہ پہاڑ [illegible]
گھر بنا لیتے کہ عمارت کی ضرورت نہو۔ شیخ امام ابن کثیر [illegible] ثمون سے حال قرار دیا اور [illegible]

یعنی بدون خوف کے اور بدون ضرورت کے ایسا کرتے تھے اور یہ اترانا و بیہودہ عبث دنیاوی تھا چنانچہ وادی الحجر مین اُنکے مساکن دیکھنے
سے ظاہر ہوا جہان حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تبوک جاتے ہوئے گذرے تھے اور وہان پہونچنے پر آپ نے سر نیچا فرمایا اور سواری کو
تیز کر دیا اور اپنے اصحاب کو منع فرمایا کہ مت جاؤ ایسی قوم کی آبادی مین جو عذاب الٰہی سے ہلاک کی گئی ہین مگر اسطرح کہ تم روتے ہوئے جاؤ
اور اگر رونا نہ آوے تو خوف یاد کرو اور قوم کی حالت یاد کرکے رونے والے بنو اس خوف سے کہ ایسا نہو جو اُنکو پہونچا وہ تمکو پہونچے۔ اقول بعضے
اصحاب نے وہان جانے مین جلدی کی تھی اور بعضون نے قوم ثمود کے کنوئین سے ہانڈیان چڑھائی تھین پس آپ نے پہونچکر ہانڈیان لوٹا دین
اور آٹا گوندھا جانورون کو کھلوا دیا اور کوچ کا حکم دیا پھر آگے جاکر مومنون کا جہان کنوان تھا اسپر اُترے اور تالاب جھیل پر ناقہ کی آمد و رفت کا
تاکہ دکھلایا و تمام الحدیث فی الصحاح۔ ظاہر یہ ہی کہ نڈر و بیخوف ہونے کو بتاتے جبکہ پیغمبر علیہ السلام نے اُنکو ڈرایا۔ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ
پس اُنکو پکڑا سخت آواز نے۔ مُصْبِحِيْنَ جب وے صبح کے وقت مین تھے اور سابق مین رجفہ مذکور ہوا ہی ظاہرا آگے پیچھے ملے ہوئے دونون
واقع ہوئے اور بات یہ ہوئی کہ اونٹنی پیدا ہونے پر جب باقی ایمان نہ لائے تو حضرت صالح نے افسوس کیا اور تاکید کی کہ اچھا اس
اونٹنی کو کچھ ایذا نہ دینا شاید تم عذاب سے بچو۔ چنانچہ عرصہ تک وہ اونٹنی جاڑون مین وادی کے اوپر رُخ مین دھوپ مین چرتی تو اُسکی
درازی جسم و خوفناک ہیئات کلان سے اُنکے جانور بھاگ کر وادی کے اندر رُخ مین ہو جاتے اور سردی کھاتے پھر گرمیون مین وہ اندر رُخ
مین آجاتی تو اُنکے جانور بھاگ کر وادی کے اونچے رُخ مین جاتے اور پانی بطور چشمہ کے وسیع تالاب مین جمع ہوتا تیسرے روز اونٹنی مع
بچہ کے سب پی جاتی تو دوسرے روز کا پانی قوم کو ملتا آخر نڈر ہو گئے اور اپنے لوگون مین سے شقی بدتر کو آمادہ کیا کہ اونٹنی کو قتل کر دے۔
حدیث مین ہی کہ یہ اشقی شخص ایسا تھا کہ لوگ اسکی عزت کرتے اور اُسکے کہنے پر چلتے اور کسی کا صدمہ اُسکو نہین پہونچ سکتا تھا جیسے قریش مین
عبد بن زمعہ یا فرمایا جیسے ولید ہی پس اُس شقی نے اونٹنی کی راہ مین موقع پاکر اُسکی پچھلی ٹانگون پر تلوار ماری کہ وہ آسانی سے زمین پر گری اور
لوگون نے جمع ہو کر دیکھا کہ عذاب تو نہین آیا پس دلیر ہو گئے اور صالح علیہ السلام سُنکر فوراً گئے اور دیکھکر روئے اور قوم سے کہا کہ تین روز تمکو
مہلت ہی چوتھے روز ہلاک کیے جاؤ گے اور تمھارے مُنھ سُرخ و زرد و سیاہ ہوتے جاوینگے جب دوسرے روز سے یہ شروع ہوا تو گھبرا کر
صالح سے دعا چاہی اُنھون نے کہا کہ قبول نہوگی مگر اسطرح کہ تم اُسکے بچہ کو لاکر اُسکی خدمت کرو مگر جسوقت اونٹنی ماری گئی بچہ اُسی وقت
بھاگ کر پہاڑ پر چلا گیا اور مروی ہی کہ وہ شخص جس نے ایسا کیا تھا وہ اُسکی تلاش مین پھرا مگر ثابت ہوا کہ جسوقت ماری گئی وہ بچہ پہاڑ پر چلا گیا
اور وہان دہکی آواز سے اپنی مان کو پکارا پھر پہاڑ شق ہوا اور وہ اسمین سما گیا جب نہ ملا تو صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ تین روز تک عیش کر لو چوتھے
روز عذاب ہی پس اپنے چہرون کا بگڑنا دیکھکر یقین کر لیا اور شام سے کفن پہنکر بیٹھے اور واویلا کرتے تھے یہان تک کہ صبح ہو گئی اور عذاب نہ آیا
پھر مطمئن ہوئے اور سمجھے کہ صالح علیہ السلام کی طرف سے نہین بلکہ اونٹنی کے گوشت کی تاثیر ہی یہ بیخوفی اللہ تعالے کی طرف سے پیدا ہونا کہ
ایک زلزلہ سخت آیا کہ سب گھبرا کر گھٹنون کے بل جم گئے اور ساتھ ہی ایک سخت دل پھاڑنے والی آواز نے سب کو ہلاک کر دیا اور یہ عین قدرت
ہی کہ صالح علیہ السلام مع مومنین کے اس صدمہ سے محفوظ رہے۔ اور کافرون کا کنوان و بستی علیحدہ تھی اور مومنون کا کنوان اور بستی
تھی جیسا کہ حدیث صحاح مین غزوہ تبوک جاتے ہوئے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے دکھلایا اور تابعین و بچھلون نے
دیکھا ہی۔ واضح ہو کہ جب اپنی ہٹ سے کافرون نے اونٹنی مانگی اور دیے جانے پر ایمان نہ لائے تو بعض کے ایمان سے عذاب
[illegible] کر دی تھی کہ ناقہ کو کوئی نہ ستانا اور اسکا پانی نہ روکنا ان لوگون نے باوجود اس راحت و منفعت کے جو اونٹنی سے

پہونچتی تھی کہ سب درندے بھاگ گئے تھے اور دودھ وغیرہ کثرت سے ملتا تھا ان کافرون نے تھوڑی [illegible]
بعد بالکل بیخوف ہوکر اسکو قتل کرایا اور قاتل کو اللہ تعالے نے اشقے یعنے سب سے زیادہ بدبخت فرمایا [illegible]
جسکا باقی رکھنا عین فرض تھا ولیکن لوگون نے دنیاوی مال متاع و شہوات پر مغرور ہوکر اسکو قتل کیا فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَّا كَانُوا
يَكْسِبُونَ سو کچھ بھی دفع نہ کیا اُنپر سے اس چیز نے جسکو کماتے تھے یعنے قوت و مال و پہاڑون کے مکان [illegible]
افعال جنپر مغرور تھے کوئی کام نہ آیا اور اُنکے گمانی خداؤن نے اُنپر سے عذاب کچھ دفع نہ کیا بلکہ جب گرفتار ہوئے تو افسوس [illegible]
مین پڑ گئے اور اسوقت اُنکی آنکھ کھلی جب دوبارہ پیدا نہین ہوسکتے اور نہ کچھ تدارک کرسکتے ہین اور واجب ہی کہ آدمی اُنکی [illegible]
خوف الٰہی سے تھراوے کیونکہ ہر شخص کچھ نہ کچھ خطاواری مین ہی اور ہم لوگ تو سراسر خطاوار ہین اور کون شخص ہی کہ حضرت رب [illegible]
کی معرفت اُسکے لائق اور اُسکی عبادت اُسکی شان کے لائق کرسکتا ہی اسی واسطے حدیث ابن مردویہ رحمہ اللہ تعالے مین حضرت [illegible]
بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ آنحضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک جاتے ہوئے حجر مین قریب مکانات ثمود کے اُترے
پس لوگون نے ان کنوؤن سے پانی لیا جن سے ثمود پیا کرتے تھے اسی پانی سے آٹا گوندھا اور ہانڈیان چڑھائین (جب آپ پیچھے سے وہان
پہونچے تو یہ دیکھکر) اُنکو حکم دیا کہ ہانڈیان بہادو اور آٹا اونٹون کو کھلادو (حالانکہ لشکر مین بہت تنگی و شکستگی تھی) پھر وہان سے کوچ کرکے اس
کنوئین پر پڑاؤ کیا جس سے ناقہ پانی پیتا تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو منع کردیا کہ ثمود کے مکانات مین مت جاؤ جو قوم عذاب کی گئی ہی کہ مجھے
خوف ہی کہ ایسا نہو کہ تمکو ویسا ہی پہونچے جو انکو پہونچا سو تم اُنکے وہان مت جاؤ۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ کمال شفقت تھی اور اسمین بعض اسرار ہین
فافہم اور صحیح بخاری مین حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حجر والون کے حق مین صحابہ رضی اللہ عنہم کو
فرمایا کہ تم اس قوم کے وہان مت جاؤ مگر اس صورت سے کہ روتے ہوئے ہو اور اگر ایسے نہو تو اُنکے وہان مت جاؤ ایسا نہو کہ تمکو وہی پہونچے
جو اُنکو پہونچا ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ سورہ ہود مین یہ قصہ مفصل احادیث سے گزرا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم موافق عادت شریف کے لشکر
کے پیچھے چلتے اور لڑائی کے وقت آگے ہوتے تھے پس جب تک آپ پہونچین کچھ لشکر پہلے پہونچ گیا اور بعضے لوگ متفرق ہوکر کام مین مشغول ہوئے
اور بعضے لوگ قوم ثمود کے کھنڈلون مین دیکھنے گئے تھے جب آپ پہونچے تو ان سب کو بلوایا اور یہی ارشاد فرمایا فتدبر و تفکر پھر اللہ تعالی
نے عقول سلیمہ و اپنے بندون کو ارشاد فرمایا کہ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ اور نہین
پیدا کیا ہم نے آسمانون اور زمین کو اور جو کچھ ان دونون کے بیچ مین ہی مگر حق کے ساتھ یعنی یہ سب مخلوقات [illegible]
اور سب کے نتائج و فوائد ہین۔ اسی حکمت کا اقتضا تھا کہ ایسی قوم جیسے سدوم والے یا ایکہ والے یا حجر والے تھے ایک قسم عذاب سے ہلاک
کیے جاوین کہ انکے افعال دیکھا دیکھی تمام زمین پر نہ پھیلین بلکہ انکا فساد دفع ہوجاوے اور اُنکی عبرتناک حالت سے [illegible]
اور یقین ہو کہ جزا و سزا واقع و ثابت ہی۔ وَإِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ۔ اور ضرور قیامت آنے والی [illegible]
عذاب شروع نہوا تو ضرور قیامت مین اسکو سزا ملیگی اور یہ بالکل باطل خیال ہی کہ ہم خاک ہوجاوینگے [illegible]
وہ انکو جسطرح چاہے رکھے اور جسطرح جتنے بار چاہے پیدا کرے تو جب اُس نے مقرر کردیا کہ قیامت [illegible]
وہ کافرون سے انتقام بعذاب فرماویگا اور نیکوکارون پر رحمت و فضل و احسان فرماویگا [illegible]
آثار عذاب یا ثواب مترتب ہوجاتے ہین اور بعد موت کے اسکے لیے کوئی موقع [illegible]

جبکہ اللہ تعالے ایمان و توفیق خیر عطا فرماوے اور نیکوکار چند روز تک ہر حال سے نیک طور پر زندگی بسر کرتے ہین۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کو آپ کی قوم قریش وغیرہ کی طرف سے ایذا پہونچی تو اللہ تعالے نے تسلی دی کہ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ سو تو اُنسے درگزر کر اور نیک
طریقہ سے اُنسے اعراض کر یعنے اُنپر عذاب کی خواہش مین جلدی مت کر اور ایسا برتاؤ کر جیسے باوقار حلیم درگزر فرماتا ہی۔ مجاہد رحمہ اللہ تعالے
نے کہا یہ حکم اُسوقت تک کے لیے تھا کہ جہاد کا حکم نہین دیا تھا۔ اور ایسا ہی عکرمہ رحمہ اللہ تعالے سے مروی ہی اور دیگر علماء نے کہا کہ اس آیت مین
تو نیک خلق کے ساتھ برتاؤ کا حکم ہی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بحکم قولہ تعالے انک لعلی خلق عظیم۔ کمال درجہ خلق نیک پر تھے اور جہاد تو ایک
طاعت عظیم ہی وہ خلق نیک سے منافی نہین ہی بلکہ مراد یہ کہ ہر نیک و بد کے ساتھ اپنا برتاؤ موافق رضاے حق تعالے کے ہو اور ہر ایک جس چال چلن پر ہی
اُسمین اُسکے واسطے بھلائی چاہے اور باقی حال کو اللہ تعالے کی مشیت پر چھوڑے۔ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ تیرا رب وہی
اچھا پیدا کرنے والا اور خوب جاننے والا ہی۔ اس مقام پر کمال معرفت ہی کہ حق تعالے خالق ہی اور خالق اپنی مخلوق کے پیدا کرنے مین ہر طرح
قادر ہی اور اُسکی ذرہ ذرہ ماہیت و حقیقت سے اور جس لائق وہ ہی اور جو اُس سے ہوگا سب جانتا ہی تو اُس نے اپنی قدرت و اختیار سے
باوجود علم قدیم کے ہر ایک کو پیدا کیا ہی اور چونکہ اُسکی بے انتہا وسیع سلطنت مین تمام زمین بلکہ جو کچھ نظر آتا ہی ذرہ سے بھی کم ہی کیونکہ کسی عدد کو
بے انتہا کے ساتھ ذرہ برابر بھی نسبت نہین ہی تو اس ذرہ سے بدتر زمین مین آدمی کا وجود تو ذرہ کا کئی کروروان حصہ بلکہ کم بے بنیاد ہوا اُسکو یہ
طاقت نہین ہی کہ اللہ تعالے کی بے انتہا حکمت بالغہ کا بھید دریافت کرلے کہ یہ کیا شان ہی پس سراسر جہالت اُسکی جو حق کو نہ مانے اور اپنی راے
و خیال مین سرگردان ہو کر آخر خوار و ندامت سے شرمسار و لاچار ہو اور البتہ عادت الٰہی سبحانہ بلحاظ اکثریت کے جاری ہی کہ جو لوگ آخرت کو
اختیار کرین اُنکو وہ بخوبی و خود مختاری دنیا مین نہو جو آخرت سے منکرون اور دنیا کے لینے والون کو ہو فلہذا دنیا والون سے تجاوز و اعراض کرنا
اور اُنپر رحم کرنا ضروری ہی ولیکن اسقدر دیکھنا ضرور ہی کہ یہ امر خیر ہی اور یہ بات بدتر ہی اور ہر بشر قبضۂ تقدیر مین اپنے اپنے حال پر ہی پھر
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس نعمت کی طرف توجہ دلائی جو انکو عطا فرمائی اور اُنکے طفیل مین ہم سب مسلمانون کو عطا فرمائی الٰہی یہ نعمت ہم پر
کامل کر دیجیو کہ ہم ایمان پر وفات پاوین اور وہ یہ ہی۔ وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ
اور البتہ ہم نے تجھے دی سبع از مثانی اور قرآن عظیم لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ مت دوڑانا
اپنی آنکھین اس چیز کی طرف جو ہم نے لوگون کو اُسمین سے تمتع دیا ہی اقسام مال سے جوڑی جوڑی۔ خلاصہ یہ کہ اپنے حبیب صلی اللہ
علیہ وسلم کو خطاب کر کے آپ کے امتی بندون کو جو ایمان کے نور سے سرفراز ہو گئے ہین توجہ دلائی کہ ہم نے سبع مثانی و قرآن عظیم سی نعمت تجھے دیدی
اب تو ہرگز دنیاوی اموال جو چند روزہ متاع اُنکو دی ہی اسطرف توجہ مت کرنا یعنے ہر ایک کو دیکھ کہ کافرون کو جو کچھ دیا وہ محض ہیچ پوچ ہی اور جو تجھکو
دیا ہی وہ بے انتہا نعمت ہی شیخ امام حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ قولہ تعالے سبعا من المثانی والقرآن العظیم۔ مین دو قول ہمکو
پہونچے ہین اول یہ کہ حضرت عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اور مجاہد و سعید بن جبیر و ضحاک وغیرہم
تابعین رحمہم اللہ نے کہا کہ سبع طوال مراد ہین یعنے سبع مثانی سبع طوال ہین اور باقی قرآن عظیم یا سب قرآن عظیم مین سے سبع مثانی سبع طوال ہین
اور مراد سبع طوال سے سورہ بقر و آل عمران و سورہ نساء و مائدہ و انعام و اعراف و یونس ہین اور ابن عباس و سعید بن جبیر نے سورہ یونس کو
بیان کر دیا ہی اور شعبہ رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ ان سورتون مین فرائض و حدود اور قصص و احکام مکرر بیان فرمائے ہین اور ابن عباس
[illegible] امثال و اخبار و عبرت کو مکرر فرمایا ہی اور ابن ابی حاتم نے روایت کی کہ سفیان رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ مثانی وہ دو صدی

ابن عیینہ ۱۲

Marfat.com

سورتین ہین بقرہ و آل عمران و نساء و مائدہ و انعام و اعراف اور ایک سورہ انفال و براءۃ ملا کر ہین [illegible]
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سب مجموعہ کسی اور پیغمبر کو نہین دی گئین اور حضرت موسے علیہ السلام [illegible]
سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالے نے نقل کی ہی اور ایک روایت مین ہی کہ حضرت موسے علیہ السلام کو [illegible]
الواح کو ڈالدیا تو چار اُٹھالی گئین اور دو باقی رہین۔ قال المترجم بعضے راویون سے وہم ہوا کہ [illegible]
کین اور مقصود ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ ہی کہ اللہ تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر فضل عظیم ظاہر فرمایا [illegible]
دیدین یعنے اور کسی کو جملہ ہفت نہین دین اور مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ سبع مثانی یہ سبع طوال ہین اور کہا جاتا ہی کہ [illegible]
کہتا ہی کہ حاصل معنے یہ ہوئے کہ عظیم قرآن جو سبع طوال ہین ہم نے سب تجھے عطا فرمائین اور مترجم کا گمان ہی کہ یہی قول ارجح [illegible]
علماے شافعیہ نے قول دوم کو ترجیح دی ہی چنانچہ شیخ امام نے بھی نقل کیا کہ قول دوم یہ ہی کہ سبع مثانی وہ سورہ فاتحہ ہی اور [illegible]
اور یہ قول بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ و حضرت عمر و ابن مسعود و ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہی اور [illegible] آیت بسم اللہ [illegible]
نے مومنون کو اس سے مخصوص فرمایا ہی اور یہی ابراہیم نخعی و عبد اللہ بن عبید بن عمیر و ابن ابی ملیکہ و شہر بن حوشب و حسن بصری و مجاہد کا قول ہی
اور قتادہ رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ سبع مثانی وہ فاتحہ کتاب ہی اور وہ سات آیات ہر رکعت فریضہ مین مکرر اور ہر نفل مین
مکرر کیجاتی ہین۔ مترجم کہتا ہی کہ بلاشبہہ اس بارہ مین احادیث کثیرہ ہین کہ سورہ الحمد مین سے بسم اللہ الرحمن الرحیم ایک آیت ہی اسی واسطے
ایک جماعت علماے حنفیہ مین سے اسطرف گئی ہی کہ بسملہ سورہ فاتحہ کا جزو ہی اگرچہ وہ ایک آیت تنہا اُتری تھی اور مقصود اس سے فصل درمیان
سورتون کے تھا مگر وہ بالاتفاق ایک آیت قرآن سے ہی تو اسمین مضائقہ نہین کہ وہ سورہ الفاتحہ سے جزو کردی گئی اور احادیث اس بارہ مین
بھی صریح ہین کہ سورۃ الفاتحہ کی قراءت فرائض و نوافل کی ہر رکعت مین ضرور ہی اگرچہ معروف متون فقہ مین فرض قراءۃ فقط اول دو رکعت مین یا بطریق
اختیار اول دو رکعت یا آخر دو رکعت مین مذکور ہی اور باقی مین نہین اور فاتحہ تمام کی قراءۃ واجب کہتے ہین سو وہ بھی فقط دو رکعت مین لیکن مقتضاے
دلیل یہی ہی کہ قراءۃ فاتحہ ہر رکعت مین واجب ہی خواہ حقیقۃً یا تقدیراً اور جس نے ترک کیا اُسکی نماز بدیانت واجب الاعادہ ہی [illegible]
بالجملہ قول دوم یہ لکھا کہ مراد سورۃ الفاتحہ ہی پھر شیخ نے کہا کہ اسی کو ابن جریر رحمہ اللہ تعالے نے اختیار کیا اور حجت ان [illegible]
کے فضائل مین ہم نے اول مین نقل کردی ہین اور بخاری رحمہ اللہ تعالے نے اس مقام پر دو حدیثین لکھی ہین اول [illegible]
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میری طرف گذرے اور مین نماز مین تھا پس آپ نے بلایا تو مین نہ آیا یہان تک کہ نماز [illegible]
مانع ہوئی میرے پاس آنے مین تو مین نے عرض کیا کہ مین نماز پڑھتا تھا فرمایا کہ اللہ تعالے نے نہین فرمایا ہی کہ [illegible]
اذا دعاکم۔ پھر فرمایا کہ مین تجھے نہ بتلاؤن ایک سب سے بڑی سورۃ قرآن مین قبل اسکے کہ مسجد سے نکلون [illegible]
پھر آپ باہر جانے لگے تو مین نے یاد دلایا پس فرمایا کہ الحمد للہ رب العالمین یہی سبع مثانی و قرآن عظیم ہی جو مین دیا گیا ہون [illegible]
سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ام القرآن وہی سبع مثانی و قرآن عظیم ہی پس یہ تنصیص ہی کہ سورۃ الفاتحہ [illegible]
ولیکن اگر یہی وصف سبع طوال وغیرہ کا بھی ہو تو کچھ منافی نہین ہی کما قال تعالے اللہ نزل احسن الحدیث [illegible]
علے التقوے الآیہ کا شان نزول مسجد قبا ہی ولیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی مسجد شریف کی [illegible]
کہتا ہی کہ یہ جزم و تنصیص محل تامل ہی اسواسطے کہ جب اکابر صحابہ مثل حضرت علی و حضرت عمر رضی [illegible]

[illegible] اول کو جامع طور پر جامع بیان فضائل سورۃ الفاتحہ کے بعید ہے کیونکہ حقیقت مین سبع طوال اُسکی مصداق ہین اور سورہ فاتحہ پر
[illegible] ہین کہا جاتا کہ آیت مین مراد سبع طوال ہین اور بوجہ اشتراک فضیلت کے فاتحہ کو اس سے موسوم فرمایا اور تحقیق
[illegible] ہے کہ اللہ تعالے عزوجل نے قرآن پاک کی تفاصیل کو سورہ فاتحہ مین مجمل فرمایا اور سورہ فاتحہ کو آیہ بسملہ مین جیسا کہ حسن بصری وغیرہ
[illegible] سورہ فاتحہ مین مذکور ہوا پس جیسے قولہ تعالے ہو الذی انزل علیک الکتاب منہ آیات محکمات ہن ام الکتاب۔ مین ام الکتاب سے
[illegible] فاتحہ مخصوص نہین ہے بلکہ محکمات آیات جسقدر ہین سوائے متشابہات کے سب ام الکتاب ہین ولیکن سورۃ الفاتحہ کے فضائل سے
[illegible] ہوا کہ وہ ان ام الکتاب آیات کی جو تفصیلاً آئی ہین اجمالاً جامع ہے پس اس سورہ کو ام الکتاب کہا گیا پس فرق باجمال و تفصیل ہے اسی طرح
سبع مثانی و قرآن عظیم بھی سبع طوال ہین جیسا کہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یعنے تفصیلاً سبع مثانی یہ سبع طوال ہین اور انھین کا اجمال
یہ سورۃ الفاتحہ ہے پس خلاصہ یہ کہ آیت کریمہ مین یہ تخصیص کرنا کہ مراد سورۃ الفاتحہ ہے بعید ہے اور حق یہ ہے کہ سبع مثانی و قرآن عظیم بطریق تفصیل تو وہ قول
اول یعنی سبع طوال ہین اور بطریق اجمال سورہ فاتحہ ہے اور بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آئی ہے کہ مثانی سے مراد کل قرآن ہے بدلیل قولہ کتابا
متشابہا مثانی تقشعر الآیہ اور یہی قول ضحاک و طاؤس و ابو مالک کا ہے پس ان اکابر رضی اللہ عنہم کے قول مین تخالف و تسامح بجا نہین ہے کیونکہ اگر تخصیص
کرو اور سبع مثانی سے فاتحہ لیتے ہو تو بطریق صدق الوصف کے سبع طوال کو انھون نے سبع مثانی کہا اور یہ مجاز ہوگا پس ارجح یہ ہوا کہ دونون قول
اپنے تحقق و صحیح ہین اور فرق باجمال و تفصیل ہے اور جو آحادیث و ربارہ فضیلت سورۃ الفاتحہ کے وارد ہین اور جنمین یہ وہم ہوتا ہے کہ یہی سبع مثانی
ہے تو اس سے یہ معنی لینا کہ سبع طوال مراد نہین بلکہ بطریق صدق الوصف داخل ہین بعید ہے اور حق یہ ہے کہ مجمل و مفصل مین سے جسکی نسبت کہو
کہ یہ وہی ہے صحیح ہے فافہم والحمد للہ رب العالمین۔ اور یہ جو بعض نے حجت کی کہ یہ سورہ مکی ہے اور سبع طوال اکثر مدنی ہین تو ہنوز دیدیا بصیغہ ماضی
مثانی پس مراد فاتحہ ہے تو جواب یہ ہے کہ سورہ فاتحہ بھی مدنیہ ہے بقول مجاہد باوجودیکہ انھون نے سبع طوال سے تفسیر کی ہے علاوہ برین ترتیب علم الٰہی
مین مقدم تھی فافہم۔ پھر قولہ لا تمدن عینیک۔ اسمین ابن عباس نے کہا کہ آدمی کو منع کیا گیا ہے کہ دوسرے کے مال کی طرف نظر ڈالے۔ مفسر جسم
کہتا ہے کہ اشارہ ہے کہ خطاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہے اور مقصود امت والے ہین کیونکہ آنحضرت صلعم پر خزائن زمین اور تمام بادشاہت
پیش کی گئی اور آپ نے منظور نہ کی اسی واسطے سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالے نے اس آیت مین کہا کہ جسکو قرآن دیا گیا پھر اُس نے کسی ایسی چیز پر
نظر ڈالی جسکی تحقیر قرآن مین مذکور ہے تو اُس نے قرآن کی مخالفت کی شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ قولہ لا تمدن عینیک الآیہ کے معنے یہ ہین
کہ قرآن عظیم کی نعمت جلیلہ لیکر بالکل بے پروا ہو جا اُس چیز سے جو متاع دنیا و اصناف اموال لوگون کو دیے گئے ہین۔ اور واضح ہو کہ حدیث مین
ہے کہ لیس منا من لم یتغن بالقرآن۔ ہم مین سے نہین جس نے قرآن پاک کے ساتھ تغنی نہین کی۔ شیخ ابن عیینہ رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ استغنا
یعنے قرآن مجید کے ساتھ ہاتی ہر چیز سے استغنا و بے پروائی ہو۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ آیت کی دلیل سے یہ معنے حدیث کے صحیح ہین
نہین ورنہ کہا جائیگا کہ صرف یہی معنے مراد ہین۔ پھر اسکا شان نزول اسطرح ہے کہ ابن ابی حاتم نے اپنی اسناد سے روایت کیا کہ ابو رافع صحابی رضی
اللہ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے یہان مہمان آئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اتنا نہ تھا کہ آپ اصلاح حال کرتے پس آپ نے
[illegible] کہا پس کہا محمد رسول اللہ تجھ سے کہتا ہے کہ مجھے آٹا قرض دے بوعدہ رجب کے چاند دیکھے جانے کے۔ اس نے کہا کہ نہین مگر رہن
[illegible] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آیا پس آپ نے فرمایا کہ یہ تو قطعی ہے کہ مین اُسکا جو آسمان مین ہے اور اُسکا جو زمین
[illegible] اگر اس نے قرض دیا ہوتا یا میرے ہاتھ بیچا ہوتا تو مین اسکو ضرور ادا کرتا پھر جب مین آپ کے پاس سے نکلا اسی وقت

Marfat.com

یہ آیت نازل ہوئی لاتمدن عینیک الی ما متعنا بہ ازواجا الآیہ گویا اللہ تعالے نے اپنے حبیب علیہ السلام [illegible]
ابن عباس سے لاتمدن عینیک مین روایت کی کہ آدمی کو منع کیا گیا کہ دوسرے کے مال کی تمنا کرے [illegible]
کہ وہ اغنیاء ہین۔ پھر اللہ تعالے نے جیسے اُنکے اموال سے اعراض کا حکم دیا ویسے ہی اُنکی ذات سے اعراض [illegible]
وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ اور ان کافرون پر غمگین مت ہو۔ یعنے جسطرح یہ لوگ کفر و عناد پر عزم مضبوط کر چکے ہین [illegible]
حریص علیکم بالمومنین تو تجھے چاہیے کہ اللہ تعالے پر بھروسا کرکے جو راہ محبوب ہے وہ سب کو سکھلا دے و سُنا دے تاکہ آنے والے راہ پر
آوین۔ بعضون نے کہا کہ ہم نے جو کچھ ان اقوام کو دنیا سے دیدیا ہے تو اُسکی فوت ہونے پر غمگین نہو۔ معالم التنزیل مین باسناد خود ابو ہریرہ
رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو کسی بدکار کو تونگر دیکھکر خوش نہو کیونکہ تجھے یہ نہین معلوم کہ اپنی
موت کے بعد وہ کس چیز سے ملنے والا ہے اور اسکے لیے اللہ تعالے کے یہان ایسی قاتل چیز ہے کہ اُسکے ساتھ کبھی مرنے والا نہوگا عرض کیا گیا کہ
وہ کیا چیز ہے فرمایا کہ آگ ہے۔ صحیح مسلم مین ہے کہ دیکھو اپنے سے چھوٹے کو اور مت دیکھو اُسکو جو تم سے بڑا ہو پس یہی اچھا طریقہ ہے کہ تم اللہ تعالے کی
نعمتون کا انکار نہ کرو۔ شیخ عوف نے کہا کہ مین تونگرون سے مصاحبت رکھتا تھا تو کوئی شخص مجھسے زیادہ انمین غمناک نہوتا تھا مین اپنے سے
اچھا سواری کا جانور دیکھتا اور اپنے سے اچھا کپڑا دیکھتا پس جب مین نے اس حدیث کو سُنا تو فقیرون کے ساتھ ہمنشین ہو گیا پس مجھے راحت
حاصل ہو گئی۔ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ اور پست رکھیو اپنا بازو واسطے ایمان والون کے۔ یعنے اپنا بازوے شفقت اپنے تابعین
کے واسطے نرم رکھنا اور اُنکے ساتھ بتواضع پیش آنا۔ اسی سے کہا گیا کہ مومن اگرچہ کثیر المال ہو فقیر ہے اس لیے کہ اُس نے اپنی جان و مال کو اللہ تعالے
کے واسطے فروخت کر دیا ہے اور جو کچھ اُسکے پاس ہے سب مین وہ اللہ تعالے کی طرف سے امانت دار ہے کہ موافق حکم الٰہی تعالے کے اپنی ذات پر
اور اہل و عیال و اہل استحقاق پر خرچ کر دیتا ہے۔ وَقُلْ إِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْمُبِينُ اور کہدے کہ مین بس صاف ڈر سُنانے والا ہون
یعنی اس غفلت کی جگہ مین جسقدر لوگ عذاب سے نڈر ہین انکو صحیح سچی صاف خبر دیتا ہون کہ اُنکے پیچھے عذاب ہولناک ہے اور یہ ظاہر ہے کہ عذاب
ہولناک سے جو چھوٹا وہی تمام راحت و آرام مین ہے۔ پس ڈرو اس عذاب سے جو سامنے ہے صرف چند انفاس کا پردہ حائل ہے۔ كَمَا
أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ جیسا عذاب ہم نے اُتارا ہے ٹکڑے کرنے والون پر۔ یعنے ڈرو ویسے عذاب سے جیسا ہم نے اقتسام والون
پر اُتارا اور کرخی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ کلام مین مقدر جملہ ہے ای انزلنا الیک کما انزلنا الخ یعنے ہم نے تجھپر کتاب اُتاری جیسے اگلون پر اُتاری
تھی جنھون نے اُسکے ٹکڑے کر دیے یعنے بعض باتون پر ایمان لائے اور بعض سے انکار کیا۔ زمخشری کے نزدیک سابق آتیناک سے متعلق ہے
شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ اللہ تعالے اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم فرماتا ہے کہ لوگون سے کہدے کہ مین تمکو صاف ڈر سُناتا ہون
عذاب الیم سے کہ اگر میری تکذیب کرو تو تمپر ضرور عذاب ہوگا جیسے تم سے اگلی امتون پر ہوا جنھون نے اپنے اپنے پیغمبرون کو جھٹلایا اور اللہ تعالے
کے احکام پر ایمان نہ لائے پس اللہ تعالے نے انپر عذاب و انتقام اُتارا۔ مقتسمین وہ لوگ جنھون نے قسم کھائی باہم کہ انبیاء کی مخالفت کرین اور
اُنکی تکذیب کرین اور اُنکو اذیت دین جیسے قوم صالح کے حال سے گاہ فرمایا کہ تقاسموا باللہ لنبیتنہ واہلہ الآیہ یعنے باہم ملکر قسم کھائی کہ رات مین جاکر
صالح و اُسکے لوگون کو قتل کر دین۔ اور مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ باہم قسم کھائی مانند قولہ واقسموا باللہ [illegible] بعث اللہ من [illegible]
قولہ اولم تکونوا اقسمتم من قبل الآیہ یعنے نہایت سخت قسم کھائی کہ اللہ تعالے نہین اُٹھائیگا جو مر گیا [illegible] نہین تم قسم [illegible]
کہ تمکو زوال نہین ہے غرضکہ گویا کسی چیز کا انکار نہ کرتے تھے مگر اُنکے اوپر قسم کھاتے تھے تو مقتسمین [illegible]

Marfat.com

[illegible] کو لکھا کہ جب آنحضرت [illegible] علیہ وسلم ظاہر ہوئے اور دعوت کی تو موسم حج مین کفار قریش نے باہم جمع ہو کر قسم کھائی کہ ہم سب ایک بات پر متفق ہو جاوین کہ تمام دو [illegible] کے عرب کے آنے والے ہمکو مختلف نہ پاوین پس ولید بن المغیرہ نے سولہ آدمیون کو بھیجا جو راستون و پہاڑون پر مکہ کے گرد ہو گئے جو عرب آتے اُنسے کہتے کہ تم اس شخص کی بات پر جو ہم مین پیدا ہوا ہی دھوکا نہ کھانا کہ وہ مجنون ہی حالانکہ خود کبھی شاعر و کبھی ساحر و کبھی کاہن کہتے تو اس حالت پر سب نے متفق ہو کر مجنون کہا تاکہ عرب اُنکو مختلف نہ پاوین اور آپس مین کہا کہ شاعر و ساحر وغیرہ درحقیقت وہ نہین ہی تو عرب ہمکو جھوٹا سمجھینگے۔ واضح ہو کہ ابن عباس وغیرہ سے مروی ہی کہ وی اہل کتاب ہین جنھون نے اپنی کتابون کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے پریشان کر دیا اور اسمین تحریف کر دی۔ مترجم کہتا ہی کہ ہان انھون نے اقتسام اُسکی تحریف و اخفاے امر پر کر لیا تھا یا یہ عضین کی تفسیر کو شامل ہی۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ صحیحین مین ابو موسے اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے مثل اور جسکے ساتھ مجھے اللہ تعالے نے بھیجا ہی اُسکے مثل ایسی ہی جیسے ایک مرد اپنی قوم پاس آیا اور کہا کہ ای قوم مین نے اپنی دونون آنکھون سے لشکر آتے دیکھا ہی اور مین ننگا ڈر[1] سنانے والا ہون ای قوم خلاصی ڈھونڈھو خلاصی ڈھونڈھو پس اُسکی قوم مین سے ایک ٹکڑے نے اُسکا کہنا مانا پس رات سے اندھیاری مین اُٹھکر کوچ کر گئے اور مہلت کے وقت مین سامان کرکے نجات پا گئے اور دوسرے ٹکڑے نے اُسکو جھوٹا جانا اور اپنے مکانون مین رہے صبح ہوتے اُنکو لشکر نے گھیر لیا اور سب کو قتل و غارت کر دیا پس یہ مثال اسکی جس نے میری اطاعت کی اور جو مین لایا ہون اُسکی پیروی کی اور مثل اُسکی جس نے مجھے جھٹلایا اور جو حق بات لایا ہون اُسکو جھٹلایا ہی۔ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ یہ مقتسمین کی شناخت فرمائی کہ ایسے لوگ ہین جنھون نے قرآن کو عضین کر لیا یعنے اپنی بے ایمانی سے اپنے گمان پر ایسا کر لیا۔ واضح ہو کہ عضین جمع عضۃ اور اصل مین عضوۃ بحذف واو تھا اور عرب بولتے ہین کہ عضا الشاۃ یعنے عضو عضو و پارہ پارہ کر دیا بکری کو۔ بعض نے کہا کہ اصل مین عضہۃ تھا بحذف ہاء اور عرب بولتے ہین کہ عضہتہ یعنے اسپر بہتان باندھا اور نظیر اُسکی لفظ شفۃ (لب ۱۲) کہ دراصل شفہۃ تھا اور لفظ سنۃ (سال ۱۲) کہ دراصل سنہۃ (سال ۱۲) تھا۔ بالجملہ عضین جمع ہی خواہ عضوۃ کی یا عضہۃ کی اور بہر تقدیر مانند سنین جمع سنہ کے عضین بھی عقلاء کی جمع کے مانند جمع کیا گیا ہی اور قرآن سے مراد یا تو یہی قرآن پاک ہی یا توریت و انجیل وغیرہ مراد ہین کہ وہ بھی قرآن یعنے قراءت کی گئی اور اللہ تعالے کی طرف سے اُتاری گئی تھین۔ اب ہر ایک معنی پر اسکی تفسیر یہ ہی کہ عضین بمعنے اجزاء و قرآن بمعنے یہی قرآن تو مقتسمین سے مراد قریش کے کفار جنھون نے قرآن پاک کو اجزاء کر دیا کہ بعض پر اقرار اور بعض پر انکار یا بمعنے بہتان کہ بعض کو شعر و بعض سحر و بعض کہانت و بعض اساطیر الاولین وغیرہ کہا اور کسائی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ عضہ کذب و بہتان ہی یا بمعنے عضاۃ جو ایک درخت خاردار زہر آمیز ہوتا ہی اور مجروح کرتا ہی یعنی قرآن کو مانند اُسکے سمجھا کہ بتون کی مذمت سے کافرون کو ایذاء دیتا ہی۔ بعض نے کہا کہ عضۃ بزبان قریش جادو ہی اور عورت ساحرہ کو عاضہۃ کہتے ہین اور حدیث مین ہی کہ انہ علیہ السلام لعن العاضہۃ والمستعضہۃ۔ یعنے جادو کرنے والی عورت اور جادو کرانے والی دونون پر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہی۔ واضح ہو کہ معانی باہم قریب یا مشترک بسبب ہین خواہ بہتان سے اجزاء ہون یا جادو کی نسبت کرنے سے یا دیگر [illegible] بہر حال یہ لازم ہی کہ سالم نہ رکھا تو اسلام سے خارج ہین۔ اور ظاہر یہ ہی کہ موجودہ لوگون کو عذاب سے خوف دیا کہ جیسا عذاب [illegible] نازل فرمایا تھا جنھون نے یہ حرکت کی کہ قرآن پاک کو اجزاء و کذب و بہتان وغیرہ کے ساتھ پارہ پارہ کیا پس مراد اگلے لوگ اور [illegible] مراد اگلی کتابین ہین۔ شیخ امام حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ جعلوا القرآن عضین یعنے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اُن کتابون کو [illegible] پر ایمان لائے اور بعض سے کفر و انکار کیا۔ بخاری رحمہ اللہ تعالے نے سعید بن جبیر و ابو ظبیان سے ابن عباس سے

[1] عرب مین دستور تھا کہ اپنی قوم کو ڈر سنانے والا ننگا ہو کر چلاتا تھا ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

روایت کی کہ وہ اہل کتاب ہین کہ بعض پر ایمان لائے اور بعض سے کفر کیا۔ اور ایک روایت [illegible]
لائے اور بعض سے کفر کیا یہود و نصاریٰ ہین۔ ابن ابی حاتم نے کہا کہ اسی کے مانند مجاہد و حسن و ضحاک [illegible]
اور عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ عضین کہا یعنے سحر اور عکرمہ نے کہا کہ عضہ زبان قریش مین سحر [illegible]
اعضاء اعضاء کر دیا کہا کہ سحر ہی اور کہا کہ کہانت ہی اور کہا اساطیر الاولین ہی اور عطاء نے کہا کہ ساحر و کاہن و مجنون [illegible]
نے عن محمد بن ابی محمد عن عکرمہ او سعید بن جبیر عن ابن عباس روایت کی کہ ولید بن المغیرہ کے پاس چند قریش [illegible]
تھا اور موسم حج آگیا تو بولا کہ ای گروہ قریش یہ موسم آگیا اور عرب کے گروہ ہمارے یہان آنے والے ہین اور تم مین اس شخص کا [illegible]
تم اُسکے بارہ مین ایک راے پر متفق ہو جاؤ اور اختلاف مت کرو کہ تم مین سے بعض کی بعض تکذیب کرین بولے کہ ہان صحیح ہی اور [illegible]
لیے ایک راے قائم کر دے بولا کہ نہین تم کہو اور مین سنون تو کہنے لگے کہ ہم کہدینگے کہ کاہن ہی بولا کہ وہ تو کاہن ہی نہین۔ بولے کہ [illegible]
کہ وہ مجنون تو ہی نہین۔ بولے کہ شاعر کہینگے بولا کہ وہ شاعر بھی نہین ہی بولے ساحر بولا کہ یہ بھی نہین ہی بولے کہ پھر تو بتلا کہ ہم کیا کہینگے بولا کہ واللہ
اُسکے کلام مین ایسی حلاوت ہی کہ تم اسمین سے کچھ ہی کہو مگر پہچان لیجائیگی کہ یہ جھوٹ بات کہتے ہو اور اقرب یہ ہی کہ ہم اسکو ساحر بتلا دین پس اسی پر قسم کھا کر
علیحدہ ہو گئے پس اللہ تعالے نے اُنکے حق مین نازل فرمایا۔ کما انزلنا علی المقتسمین الذین جعلوا القرآن عضین۔ یعنے اصناف (اقسام ۱۲) فَوَرَبِّكَ پس قسم ہی
تیرے رب کی لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ البتہ ہم سرزنش و غضب کے ساتھ سوال کرینگے ان کافرون مقتسمین سے سب کے سب سے یعنے
قیامت کے روز۔ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ اُس چیز سے جسکو وہ کرتے تھے۔ یعنے دنیا مین جو گمراہیان و غصہ و بہتان کماتے تھے قیامت
مین غضب الٰہی کا انپر سوال ہوگا اور حساب مین ماخوذ ہو کر سزاے سخت کے مستوجب ہونگے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہی ولید بن المغیرہ
و اُسکے ساتھی لوگ جنھون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق مین کہا تھا۔ چونکہ ان افعال و حرکات مین اُنھون نے خود لا الٰہ الا اللہ سے انکار
کیا اور لوگون کو بھی اس سے مانع ہوئے کیونکہ اصل مقصود رسالت و قرآن یہی کلمہ توحید الٰہی تعالے ہی اسی واسطے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا
کہ یعنے کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ سے سوال سب سے ہوگا۔ مصنف عبد الرزاق مین مجاہد رحمہ اللہ تعالے سے یہی تفسیر مروی ہی اور امام ترمذی و
ابو یعلی الموصلی و ابن المنذر و ابن جریر و ابن ابی حاتم نے انس بن مالک سے روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فوربک لنسألنہم الآیہ
مین فرمایا کہ لا الٰہ الا اللہ سے امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ انس رضی اللہ عنہ سے یہ موقوف (قول انس ۱۲) روایت بھی ہی اور ترمذی وغیرہ نے مرفوع
روایت کی ہی۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم اسکی جسکے سواے کوئی معبود نہین ہی کہ تم مین سے کوئی نہین بچیگا مگر کہ اللہ تعالے اُسکے ساتھ
تنہائی فرماویگا جیسے چودھوین رات کے چاند سے ہر ایک تنہا دیدار پاتا ہی پس فرماویگا کہ ای ابن آدم تجھے کس چیز نے مجھ سے دھوکا دیا تھا۔ ابن آدم
تو نے کیا عمل کیا جو جانا۔ ای ابن آدم تو نے رسولون کو کیا جواب دیا۔ ابو العالیہ نے کہا کہ قیامت کے روز سب بندون سے دو باتون کا سوال ہوگا
کہ کیا تم نے عمل کیا اور رسولون کو کیا جواب دیا۔ ابن عیینہ نے کہا کہ سب سے سوال ہوگا اسکے اعمال و مال سے۔ ابن ابی حاتم نے معاذ بن جبل
سے روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای معاذ قیامت کے روز آدمی سے اُسکے ہر کام کا سوال ہوگا [illegible]
اور اُنگلی سے مٹی کے ٹوٹن سے پس نہ پاؤن مین تجھے قیامت کے روز اس حال مین کہ کوئی اور تجھ سے [illegible]
نے تجھے دیا ہی۔ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فوربک الآیہ پوچھی اور پوچھا کہ [illegible]
و لا جان۔ یعنے سو اس روز نہ پوچھا جائیگا اپنے گناہ سے کوئی آدمی [illegible] ابن عباس [illegible]

[illegible] اللہ تعالے [illegible] ہو ولیکن یون فرماویگا کہ تم نے ایسا ایسا کیون کیا۔ واضح ہو کہ بعض علماء نے کہا کہ اس سوال مین تمام مومنین
[illegible] گنہگار اور تمام کفار شریک ہین یعنے ان سب سے سوال ہوگا۔ مترجم کہتا ہی کہ قولہ ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم یعنے پھر تم پوچھے جاؤگے
اس روز نعمتون سے۔ یہ بھی عموم پر دلالت کرتا ہی اور تائید اسکی اس حدیث صحیح سے ہی کہ ایک روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے یعنی رات
کو تو آپ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ ملے پس آپ نے پوچھا تو فرمایا کہ یا رسول اللہ مجھے بھوک نے نکالا ہی پھر عمر رضی اللہ عنہ ملے انھون نے بھی یہی عرض کیا
اور خود مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی فرمایا پس آپ ایک صحابی کے مکان کو گئے انھون نے طعام حاضر کیا اور ٹھنڈا پانی بھر لائے ان سب صاحبون نے
بھی کھایا اور پیا اور آپ نے دعائے برکت دی پھر دونون صاحبون سے فرمایا کہ تم قیامت کے روز اس نعیم سے پوچھے جاؤگے۔ یعنے آیت مذکورہ
کے حکم کے موافق سوال ہوگا۔ واضح ہو کہ مومنون سے یہ سوال بطور مواخذہ نہوگا بلکہ بطریق تجاوز و عفو ہوگا جیسا کہ حدیث حساب سے ظاہر ہوتا ہی
اور جس سے مواخذہ ہوا وہ پکڑا گیا اور کفار سے سرزنش و ملامت و مواخذہ ہوگا واللہ تعالے اعلم اور بعض علماء نے کہا کہ آیت کریمہ مین عموم فقط
کفار کے حق مین ہی اور اس سے یہ لازم نہین کہ اورون سے سوال نہو اور مترجم کہتا ہی کہ یہ اقرب و ارجح معلوم ہوتا ہی واللہ تعالے اعلم بالصواب۔
فَاصْدَعْ پس صاف ظاہر کر جیسے صدیع یعنے صبح ظاہر ہوتی ہی۔ بِمَا تُؤْمَرُ جس چیز کا تجھکو حکم دیا جاتا ہی۔ واحدی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ علمائے
تفسیر کا قول ہی کہ اس آیت مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اظہار امر کا حکم دیا۔ ابن عباس کے قول سے ثابت ہوتا ہی کہ برابر آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم استخفاء کرتے تھے یہان تک کہ یہ آیت اتری تو آپ اور آپ کے اصحاب ظاہر کرنے لگے۔ اقول شاید مشرکون کے سخت انکار کرنے
اور امور حق سے ٹھٹھا کرنے کی وجہ سے اور ممکن ہی کہ بخیال بعضے ضعیف لوگون کے کہ ایذاء کو برداشت نہ کرسکین ایسا کرتے تھے اور حق یہ ہی کہ
شیعت ایزدی ہر کام کے لیے ایک شان کے ساتھ متعلق ہی۔ شیخ امام نے لکھا کہ اسکی نظیر ہی قولہ تعالے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک
وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔ چنانچہ اسکے تفسیر گزر چکی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اسوقت تک حراست کیجاتی
تھی پھر بعد اس حکم کے آپ نے لوگون کو حکم دیدیا کہ جاؤ اللہ تعالے نے مجھے اپنی حفظ مین لے لیا۔ اس مقام پر بعد ذکر اظہار کے فرمایا۔ وَاَعْرِضْ
عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ اور التفات مت کر اور منھ موڑ مشرکون سے۔ یعنے انکی رعایت مت کر اور انکے مضحکہ و استہزاء پر متوجہ ہو کر دلگیر مت ہو۔
اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ ٹھٹھا کرنے والے مشرکون کو ہم نے تجھے کفایت کر دیا یعنے انکے شر و ٹھٹھا کرنے کے برباد اور ہلاک
کرنے کے واسطے ہم کافی ہوئے۔ اب یہ خوف تو جاتا رہا کہ یہ لوگ بوجہ استہزاء کے ہلاک ہونگے کیونکہ اللہ تعالے نے موافق علم قدیم کے ان بدبختون
کو اسی گمراہی مین ہلاک کیا۔ یہ لوگ قریش مین سے سردار اور سرگروہ تھے اور وہ پانچ شخص تھے ولید بن المغیرۃ و عاص بن وائل و اسود بن المطلب
و اسود بن عبد یغوث و حارث بن الطلاطلہ۔ یہ قول قرطبی کا ہی اور دوسرون نے اسی کی متابعت کی ہی۔ پھر ان استہزاء کرنے والون کی شناخت
[illegible] بدخصلت سے بیان فرمائی کہ۔ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ایسے گمراہ ہین کہ اللہ تعالی
[illegible] دوسرا شریک بناتے ہین سو عنقریب جان لیوینگے۔ یعنے اپنا بدانجام و شرک کی خراب عاقبت جلد تر انکو معلوم ہو جائیگی شیخ امام نے
[illegible] البزار رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ حدثنا یحیے بن محمد آخر اسناد تک انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
[illegible] ٹھٹھا کرنے والون مین سے بعض نے آپ کو غمز کیا پس حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر ان بدبختون کو غمز کیا تو یہ انکے جسمون مین
[illegible] مانند [illegible] چنانچہ وہ سب مر گئے اور محمد ابن اسحاق نے اپنی اسناد کے ساتھ عروۃ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ پانچ شخص
[illegible] ہر بطن سے ہر ایک کو بیان کیا اور وہی ہین جنکا ذکر اوپر ہوا ہی اور اسود بن المطلب یہی ابو زمعہ ہی پس جب

ان لوگون نے شرک مین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ٹھٹھا کرنے مین حد سے تجاوز کیا تو اللہ
اعراض کرنے کا حکم دیا اور ان مستہزئین کو ہلاک کردیا۔ پھر محمد بن اسحاق نے روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ
پس کھڑے ہوئے اور آنحضرت صلعم بھی کھڑے ہوئے پس اسود بن عبد یغوث گزرا تو جبرئیل نے اُسکے پیٹ کی طرف اشارہ کیا پس اسکے
اور وہ مرگیا اور ولید بن مغیرہ گذرا اُسکے پانوٗن کے ٹخنہ کے پاس زخم کے اثر کی طرف اشارہ کیا پس پھوٹ نکلا اور اسی مین مرگیا حالانکہ اس
کئی سال پہلے اسکو یہ زخم اسطرح پہونچا تھا کہ وہ خزاعہ مین سے ایک شخص کی طرف گزرا جو اپنے تیر کا پھل اسکے کانسی مین لگا رہا تھا تو اسکے ازار
مین اُلجھ گیا اور اس مغرور نے جھکنے کو عار سمجھا چنانچہ اسی طرح چلا گیا اسی سے خفیف سا زخم ہوگیا اور وہ کچھ نہ تھا اب وہ پھوٹ نکلا اور اسی مین مرگیا
اور عاص بن وائل کے اخمص قدم کی طرف اشارہ کیا چنانچہ وہ طائف کو جاتے گدھے سے گرا اور اسکے اخمص قدم مین کانٹا گڑا جس سے وہ مرگیا اور
حارث بن طلاطلہ گزرا اسکے سر کی طرف اشارہ کیا وہ پیپ کی رینٹ سے مرگیا۔ اور محمد بن اسحاق نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ان
سب کا سردار ولید بن المغیرہ تھا۔ اور یون ہی سعید بن جبیر وعکرمہ نے بھی مانند قول عروہ رضی اللہ عنہ کے روایت کیا ولیکن سعید بن جبیر نے حارث
بن طلاطلہ کی جگہ حارث بن غیطلہ کہا اور عکرمہ نے حارث بن قیس کہا ہی امام زہری رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ انھین دونون نے صحیح کہا کیونکہ
اسکی مان کا نام غیطلہ تھا اور باپ کا نام قیس تھا۔ غرضکہ مجاہد ومقسم وقتادہ وبہتون نے پانچ ہی روایت کیے ہین مگر شعبی نے سات بیان کیے و
مشہور قول اول ہی پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تشفی وتسلی واپنی طرف توجہ کی تاکید کی بقولہ۔ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ
بِمَا يَقُولُونَ اور ہم ضرور جانتے ہین کہ تیری شان یہ ہی کہ تنگ ہوجاتا ہی تیرا سینہ بوجہ انکے قول کے۔ یعنے انکار کرنے واللہ تعالی سے
شرک کرنے اور سحر وجنون وکہانت وکذب وغیرہ کہتے ہین اس سے تو دلگیر ہوتا ہی۔ اہل تفاسیر نے کہا کہ یہ بمقتضاے بشریت وجبلت انسانی تھا
اور بعض کا خیال ہی کہ یہ کمال شفقت تھی کہ ان لوگون کی طرف متوجہ اور انپر ترس کھاتے کہ عذاب سخت مین چلے جاتے ہین اور ڈرتے کہ جسقدر
اظہار کرو اسی قدر زیادہ تکذیب کرینگے تو غضب الٰہی مین پڑینگے ولیکن مشیت الٰہی اپنی مخلوق کے حق مین جاری ہی اور وہی خوب جاننے والا ہی
لہذا مستہزئین کو ہلاک کردینے سے اُنکا قصہ طے کردیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ ایمان پر حریص تھے تسلی وتسکین فرمائی کہ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ
رَبِّكَ پس تسبیح پڑھ اپنے رب کی پاکی کے ساتھ یعنے اللہ تعالے پاک اور بڑا علیم وحکیم ہی اُسکے علم وحکمت کے موافق جو واقع ہوتا ہی خوب ہی
پس جب اسطرف توجہ ہوئی تو ہر ایک دلگیری رفع ہوگئی اور زیادہ تقرب فرمایا کہ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ اور ساجدین سے ہو یعنی اللہ تعالے
کی تسبیح ونماز مین مشغول ہو کہ وہ اپنی حکمت سے مخلوقات کا انتظام فرماتا ہی اسمین کسی کو دخل نہین ہی اور نہ علم الٰہی سے کوئی واقف ہی پس مشرکون کی
بیہودہ گوئی کو خالق عزوجل کی طرف سونپ دے اور تو اللہ تعالی کی تسبیح ونماز پر قائم وکامل ہو اور برابر اسی پر ثابت رہ وَاعْبُدْ رَبَّكَ
حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ اور عبادت کرتا رہ اپنے رب کی یہان تک کہ تجھکو موت آجاوے۔ یہان سے صریح معلوم ہوا کہ عبادت پر دوام
موت سے پہلے ساقط نہین ہوتی ہی اور جو بعضے جاہلون نے زعم کیا کہ فقیر عارف سے ساقط ہوجاتی ہی یہ پوری جہالت ہی بلکہ جسقدر قرب زیادہ
اُسی قدر بندگی زیادہ ہوتی ہی یہان یہ ممکن ہی کہ زیادہ عبادت پر تجھکو شعور نہو وسین سی شخص بے عبادت پر کمال کا گمان فقط وہم وخطرناک
اور بے شریعت ہونا اس سے صاف ظاہر ہی۔ مقصود آیت یہ ہی کہ موت سے پہلے کسی وقت مین عبادت سے غافل نہونا چاہیے پس معلوم ہوا
کہ اللہ تعالی کے ذکر ونماز ودوام عبادت سے دلون کو تسکین ہوتی ہی وقد قال تعالی فی سورۃ مریم واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیا
وصیت کردی ہی یعنی مجھپر عہد کردیا ہی نماز وزکوۃ کا جب تک مین زندہ ہون۔ سعید بن منصور وابن المنذر وتاریخ حاکم اصبہانی مین

[illegible] نے تجھے [illegible] نہین فرمائی کہ مال جمع کر اور تاجرین مین سے ہو بلکہ تسبیح کر اور ساجدین مین سے ہو شیخ امام
[illegible] مسند احمد کی روایت نقل کی کہ آنحضرت فرماتے تھے کہ حضرت خالق عزوجل نے فرمایا کہ ای ابن آدم اول روز مین چار رکعت سے
عاجز مت ہو مین آخر روز مین تجھے کفایت کرونگا۔ رواہ ابوداؤد والنسائی۔ اقول اسی کو صلوٰۃ الضحیٰ کہتے ہین اور حدیث مین ہی۔ کہ آنحضرت صلعم پر
جب کوئی کام سخت یا گران ہو جاتا تو نماز پر قائم ہو جاتے کما فی الصحاح وغیرہ اور لکھا کہ یقین سے مراد موت ہی۔ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا
کہ سالم یعنے ابن عبداللہ بن عمر نے کہا کہ یقین موت ہی اور یہی قول مجاہد و حسن و قتادہ و عبدالرحمن بن زید کا ہی۔ بدلیل قولہ تعالے وکنا
نکذب بیوم الدین حتے اتانا الیقین۔ یعنے کافران جہنم کہینگے کہ ہم لوگ دنیا مین قیامت کو جھٹلایا کرتے تھے یہان تک کہ ہمکو موت آگئی۔ اور
صحیح مین ام العلاء الانصاریہ سے مروی ہی کہ جب عثمان بن مظعون نے انتقال کیا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُسکے پاس آئے پس ام العلاء انصاریہ
نے کہا کہ تجھپر اللہ تعالے کی رحمت ای ابو السائب یعنے عثمان بن مظعون ۱۲ پس میری گواہی ہی تجھپر کہ اللہ تعالے نے تجھکو بزرگی دیدی۔ آنحضرت صلعم نے یہ سُنکر فرمایا کہ
اری تجھے یہ کس نے بتلا دیا کہ اللہ تعالے نے اسکا اکرام کیا ہی مین نے عرض کیا کہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہون یا رسول اللہ پھر کون بزرگی
کیا جائیگا تو فرمایا کہ بات یہ ہی کہ فقد جاءہ الیقین یعنے عثمان بن مظعون کی موت آگئی اور مین اُسکے لیے بہتری کی امید کرتا ہون۔ مترجم
کہتا ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدفن مین عثمان کو دفن کرکے اُنکے سرہانے پتھر رکھا اور فرمایا کہ مین نے تجھے لوگون کا امام بنایا اور یہ
بڑی بزرگی ہی اور پیچھے ایک خواب کے جو اُنکے بارہ مین دیکھا گیا تھا اُسکی تعبیر مین فرمایا کہ یہ اسکے اعمال صالحہ ہین۔ غرضکہ مقصود یہ تھا کہ کوئی
شخص اپنے قیاس سے بدون قطعی علم کے اللہ تعالے کے علم غیب مین جرأت نہ کرے اور امید کرنا صحیح ہی۔ شیخ امام ابن کثیر رح نے لکھا
کہ اسی آیت کریمہ سے استدلال کیا گیا ہی کہ عبادت مثل نماز وغیرہ کے آدمی پر واجب رہتی ہی جب تک اُسکی عقل ثابت ہو پس اپنی حالت کے
موافق نماز پڑھے چنانچہ صحیح بخاری مین عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز پڑھ کھڑے
ہوکر پھر اگر یہ قدرت نہو تو بیٹھکر پھر اگر نہو سکے تو کروٹ سے۔ اسی سے استدلال کیا گیا کہ بعض ملحدون نے جو یقین کے معنے معرفت کے لیے ہین
کہ جب بدرجہ معرفت پہونچے تو آدمی سے تکلیف شرعی ساقط ہو جاتی ہی تو یہ قول غلط اور کفر و ضلال ہی اور کمال جہالت پر مبنی ہی کہ انبیاء
علیہم السلام سب سے زیادہ عارف و اعلم تھے باوجود اسکے سب سے زیادہ عبادت پر قائم تھے اور تا وقت موت نیک کامون کی مواظبت
مستقیم تھے بلکہ مراد یہان یقین سے فقط موت کے معنے ہین کذا فی تفسیر الحافظ اور واحدی نے جماعت مفسرین سے موت کی تفسیر نقل کی
اور توجیہ یہ لکھی کہ موت یقینی واقع ہونے والی ہی اسمین کسی کو شک نہین ہی اور ابو حیان نے کہا کہ موت کے نامون مین سے ایک نام یقین ہی
اور موت آنے پر شک ہر طرح کا زائل ہو جاتا ہی اور عبادت کی انتہاء وقت موت تک بیان کرنے مین اعلام ہی کہ عبادت کسی وقت موت
[illegible] ساقط نہوگی یعنے جن شرائط کے ساتھ ادا کرنا چاہیے جب شرائط موجود ہون تو ساقط نہوگی ومن اللہ تعالے التوفیق۔ ف
[illegible] فاصفح الصفح الجمیل یہ اسوقت ہوتا ہی کہ تقدیر ازل کو بصفت شہود غیب دیکھے بوصف سر اور اسباب کو عمل مین لاوے اور ہر حال
[illegible] جو کچھ بواسطہ جاری ہو وہ امر الٰہی و مشیت پر راجع کرے ؎ من از حق شناسم نہ از عمرو زید۔ ایسی صورت مین واسطہ
[illegible] کریگا اور ہر پابند تقدیر پر اسکو رحمت و شفقت ہوگی چنانچہ دلالت کرتا ہی اسپر قولہ ان ربک ہو الخلاق العلیم۔ اس سے
[illegible] جو انکار و ایذا و استہزا تجھے پہونچے وہ قوم اپنے خالق محیط قاہر کی مخلوق ہی اور مقصود تربیت ہی کہ اولو العزم کے مرتبہ پر
[illegible] جو اُس نے مقدر کیا اور تجھے خلق عظیم عطا کیا۔ اور اسمین ایک ایما ہی کہ تیرا خلق عظیم نمونہ اوصاف پاک

Marfat.com

حضرت خلاق علیم ہووے کہ عفو وکرم سے امت والون سے تجاوز ہو۔ عمرو بن دینار نے بواسطہ
کہ صفع جمیل یہ ہو کہ بلا عتاب کے رضامند ہو۔ بعض نے کہا کہ جی مین ملامت نہو اور بعد کو کینہ نہ
وسرفرازی تامہ والون کو ہوتا ہو کما قال تعالے ولقد اتیناک سبعا من المثانی الآیہ ظاہر تفسیر تو گزری
عطا ہوئی ہو یعنے تیرا لباس صفات ہفتگانہ سے اس لیے ہوا کہ متصف بخلق آلہیہ ہوکر ربانی وملکوتی وجلالی
وعارف ذات صفات ہو۔ اور ایسا شخص آئینہ جمال ذات الوہیت ہوتا ہی پس ہو جاتا ہو عالم بعلم تعالے وقادر بقدرتہ
وتکلم وبصیر بتکلم وبصیر قدیم ہوتا ہو پس علم آلہی سے گذشتہ وآیندہ کا علم حاصل کرتا ہی اور خواطر کی شہوات وحرکات دیکھتا
دیکھتا ہو اور دل کی خطور کرنے والی چیزون مین سے لوگون کے دلی اسرار پر واقف ہوتا ہی اور ہر کام کو بارادہ آلہی کرتا ہو
ملکر اُسکے واسطے انکو مدد دیتا ہو اور عالم کے اجسام کو غذا دیتا ہو اور اجسام کو حیات سے اور جس کسی کا دل کسی طرف مائل ہو وہ اس نعمت کبریٰ
متوجہ ہوکر ماسوائے سے آنکھ اُٹھا لیگا۔ اور لکھا کہ اوصاف باری تعالے مع متقابلات کے ہین جیسے قدم وبقا اور جلال وجمال اور وحدانیت
وربوبیت پس صفات اولے مع ان صفات سبعہ کے ملکر مثانی ہوگئین پس مشاہدہ قدم واُسکے اتصاف سے تمام حادثات سے مجرد ہو جائیگا اور
مشاہدہ بقا واُسکے اتصاف سے مقام بیداری مین متمکن ہوگا اور مشاہدہ جلال واتصاف سے وہ مہیب یعنی ہیبت الٰہی ہو جائیگا تمام آسمانون و
زمین مین۔ اور جمال کے مشاہدہ واتصاف سے عاشق وجہ قدم اور آئینہ حق براے عالم ہوگا۔ اور مشاہدہ دیدار واتصاف سے شوق ومحبت
ازل مین غرق ہوگا اور مخلوق کے دلون کے لیے محبوب ہو جائیگا۔ اور مشاہدہ صمدیت واسکے اتصاف سے صمدانی ہوگا جسکا کھانا پینا مشاہدہ ہی
اور حدیث صحیح ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی۔ اسکے واسطے اشارت صریح ہی اور اسکی صفات مین سے یہ ہوگا کہ جو کوئی اسکو دیکھے اُسکی بھوک
وپیاس کو تسکین ہو جائیگی۔ مشاہدہ ربوبیت واُسکے اتصاف سے حق عزوجل کے ملک وبندون مین متصرف ہو جاتا ہی تو نے حدیث صحیح مین
نہین دیکھا کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کی درخت نے کسطرح تعمیل کی کہ دورسے پاس چلا آیا اور جس حالت مین کہ آپ قضاے
حاجت کے واسطے بیٹھے تھے درختون نے پردہ کرلیا۔ اور بطور معجزات کے ظہور ہوا اور درختون نے حاضر ہوکر گواہی دی اور یہی تھا کہ ہر درخت
وپتھر آپ کو سلام وسجدہ کرتے اور اونٹ وہ بانور بھی چنانچہ احادیث وآیات اسمین صریح ہین مانند قولہ وسخرنا مع داؤد الجبال الآیہ پس اللہ تعالے
نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ان صفات قدیمہ مثانیہ کے انوار سے مخصوص فرمایا تھا اور قرآن عظیم اسپر زیادہ کیا جمیع جمیع کمالات ونعوت
صفات سے خبر دیدی ہی جو آپ کو نہین پہونچی ہین کیونکہ جمیع صفات تو غیر متناہیہ ہین پس قرآن شریف نے معرفت ذات وصفات منجملہ
علم ونور سے مشرف کیا اور عظمت قرآن پاک کی بعظمت متکلم عزوجل ہی اور اللہ تعالے نے خود اپنی عظمت سے کلام فرمایا براہ عظمت ذات اور
عظمت سے یہ ہی کہ قرآن مجید کے حروف مین سے ہر حرف کے نیچے علوم ازلیہ ابدیہ کا ایک سمندر ہو اور کلمات آلہی کو کوئی
نہین احاطہ کرسکتی ہی اور واضح ہو کہ مثانی کی صفت یون بھی مفہوم ہی کہ ہر صفت کے لیے صفات سے ثانی از عینیت
اور ذات ثانی الصفات ہی مگر کچھ افتراق واجتماع کی راہ سے نہین ہی یعنے یہ امر قیاس بشری سے باہر ہی یہ نہین
وہین اور باہم مجتمع ہین بلکہ وہ واحد ہی ہر طرح سے اور ہر فرقہ وجمع سے پاک ہی بلکہ وحدت کو بھی
کہ توحید یہ کلمہ ہی لا الہ الا اللہ اور (ہو) وہی ہی لیکن ضمیر وحی کسی کا وہان اعتبار نہین ہی کیونکہ یہ
خالق ہی وہ پاک ہی مخلوق کی صفات وقیاس وگمان ووہم سے پس حاصل یہ ہی کہ یہان

[illegible] معرفت [illegible] ازانکہ خود ہی عارف بمخلوق ہو گویا عرفان علمی جو صفت متعالیہ سے ہو اسکا لباس اپنے بندہ
[illegible] آنحضرت علیہ السلام نے کہا کہ جس نے مجھے دیکھا حق دیکھا اور مروی ہو کہ جس نے مجھے پہچانا حق پہچانا۔ واضح ہو کہ
[illegible] عظیم شان [illegible] ہو جس سے حقائق کی معرفت دی اور علوم غیب سے سرفراز فرمایا و احکام عبودیت تعلیم کیے (مترجم) کہتا ہو کہ
[illegible] سے یہان وہ حقائق مراد ہین جنپر لوگ آگاہ نہین ہو سکتے ہین اور جہانتک اللہ تعالے نے سب سے اعلے و افضل چاہا اپنے حبیب صلی اللہ
علیہ وسلم پر ختم فرمایا اور کلی علم غیب غیر متناہی ہو وہ سوائے حق عزوجل کے کوئی نہین جانتا ہو اور جسقدر سے آگاہ کر دیا وہ جسکو آگاہ کیا اُسکی نسبت
علم غیب نہین رہا۔ شیخ نے لکھا کہ زیادہ دقیق اشارہ اسمین یہ ہو کہ سبع مثانی یہی صفات قائمہ ہین اور تاثیر اُنکی ازراہ اتصاف ہو کہ قلب مصطفے
صلے اللہ علیہ وسلم مین انکا اثر ظہور ہوا گویا وہ مظہر کامل سبع صفات کے ہوئے کیونکہ وہ عالم قادر سمیع بصیر متکلم مرید حی القیوم ہو اور یہ صفات آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم مین ان صفات قائمہ بالذات سے موالید ہین جو ہر طرح کی علت و اُسکی تاثیر سے پاک ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا
مرتبہ تو اللہ تعالے کے نزدیک بہت بڑا ہو تو نے نہین دیکھا کہ حدیث قرب النوافل مین آیا ہو کہ جب بندہ کو محبوب کر لیا تو خود ہی اُسکی سمع
و بصر و لسان و دست ہوتا ہو اور معنے اسکے یہی ہین جو مذکور ہوئے اور اللہ تعالے حلول و اتصال اور ہر طرح کے خیال و تشبیہ سے پاک ہو
اسی واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ خلق آدم علے صورتہ۔ اور درصورتیکہ ظاہر کلام سے یہ معنے ہون کہ آدم کو اُسکی صورت پر
پیدا کیا تو یہ تصویر پیدائش الٰہی بروجہ کامل ہو جسمین آثار صفات پاک کے ظاہر ہین۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہو کہ قرآن عظیم کے ساتھ صفات عامہ و خاصہ کا
اشارہ ہو یعنے صفات عامہ و خاصہ سے آگاہ فرمایا اور قرآن عظیم سے معانی صفات عامہ و خاصہ کے ظاہر فرمائے جس سے تو صفات کے دیدار
محب مشتاق بدیدار صفات خاصہ ہوا جو متشابہ ہین کیونکہ وہی معدن جمال و جلال ہین اور تو بواسطہ صفات عامہ کے تمام حادثات سے خالص الوہیت
کے لیے منفرد ہو گیا۔ اور ظاہر آیت سے سبع مثانی یعنے چودہ ۱۴ خصال عطا فرمائی مثل رحمت و شفقت و عفو و صفح و کرم و ظرافت و لطافت و حسن
و جمال و ہیبت و حیا و سخا و وفا و ولایت و نبوت و رسالت۔ اور اسی کے مانند علی بن موسے الرضا نے بواسطہ اپنے والد ماجد کے جعفر صادق
علیہم السلام سے روایت کیا ہو اور اسمین مودت و شفقت و الفت و نعیم و سکینت مذکور ہو اور کہا کہ قرآن عظیم مین اسم اعظم ہو۔ پھر جب یہ نعمت عظیم
دیدی تو تمام جہان اول و آخر اپنے حبیب کی نظر مین خوار کر دیا بدین معنے کہ پیروان طریقہ حبیب صلے اللہ علیہ وسلم اسوقت صادق ہونگے کہ
اسی شان پر ہون فقال عزوجل لا تمدن عینیک الی ما متعنا بہ ازواجا منہم۔ یعنے ای صاحب اوصاف مزبورہ جسمین یہ معانی عظیمہ و صفات ربانیہ
ہون تجھے لائق نہین ہو سکتا کہ اصناف اہل دنیا کی طرف نظر کرے جو اللہ تعالے سے غافل اور [illegible] مین مشتغل ہین کیونکہ ہیچ سے متعلق
[illegible] ہیچ ہو ؎ دنیا ہیچ است و کار دنیا ہمہ ہیچ + ہمت صحیح و بلند ایسی نابود چیز سے متعلق نہین ہوتی اور یہ اشارہ ہو کہ فطرت نفسانی اپنی خلقت مین
[illegible] کے واسطے مجبول ہو چنانچہ ہر حال مین شہوات اسمین رہتی ہین اگر ظاہر نہون تو خفی ہوتی ہین پس سلامت قلب و نعمت دائمی کے ساتھ
[illegible] حق عزوجل کے غیر کی طرف نظر نہین ہوتی اور اس مقام مین اہل اخلاص کو خطر اور یہ محل امتحان ہو اور عارف تو ماسوائے حق تعالے
[illegible] وسائط سے مشاہدہ مین بھی خطرہ رکھتا ہو کیونکہ خالص مشاہدہ وہ ہو جو واسطہ سے خالی ہو پس خلیل اللہ علے نبینا و علیہ السلام
[illegible] صحیح ہو کہ انی وجہت وجہی للذی فطر السموات الآیہ۔ اور اول کلام انکا مقام عشق ہو اور آخر کلام افراد قدم از حدوث ہو پس
[illegible] وسلم پر فضل عظیم ظاہر فرمایا کہ آپ کا اول مقام وہ رکھا جو خلیل علیہ السلام کا آخر مقام تھا اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ
[illegible] فرمائی پس اللہ تعالے نے وصف فرمایا کہ ما زاغ البصر و ما طغی۔ اور حدیث مین مروی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

جب اہل دنیا کے اموال دیکھتے تو آستین سے آنکھین بند کر لیتے یعنے لوگون کی تعلیم کے واسطے اور کہتے [illegible]
غیر کی طرف سے ہمت پھیر لینے مین مزید تاکید فرمائی بقولہ تعالے ولا تحزن علیہم - اور شاید کہ عالم تقدیر [illegible]
گویا مشیت سے ناموافقت ہی کہ غیرون کی طرف نظر ہی پھر بندگان مخلصین کے واسطے خلق عظیم استعمال کرنے [illegible]
اور اسمین لطیف اشارہ ہی کہ یہ لوگ تیرے بازوے رحمت کے سایہ مین پرورش پاتے ہین اور تیرا بازوے [illegible]
قاب قوسین او ادنے تک پہونچا ہی کیونکہ یہ اجنحہ (بازو ۱۲) ربوبیت قیومیہ ہین تو اس درجہ سے بازو کو اہل عبودیت کے [illegible]
جناح رسالت تک بقوت بازوے ربوبیت پرواز کرین اور یہ بلبل گلستان قدس تیرے گل کے عشق مین اپنے مقام [illegible]
تیری متابعت وہمت سے مقامات شریفہ وولایات رفیعہ پاوین اور باوجود اسکے تیرا کلام براہ کمال نہو لیکن یون ہو کہ جیسے تو مقام عبودیت
مین ہی - وقل انی انا النذیر المبین - مین از جانب ربوبیت کچھ نہین ہون بلکہ تمھارے مثل بشر ہون مجھے وحی بھیجی جاتی ہی پس وحی کی راہ سے
مین تمکو عظیم جلال الٰہی وقہر کبریاء ربی سے آگاہ کرتا ہون اور مین تمکو اسکے فراق کے دردناک عذاب سے متنبہ کرتا ہون مین شاہد ہون اور
اس نے انوار عزت وجلال وجمال سے مجھے لباس دیا کہ مجھ سے تمکو معجزات باہرہ (ظاہرہ ۱۲) دکھلا دیے اور تم نے معائنہ کر لیا - بعض مشائخ نے قولہ لا تمدن
عینیک - مین کہا کہ غیرت قدم نے حبیب الٰہی کو نہ چاہا کہ سواے اسکے دو جہان مین سے کسی چیز کی طرف نظر اٹھاوے اور ایک دم غافل ہو کیونکہ
اس تمتع سے کچھ حاصل نہین ہی اور چاہا کہ اسکے اوقات حیات مصروف بکمال عروج ہون اور شیخ یوسف بن الحسین نے کہا کہ اللہ تعالی نے
نذیر مبین کی خبر دینے کا حکم دیا کہ مین سفیر عظیم الشان ومبین نشان بے نشان بشافی بیان ہون - قولہ فوربک لنسالنہم اجمعین عما کانوا یعملون -
ظاہر تفسیر مین جن لوگون سے سوال ہوگا وہ تو ظاہر ہین اور یہ بھی ظاہر ہی کہ والذین آمنوا اشد حبا للہ - پس اشد محبت کے دعوے مین قیس مجنون سے
کمی لائق سوال ہی پھر کمی نہو تو ادب باطن وروحی کے دونون درجات جو قیاس سے باہر ہین قابل سوال ہین اور حق عزوجل کو کچھ حاجت نہین
کہ اپنے اہل معرفت سے انکے اعمال کا سوال کرے ولیکن انکو آگاہ فرماویگا مقامات خطرات سے اور ہمتون کی کجی سے اور میلان طبیعت سے اور
نفس وشیطان کے باریک مکرون سے تاکہ اسکی عظمت کے سامنے حیا وشرم سے پانی ہو کر دریاے خجالت مین غرق ہو جاوین اور یہ بھی
مراد ہی کہ مشقت ومجاہدہ مین جو رنج وکلفت انھون نے اٹھائی اسکی مواسات فرمائی جاوے کہ محل امتحان سے کیونکر چھوٹے - واسطی رح نے
کہا کہ انبیاء واولیاء سے ذرہ برابر کا بھی سوال ہوگا کیونکہ انکے مراتب بلند وقربت ارجمند ہی اور عوام سے اسکا سوال نہوگا کیونکہ مصادر اسرار سے
یہ لوگ دور پڑے ہین اور کہا کہ عوام اس چیز سے بھی غافل ہین جس سے اہل الحق سے سوال ہوگا از انجملہ حرکات اطراف وخطرات قلب وہوا جس
اسرار ہین مترجم کہتا ہی کہ اسی قبیل سے ہی جو حضرت یوسف علیہ السلام کو واقع ہوا کہ قیدی ساقی سے کہا [illegible]
سے میرا حال بیان کرنا - اتنی بات پر سات سال قید مین رکھے گئے حالانکہ قید ہونے کی درخواست خود کی تھی [illegible]
گھبرا کر رہائی کی درخواست کی فافہم - شیخ جنید رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اہل حقائق سے سخت سوال یہ بھی ہوگا جو انھون نے [illegible]
ظاہر کیے یا ایسے طور پر ظاہر ہوئے جس سے لباس فریب ہو - اور مجھے خبر پہونچی کہ بعضے اہل اللہ نے اپنے بعضے شاگرد [illegible]
ایسے دعوون سے کہ اللہ تعالے تجھ سے انکا سوال فرماویگا - مرید بندہ خالص تھا اتنا کہا کہ یا شیخ اگر مجھے [illegible]
قیامت مین کلام فرماویگا اور ایسا مجھ سے سوال فرماویگا تو مجھ سے عمر بھر اور کچھ نہو سکتا سواے [illegible]
کہ حق عزوجل سے مخاطبہ مین شمار ہون اور اسکی حضوری مین حاضر کیا جاؤن - یہ کہا اور گر کر جان [illegible]

Marfat.com

[illegible] جو کوئی ایسی بات کا دعوے کرے جو اسمین نہین ہو تو ایسے شخص کے مانند ہی جو فریب کا جوڑا پہنے ہو۔ قولہ ولقد نعلم انک الی قولہ من الساجدین
اللہ تعالے نے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کی مواسات فرمائی بعوض اسکے جو اعداء سے سُنا۔ اور اشارت ہی کہ تو ہمارے روبرو مقام
عزت مین ہی جو کچھ جاہل لوگ جہالت سے بشان کبریائی کہتے ہین اُسکے اٹھانے سے تیرا سینہ منقبض (تنگ ۱۲) ہوتا ہی یعنے کلمات جہال کے لائق تسبیح شان
کبریائی نہین ہین پس تو ہماری تسبیح بیان کر بجاے انکے کیونکہ تو ہی اس لائق ہی سواے تیرے کفار جہال اس لائق نہین بنائے گئے ہین اور ساجد ہو
بوصف معلوم تجھے دیدار قرب نصیب ہو اور مشاہدہ جمال کے استغراق مین ضیق الصدر سے نکلجاوے۔ مترجم کہتا ہی کہ مفاد اس کلام کا
یہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تنگدلی اپنے نفس کے واسطے نہ تھی اور حدیث مین بھی آپ کے شمائل کریمہ و اخلاق عظیمہ مین سے بیان ہوا ہی
کہ کبھی اپنے واسطے انتقام نہ چاہتے اور عفو کرتے اور کبیدہ نہوتے ولیکن اللہ تعالے کی شان مین اگر گستاخی و بے ادبی دیکھتے تو غضب مین
آجاتے تھے اور تمام فضائل کا احاطہ محال ہی فافہم۔ خلاصہ یہ کہ جب نماز و سجدہ مین دیدار بیچون و چرا حضرت کبریا حاصل ہوگا تو یہ ضیق صدر
جاتا رہیگا۔ واسطی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ تنگدلی اُن کافرون کے قول سے ہی کہ اللہ تعالے کی جناب مین شریک و مثل و ہمسر وغیرہ کہتے ہین پاک ہی
اللہ تعالے سب ایسی نالائق باتون سے پس حکم دیا کہ تو ہماری پاکی بیان کر تیرا ضیق الصدر کھل جائیگا کہ تیری زبان پاک بلبل بوستان ازل
اور اعلے منزل قدس کا طائر فرخ ہی۔ بعض نے کہا کہ ضیق اُنکی طرف رجوع کرتے مین ہی تو ہماری تسبیح کی طرف رجوع کر کہ انفتاح مشاہدہ ہی۔
واسطی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اسمین ان علماء کے لیے بھی مواسات ہی جنکے ساتھ اہل الفسق والجہل حسد کر کے اُنکے حق مین بدگوئی کرتے ہین
اور علماء کو حکم ہی کہ بمتابعت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی تسبیح مین مشغول ہون۔ شیخ استاد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ آیت مین
صدر فرمایا اور قلب نہین فرمایا کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم محل شہود مین تھے اور سواے لقاء الٰہی کے مومن کو راحت نہین اور لقاے
الٰہی کے ساتھ پھر کچھ وحشت نہین ہوتی ہی۔ پھر اللہ تعالے نے اپنے حبیب کو خالص عبودیت کا جو پاک از کدورت مخلوقات ہی حکم دیا بقولہ
واعبد ربک حتے یاتیک الیقین۔ یقین سے ہر تفسیر مین مراد موت ہی کہ تا موت عبادت پر قیام ہو اور اشارت بحقیقت وہ کمال کامل و مشاہدہ
صرف ہی کہ فناے حدوث و بقاے حقیقی وہی ہی پس جب حقیقت دیدار و مشاہدہ ازل مین واصل ہوا اور بحر الابد مین استغراق ہوا تو ظاہری
رسوم کی حفاظت بقبضۂ قدرت الٰہیہ ہی کما قال یتقلبک فی الساجدین۔ اور مقام مشاہدہ مین عبادت کی طرف شغل ہونا ترک ادب ہی اور
ہم نے اس بیان سے یہ ارادہ نہین کیا کہ اہل معرفت کی گردن سے عبودیت کا طوق نکل جاتا ہی بلکہ ہماری مراد یہ ہی کہ عارف نے جب حق عزوجل کا
مشاہدہ پایا تو اُسکی شان مین ایسے جذب مین ہوجاتا ہی کہ صرف حق اسکا مطلوب ہی اور وہان یہ بھی [illegible] ہی اور شغل اسکو کسی اور طرف نہین
[illegible] مگر حق عزوجل کی بقاے حقیقی سے اسکو بقاء ہوتی ہی تو وہ طاعات مین بدرجہا تمام اقسام سے بڑھا ہوا ہوتا ہی اور اس سے بڑھکر درجہ عبادت
[illegible] والے کو نہین ہوسکتا کہ اس حالت مین اسکو متابعت و طاعت مراد حق عزوجل کی لیاقت پوری ہوئی جسمین سواے خلوص کے کچھ
[illegible] نہین ہی اور یہ البتہ ممکن ہی بعض اہل جذب اس استغراق مین ظاہری رسوم کے ادا کرنے پر قدرت نہ دیے جاوین حتے کہ طعام و شرب
[illegible] ایسی سُکر کی حالت مین جب تک یہ حالت ہی معذور ہین اور بعد اسکے اسپر عبودیت کے اوقات کی حفاظت تا دم موت لازم ہی اور یہ
[illegible] بندگان خاص کا ہی جنکو تمکین عطا ہوئی ہی۔ واسطی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اوقات مین غیر کا ملاحظہ نہو یہان تک کہ یقین آجاوے
[illegible] حق عزوجل ہی۔ فارس رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ یہ مرتبہ ہوجاتا ہی کہ یقین آجاتا ہی کہ حق عبادت الٰہی عزوجل نہین
[illegible] فارس رحمہ اللہ نے اشارہ کیا کہ جس نے معبود عزوجل کو دیکھا وہ عبادت سے ساقط ہوا اور جس نے عبادت کو دیکھا وہ

Marfat.com

معبود سے ساقط ہوا۔ مترجم کہتا ہی کہ مراد شیخ رحمہ اللہ تعالے کی یہ ہی کہ اگر کسی کی نظر بینی عبادت کے افعال [illegible] خلوص سے ساقط و عُجب مین گرفتار ہی اور معبود عزوجل سے ساقط ہی اور اگر اپنی عبادت کو ہیچ و نابود سمجھے اور اپنی [illegible] تا ممکن ہی تو اُس نے شان معبود کی درگاہ مین اپنی عاجزی سے جگہ پائی اور خلاصہ یہ ہی کہ بندہ کو لازم ہی کہ بسطرح فرائض و واجبات و مستحبات کا حکم ہی اُنمین پوری کوشش کرکے عبادت پر قیام کرے اور پھر یہ سمجھے کہ یہ سب میرے افعال ہین اور میرے افعال ہرگز اُسکی جناب کے لائق نہین ہوسکتے پس تمنا اور استدعا اسکی رضا و عبودیت کی اُسی سے رکھے واللہ تعالے اعلم۔ شیخ حسین رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ یہانتک کہ یقین ہوجاوے کہ کوئی حق تعالے جل شانہ کی عبودیت اُسکی شان کے لائق نہین کرسکتا ہی نہ ابتدا مین اور نہ انتہا مین۔ پس لاچار عاجزی سے تضرع و الحاح عفو تقصیرات کرے۔ شیخ ابن عطا رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اللہ تعالے نے اپنے برگزیدہ دنیا کے خاص بندون کو حکم دیدیا کہ اُنکو دنیا سے سوائے اس حال کے نہین نکالیگا کہ طوق عبودیت اُسکی گردنون مین ہو اور لباس خدمت اُنکے بدن پر ہو اسی واسطے اپنے خلق کے سردار اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا تھے۔ یاتیک الیقین۔ شیخ حسین رح نے کہا کہ عبودیت تمام و کمال شریعت ہی اور ربوبیت تمام و کمال حقیقت ہی۔ شیخ استاد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ ادب سے قائم ہو فرش عبودیت مین ہمہ تن خدمت ہوکر یہانتک کہ تجھکو اٹھالیا جاوے اور مسند قرب پر جگہ دیجاوے اور حجلۂ وصال سے شرافت عطا ہو اور کہا جاتا ہی کہ التزام شرائط عبودیت اسوقت تک لازم ہی کہ قید سے آزادی دیجاوے واللہ اعلم

یعنے موت آوے ۱۲

سورۃ النحل مائۃ وثمان وعشرون آیۃ

سورۃ النحل مین نحل یعنی شہد کی مکھی کے ساتھ شان الٰہی عزوجل بھی مذکور ہی اور اسمین ایک سو اٹھائیس آیات ہین۔ اور حسن و عطاء و عکرمہ و جابر کے قول مین یہ سورہ مکیہ ہی اور ابو الزبیر اور ابن عباس سے مروی ہی کہ سب مکہ مین نازل ہوئی سوائے اسکے آخر کی تین آیات کے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُحد سے واپس ہوئے ہین تب وہی نازل ہوئی ہین یعنے قولہ ولا تشتروا بعہد اللہ ثمنا قلیلا انے قولہ تعلمون۔ اور قتادہ نے کہا کہ مکیہ ہی سوائے پانچ آیات کے اور وہی قولہ والذین ہاجروا فی اللہ من بعد ما ظلموا۔ اور قولہ ثم ان ربک للذین ہاجروا من بعد ما فتنوا۔ اور قولہ ان عاقبتم فعاقبوا سے آخر سورہ تک۔ اور مقاتل رحمہ اللہ تعالے نے قولہ من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا آیہ اور ضرب اللہ مثلا قریۃ۔ انکو بھی استثنا مین بڑھایا ہی۔ اور بعض نے اسکو مدنیہ کہا اور یہ ضعیف ہی واللہ اعلم اور اس سورہ کو سورۃ النعم بھی اسواسطے کہتے ہین کہ اللہ تعالے نے نعمتون کا شمار فرمایا ہی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ تعالے کے نام سے جو بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہی

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ

آگیا حکم اللہ کا سو تم لوگ اسکے جلدی مت کرو وہ پاک ہی اللہ [illegible] اس چیز سے جسکو [illegible]

مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا

اپنے حکم سے جس شخص پر چاہتا ہی اپنے بندونمین سے یہ کہ تم ڈر سنادو اس بات کا کہ نہین ہی کوئی معبود مگر مین

فَاتَّقُوْنِ ۝

سو تم اس سے ڈرو

اَتٰٓى اَمْرُ اللّٰهِ آگیا حکم اللہ تعالے کا۔ بعض نے کہا کہ حکم سے مراد مشرکون پر جہاد کا اور انکے مقہور ہونے کا حکم آیا ولیکن یہ ضعیف ہی کیونکہ فرمایا۔ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ تم اسکی جلدی مت کرو یعنے اسکے واقع ہونے مین جلدی مت کرو۔ اور ظاہر ہی کہ مشرکین جہاد کے لیے جلدی نہین کرتے تھے پس ارجح یہ ہی کہ امر اللہ سے مراد قیامت ہی اور یہی جمہور مفسرین کا قول ہی اور شیخ امام رحمہ اللہ تعالے نے اسی کو ذکر کیا کیونکہ مشرک لوگ قیامت سے منکر اور طعن سے کہتے کہ کہان ہی آوے کما قال تعالے یستعجل بہا الذین لا یومنون بہا والذین امنوا مشفقون منہا یعنی جلدی مانگتے ہین قیامت کو وہ لوگ جو اسپر ایمان نہین لائے اور جو ایمان لائے ہین وے اُس سے ڈرتے ہین۔ رہی یہ بات کہ اَتٰى فعل ماضی ہے آگیا اور قیامت ابھی واقع نہین ہوئی تو قیامت کیونکر مراد ہی اسکا جواب ایک یہ ہی کہ بلاغت مین بیان ہوا کہ جو چیز قطعی واقعی ہونے والی ہو اسکو بصیغہ ماضی تعبیر کرنے سے جزم و یقین دیا جاتا ہی چونکہ قیامت لامحالہ واقع ہوگی اسکو بوجہ قریب ہونے اور قطعی ہونے کے ماضی سے تعبیر کی جیسے حدیث مین لوگون کو نصیحت مین کہا کہ جاء الموت بما فیہ یعنے آگئی موت مع اپنے سکرات وغیرہ کے یعنے آئی جانو۔ اور جیسے قولہ تعالے اقتربت الساعۃ وانشق القمر۔ پاس ہوگئی قیامت۔ قولہ اقترب للناس حسابہم۔ پاس ہوگیا لوگون سے انکا حساب۔ یعنے قیامت۔ اور دوسرا یہ ہی کہ امر اللہ حکم الٰہی ہی پس قیامت کا حکم الٰہی تو قرآن پاک مین آگیا یعنے بہت نزدیک ہی جیسے سارا دن گزر کر قریب غروب کے آفتاب ہوتا ہی اور قیامت اپنے قریب وقت مین واقع ہوگی اسی واسطے جب یہ آیت اُتری تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین بھیجا گیا ہون اس حال سے کہ قیامت میرے ساتھ یون ہی اپنی دونون انگلیان کلمہ کی اور بیچ والی ملائین۔ یہ حدیث صحیحین مین سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہی۔ اور بعض نے کہا کہ قیامت آنے سے اُسکے ابتدائی آثار واقع ہونا مراد ہی اور مترجم کو اس تکلف کی ضرورت ظاہر نہین ہوئی بلکہ آثار قیامت تو سب واقع نہین ہوئے ہین وہ تو بالکل وقوع تک قریب ہوتے رہینگے چنانچہ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ ابن ابی حاتم نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے نزدیک تم پر مغرب سے ایک ٹکڑا ابر سیاہ کا ظاہر ہوگا بقدر ڈھال کے پھر وہ برابر آسمان کو بلند ہوتا جائیگا پھر اسمین سے ایک پکارنے والا پکاریگا کہ یا ایہا الناس یعنے ای لوگو پس لوگ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہونگے کہ کیا تم نے کچھ سُنا تو بعض کہینگے کہ ہان ہم نے تو سُنا اور بعض اسمین شک کرینگے پھر دوبارہ آواز دیگا کہ ای لوگو پس مین متوجہ ہونگے کہ کیا تم نے کچھ سنا پس بعض کہینگے کہ ہان ہم نے سُنا پھر تیسری بار آواز دیگا کہ ای لوگو اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ۔ یعنے آیا امر الٰہی سو جلدی مت مانگو۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اُسکی جسکے قبضہ مین میری جان ہی کہ دو آدمی اپنے درمیان کپڑا پھیلائے ہونگے پس کبھی اسکو تہ نہین کرینگے اور آدمی اپنا حوض درست کریگا مگر اُسمین سے کچھ نہ پینے پاویگا اور آدمی نے اپنی اونٹنی کا دودھ دوہا ہوگا اسکو بھی نہ پینے پاویگا اور فرمایا کہ لوگ مشغول ہوجاوینگے۔ مترجم کہتا ہی کہ شاید اسقدر جلد قیامت قائم ہوجاویگی یا ایسے آثار ظاہر اور کسی کو کسی کام کی مطلق فرصت نہ ملیگی اور معنے اول اظہر ہین کیونکہ دوسری روایت مین آیا ہی کہ دو آدمی بازار مین کپڑا خرید و فروخت کرینگے وہ اسی طرح انکے ہاتھون مین رہ جائیگا کہ صور کے پھر جانے سے سب مرجاوینگے۔ قال المترجم قدرت حضرت

خالق عزوجل ہر چیز پر نہایت واضح و بدیہی ظاہر و چشم دید ہی پس قیامت سے انکار بلکہ حق عزوجل [illegible]
وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ وہ بہت ہی پاک ہی اور نہایت اعلے ہی ہر ایسی چیز سے جو اسکے ساتھ شرک کرتے ہین [illegible] آدمی [illegible]
کہ اپنے آپ کو خالق و ہر کام کا کرنے والا سمجھتا ہی بلکہ حق یہ ہی کہ اللہ تعالے اپنی قدرت سے آدمی کی مرادات و مقاصد پیدا کر دیتا ہی [illegible]
یہ مت سمجھو کہ آدمی مثل پتھر کے مجبور ہی یا آدمی اپنے کام کی تدبیر نہ کرے بلکہ مقصود یہ ہی کہ جہالت چھوڑ دے کیونکہ وہ سخت جاہل ہی کہ لایعنی چیزون
کے پیچھے اسقدر غافل ہی کہ اسکی سمجھ بوجھ جاتی رہی ہی اور اپنے خالق جل شانہ کو نہین پہچانتا اور اپنے آغاز و انجام سے [illegible]
نے اپنے خاص بندون مین سے اپنے اختیار و قدرت سے اپنے علم قدیم مین جہان سب کو مخلوق فرمایا انمین رسول [illegible]
نازل فرما کر عام مخلوق کو آگاہ کر دیا کما قال تعالے یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَةَ بِالرُّوْحِ نازل فرماتا ہی اللہ تعالے اپنی مخلوق ملائکہ کو
روح کے ساتھ یعنے وحی کے ساتھ جو کہ مخلوق کے واسطے حیات و زندگی ہی کیونکہ جسکو یہ روح حاصل نہین وہ درحقیقت مردہ ہی [illegible]
مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہین اور تکریم کے واسطے بلفظ جمع ارشاد فرمایا۔ اور روح سے مراد وحی ہی چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
مروی ہی اور ابن عباس رضی نے یہ بھی فرمایا کہ روح ایک مخلوق ہی اللہ تعالے کی مخلوقات مین سے اور روح کی صورت آدمیون کی صورت
کے مثل ہوتی ہی لقولہ تعالے یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا۔ ظاہرا یہان مراد معنے اول ہین پس حاصل یہ ہوا کہ اللہ تعالے نازل فرماتا ہی جبرئیل
وحی کے ساتھ۔ مِنْ اَمْرِہٖ اپنے حکم سے یا روح جو اسکے حکم سے مخلوق ہی یا نازل فرماتا ہی اپنے حکم سے۔ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ
مِنْ عِبَادِہٖ اس شخص پر جسکو چاہتا ہی اپنے بندون مین سے یعنے قیامت قریب ہونے اور اللہ تعالے جلشانہ کی وحدانیت
کا علم بذریعہ وحی الٰہی کے ہوا اور اللہ تعالے اپنی وحی بذریعہ جبرئیل علیہ السلام کے جسپر چاہتا ہی نازل فرماتا ہی چنانچہ حضرت محمد صلے اللہ
علیہ وسلم کو سرفراز فرمایا اور حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسے علیہ السلام تک بکثرت انبیاء پہلے بھیجدیے اَنْ اَنْذِرُوْٓا نازل کرنا
اس حکم کے ساتھ کہ ڈر سنا دو مشرکون و کافرون کو۔ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا یہ کہ نہین کوئی معبود مگر مین یعنے الوہیت فقط اللہ تعالے
کے واسطے ہی۔ فَاتَّقُوْنِ سو تم مجھسے ڈرو اس بات سے کہ اللہ تعالے کے ساتھ شرک کرو یا اسکی نافرمانی کرو پس آیت مین اصل توحید

اعتقادی بتلادی اور اعمال طاعت بھی بتلادے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ تَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ

اسنے پیدا کئے آسمان اور زمین حق کے ساتھ وہ پاک ہی اس سے جو شرک کرتے ہین

پھر انکو دلیل بھی بتلائی بقولہ۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ اسی نے پیدا کیا آسمانون و زمین کو حق کے ساتھ یعنے
یہ مخلوقات کچھ نظربندی و باطل چیز نہین ہی اور اسمین سے ایک پتی بھی کوئی شخص نہین پیدا کر سکتا ہی تَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ۔ وہ پاک بزرگ ہی
اس چیز سے جو شرک لاتے ہین۔ خلاصہ یہ کہ جب ایک پتی نہین پیدا کر سکتے ہو تو ضرور اسکا کوئی خالق ہوا اور انتہا [illegible]
خالق ان تمام مخلوقات سے باہر ہوگا جسکا کوئی پیدا کرنے والا نہین ہی اور وہ سب سے اعلے ہوا اور کسی چیز کا محتاج [illegible]
یا عاجز ہی اسکے اوپر کوئی ہونا چاہیے تو سب سے اعلے وہ ہوا جسمین کچھ احتیاج نہین ہی اور جب کامل [illegible]
وہی پھر سب کا خالق ہوا پس جو کچھ شرک لاتے ہین وہ اس جہالت کی وجہ سے ہی کہ اللہ تعالے کو [illegible]
بلکہ بیوقوفی سے نادان و عاجز سمجھتے ہین حالانکہ وہی دانا اور [illegible] والا ہی [illegible]

الله الواحد فلا تستعجلوا - امر الٰہی کے آنے مین اشارہ یہ ہی کہ اللہ تعالے قدیم ہی اور اسکا ارادہ بھی قدیم ہی اور علم بھی قدیم ہی اور ارادہ و علم مین وجود عالم
تھا پس شرارت نے وجود کو چاہا پس امر قدیم سے حق تعالے نے وجود کو پیدا کر دیا پس امر الٰہی بغیر زمانہ و مکان کے واقع ہوا پس وجود ابدی
ہوا بغیر سوال غیر و انتظار و تعجیل کے پس امر اسکے ساتھ قائم اور ماموراسکے ساتھ معلق ہی اور جو ہونے والا ہی قلم پورا کر چکا پس اب سوال و جلدی
دونون ساقط ہین کیونکہ یہ دونون نے الحقیقت داخل امر ازلی اور ایسے شخص کے صفات ہین جو اللہ تعالے کی معرفت سے جاہل ہی اور اسکے امر سے
واقف نہین ہی اور اگر حادث مخلوقات کی خواہش پر امر الٰہی آتا ہوتا تو یہ وحدانیت الٰہی مین بڑا نقص ہوتا - یہی وجہ ہی کہ اپنی ذات کی پاکی و خوبی
بیان فرمائی بقولہ سبحانہ و تعالے عما یشرکون - اے شخص اسکو سمجھ لے کہ امر الٰہی صفت قدیمہ قائمہ ابدیہ ہی اور حق تعالے بتمام صفات قدیم ہی ظہور
اسکا من حیث الغیب ہی اور ظہور اسکا از خود برائے خود از ازل تا ابد ہی پس امر الٰہی آنے کے کیا معنے ہین درحالیکہ امر کا حکم دہندہ قدیم مین قدم
سے ہی ولیکن یہی کہ ظہور بارادہ واسطے قدیم کے وجود حادث کا ہوا پس استعجال تو واسطے معنے غیر قائم کے ہی اور امر اسکا قبل وجود العالم کے قائم ہی
اسمین اشارہ معرفت یہ ہی کہ جو شخص کہ رحمت الٰہی سے عارف صادق عاشق شائق ہی وہ ہمیشہ جلدی چاہتا ہی کہ مقامات و واردات آوین اور مشاہدات
مکشوف ہون کیونکہ وہ لقاے الٰہی جلشانہ کے لیے شوق مین اپنے کو فنا کرتا ہی گویا تعلق اسکا بالاختصاص ہی اور یہ خاصیت بلا سبب و بغیر
علت آئی اور وہ پاک سبحانہ ازل مین اپنے ایسے بندون کی لقا کا مشتاق تھا پس قبل وجود اولیا کے انکو ولایت کے واسطے مخصوص کر دیا
تو استعجال کا کون موقع ہی - بعض مشائخ نے کہا کہ کیا تم نے کوئی امر کبھی بدون اُسکے حکم کے دیکھا ہی اور کیا سواے اسکے ایجاد کرنے یا معدوم کرنے کے
تم نے کوئی چیز دیکھی پس فرحت کے واسطے جلدی مت کرو کیونکہ نصرت منوط بصبر ہی - شیخ نصر آبادی نے کہا کہ حق تعالے کے امور طرح طرح کے ہین
ایک حکم تو ظاہری عبادات رسوم کا ہی دوم امر باطنی دائمی مراعات کا ہی - سوم حکم قلب پر دائمی مراقبات کا ہی چہارم امر اسرار کو ہمیشہ مشاہدات کا ہی
پنجم امر روح کو دائمی حضور خلوات کا ہی - شیخ استاد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اصحاب التوحید کی یہ شان ہوتی ہی کہ کسی امر کے لیے اپنے
اختیار سے خواہش نہین کرتے ہین اس لیے کہ اُنکے ارادات و خواہش ساقط ہین یعنے اُنکی خواہش وہی حق عزوجل کی مشیت ہی پس جسطرح تقدیرات
جاری ہین اُسی پر راضی ہین پس اُنکا خود کوئی اختیار نہین ہی اور حق تعالے کے امور حکمت بالغہ مین سے ہی کہ جو وہ چاہتا ہی جسطرح چاہتا ہی اپنے
اولیا کے دلون مین الہام فرماتا ہی اور صریح دلیل اسپر قولہ تعالے ان ہو الا وحی یوحی - ہی اور اسی معنے مین فرمایا - قولہ تنزل الملائکۃ بالروح من امرہ
الآیہ - ولیکن مقامات وحی کے اقسام مین بعض وحی ذاتی ہی اور بعض وحی صفاتی اور بعض وحی فعلی اور اسی قسم سے لمۃ الملک ہی اقول یہ اشارہ ہی
جو حدیث مین وارد ہوا کہ ہر آدمی کے ساتھ لمۃ الملک و لمۃ الشیطان ہی اور خلاصہ یہ کہ لمۃ الشیطان [illegible] شر و بدکاری و نافرمانی ہی اور لمۃ الملک
الہام خیر و طاعت ہی اور یہ الہام از قبیل وحی فعلی ہی فافہم - اور جسطرح جو وحی انمین سے آتی ہی وہ اہل دل کے مراتب قلبی کے اقسام پر ہی پس
ایک وحی بمقام عبودیت ہی اور ایک وحی بطریق تمیز یعنے حق کو باطل سے شناخت کرنے مین ہی اور ایک یہ کہ مطرود ہونے کے خوف کے لیے ہی
اور ایک حصول وصال کی بشارت کے واسطے ہی اور ایک یہ اسرار کو عیوب نفس سے آگاہ کرنے کے لیے مع اُسکے علاج کے اور شیطان کے
مکائد دفع کرنے کے اور ایک عقل کو فکر سے تربیت کرنے کے لیے اور ایک قلب کو ذکر سے آراستہ کرنے کے لیے اور ایک اسرار باطن کو
نور فراست سے منور کرنے کے لیے ہی یا وہ خبر غیب اس چیز کی ہی جو مقدرات مین سے ہونے والی ہی اور ہنوز وہ دلون مین مختفی ہی یا وہ خبر کشف عالم
ملکوت سے ہی یا خبر از اختصاص ربانیہ از تجلی انوار ذات و صفات ہی پس اہل القلوب کو ملائکہ ان اسرار سے جو ہم نے بیان کیے ہین موافق استعداد
و قابلیت کے آگاہ کرتے ہین اقول ولیکن وحی انبیاء علیہم السلام [illegible] ق ہی بالخصوص وحی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مگر اقسام وحی

جو احادیث سے ظاہر ہین وہ سب اقسام ایسے نہین ظاہر ہوتے کہ مخصوص ہون البتہ قرآن مجید مخصوص ہی بدلیل [illegible]
الی فارجوا ان اکون انا اکثرہم تابعا یوم القیامۃ۔ یعنے مجھپر جو وحی فرمائی اور معجزہ دیا وہ وحی خالص ہی جسمین مراتب تنزلیہ کا [illegible] نہین ہی [illegible]
کہ سب پیغمبرون سے میرے اتباع زیادہ ہونگے۔ مترجم کہتا ہی کہ اس سے تجھے اشارہ ملگیا کہ اس حدیث صحیح کا مطلب یہی ہی کہ دیگر انبیاء علیہم السلام
کو جو وحی بھیجی گئی وہ مراتب تنزلات کے ساتھ تھی مثلاً توریت مکتوب عطا ہوئی اور یہ نہین ہوا کہ وحی خالص ہو یعنی وہ کلام الٰہی صحیح بلا ریب ہی لیکن ظہور اسکا
بمراتب نزول ہی اور قرآن مجید خالص وحی ہی۔ شیخ نے لکھا کہ تو نہین دیکھتا کہ اللہ تعالے نے فرمایا نزل بہ الروح الامین علے قلبک۔ یعنے وحی قلبی
ہوئی اور اس سے معلوم ہوگیا کہ نزول خالص وحی تھی کہ اللہ تعالے نے آپ پر وحی فرمائی فافہم۔ شیخ نے لکھا کہ پھر وحی صفاتی کے بھی اقسام بمراتب
صفات ہین ارواح کو جسقدر سیر عالم صفات مین میسر ہوئی اُسی قدر حسب مراتب ہوتی ہی اور وحی ذاتی تو اسرار ہی کے ساتھ ہوا کرتی ہی اور وہان
صفات کو تنزلزل و افعال کو تغیر و رسوم کو اضمحلال و وسائط کا سقوط ہو جاتا ہی وہان حدیث السر بالسر از برائے سر ہوتی ہی اور جو سر مین ہوتا ہی
وہ سر باطن کے لیے ظاہر ہوتا ہی حدیث مین ہی ان فے امتی محدثین والمکلمین وان عمر منہم۔ یعنے میری امت برگزیدہ مین ایسے بندے ہین کہ حدیث
اُنمین آتی ہی اور کلام ظہور کرتا ہی اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی انھین بندون مین سے ہی۔ پس محدث تو وہ ہی جس سے ملائکہ باتین کرتے
ہین اور مکلم وہ ہی جس سے اللہ تعالے کلام فرماتا ہی اور محدث سے بھی جائز ہی کہ اللہ تعالے حدیث فرماوے۔ اقول حدیث مین روایت
محدث بدون تشدید دال ہی اور ظاہرا شیخ نے اسکو بتشدید لیا ہی اور تجھکو چاہیے کہ اللہ تعالے سے ہدایت کی التجا کرکے اسرار سے واقف ہو
اور علماے حدیث نے منصوص کے موافق یہ معنے بیان کیے کہ امر حق انمین احداث پاتا ہی پس کلام اُنکا کلام حق ہی اور فعل و ارادہ انکا فعل و ارادہ
حق ہی یعنے موافق ارادہ حق تعالے کے کرنے کو کہتے ہین فافہم واللہ تعالے اعلم بالصواب اور اسی کا مؤید ہی کلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ وافقت
ربی فے ثلاث الحدیث یعنے مین نے اپنے رب سے تین باتون مین موافقت پائی ازانجملہ مین نے کہا کہ یا رسول اللہ اگر ہم لوگ مقام ابراہیم کو
مصلے بناتے پس نازل ہوا قولہ واتخذوا من مقام ابراہیم مصلے الآیہ۔ تا آخر حدیث۔ اور بعض دیگر احادیث سے پانچ باتین یا کم و بیش ظاہر ہوتی ہین
اگرچہ اس روایت مین تین مذکور ہین اور یہ تین باتین وہ ہین جنکے واسطے قرآن پاک مین حکم نازل ہوا فتدبر۔ شیخ نے لکھا کہ قولہ بالروح من امرہ
یہان روح سے مراد وحی ہی اور اسکو روح اسواسطے فرمایا کہ کلام الٰہی کا صدور از ذات پاک ہی اور وہ مکلمین و محدثین کے دلون کی حیات ہی اور
وہی مومنون کے دلون کے لیے حیات ہی لقولہ تعالے اذا دعاکم لما یحییکم۔ پس اُنکو زندہ فرماتا ہی اپنے علم سے کہ جہالت کی موت سے رہا ہوکر اولیاء کی
خبر دینے سے وحی کے ساتھ زندہ ہوتے ہین اور یہ وحی اُسکی توحید و عظمت و کبریائی کا وصف ہی جس سے اُنکے خیال و اوہام زائل ہو جاتے ہین
چنانچہ فرمایا قولہ ان انذروا انہ لا الہ الا انا فاتقون۔ پس مخلوقات کو وہ بدتر اُنکی حالت و اسکا بد انجام سُنا دیا گیا کہ جو سواے اللہ تعالے کے
دیگر وہمی و خیالی خطرات و اوہام سے اُنکے خیالات نے بنا رکھے تھے اور انکو ڈر سُنا دیا جاوے کہ حق جلشانہ کی عظمت و کبریائی سب کو محیط ہی
وہ ہر ایک کے خطرات و اوہام سے اگرچہ اسرار باطنی ہون خوب آگاہ ہی۔ بعض مشائخ نے کہا کہ جو عالم کہ مخلوق کو خوف و ڈر سناوے اور انکو
پرہیز کرنے کے لیے ناصح ہو وہ انبیاء علیہم السلام کی جگہ کھڑا ہوا تو کبھی اُسکے امر سے محنت و بلا آویگی اور کبھی رحمت ہوگی پس ہر حالت مین صابر
اور حکم الٰہی پر راضی رہے اور یہ ایسے عالم سے ممکن ہی جو اللہ تعالے ہی کی طرف رجوع لایا اور اوقات کی [illegible] ہو اور [illegible]
ابن عطاء رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ بندون مین سے محدث وہ ہوتا ہی جس سے فرشتہ اسکی سر باطن [illegible]
کرے اور اسکی روح کے واسطے موت کی جانب گردن اُٹھا کر تاکنے کا [illegible] شیخ [illegible]

Marfat.com

...السلام پر وحی ہوا اور ارباب توحید مین سے محدثین کے اسرار پر ہی تو الہام وکرامت کے طریقہ پر اولیاء کے دلون پر ملائکہ کا نزول مسدود
...ہی ولیکن انکو بطور وحی کے کلام کرنے کا حکم نہین اور نہ کوئی ایسی وحی ہوتی ہی جسکا بطور رسالت پہونچانا مخلوق پر لازم کیا گیا ہو۔ مترجم
...ہی کہ بحکم قولہ تعالے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ ان لا یخافوا ولا تحزنوا الآیہ یعنے جن بندون نے کہا کہ رب ہمارا اللہ ہی
...مضبوط بجے رہے تو انپر ملائکہ اترتے ہین کہ ڈرو مت اور غمگین نہو۔ اس سے ظاہر ہی کہ نزول ملائکہ کا اولیاء الٰہی پر جو خالص توحید پر ثابت قدم
...ہوا کرتا ہی مگر یہ وحی رسالت ونبوت نہین ہی بلکہ پیغمبر علیہ السلام کی سچی پیروی کی برکت بلکہ پیغمبر علیہ السلام کے واسطے بزرگی ومنزلت کا ظہور
...طرح ہوتا ہی کہ اُسکی امت کی سچی پیروی کرنے والے پر نزول ملائکہ بشارت سے پیغمبر علیہ السلام کی صدق رسالت صاف ظاہر ہی فافہم پھر
حق سبحانہ تعالے نے مخلوقات کی عجائب قدرت مین سے انسان وغیرہ کے دلائل دیے

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا

بنایا آدمی ایک بوند سے پھر تبھی ہوگیا جھگڑتا بولتا اور چوپائے بنا دیے

لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ

تمکو اُنمین جڑاول ہی اور کتنے فائدے اور بعضون کو کھاتے ہو اور تمکو اُنسے رونق ہی جب

تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا

شام کو پھیر لاتے ہو اور جب چراتے ہو اور اُٹھالے چلتے ہین بوجھ تمھارے ان شہرون تک کہ تم نہ

بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

پہونچتے وہان مگر جان توڑ کر بیشک تمھارا رب بڑا شفقت والا مہربان ہی

وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ؕ وَّيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

اور گھوڑے بنائے اور خچرین اور گدھے کہ اُنپر سوار ہو اور رونق اور بناتا ہی جو تم نہین جانتے

وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ؕ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ ع ۹

اور اللہ پر پہونچتی ہی سیدھی راہ اور کوئی راہ کج بی ہی اور وہ چاہے تو راہ دے تم سب کو

خَلَقَ الْاِنْسَانَ یعنے پیدا کیا اللہ تعالے نے انسان کو یعنے جنس انسان کو۔ مِنْ نُّطْفَةٍ نطفہ حقیر ضعیف سے یعنے
ابتداء اسکی ایسے نطفہ مرد وعورت سے مرکب کرکے اُسکو پوری خلقت کا اس عالم مین ظاہر کرکے بڑا کردیا۔ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ
پس وہ نکلا بڑا جھگڑالو کھلا ہوا یعنے بجاے طاعت وشکرگذاری رب عزوجل کے اُس نے ایسی حرکات اختیار کین جیسے مخاصم ہوتا ہی اور
قدرت الٰہی تعالے کو بھول گیا۔ اگر یہ وہم ہو کہ انبیاء واولیاء بھی انسان ومخلوق از نطفہ ہین مگر خصیم مبین نہین ہوتے تو جواب یہ ہی کہ اللہ تعالے
نے جنس انسان کو فرمایا ہی اور ہر فرد کو نہین فرمایا پس اس جنس مین کوئی ایسا ہو تو صحیح ہوگیا جیسے کہتے ہین کہ عورت سے مرد اچھا ہوتا ہی تو
باعتبار نوع کے ہی ورنہ صریح معلوم ہی کہ بعضے جاہل بیوقوف بے ایمان فاسق بدکار مرد سے عورت مومنہ پڑھی ہوئی نیک عفیفہ بہتر ہوتی ہی
...انسان کی خصومت مین سے یہ ہی جو اللہ تعالے نے فرمایا وضرب لنا مثلا ونسی خلقہ قال من یحیی العظام وہی رمیم قل یحییہا الذی
...یعنے انسان نے ہمارے واسطے مثلین کہین اور اپنی پیدائش بھول گیا بولا کہ کون زندہ کریگا ہڈیان درحالیکہ وہ گل گئی ہونگی

Marfat.com

تو کہدے ہڈیان وہی زندہ کریگا جس نے اُسکو پہلی بار پیدا کیا تھا۔ حدیث امام احمد و ابن ماجہ مین [illegible]
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہتھیلی پر تھوک دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالے فرماتا ہی کہ اے آدمی تو مجھے کہان [illegible] کرتا
تو تجھے اتنی چیز کی مثل سے پیدا کیا جب تجھے ٹھیک استوار کیا تو اپنے جوڑے کپڑے مین ٹہلتا جاتا کہ مین تجھے [illegible]
روکا جب تیرے حلقوم پر دم پہونچا تو نے کہا کہ مین اب صدقہ کرتا ہون اور اب وقت صدقہ کرنے کا کہان [illegible]
معالم وغیرہ مین مذکور ہی کہ آیت کا نزول درباره ابی ابن خلف کے ہی یعنے جو قریش کے مشرکون مین بڑا سرکش تھا اور [illegible]
صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے زخم خفیف اُٹھا کر واپسی مین بطن رابغ مین مرگیا اور سخت عذاب مین مبتلا ہوا کیونکہ صحیح مین آیا ہی کہ
سخت غضب اللہ تعالے کا اُسپر جس نے کسی پیغمبر کو قتل کیا ہو یا اُسپر جسکو کسی پیغمبر نے قتل کیا ہو۔ کما فی الصحاح اور کرخی رحمہ اللہ تعالے
نے اس آیت کا سبب نزول درباره اُبی مذکور ہونے مین تردد کیا کیونکہ یہ آیت تو اللہ تعالے کی قدرت والغام بیان کرنے مین ہی لوگون کی سرکشی
وگمراہی مین نہین ہی اور مین کہتا ہون کہ سبب نزول کے عام معنے یہان مقصود ہین یعنے آیت مین دلالت ہے کافرون کی سرکشی پر جناب
نکلتا ہی جیسے قریش مین یہ شخص مذکور تھا اور آیت اپنے عام معانی پر ہی شیخ سیوطی رحمہ اللہ تعالے نے اسکی مثل آیت سورہ یٰسین یعنے
قولہ اولم یر الانسان انا خلقناہ من نطفہ فاذا ہو خصیم مبین مین البتہ اقوال نقل کیے اور مبہمات مین کہا کہ عاصی بن وائل کے حق مین نازل
ہوئی اخرجہ ابن ابی حاتم عن مجاہد اور عکرمہ وسدی رحمہم اللہ تعالے نے کہا کہ ابی بن خلف کے حق مین اور شیخ ابن جریر نے ابن عباس
سے روایت کی کہ عبد اللہ بن ابی کے حق مین نازل ہوئی اور ابن عساکر رحمہ اللہ تعالے نے ذکر کیا کہ امیہ بن خلف کے حق مین نازل ہوئی
انتہے مترجما۔ اور مین کہتا ہون کہ درحقیقت بحسب معنی یہ سب اقوال صحیح ہین اور تعیین ہر ایک نے باعتبار باطنی صفات خصومت کے
بیان کی اور ضرور ہی کہ اسمین نظر فراست مانند سلف صالحین کے ہونا چاہیے ورنہ آیت تو قیامت تک کی متیمار ایسے خصومت والے
لوگون کو شامل ہی فافہم۔ پھر جانورون کی پیدائش سے قدرت کی دلیل اور آدمی پر پورا احسان بیان فرمایا بقولہ وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا
چوپاؤن پر نظر کرو جنکو پیدا کیا۔ اور مراد انعام سے یا تو مطلق چوپایہ ہین یا خاص اونٹ وگاے وبکری جنمین بھینس وبھیڑ بھی داخل ہین
جیسے کہ عرب کی بولی ہی اور باقی چوپایہ خواہ حلال ہون یا حرام ہون اُنکے ساتھ بالتبع داخل ہین اور اُنسے بھی قدرت الٰہی اور آدمی کا نفع
اُٹھانا بعض وجوہ سے معلوم ہی۔ لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ تمھارے لیے ان جانورون مین دفار اور منافع ہین۔ واضح ہو کہ
بعض اہل تفسیر نے لکھا کہ کلمہ لکم۔ اوپر سے متعلق ہی یعنے خلقہا لکم۔ معنے یہ ہوئے کہ انعام کو پیدا کیا تمھارے نفع کے لیے۔ ماوردی
رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ لکم سے کلام شروع ہی یعنے انعام کی پیدائش مین عبرت دلائی پھر فرمایا کہ تمھارے حق مین اُنسے انتفاع طرح طرح کا ہی
یہی عمدہ وبہتر ہی۔ پھر لکم ضمیر خطاب ہی حالانکہ اوپر انسان کا ذکر تھا پس بلاغت کی صنعت التفات ہی گویا خصیم مبین ہونے سے منع کیا پھر
جب راہ پر آیا تو مخاطب کرکے اسپر انعام ظاہر کیے اور لکم سے جملہ انسان مراد ہین۔ دفار۔ ایسی چیز کو کہتے ہین جس سے [illegible]
سے بچاؤ کیا جاوے اور یہ ان جانورون کے اُون اور ریشم وبالون وغیرہ سے ہوتا ہی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کمل وروئی
وچادرین وغیرہ ہین اور منافع ان جانورون کے دودھ وغیرہ سے انتفاع ہی۔ بعض نے کہا کہ دفار [illegible]
ہل جوتنے وسینچنے کے کام ہین اور صحاح جوہری سے یہ معنے بھی ظاہر ہین لیکن عمدہ وہی ہی جو ابن عباس [illegible]
وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ اور تم اُن جانورون سے کھاتے ہو یعنے اُنکے گوشت وجیسے [illegible]

Marfat.com

ہا ہی ماننکہ کہا ل ہڈی کے بلکہ بعض جائز ہین اس لیے فرمایا کہ انمین سے کھاتے ہو۔ یہان کلمہ منہا مقدم ہونے سے عربی زبان مین
بعض ہو جاتے ہین کہ انھین مین سے کھاتے ہو یعنے حصر نکلتا ہی تو بعض اہل بلاغت نے کہا کہ یہ کھانے کے مقصود کے ساتھ متعلق ہی اور اشارہ ہی
کہ ان جانورون سے تمھارا کھانا ہی اصلی مقصود ہی اور دیگر منافع اسکے تابع ہین اور یہ غرض نہین ہی کہ تمھاری غذا انھین مین منحصر ہی اور بعض نے کہا
کہ کے فواصل کی رعایت سے مقدم ہی حصر کے لیے نہین ہی اور بعض نے کہا کہ گوشت کی غذا انھین مین منحصر ہی اور دیگر گوشت مانند مرغی و بط
ید و سپند بمنزلہ ذائقہ خوش کرنے کے ہین۔ اور منفعت لباس وغیرہ کو جو ان جانورون سے حاصل ہوتی ہی بہ نسبت کھانے کے زیادہ کثیر النفع
ہونے سے مقدم کرکے پھر کھانے کی منفعت بیان فرمائی کیونکہ لباس و دودھ اور کھیتی وغیرہ کی منفعت ان جانورون سے بآسانی ہی اور
غذا اور بھی ہو سکتی ہی اور دیگر نفع یہ کہ۔ وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ اور تمکو ان جانورون مین تجمل حاصل ہی۔ حِينَ تُرِيحُونَ جسوقت
انکو چرائی سے واپس لاتے ہو۔ یعنے تر و تازہ زیادہ خوبصورت وَحِينَ تَسْرَحُونَ اور جسوقت انکو چراگاہ لیجاتے ہو اگرچہ
اسوقت انکے پیٹ خالی ہوتے ہین مگر ہر ایک شخص کے لیے اپنے جانورون سے تجمل ہی اور یہ سب ایسے لوگون کے لیے جیسے عرب تھے اور
جو لوگ زیادہ مالدار و ہوسات دنیا مین گرفتار ہین انپر احسان آگے بیان ہی وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ اور یہ جانور اٹھاتے ہین تمھارے
بوجھ یعنے اموال تجارت و زاد راہ سفر کو یا تمھارے جسمانی بوجھ کو۔ إِلَىٰ بَلَدٍ لَّمْ تَكُونُوا بَالِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنفُسِ
ایسے شہر کی طرف کہ نہ تھے تم وہان پہونچنے والے مگر اپنی جانون پر مشقت اٹھاکر۔ یعنے ضروری سامان سفر یا اسباب تجارت
لادکر وہان بلا مشقت نہین پہونچ سکتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہ بلد مکہ کو بعض نے کہا کہ بلاد شام و مصر ہین۔ ولیکن
ظاہر یہ ہی کہ کوئی شہر ہو سب کو شامل ہی و قال تعالے ولکم فیہا منافع ولتبلغوا علیہا حاجۃ فی صدورکم وعلیہا وعلے الفلک تحملون و یریکم آیاتہ فای
آیات اللہ تنکرون۔ اور یہان فرمایا۔ إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ بیشک تمھارا رب بہت شفقت والا مہربان ہی۔ اقول حدیث
مین آیا ہی کہ آدمی کو چاہیے کہ جانور پر سوار ہو کر ایسے مقام کو جاوے جہان کچھ مشقت سے پہونچ سکتا ہو۔ یعنے ہر جگہ سوار جانا تکبر یا اترانے مین
شمار ہی والحدیث فی المشکوۃ۔ فتاوے مین ہی کہ جو کوئی اپنے جانور کو پیٹ بھر کھانا پانی نہ دیتا ہو حکم دیا جاوے کہ اچھی طرح دے ورنہ فروخت
کرے ورنہ امام اسکو سزا دیوے۔ اور جانور کو بے وجہ تکلیف دینا حرام ہی اور حدیث صحیح مین ہی کہ ہر جاندار کی پرداخت کھانے پانی مین ثواب ہی
اور حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک باغ مین گئے وہان ایک اونٹ آپ کو دیکھکر بولنے لگا اور اسکی آنکھ سے پانی جاری ہوا تو آپنے
فرمایا کہ کہان ہی اسکا مالک یہ اونٹ مجھ سے شکایت کرتا ہی کہ اسکو کچھارہ پانی پیٹ بھر نہین دیا جاتا اور کام مشقت لیا جاتا ہی تمام حدیث مشکوۃ
وغیرہ مین صحیح سے منقول ہی۔ واضح ہو کہ پرندون کے چھوٹے بچے نکالکر بیچنا و خریدنا اور ایسے کام جن سے جانورون کو ایذا ہی تحریما مکروہ ہین
اور غذا کے واسطے پرندون کو حلال کرنا جائز ہی۔ فتاوے مین ہی کہ جاندار کو نشانہ بنانا حرام ہی اس سے معلوم ہوا کہ بٹیر پالنا و لعل پالنا
جائز ہی کہ بٹیر کو چھتا بنانا حرام نکلا۔ واضح ہو کہ اونٹ جو گم گیا ہو کوئی اسکو نہین پکڑ سکتا بخلاف
بھاگے کو اور جو جانور کہ بالطبع مانوس نہون ایذا ہی اور بکری کو بھیڑیا کھا جائیگا۔ بالجملہ ان جانورون سے نفع اٹھاوے مگر شفقت و رحمت کے ساتھ اور انپر بیرحمی نہ کرے جیسے اللہ تعالے
آدمی پر اسکی شفقت کے لحاظ سے رحم فرمایا ہی۔ پھر اللہ تعالے نے فرمایا۔ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ یعنے اور پیدا کیا خیل کو
یعنی ہر قسم کے گھوڑے اور بغال کو یعنے خچرون کو اور حمیر یعنے گدھون کو۔ لِتَرْكَبُوهَا تاکہ تم ان جانورون پر سوار ہو۔ وَزِينَةً اور
زینت کے لیے یعنے مین زینت تمھارے لیے حاصل ہی یہان تین باتین جاننا چاہیے۔ اول سواری۔ دوم زینت۔ سوم انکے گوشت کا حکم

Marfat.com

امر اول سواری سو خیل و بغال کی سواری مین کلام نہین ہی اور حمیر یعنے گدھے کی سواری بھی عامۂ علماء کے
قولہ تعالے والنظر الے حمارک الآیہ جو قصہ عزیز علیہ السلام مین واقع ہی اسپر دلیل ہی اور نیز بعض احادیث صحاح صریح
رحمہ اللہ تعالے نے مبادق الازہار مین لکھا کہ ہندوستان کے بعضے لوگون نے جو اسکو ناگوار جانا ہی وہ خلاف سنت
یہ آیت بھی صریح دلیل ہی کہ حمار واسطے سواری کے مخلوق فرمایا۔ اور قولہ ان انکر الاصوات لصوت الحمیر یعنے آوازون مین
گدھون کی آواز ہی۔ اور جیسے حدیث مین ثابت ہی کہ وہ شیطان کے دیکھنے سے رینگتا ہی اور اسکا گوشت حرام ہی تو یہ
کہ اسپر سواری مکروہ ہی۔ کیونکہ خچر کا گوشت بھی حرام اور اونٹ کی مبارک مین نماز مکروہ یا کوہان شتر محل شیطان آیا ہی حالانکہ خچر و اونٹ کی سواری
(اونٹ کی رہنے کی جگہ ۱۲)
مین کچھ کراہیت نہین ہی۔ واضح ہو کہ گھوڑے کے بارہ مین حدیث مین ہی کہ تین حال سے بالا جاتا ہی ایک تو اللہ تعالے کی راہ مین جہاد کے لیے
تو اسکا دانہ چارہ و پرداخت و ہر چیز ثواب ہی ثواب ہی دوم جس نے سواری کے لیے رکھا مگر جس مجاہد نے جہاد کے لیے مانگا دریغ نہ کیا غرض جہاد کے لیے
تو وہ بھی غنیمت ہی اور سوم جس نے فخر و ریا وغیرہ کے واسطے رکھا تو وہ وبال ہی اور اصل حدیث صحاح مین ہی اور دوسری حدیث مین ہی کہ
خیل کی پیشانی مین قیامت تک بھلائی باندھی گئی ہی کما فی الصحاح مسئلہ گھوڑے کی سواری کا کھیل جبکہ اسمین بازی جوا وغیرہ کوئی ممنوع نہو
جائز ہی۔ گھوڑے کو مضمر کرنا دم خم بڑھانا جائز بلکہ مستحب ہی۔ دو سوارون سے تیسرے نے کہا کہ جو تم مین سے آگے نکلجاوے اسکو اسقدر دونگا
مباح ہی ولیکن نہ دیوے تو دعوے نہین ہو سکتا۔ امر دوم زینت اس سے مراد فخر وغیرہ کے لیے نمود نہین ہی بلکہ جیسے چوپاؤن مین تجمل ہی اسی طرح کا
تجمل ہو اسی واسطے یون نہین فرمایا۔ لترکبوہا وتزینوا بہا۔ کیونکہ رکوب تو انکو جائز ہی اور نمود داری کرنا انکو نہین جائز بلکہ جو چیز اللہ تعالے نے دی
اس سے بندہ کو خود جمال حاصل ہوا جیسے کنگھی کرنا وصاف کپڑے پہننا ستھرائی و تجمل ہی مگر آرائش و زیبائش دکھلانے کو مکروہ ہی۔ امر سوم انکے
گوشت کا حکم تو حمیر کے بارہ مین حدیث صحاح مین مصرح ہی کہ پالو حرام کر دیا اور آگے آتی ہی اور ائمہ علماء کا ان دونون خچر و گدھے پالو کے حرام ہونے
مین اختلاف نہین ہی صرف گھوڑے کے گوشت مین اختلاف ہی اور پسینا دونون کا بھی طاہر ہی۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ قولہ و
الخیل والبغال الآیہ۔ یہ دوسری قسم مخلوقات الٰہی مین سے ہی جنکا احسان بندون پر رکھا کہ انکو سواری و زینت کے لیے پیدا کر دیا اور انکے مقاصد
مین سے سواری سب سے اعلے مقصود ہی اور جبکہ ان جانورون کو فضیلت دی اور علیحدہ کر کے انکو ذکر فرمایا تو اسی سے ان علماء رحمہم اللہ تعالے
نے استدلال کیا جو قائل ہوئے ہین کہ گھوڑے کا گوشت حرام ہی جیسے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالے اور دیگر فقہاء جو انکے موافق ہوئے ہین قول
صاحب فتح البیان نے نقل کیا کہ یہی قول امام مالک و انکے اصحاب کا اور امام ابو حنیفہؒ و انکے اصحاب کا و امام اوزاعی و حضرت مجاہد و ابو عبید
وغیرہم کا ہی ولیکن مترجم کو اس نقل مین تامل ہی۔ پھر شیخ نے لکھا اور یہ فقہاء کہتے ہین کہ اللہ تعالے نے خیل کو بغال و حمیر کے ساتھ ملا یا حالانکہ یہ
دونون حرام ہین جیسا کہ سنت نبویہ مین ثابت ہی اور اسی طرف اکثر علماء گئے ہین اور امام ابن جریرؒ نے کہا کہ حدثنی یعقوب ثنا ابن علیہ انبا
ہشام الدستوائی حدثنا یحیی بن ابی کثیر عن مولی نافع بن علقمۃ عن ابن عباس انہ کان الخ یعنے ابن عباس رضی اللہ عنہما مکروہ کہتے تھے انکے
گوشت کو اور بغال و حمیر کے گوشت کو اور کہتے کہ اللہ تعالے نے فرمایا والانعام خلقہا لکم فیہا دفء و منافع و منہا تاکلون یعنی یہ چوپائے کھانے کے
لیے ہین اور فرمایا والخیل والبغال والحمیر لترکبوہا وزینۃ۔ پس یہ سواری کے لیے ہین۔ سعید بن جبیر وغیرہ کے واسطے سے ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے یون ہی مروی ہی اور حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ تعالے نے بھی ایسا ہی کہا ہی اور اس قول کے واسطے استیناس [illegible] سے حوالہ
رحمہ اللہ تعالے نے مسند مین خالد بن الولید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نہی فرمائی رسول اللہ صلی اللہ [illegible]

...رواہ ابو داؤد والنسائی وابن ماجہ اور اسکی اسناد مین صالح بن یحیے بن المقدام راوی مین کلام ہی اور امام احمد نے اسکو
...جہ سے بھی روایت کیا اور اسمین آیا ہی کہ حرام ہی تمپر گوشت پالو گدھے اور خیل وبغال کا اور ہر کیلے دانتون والا درندہ اور ہر تیز
...والا پرندہ۔ پھر شیخ نے لکھا کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو گھوڑے کا گوشت حرام ہونے مین صریح نص ہوگی ولیکن یہ حدیث مقابلہ نہین کر سکتی
...مین جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ نہی فرمائی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پالو گدھون کے گوشت سے
...ن دیا گھوڑون کے گوشت مین۔ اور امام احمد وابو داؤد نے دو اسنادون سے ہر ایک بشرط امام مسلم ہی جابر رضی اللہ عنہ سے روایت
...ہم نے خیبر کے روز ذبح کیا خیل وبغال وحمیر کو پس ہمکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کر دیا بغال وحمیر سے اور منع نہین کیا خیل سے
...صحیح مسلم مین اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ ہم نے زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین ذبح کیا ایک گھوڑا پس ہم نے اسکو
...یا اور ہم مدینہ مین موجود تھے۔ شیخ نے لکھا کہ یہ احادیث زیادہ قوی ومثبت ہین اور یہی جمہور علماء امام مالک وشافعی واحمد واُنکے اصحاب و
...سلف وخلف کا مذہب ہی واللہ اعلم انتہے کلامہ۔ اور صاحب فتح البیان نے شوکانی سے نقل کیا کہ اگر اس آیت سے ان جانورون کے
...شت کی حرمت نکلتی تو پھر خیبر کے روز پالو گدھون کے گوشت حرام کرنے کی ضرورت نہوتی۔ مترجم کہتا ہی کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ
...خیل کے گوشت کی حرمت مروی ہی ولیکن وجہ اسکی نجاست ہی یا کرامت تو صحیح یہ ہی کہ تحریم بوجہ کرامت کے ہی اور اسی وجہ سے بغل وحمار کے ساتھ
...قرن کر دیا کہ خیل کے گوشت سے وہی منفعت باقی رہی جو ان دونون سے ہی اور اس طریق سے قول ابن عباس مع حدیث خالد رضی اللہ
...عنہ پر اور دیگر احادیث مبیحہ پر دونون پر عمل ہو گیا اور حدیث خالد رضی اللہ عنہ اسقدر ضعیف نہین ہی کہ ایسے مقام پر ساقط کیجاوے خصوصاً
...توفیق ممکن ہی اور احادیث جابر واسماء رضی اللہ عنہما سے ایک واقعہ فعلی کا حکم نکلتا ہی اور قولی تحلیل نہین ہی پس ممکن ہی کہ گھوڑون کا ذبح واقع ہو جانے
...کے بعد آپ نے بوجہ ضرورت کے جبکہ نجس نہ تھا ضائع نہونے کے لیے خاص اجازت دی ہو کیونکہ دائمی اجازت پر دلیل نہین ہی اور حدیث
...خالد رضی اللہ عنہ دائمی تحریم پر نص ہی اور یہ بھی اصول ہی کہ جس سے تحریم نکلے اُسکو مقدم کرینگے اس نص پر جس سے تحلیل نکلتی ہو حالانکہ یہان تو دونون
...مین توفیق ہو گئی پس کیا یہ آسان نہین ہی کہ واقعہ خیبر کو جو واقعی خاص واقعہ تھا خاص فعل پر محمول کرین اور حدیث خالد رضی اللہ عنہ کو عام رکھین بہ نسبت اسکے
...اسکو ترک کر دین اور یہ بات ثابت ہی کہ خیل کی نسل باقی رکھنے اور اُسکی پرداخت کے لیے اہتمام کیا گیا۔ اور ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے ذکر کیا کہ
...عبد الرزاق نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ خیل پہلے وحشی تھے پھر اللہ تعالے نے اُنکو اسمعیل بن ابراہیم علیہما السلام کے لیے
...کر دیا اور لکھا کہ ایک خچر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیجا گیا تھا اسپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سوار ہوتے تھے باوجودیکہ آپ نے اس
...سے منع فرمایا ہی کہ گھوڑی پر گدھا پھندایا جاوے اسوجہ سے کہ نسل منقطع نہو اور امام احمد نے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مین نے
...کہا کہ یا رسول اللہ کیا مین گدھے کو گھوڑی پر پھنداؤن کہ خچر پیدا ہو جسپر آپ سوار ہون تو فرمایا کہ یہ تو ایسے لوگ کرتے ہین جنمین دانائی نہین ہی
...مترجم کہتا ہی کہ تجھے کامل غور کرنا چاہیے اور کم عقل لوگون کی طرح جلدی سے امامون کی خطا پر جزم نہ کرنا چاہیے پس یہ دیکھو ابن عباس رضی اللہ
...عنہ نے اسی آیت سے سمجھا کہ خیل کا گوشت مکروہ ہی اور کہا کہ اللہ تعالے جلشانہ نے انکو علیحدہ ذکر کیا کہ واسطے رکوب کے ہین
...وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ اور وہ پیدا کرتا ہی جو تم نہین جانتے ہو۔ اور ظاہر یہ ہی کہ مخلوقات کے اصلی فوائد کثیرہ جو اس نے پیدا کیے
...تم نہین جانتے ہین یا خود مخلوقات بہت انواع پیدا کین جو ہمکو معلوم نہین ہین جیسے اقسام کیڑے ودریائی جانور یا جو پہاڑون کے
...ہین یا ایسے سمندر جہان جانا ممکن نہین یا دیگر ستارون وغیرہ مین ہون یا جنت ودوزخ وغیرہ غرضکہ اقسام مخلوقات کو وہی خوب

Marfat.com

جانتا ہی اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی کہ جو اللہ تعالے نے ابتدا
حدیث تک اسکے سب اوصاف بیان کیے۔ بعضون نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ روایت بنائی ہے
جائر اور اللہ تعالے پر وسط راہ ہی اور بعض راہون مین سے کج ہی یہ بیان ان راہون کا ہی جنمین
انمین سے وہ ہی جو اللہ تعالے تک پہونچے جیسے قولہ تعالے ان ہذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ اور منہاج
یعنی طریق حق اللہ تعالے پر ہی اور سدی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ وہ اسلام ہی اور ابن عباس سے علی بن ابی طلحہ
معنی ہین کہ اللہ تعالے پر بیان ہی یعنے اللہ تعالے نے ہدایت و گمراہی دونون کو صاف بتلا دیا۔ قتادہ و ضحاک و مجاہد کا بھی یہی قول ہی
ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ سیاق کی راہ سے یہی زیادہ قوی ہی کیونکہ اللہ تعالے نے آگاہ فرمایا کہ یہان راہین ہین جنپر لوگ چلتے ہین مگر اللہ تک
تک کوئی نہین پہونچتی سوائے حق راہ کے اور وہ راہ توحید ہی جو اللہ تعالے نے بندون کے لیے مقرر فرمائی اور سوائے اسکے سب مسدود ہین اور انپر جو
اعمال ہین سب مردود ہین۔ اسی واسطے کہا کہ منہا جائر۔ یعنے حق راہ سے مڑی ہوئی۔ ابن عباس رضی اللہ تعالے نے کہا کہ وہ مختلف راہین ہین
متفرق رائین ہین جیسے یہودیت و نصرانیت وغیرہ یعنے جیسے مجوسیت و نیچریت و بت پرستی اور مانندانکے اور حدیث مین اسکی تشبیہ مذکور ہی کہ ایک
خط مستقیم کے دائین بائین خطوط کھینچے اور فرمایا کہ مستقیم راہ حق ہی اور دائین بائین کج راہون پر اُسطرف بلانے والے ہین جو گیا گمراہ ہوا اور بلانے والے
خواہ گمراہ آدمی ہون یا خواہشہاے نفسانی ہون یا وساوس شیطانی ہون سب کو شامل ہی پھر اللہ تعالے نے آگاہ فرمایا کہ یہ سب کچھ اللہ تعالی کی قدرت
و مشیت و علم بے انتہا کے ساتھ واقع ہی بقولہ۔ **وَلَوْ شَاءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ** اور اگر وہ چاہتا تو ہدایت دیدیتا راہ حق کی تمکو سب کو
جیسے فرمایا۔ لو شاء ربک لآمن من فی الارض کلہم جمیعا۔ یعنے حکمت کاملہ الہیہ کو آدمی اپنی عقل ناقص سے کہان دریافت کرسکتا ہی اللہ تعالے خلاق علیم ہی
ف فی العرائس قولہ تعالے ولکم فیہا جمال حین تریحون وحین تسرحون۔ عوام کے واسطے زینت ظاہری ہی اور اہل معرفت ان جانورون کے
سراح و روح مین صفت الہیہ دیکھتے ہین جو عین الجمع مین اسکے فعل سے ظاہر ہوتی ہی چنانچہ اس دیدار سے انکی محبت و کمال شوق بلقاء اللہ سبحانہ
و تعالے حاصل ہوتی ہی اور ارواح و قلوب و اسرار کو رغبت عالم ملکوت و ریاض جبروت پیدا ہوتی ہی اور یہ مطایا ہاے ملکوت ہین کہ بار شوق کو
حضرت جبروت تک لیجاتے ہین اور اسرار صفات کو میدان عبودیت مین لاتے ہین اقول شاید لطیف اشارت ہی کہ اجسام کی ترکیب عالم کو شامل ہی
اور فقط تن پروری گویا گوسالہ پروری ہی الذین اتخذوا العجل سینالہم غضب من ربہم الآیہ۔ قال تعالے وتحمل اثقالکم الے بلد الآیہ۔ جب حق تعالے
چاہتا ہی کہ ابواب غیب کو اہل قلب پر کشادہ فرماوے تو اُنکے دلون پر حوامل انوار عنایت ارسال فرماتا ہی کہ بقوت فیض مشاہدہ انکو عالم غیب مین لیجاکر
اسرار عجائب ملک و ملکوت پر مطلع کرتے ہین اور وہی اصحاب جذب و واردات ہین کہ ملک مشاہدات تک پہونچ گئے اور اگر اہل سلوک ہوتے تو بدون
لزوم مراقبہ و مقامات کے نہین پہونچ سکتے تھے ہمیشہ طاعات اُنپر لازم ہین۔ قولہ ان ربکم لرؤف رحیم۔ مجذوب محض فیض سے ملک مشاہدہ مین پہونچتا
پس بعض محمول بنور فعل ہین اور بعض محمول بنور صفت اور بعض محمول بنور ذات ہین پس اول کا مقام خوف و رجاء اور محلہ [illegible] ملک شہود
اور قسم دوم کا مقام معرفت اور محلہ خلت و ملک مودت ہی اور قسم سوم کا مقام توحید اور محلہ فنا اور ملک بقا ہی۔ شیخ [illegible] رحمہ اللہ تعالے
نے کہا کہ محمول مسند رفاہ پر اور حامل میدان مشقت مین سو جو محمول ہوا اُسکو کفایت ہوئی اور جو چھوڑا گیا اُسپر تنگی [illegible]
سیر مین کوئی تعب و مشقت نہین پڑتی ہی۔ ابن عطاء رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ نفس ان مشقتون کو نہین [illegible]
جب جانتے ہین کہ کہان جاتے ہین اور کس کے حکم کی فرمانبرداری سے کیا چاہتے ہین شیخ جنید [illegible]

[illegible] واجب ہی کہ ابتدا مین مشقت و کوشش کرے جسکی برکت سے واصل بمراد ہو۔ قولہ ویخلق مالا تعلمون عقلون
[illegible] کو متحیر کر دیا کہ اسکے افعال و بدائع حکمت و صنعت کے ادراک سے قاصر ہین اور ہر فعل کے لطائف و عجائب قدرت دریافت کرنے
[illegible] متحیر ہین یعنے جب تم کسی مخلوق کی پوری کیفیت و حکمت ادراک نہین کر سکتے ہو تو کسقدر جہالت ہوگی کہ خالق عزوجل کے فعل کا احاطہ
[illegible] بدرجہ غایت اُسکے فعل کی حکمت سے عاجز ہوگے اور اُسکو قدرت ہی کہ ایک چیونٹی کی پیٹھ پر لاکھون عرش و کرسی پیدا کر دے پرند و وحوش
[illegible] انکی خواہشین عجیب پیدا کین اور آدمی و جن مین دوسری طور پر ہین اور ملائکہ کے دلون مین تسبیح و تہلیل ہی اور اہل معرفت و اہل محبت و اہل الحق کے
دلون مین حکمت و معرفت وغیرہ و اُنکے اسباب شوق و مناجات و طاعات وغیرہ عجائب اقسام و انواع سے پیدا فرمائین۔ ضحاک نے ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ عرش کے دائین جانب نہر نور ہی جسکا طول و عرض مثل ہفت آسمان و زمین کے ہی جبرئیل اسمین ہر سحر داخل ہو کر
غسل کرتا ہی کہ نور علے نور و جمال پر جمال و عظم پر عظم بڑھتا ہی اور جو قطرہ اُس سے ٹپکتے ہین اللہ تعالے ہر قطرہ سے جو اُسکے بازو سے ٹپکتے ہین اُتنے
لاکھ فرشتہ پیدا کرتا ہی اُنھین مین سے ستر ہزار فرشتہ ہر روز بیت المعمور مین اور خانہ کعبہ پر ستر ہزار داخل ہوتے ہین کہ پھر دوبارہ لوٹ کر
نہین آتے ہین اسی طرح قیام قیامت تک ہوتا رہیگا۔ بعض مشائخ نے کہا کہ جب مخلوقات آلہیہ سے تجھکو وقوف دیا جاوے جو تیری راے سے
باہر ہی تو ہرگز اُسکا انکار مت کر کیونکہ اُس نے جو کچھ پیدا کیا ہی کوئی مخلوق اُس سے واقف نہین ہی جبکہ تو اپنی خلقت سے پوری طور پر واقف
نہین تو مخلوقات الٰہی کا انکار تیری نادانی کی دلیل ہوگی۔ قاسم علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ تمھارے افعال مین سے تم پر مقدر ہین کہ جب تم سے سرزد
ہوتے ہین تب جانتے ہو ورنہ واقف نہین ہو سکتے ہو اور اللہ تعالے سب مخلوق کا علیم ہی۔ واسطی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ تم مین افعال ایسے
پیدا کرتا ہی کہ تم یہ نہین جانتے کہ وی تمکو نافع ہین یا مضر ہین قولہ وعلے اللہ قصد السبیل الآیہ۔ اللہ تعالے پر ہی راہ مستقیم کہ ازل مین جسکو اپنی محبت و
ولایت و ایمان و ایقان بمعرفت و ربوبیت کے لیے پسند کر لیا ہی اُسکو پہنچوا دے یعنے ہدایت اللہ تعالے ہی کے قبضۂ قدرت مین ہی کسی غیر کی طرف
حوالہ نہین ہی عرش سے تحت الثرے تک کوئی اُسکو نہین کر سکتا یعنے الوہیت کی صفات مین اُسکا کوئی شریک نہین ہی حتے کہ بغیر اسکے ارادہ و مشیت
کی کسی کو اُسکی طرف راہ نہین اور کسی کو اُسکی معرفت سے بہرہ نہین اور کسی سبب و علت و تدبیر سے اُسکا حصول نہین ہو سکتا ہی و قولہ ومنہا جائر
یعنی راہون مین غضب کی کج راہین ہین جو راہ صواب سے مُڑی ہوئی ہین سب وادی طغیان و جہنم کو جاتی ہین سرے پر شیخ الضلال یعنی شیطان
[illegible] اسکے اتباع کو بٹھا دیا ہی پس جسکو راہ مستقیم سے مردود کیا اُسپر شیخ ملعون کو مسلط کر دیا یہ ملعون اُسکو شہوات کے جنگلون و ظلمات کے بیابانون مین
[illegible] تا ہی اور ہدایت و ضلالت دونون کا تعلق اللہ تعالے کے قہر و لطف کے ساتھ ہی اگر وہ چاہتا [illegible] رحمت کی تحت مین لاوے تو ایسا ہی
[illegible] جاتا جیسا وہ چاہے ولیکن جسکو چاہتا ہی گمراہ کرتا ہی اور جسکو چاہتا ہی راہ دیتا ہی وقد قال تعالے ولو شاء لہدٰکم اجمعین۔ اور شیخ واسطی رحمہ اللہ
[illegible] نے کہا کہ اللہ تعالے پر رہنمائی قصد السبیل کی ہی اور سبیل مین سے بعض جائر ہی اور اللہ تعالے سبب الجائر ہی اور سبیل القصد یہ ہی کہ رفتار بانوار
[illegible] اور سبیل الجائر وہ رفتار بطریق توہم و دعاوی ہی یعنے بغیر برہان یقینی و وحی سے قطعی کے اپنے اوہام و ظنون سے استدلال کر کے
[illegible] باطل دعوے کے اُسکو رواج دیکر اُسپر جم جاوے اور سواے اہل التوحید کے باقی ملتین و مذاہب سب اسی مین گرفتار ہین۔

پھر دوسری نعمتون کو شمار فرمایا بقولہ

وَالَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّکُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِیْهِ تُسِیْمُوْنَ ○

[illegible] جسنے [illegible] آسمان سے پانی تمھارا اس سے پینا ہی اور اس سے درخت ہین جنمین چراتے ہو

Marfat.com

يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَ

اگاتا ہی تمھارے واسطے اس سے کھیتی اور زیتون اور کھجورین اور انگور

الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ

میوے اسمین نشانی ہی اُن لوگون کو جو دھیان کرتے ہین اور کام لگائے تمھارے

وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ

اور دن اور سورج اور چاند اور تارے کام مین لگے ہین اسکے حکم سے

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ ۙ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا

اسمین نشانیان ہین ان لوگون کو جو بوجھ رکھتے ہین اور جو بکھیرا ہی تمھارے واسطے زمین مین کئی

اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۝

رنگ کا اسمین نشانی ہی ان لوگون کو جو سوچتے ہین

هُوَ الَّذِيْٓ وہی رب تمھارا ہی جس نے اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً اُتارا اونچی طرف سے پانی۔ مراد ابر ہی جو اوپر ہوتا ہی۔ کما فی البیضاوی وغیرہ اور بعض نے سماء سے آسمان مراد لیا اور ابتداے سورۂ بقرہ مین مترجم نے دونون قول مین توفیق بیان کردی ہی یعنے اول معنے تو عام فہم ہین اور دوسرے معنے اہل معرفت و علماء کی فہم کے لائق ہین۔ اور دونون صحیح ہین اور حدیث ہی صحیح مین کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اُتارا پس صبح کی دو فریق نے ایک مومن و ایک کافر پس جس نے کہا کہ فلان ستارے کی وجہ سے پانی برسا وہ اللہ تعالیٰ سے کافر اور ستارہ کا مومن ہی اور جس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اپنی قدرت و رحمت سے برسایا وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا۔ لَّكُمْ مِّنْهُ تمھارے لیے اس پانی سے شَرَابٌ پینے کی چیز ہی۔ کیونکہ شراب ہر ایسی چیز کا نام ہی جو پی جاوے جیسے طعام جو چیز کھائی جاوے اور یہ حرام چیز نشہ والی جسکو ہماری زبان مین شراب بولتے ہین اسکو عربی مین خمر کہتے ہین ولیکن اگر کوئی شخص اردو زبان مین قسم کھاوے کہ اگر زید شراب پیے تو اُسکی جورو کو طلاق ہی تو اس سے شراب نشہ والی یعنے خمر مراد لیجاویگی حتے کہ پانی پینے سے اُسکی جورو پر طلاق نہوگی معلوم ہوا کہ ہماری عرف مین شراب کا لفظ خمر کے لیے حقیقت ہوگیا۔ وَّمِنْهُ شَجَرٌ اور اسی پانی سے شجر ہین یعنے ہر قسم کے درخت پیدا ہوتے ہین کبھی عرب والے گھاس کو نجم کہتے ہین جسکی ڈنڈی نہو جیسے کلا ہوتی ہی اور شجر ڈنڈی دار کو کہتے ہین اور ظاہرا یہان مراد عام ہی کہ سبزہ پیدا کیا فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ اسی شجر مین تم چراتے ہو یعنے اپنے جانورون کو اس سے چارہ دیتے ہو۔ زجاج رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جو زمین سے اُگے وہ شجر ہی۔ الحاصل آسمان سے پانی نازل فرمایا جس سے تم نے خود پیا اور اُس سے سبزہ پیدا کیا جس سے اپنے چارپائے چراتے ہو جنکے منافع اوپر فرمائے ہین۔ بعض مفسرین نے کہا کہ اسمین ایک خلق عمدہ سکھلایا کہ آدمی اپنے مملوکہ جانور وغیرہ پر بھی زیادہ خیال [illegible] یہان جانورون کا چارہ پانی مقدم کیا پھر آگے آدمیون کی ذاتی غذا بیان فرمائی۔ اقول حدیث مین ہی کہ تمھارے لیے ہر جگر [illegible] جانور مین ثواب اگر کہا جاوے کہ حدیث مین تو آیا کہ آدمی پہلے اپنی ذات پر خرچ کرے پھر اپنے عیال سے شروع کرے جواب یہ ہی کہ آیت مین اہتمام [illegible] بیان ہی اور خرچ کرنے کا طریقہ حدیث مین مذکور ہی۔ آدمی پر لازم ہی کہ جانور رکھے تو اُسکے کھانے پانی کی [illegible] پھر منافع منھ فرمائے۔ يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ پیدا فرماتا ہی تمھارے لیے اسی منھ [illegible]

[illegible] اگر کہو کہ حدیث مین ہی کہ جس گھر والون مین خرما نہو وہ بھوکے ہین کما فی الصحیحین تو جواب یہ ہی کہ اس حدیث مین کہ جس لوگون کے پاس خرما بھی نہون وہ فاقہ سے ہونگے انکو سوال حلال ہی کیونکہ دوسری حدیث سے ثابت ہی کہ وہ گھر خوراک سے خالی نہین ہوتا پس توجیہ دھون ماور یہ معنے نہین ہین کہ اناج ہو اور خرما نہو تو فاقہ ہی فاحفظہ۔ وَالزَّيْتُونَ اور اُگاتا ہی اس سے زیتون کو جسکو عرب کہتے ہین عرب اسکو روٹی کے ساتھ کھاتے اور زیادہ برکت کی چیزون مین سے ہی۔ وَالنَّخِيلَ اور درختان خرما کو جن سے خرما ہوتا ہین اور وہ غذا بھی ہی اور انگور کے ساتھ الطف ہوتا ہی۔ واضح ہو کہ خرما کو پانی کے ساتھ غذا مقرر کرنا چند روز مین سخت امراض پیدا کرتا ہی ولیکن اللہ تعالے نے مکہ معظمہ وحجاز مین اسکا ضرر نہین رکھا اور یہ اللہ تعالے کی قدرت بدعاے حضرت خلیل علیہ السلام وہان کے لوگون مین ظاہر ہی جنکو پھلون سے رزق عطا ہوا ہی۔ وَالْأَعْنَابَ اور انگورون کو یعنے مختلف قسمون کے انگور پیدا کیے۔ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ اور ہر قسم کے پھلون سے جنکا شمار کرنا تمیز متعذر ہی بلکہ اللہ تعالے کی قدرت ونعمت دیکھنے کو مذکور ہوئے مین غور کرو اور شکر واحسان مانو۔ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ یعنے پانی نازل کرنے اور اسطرح اُگانے مین آیت عظیمہ ہی جو دلیل ہی اللہ تعالے کی کمال قدرت پر اور فقط اُسی کی ربوبیت پر ایسی قوم کے لیے جو فکر کرتی ہین اور ادنے درجہ یہ کہ ایک پتی جو اللہ تعالے نے پیدا فرمائی اسکا مثل ناممکن ہی اور واضح ہو کہ اس سورہ مین آیت کا سات جگہ ذکر ہی پانچ جگہ مفرد اور دو جگہ جمع ہی۔ کرمانی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ مفرد سے اشارہ بوحدانیت مدلول ہی کیونکہ آیت دلیل ہی یعنے اللہ تعالے اور جہان جمع ہی وہ بمناسبت مسخرات ہی۔ انتہے۔ اور فکر عام وخاص ہی اور عام یہ کہ دانہ زمین مین غائب کیا گیا اور تری سے پھول کر پھٹا اور کلا نکلا اور ہوا کی طرف بڑھا اور زمین مین جڑین پھیلین اور اوپر شاخین وپتے ورنگین وخوشہ وپھل پھول قسم قسم کے خوشبو ومزہ واقسام منافع وانواع آثار ظاہر ہوئے پس جس نے اسمین فکر کی اسپر اللہ تعالے کی کمال قدرت والوہیت ووحدانیت مین شبہہ بھی نہین رہتا۔ اور خاص فکر مین نہایت اعلے ہین۔ پھر سماوی مسخرات بیان فرماتے بقولہ۔ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ اور مسخر کردیا تمھارے لیے رات کو اور دن کو۔ یعنے دونون کو ایسے طور پر کردیا کہ جسطرح اُنکے حق مین نافع ہی اور اُنکی ضرورتین پوری ہوتی ہین اسی طرح یکے بعد دیگرے ہمیشہ آتی رہتی ہین اور اُنکے اوقات وآثار مین پرورش پاتے ہین۔ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اور مسخر کردیا سورج اور چاند کو۔ یہ دونون بھی اسی طرح مسخر ہین۔ وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ حفص رحمہ اللہ تعالے کی قراءت عاصم رحمہ اللہ تعالے سے بالرفع ہی یعنے نجوم مسخرات ہین اللہ تعالے کے حکم سے یعنے ایسی چال پر برابر چلتے ہین کہ آدمی انسے اوقات وفصول معلوم کرتے ہین اور اس کلام سے فلاسفہ ومنجمون کا قول مردود ہوگیا جو کہتے ہین کہ سیارے وستارے اس عالم سفلی مین تصرف کرتے ہین اور انھین کی تاثیرات سے فصول وبجگی وغیرہ آثار ہوتے ہین پس اللہ تعالے نے آگاہ فرمادیا کہ یہ سب اللہ تعالے کی ارادت کے موافق مقہور ومسخر ہین پس جہل اس مقام پر فقط یہ ہی کہ انکے واسطے تاثیرات قرار دی اور یہ ظاہر ہی کہ جسطرح اللہ تعالے نے مسخر کردیا اسطرح جاری ہین پس اگر رفتار کا حساب رکھا جاوے تو وقت معلوم ہوتا رہیگا ولیکن اللہ تعالے جب تک چاہے ہوگا اور جب چاہے فرق ہوگا اور یہی معنے حدیث صحیح سے ماخوذ ہین کہ نجومی کے قول پر انکی تاثیرات اختیاری کا یقین کرنا کفر ہی اور یہین سے معلوم ہوا کہ بعضون کا قول مردود ہی کہ نجومی اپنے حساب چاند پر روزہ رکھے اگرچہ چاند نظر نہ آیا ہو یہ قول بالکل ضعیف بلکہ باطل ہی دو وجہ سے ایک یہ کہ تاثیر اختیاری نہین ہوتو فرق ہوجانا ظاہر ہی اور یہ تجربہ ہوگیا کہ بارہا خبری مین چاند لکھا مگر اُس دن نہوا حالانکہ مطلع بالکل صاف تھا اور دوم یہ کہ امر شرعی عام وخاص کے لیے یکسان ہی تو جبھی حکم متعلق ہوگا جب سب دیکھین تو نجومی کے حساب پر کوئی حکم متعلق نہوگا فافہم۔ غرضکہ

یہ سب سیارے وستارہ مسخر بامر الٰہی ہین - اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ
نورانی کے ذریعہ سے اللہ تعالے کی وحدانیت والوہیت پر اور کوئی شریک نہونے بلکہ شریک نہ
ابوالسعود وبیضاوی وغیرہ سے مفہوم ہو کہ یہان قوم ذیعقل کے واسطے اس لیے آیات فرمائین کہ
ہین اور وہ عقل سے معلوم ہوتے ہین اور یہ عقل اسوقت تربیت یافتہ ہوتی ہو کہ آثار سفلی سے ایمان لاکر
اور بعضے گمراہ خالی حواس کو عقل تصور کرکے حیران وسرگردان ہوتے ہین - بالجملہ عالم علوی کی آیات بعد عقل کے
نور افعال وصفات الٰہی اہل معرفت کو زیادہ ظاہر ہوتے ہین لہذا فرمایا وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا
اور مسخر کردیا تمھارے لیے جو پیدا کیا زمین مین درحالیکہ انکے رنگ مختلف ہین - قتادہ رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ
طرح طرح کے اللہ تعالے کی نعمتین تمپر ہین انکا شکر ادا کرو - اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّذَّكَّرُوْنَ اس میں
آیت ہو ایسی قوم کے لیے جو بیدار ہین جس نے تذکر کیا اُس نے عبرت پائی اور عبرت سے اصل مقصود پر راہ پائی - اور غافل اپنی عمر کو غفلت
مین ختم کرکے ایک روز مر جاتا ہی - بالجملہ اُنکی ذاتی ضرورات کی نعمتین وآسمانی وزمینی نعمتین ذکر کرکے سمندر کے انعام کو ذکر فرمایا
وَهُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِیًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْیَةً
اور وہی ہی جسنے کام لگایا دریا کہ کھاؤ اسمین سے گوشت تازہ اور نکالو اُس سے گہنا
تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِیْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ
جو پہنتے ہو اور دیکھے تو کشتیان پھاڑتی چلتی اُسمین اور اسواسطے کہ تلاش کرو اُسکے فضل سے اور شاید
تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاَلْقٰى فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا
احسان مانو اور ڈالے زمین مین بوجھ کہ کبھی جھک پڑے تمکو لیکر اور ندیان بنائین اور راہین
لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَعَلٰمٰتٍ ۭ وَبِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ ۝ اَفَمَنْ یَّخْلُقُ
شاید تم راہ پاؤ اور بنائے پتے اور تارے سے لوگ راہ پاتے ہین بھلا جو پیدا کرے
كَمَنْ لَّا یَخْلُقُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا
برابر ہو اُسکے جو کچھ نہ پیدا کرے کیا تم سوچ نہین کرتے اور اگر گنو نعمتین اللہ کی نہ پورا کرسکو
اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝
بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہی

وَهُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ رب وہی ہی جس نے مسخر کردیا سمندر یعنے ایسی حالت پر کردیا کہ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِیًّا
تاکہ تم اس سے کھاؤ گوشت طراوت والا - مراد مچھلی ہی اور اس سے معلوم ہوا کہ مچھلی مین فوائد کثیر ہین اور مچھلی کے گوشت
صریح مذکور ہی یس اس سے ایک مسئلہ کا حکم نکلا کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ گوشت نہ کھاؤنگا تو مچھلی کھانے سے حانث ہوگی
واُنکے اصحاب کا قول ہی ولیکن علماے حنفیہ وشافعیہ کے نزدیک جھوٹا نہوگا اس لیے کہ قسم کا مدار قسم کھانے والے کی نیت
لوگون مین گوشت وہی کہلاتا ہی جو خون سے پیدا ہو تو اس معنے مین مچھلی مین گوشت نہین

ہوگا تاہیر ہوجائیگا - اس تقریر کے موافق اگر یہ قسم کھاوے کہ جو واقع مین گوشت ہو اُسکو نہ کھاؤنگا تو مچھلی کھانے سے جھوٹا ہونا چاہیے
سے معلوم ہوا کہ واقع مین مچھلی مین تروتازہ گوشت ہی اگرچہ لوگون کی بول چال مین اُسکو گوشت نہ کہتے ہون - اسکی نظیر یہ ہی کہ تن زیب پہنونگا
سے جھوٹا ہوگا کیونکہ اسکو عرف مین تن زیب نہین کہتے لیکن اگر اس نے یہ معنے لیے کہ جس سے تن کی زیب وزینت ہو تو جھوٹا پڑجائیگا
یعنی - وَتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ اور تاکہ نکالو اسمندر سے حِلْيَةً زیور یعنے موتی ومرجان - تَلْبَسُوْنَهَا جسکو تم پہنتے ہو -
واضح ہو کہ سب سمندرون سے موتی نہین نکلتے ہین تو مراد یہان شور سمندر ہی اور امام بزار رحمہ اللہ تعالے نے عبداللہ بن ابی عمرو سے موقوف
روایت کی کہ غربی سمندر نے خواہش کی کہ آدمیون کو غرق کرے جب قابو پاوے تو اللہ تعالے نے آدمیون کے لیے اپنی قدرت سے حفظ دیا اور
صید وحلیہ سے اسکو محروم فرمایا اور شرقی سمندر نے خواہش کی کہ انکو مثل والدہ کے پرورش کرے تو اسکو صید وحلیہ نصیب کیا گیا - بعضے لوگ اسکو
حدیث بیان کرتے ہین مگر صحیح نہین ہی اور اس سے معلوم ہوا کہ موتی نکالنا اور اُسکی اجرت وغیرہ کے مسائل فقہی جائز ہین مگر اجارہ مین کوئی تعداد
معلوم کی ہو اور واضح ہو کہ موتی حاصل ہونے سے پہلے خالی تخمینہ پر ٹھیکہ وبیع باطل ہی کیونکہ یہ قمار ہی - مسئلہ موتی زیور ہی تو جواب یہ کہ ظاہر
آیت مین زیور ہی - اگر کہا جاوے کہ پھر مردون کو کیونکر روا ہوا کہ فرمایا تلبسونہا - جواب یہ کہ یہان مراد تم سے آدمی ہین جنمین عورتین شامل ہین یا کہا جاوے
کہ تمھاری عورتین پہنتی ہین - غرضکہ فتوے یہی ہی کہ موتی زیور ہین اور مردون پر انکا پہننا حرام ہی - بعضے علمار نے کہا کہ زیور کی حرمت عام نہین ہی بلکہ
ایسے زیور حرام ہین جو عورتون کے ہون یا عورتون سے مشابہت پیدا کرین اور فقہاے حنفیہ نے رد کردیا کہ ہمارے یہان بڑا زیور عورتون کیواسطے
موتی ہین سو اگر وہ مردون پر حلال ہو تو فرق کیا ہی - تم پہنتے ہو اس لفظ سے جواز نہین نکلتا جبکہ یہان آدمیون پر احسان بیان فرمانا منظور ہی
اور عورتین انمین داخل ہین یا یون کہو کہ تمھارے لیے عورتین پہنتی ہین بہرحال مردون پر جائز نہین ہی - مسئلہ موتی مین زکوۃ ہی تو ابن
ابی شیبہ نے اپنی اسناد سے حضرت ابوجعفر رحمہ اللہ تعالے سے روایت کی کہ انھون نے اس آیت کو پڑھکر فرمایا کہ زیور مین زکوۃ نہین ہی -
یہ قول ظاہر مذہب حنفیہ اسکے موافق ہی کہ زیور مین زکوۃ نہین اور جواہرات مین زکوۃ نہین ہی اور انواع جواہر مین سے کسی کے بارہ مین زکوۃ کا
حکم وارد نہین ہوا سبا بجملہ جواہر مین زکوۃ نہونا معروف ہی اور زیور کی زکوۃ مین اختلاف ہی کیونکہ صحیح کی حدیث سے ثابت ہوتا ہی کہ ایک عورت کے
فرمایا کہ تو اپنے ان سونے کے کنگنون کی زکوۃ دیتی ہی الخ اور اس حدیث مین ہی کہ اس نے دونون کو صدقہ کردیا پس اس سے ظاہر ہوا کہ زکوۃ
ہوتی ہی لہذا متاخرین مشائخ حنفیہ نے زکوۃ کا فتوے دیا وتمام کلام فقہ مین ہی - وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ اور تو دیکھتا ہی
کشتیون کو چیرتے والیان اسمین یعنے قدرت الٰہیہ سے ہی کہ سمندر کو کشتیان پھاڑتی چلی جاتی ہین - اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی
کہ سمندر مین چلی جاتی ہین ضحاک رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ ہواے موافق مین چلتی ہین واضح ہو کہ اسمین لطیف اشارت ہی کہ بندون کے
افعال مخلوق الٰہی ہین - وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ یعنے تاکہ تم سوار ہو اور تاکہ تجارت کرو اور فضل الٰہی سے نفع کماؤ وَلَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُوْنَ اور تاکہ تم اللہ تعالے عزوجل کی شکرگزاری کرو - وقولہ تعالے وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ مشہور یہ ہی
کہ زمین کو اللہ تعالے نے پہاڑ قائم کرکے ٹھہرایا اور معنے اسکے یہ ہین کہ گوشت کی طرح پھولتی تھی اور یہ امر بسبب خوف الٰہی کے تھا چنانچہ ابن جریر رحمہ اللہ نے
حسن بصری رحمہ اللہ تعالے سے اور حسن نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب اللہ تعالے نے زمین کو پیدا کیا تو اس نے عرض کی کہ ای رب تو مجھپر
چیزین پیدا کرین اور مجھکو آباد کرین اور مجھمین نہریں اور پانی کردے اور فرمایا کہ پھر اللہ تعالے نے اُسپر پہاڑ قائم کردیے جو تمکو نظر آتے ہین اور جو
نہین اور جب زمین کو گوشت کی طرح پھولتے دیکھا تو اسکو پہاڑون سے میخ کردیا ہی - اور عبدالرزاق نے بسند جید حسن بصری رحمہ اللہ تعالے سے روایت کی کہ

Marfat.com

زمین پیدا کی گئی تو موج مارتی تھی پس ملائکہ نے کہا کہ یہ تو کسی کو اپنے اوپر نہ رہنے دیگی پھر ایک صبح کو دیکھا کہ [illegible]
نہوا کہ پہاڑ کس چیز سے پیدا ہوئے ہین۔ سعید رحمہ اللہ تعالے کی روایت مین حسن رحمہ اللہ تعالے نے مانند اسکے [illegible]
کیا ہی اور رواسی کے معنے ثوابت ہین یعنے ایسے پہاڑ جو جمے ہوئے ہین اور انھین کو اوتاد سے تشبیہ فرمایا۔ اور [illegible]
ساتھ ایسے جوہر سے ہی جو سخت ہی کیونکہ زمین کو یہ اضطراب بسبب نرمی کے تھا جو پہاڑون کی سختی سے زائل ہوا [illegible]
وخاص بندون مین سے بعضے اُوتاد ہوتے ہین کہ جیسے اپنی ذات مین مستقیم وثابت قدم ہوتے ہین ویسے ہی اللہ تعالے کی [illegible]
مقدر مین ثابت وراسخ ہوتے ہین حتے کہ اگر کوئی قوم ہلاک کیجاوے اور کوئی جہاز غرق کیا جاوے یا کسی شخص پر عذاب [illegible]
بغیر اضطراب وجنبش کے دیکھتے ہین اور پہاڑون کی سختی اس سے ثابت ہی جو فرمایا ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فہی کالحجارۃ او اشد قسوۃ الآیہ
اور قرآن واحادیث مین بکثرت ثابت ہی کہ پہاڑ تسبیح کرتے ہین جیسے قولہ تسخرنا مع داؤد الجبال یسبحن والطیر۔ اور جیسے حدیث مین ہی کہ اُحُد کا
پہاڑ ہمکو دوست رکھتا ہی اور ہم اُسکو۔ اور بعضے پہاڑ کی نسبت کہا کہ وہ ہمکو دشمن رکھتا ہی اور واضح ہو کہ بعضے جاہل اسکو بعید سمجھتے ہین
حالانکہ انکے پاس کوئی دلیل نہین کیونکہ جسم ہونے مین جیسے یہ لوگ ویسے پہاڑ اور باقی خصال مین مختلف ہین تو یہ کیونکر معلوم ہوا کہ انمین
تسبیح کی لیاقت نہین ہی ہان اسقدر ظاہر ہی کہ آدمیون کی طرح منھ وزبان سے نہین ہی فافہم۔ وَاَنْهٰرًا اور پیدا کردین زمین مین نہرین
یعنی دریا جیسے نیل وفرات وسیحون وجیحون۔ اور اکثر دریا پہاڑون سے نکلتے ہین۔ وَسُبُلًا اور پیدا کردین راہین کہ ایک مقام سے
دوسرے مقام تک پہونچو۔ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ یعنی تاکہ تم عبرت حاصل کرو اور اپنے رب عزوجل کی توحید اور دار آخرت
کی راہ پاؤ۔ وَعَلٰمٰتٍ اور پیدا کردیے اسمین نشانات چنانچہ ان نشانون سے خشکی وتری کے راستون مین سیدھے اور ٹیڑھے
کی شناخت کرتے ہو۔ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ اور نجم یعنے ستارہ سے وہ راہ پر آجاتے ہین۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے مروی ہی کہ دن مین پہاڑ ودریا وغیرہ علامات ہین اور رات مین ستارے ہین۔ قتادہ رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اللہ تعالے نے
ستارون کو تین فائدون کے لیے پیدا کیا یعنے ہمکو یہ فائدے بتلا دیے ہین ایک یہ کہ آسمان کی زینت ہو دوم یہ کہ راستون کی علامات ہون
اور تیسرے یہ کہ شیاطین کے لیے رجوم ہون سو جس نے ان باتون کے سوائے گفتگو کی اس نے ایسی بات کا تکلف کیا جسکا اُسکو علم نہین ہی
پھر مشرکون وغافلون کو ملامت فرمائی بقولہ اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ یعنے جس نے ایسی مخلوقات نادرہ الثمرات کثیرہ ومنافع جلیلہ
تمپر پیدا کردیے ہین کیا وہ ویسا ہی جو کچھ نہین پیدا کرتا یعنے بت وغیرہ جو کوئی مخلوق ہو اسکو اللہ تعالے کے ساتھ شرک نہین ہی۔ واضح ہو کہ
ظاہر یہ تھا کہ یون کہا جاوے کہ کیا بت وغیرہ جنکے ساتھ شرک لایا جاتا ہی جو کچھ پیدا نہین کرسکتے ہین ایسے ہین جیسے اللہ تعالے جس نے سب کو
پیدا کیا اور اسقدر حیوان والوان اجرام علوی واجسام سفلی پیدا کردیے اور وہی پیدا کرتا ہی۔ لیکن یون نہین فرمایا بلکہ [illegible]
تو اسمین مشرکون وکافرون پر سخت ملامت ہی کہ جس نے پیدا کیا اُسکی عبادت واحکام سے منھ موڑے ہوئے ہین اور [illegible]
بنایا ہی۔ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ کیا تمکو تذکر اور سوجھ بوجھ نہین ہی یعنے کسقدر ظلمت وجہالت ہی کہ [illegible]
اسمین اعلے درجہ کی جملہ صفات واجب ہین اور بالکل کسی چیز مین عاجزی یا احتاجی نہونا تو ضروری ہی [illegible]
رب تبارک وتعالے کے کسی چیز کی طرف حاجت نہ رہی تو جملہ شرک منقلع وعدم ہو پس جملہ طاعت [illegible]
کی طرف سے ہی۔ اور توفیق طاعت وسمجھ وہدایت وصحت وفراغت سب اسی کی نعمتین ہین اگر [illegible]

سلہ سمرکردہ ہنکے اور درختون کے ساتھ پہاڑون اور چوپایون کو بھی اللہ تعالے نے تسخیر کرکے انکو [illegible]

[illegible] مین کہ کبھی شمار مین نہین آسکتے کہ اوتعالے کسطرح اُسکی مناسبت ولائق تدبیر سے اُسکو صحت کے ساتھ پالتا ہی پھر دوسری نعمتون
[illegible] اقسام کا شکر کہانسے ادا کریگا اور شکر کی توفیق خود نعمت ہی اور جس زبان سے ادا کرے وہ بھی نعمت ہی پس توفیق وزبان کا شکر علیحدہ واجب ہوا
[illegible] نہوا تو معلوم ہوا کہ اداے شکر محال ہی لہذا فرمایا وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اور اگر تم
[illegible] کی نعمتین شمار کرو تو کبھی نہین گھیر سکوگے اسی واسطے کہا گیا کہ آدمی پر فرض ہی کہ یہ جان لے کہ نعمتہاے الٰہی کا شکر ادا نہین ہوسکتا
اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بیشک اللہ تعالے غفور ورحیم ہی کیونکہ اگر ان نعمتون کے شکر کا مطالبہ فرماوے تو بجا ہی اور ضرور ہی
کہ بندے عاجز ہونگے پھر عذاب کرے تو بجا ہی ولیکن وہی اور نعمت فرماتا ہی کہ بخشتا ہی اور رحم فرماتا ہی۔ کذا قال الشیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی
اور شیخ ابن جریر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ تم سے جو تقصیر ان نعمتون کے شکر ادا نہونے مین ہوتی ہی اُسکو بخشتا ہی جب تم اُسکی طرف توبہ کرکے
رجوع کرتے رہو اور رحیم ہی کہ جب طاعت ومرضیات مین لگے رہو تو تم کو عذاب نہین فرماتا ہی۔ واضح ہو کہ شکر الٰہی تو ادا ہو نہین سکتا کیونکہ
بندہ جہانتک کوشش کرے تو اللہ تعالے اُسی قدر عظیم ثواب عطا فرماتا ہی پھر اُسکا شکر دوچند بھاری ہوا حالانکہ اُس نے پہلے انتہائی
کوشش صرف کردی تھی مگر یہ معلوم ہوا کہ انتہاے کوشش مین عظیم ثواب ہی پس حدیث مین آیا کہ یون حمد کرے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا يُوَافِيْ نِعَمَهٗ وَيُكَافِيْ مَزِيْدَهٗ
یعنی حمد ہی اللہ تعالے کے واسطے ایسی حمد کہ اسکی نعمتون سے جو بیشمار ہین اسی طرح بیشمار ملتی جاوے اور مزید نعمتون کے ساتھ بھی کفایت فرمائی
جاوے۔ غرضکہ علماء نے کہا کہ یہ کلمہ حمد کا نہایت جامع ہی اور بندہ کو اس سے بار بار بے انتہا ثواب ہی۔ ف عرائس مین بعض اشارات
آیات کے اسطرح بیان کیے کہ قولہ والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم الآیہ جسطرح زمین پر تو انوار فیض ایجاد رب تبارک وتعالے کے
فعل سے منور ہوکر اسکی طاعت وعبادت کے لیے لرزتی تھی کہ اسپر پہاڑ سے سکون دیدیا اسی طرح قلب ایک زمین ہی جسمین طرح طرح کے معارف
اُگتے ہین اور جب یہ زمین انوار عظمت ازلی وابدی سے اور روشنی ذات وصفات کی تاب سے منور ہوکر لہرانے لگی اور اسکو زلزلہ واہتزاز ہوا
اور قریب آیا کہ ہواے ہویت مین پرواز کرے تو حق سبحانہ تعالے نے اُسپر علوم غیبی ومعارف سرمدی کے پہاڑ ایسے قائم کردیے کہ اپنے اشباح
وارواح کے ساتھ طیران نہین کرسکتی اور جن بندون مین ایسے قلوب ہوتے ہین وہ تمام کون ومکان وعالم انس وجان کے واسطے خود پہاڑ ثابت
وقائم ہوتے ہین اگر یہ نہون تو عالم کون ومکان غیب مین اور غیب الغیب مین پرواز کرے ومعدوم ہوجاوے۔ پھر ان قلوب کی زمین مین حق تعالے
نے حکمت بالغہ سے دریاہاے معرفت ومکاشفہ ومحبت وشوق وعشق وحکمت وفطنت جاری فرمائے ہین اور اسمین رستہ ارواح وعقول و
اسرار کے واضح کردیے جنکا وصول درگاہ قدس تک ہی اور یہ سب راستہ حد شمار سے باہر وبے نہایت ہین اسواسطے کہ اللہ تعالے کی طرف
راہین غیر متناہیہ ہین کیونکہ حق تعالے خود اپنی شان پاک سے غیر متناہی ہی پس بعض راہین تو عقول کے واسطے ہین جو انوار آیات کو پہونچتی ہین
اور بعض راہین ارواح کے انوار صفات تک ہین اور بعض راہین اسرار کے لیے انوار الذات تک ہین اور اللہ تعالے اپنے جمال وجلال سے
[illegible] سے بطریق کشف وعیان کے اسرار قلوب پر ظاہر ہوتا ہی اور اگر یہ کشف نہوتا تو عقول وارواح واسرار کو اس پاک سبحانہ وتعالی تک
[illegible] نہین ہوسکتی۔ قال المترجم شیخ عارف سہروردی رحمہ اللہ تعالے اور شیخ عارف سید الاولیاء جنید رحمہ اللہ تعالے کا قول
[illegible] ہی کہ الطریق الی اللہ بعدد انفاس الخلائق وکلہا مسدودۃ الا علی من اقتفی اثر الرسول صلے اللہ علیہ وسلم۔ یعنے اللہ تعالے کی طرف
[illegible] خلائق کی تعداد پر ہین یعنے ہر نفس کے واسطے اسکی طرف راہ ہی اور یہ سب راہین بند ومسدود ہین مگر اُس شخص پر کشادہ ہوتی ہین جو
[illegible] السلام کے قدم بقدم روان ہو۔ یہ کلام صحیح اور پاکیزہ ودقیق ہی اور یہ سب صراط مستقیم ہی اور ہر نفس کے لیے راہ ہونا اس معنے

Marfat.com

ہین ہی جسکی توضیح شیخ مصنف رحمہ اللہ تعالے نے اوپر بیان فرمائی فافہم پھر اللہ تعالے نے سبب عرفان غیر [illegible]
وجبروت سے انوار مشاہدہ وعلامات معرفت لوگون کو دکھلائے فقال تعالے وعلامات وبالنجم ہم یہتدون [illegible]
انوار افعال الہی ہین اور عالم مین زیادہ خاص علامات اولیاء واہل معرفت ہین کہ دوام وسرمدیت مین [illegible]
کرے وہ واصل بمراد ہو۔ کیا تونے نہ دیکھا کہ کیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم
مانند ستارون کے ہین تم جسکے اقتدا کرو راہ پاؤگے۔ مترجم کہتا ہی کہ صحیحین کی حدیث مین بھی اسی طرح [illegible]
امتہ الحدیث اور ہم لوگون کے واسطے انہین معارف جلیلہ بیان کردیے ہین۔ قال الشیخ صدیقین کے چہرون [illegible]
ہوتے ہین اور انکے اسرار کے آگے آفتاب کو ذرہ برابر نسبت نہین ہی جو کوئی انکے چہرون پر دقیقہ دیکھے وہ انوار حق [illegible]
مستفیض ہوگا۔ شیخ مکی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ راہ ہدایت پر علامات وشواہد ہوتے ہین جس نے ان علامات [illegible]
ہدایت پر پہونچ گیا اور معدن قرب اسکو کشف ہوا اور جس نے نجوم معرفت سے راہ ڈھونڈھی وہ راہ ہدایت پر روانہ ہوا اور انتہا [illegible]
پہونچا اور حق تعالے پر سوائے حق کے کوئی دلیل نہین ہی اور نہ کوئی علامت ہی جو اسکی سے آگاہ کرے بلکہ خود وہی اپنی ذات پاک کیواسطے
دلیل ہی اور کسی کو اسکی طرف راہ نہین ہی اور نہ کسی مخلوق کو اسکی طرف راہ ہی پس جو اسکی طرف واصل ہوا اسی کے فضل سے واصل ہوا اور جو
اس سے منقطع ہوا تو سابق مشیت سے منقطع ہوا۔ پھر اللہ تعالے نے نعمتہاے غیر متناہی کو بیان فرمایا بقولہ وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوہا۔ اسکی
نعمتین سب سابقہ نعمت عنایت ہین وہ ازلی ابدی ہی اور حوادث اسکے حصر سے قاصر ہین۔ اعاظم نعمتون سے اصاغر تک اپنے مقدر سے
بکسان ہین اسکی نعمت معرفت عارفون کے دلون مین ہی اسکی نعمت توحید موحدون کے دلون مین ہی اسکی نعمت محبت قلوب محبین مین ہی اسکی
نعمت شوق قلوب مشتاقین مین ہی اور نعمت انس قلوب مستانسین مین اور نعمت ارادت قلوب مریدین مین اور نعمت ایمان قلوب مومنین
مین ونعمت اسلام قلوب مسلمین مین ہی اور ان نعمتون مین سے ہر ایک کا معدن ذات وصفات ہی کہ ہر نعمت بزیادہ کشف زائد ہوتی ہی تو زبان
کہان ہی جو اسکی نعمتون کا شمار کرے اور مخلوق تو اسکے ایک قطرہ آب زلال کے شکر سے عاجز ہی پھر بھلا اسکی نعمت مشاہدہ کے شکر سے کیونکر
عاجز نہوگی لیکن یہ اسکی رحمت ومغفرت ہی کہ خود ہی حمد وشکر ہمنا بیان فرمایا کیونکہ وہی علیم ہی کہ بندے اسکے شکر سے بالکل عاجز ہین ہی واسطے
فرمایا۔ ان اللہ لغفور رحیم۔ اور شیخ ابن عطار رحمہ اللہ تعالے نے اس مقام پر کہا کہ آدمی کا نفس وقلب وروح وعقل ہی اور جسکے
ومعرفت ودین ودنیا ہی اور طاعت ومعصیت وابتدا وانتہا ووقت واصل ووصل وفصل ہی پس نفس کی [illegible]
احسان کا مرتبہ قرب ہی وہ ان نعمتون مین عیش کرتا ہی اور روح کی نعمت خوف وامید ہی وہ ان نعمتون مین عیش کرتا ہی اور [illegible]
کے یقین وایمان ہی جسمین عیش کرتا ہی اور نعمت عقل کی حکمت بیان ہی جسمین سرور وخوش ہی اور نعمت [illegible]
مین عیش کرتی ہی ونعمت محبت الفت ومواصلت اور امن از طرد وہجران ہی وہ النفس [illegible]
ومواقع وتوفیق بے شمار ہین انکا شمار بالکل حد بشری سے خارج ہی فافہم۔ پھر حق [illegible]

انکار پر وعید فرمائی ابو الہ تعالے

فَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ

اور اللہ جانتا ہی جو چھپاتے ہو اور جو کہ [illegible]

Marfat.com

وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ

اور آپ پیدا ہوتے ہین مردے ہین جنمین جی نہین اور خبر نہین رکھتے

اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ع ۱۲

کب اٹھائے جائینگے معبود تمہارا معبود ہی اکیلا سو جو یقین نہین رکھتے پچھلے دن کی زندگی کا

قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ

اُنکے دل نہین مانتے اور وہ مغرور ہین ٹھیک بات ہی کہ اللہ جانتا ہی جو چھپاتے ہین

وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ۝

اور جو جتاتے ہین بیشک وہ نہین چاہتا غرور کرنیوالون کو

اللہ تعالے نے بیشمار نعمتون کو ثابت کرکے آگاہ فرمایا کہ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ یعنے جو اعتقادات وخیالات تمھارے دلون مین پوشیدہ ہین یا پوشیدہ اعمال کرتے ہو وہ بھی اور جو ظاہر کرتے ہو وہ بھی اللہ تعالے سب جانتا ہی پس نیک و بد ہر ایک کو ویسی ہی جزا و سزا دیگا۔ اسمین ریاکاری و بدنیتی کا حکم بھی نکل آیا اور حدیث صحیح مین ہی کہ اللہ تعالے فرماتا ہی کہ جس نے کوئی فعل وعمل کیا جسمین میرے ساتھ کسی کو شریک بتایا تو اُسکو مین چھوڑ دیتا ہون اور شرک کے ساتھ کر دیتا ہون یعنے اللہ تعالی غنی ہی اُسکو بندہ کے اعمال سے پروا نہین ہی تو مشرک کا عمل اسکے شرک کے ساتھ رہ گیا۔ دوسری حدیث سے ثابت ہو کہ قیامت مین شرک ریا کے ساتھ عمل کرنے والے جسکے دکھلانے یا سُنانے وغیرہ کے واسطے کرتے تھے اُسی کے پاس دفع کیے جاوینگے کہ دیکھو تم اس سے کچھ لے ہو یعنے محض محروم و شدت حاجت کے وقت مایوس و خوار ہونگے۔ اسمین کافرون پر ملامت و تنبیہ ہی کہ جسکی عبادت کیجاوے وہ خالق مالک اور پوشیدہ وظاہر اور دلی بھید سے آگاہ ہو تاکہ اُس سے ثواب کی امید و عذاب کا خوف ہو اور بتون وغیرہ کے مانند نہو کہ جنکو کچھ بھی شعور نہین خود پوجنے والے سے بدتر ہین۔ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ یعنے جو لوگ کہ اللہ تعالے کے سوائے غیرون کو پرستش کرتے ہین ہر ظاہر و باطن انکا محکوم بناتے ہین تو وے لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا اُنکے معبود ایسے ہین کہ کچھ چیز بھی نہین پیدا کرتے حتے کہ ایک پتی بھی نہین بنا سکتے ہین۔ خود آدمی اپنے نفس کے خیالات پر چلتا ہی اور اللہ تعالے سے مُنکر و غافل ہوتا ہی حالانکہ خود بھی کوئی چیز نہین وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ اور وہی پیدا کیے جاتے ہین۔ حتے کہ بت اور جتنی چیزین [illegible] آدمی کے فعل سے تراشی و بنائی جاتی ہن مگر خالق درحقیقت وہی ہی جس نے بندے کا فعل پیدا کیا لہذا ہر چیز مخلوق الٰہی ہوئی واسطے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول بیان فرمایا اتعبدون ما تنحتون یعنے اے بت پوجنے والو کیا تم معبود بناتے ہو ایسی مورتون کو جنکو تم خود تراشتے ہو۔ چونکہ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ آدمی نے خود ان مورتون کو موجود کیا ہی تو آگے فرمایا۔ واللہ خلقکم وما تعملون۔ اور حال یہ ہی اللہ تعالے نے پیدا کیا تمکو اور جو تم عمل کرتے ہو پس ظاہر ہوا کہ اللہ تعالے نے ہمکو پیدا کیا اور ہمارے اعمال کو ہمارے واسطہ سے پیدا کیا تو ہمارے اعمال سے جو ظاہر ہوا مثلاً بت تراش کر بن گیا اسکو بھی اُسی نے پیدا کیا جیسے منہ سے ظاہر کھیتی اُگتی ہی لیکن حقیقت مین منہ کو وہی پیدا کرتا ہی اور کھیتی کو وہی اُگاتا ہی۔ اس سے ظاہر ہوا بت وغیرہ آدمیون سے بھی زیادہ بدتر درجہ کی مخلوق ہین کہ آدمی کے واسطہ سے پیدا ہوئی ہین پس جو آدمی خود انکا بندہ بن جاوے اور معبود قرار دیوے وہ اشد جاہل واندھا ہی کہ بت تو خود اسکے واسطہ سے بنائے ہوئے ہین۔ اَمْوَاتٌ مردے ہین یعنے انمین

Marfat.com

روح تک نہین ہی جو انسان مین ہوتی ہی۔ غَيْرُ اَحْيَاءٍ زندے نہین ہین یعنے جس حیات سے ان
نہین ہی اگرچہ مخلوقیت کی حالت موجود ہی پس نہ دیکھتے ہین سنتے ہین نہ انمین عقل ہی اور نہ شعور۔ وَمَا يَشْعُرُونَ
اور کچھ انکو شعور نہین کہ وہ کب اُٹھائے جاوینگے۔ مفسرین نے یہان کئی معنی بیان کیے۔ ایک یہ کہ
نہین کہ قیامت کب ہوگی تو بھلا ایسی چیزون سے تم ایسی حالت مین کیا امید رکھتے ہو کہ تمکو کچھ نفع ہوگا
دوسرا وہ جو بیضاوی رحمہ اللہ تعالے وغیرہ نے لکھا کہ یہ معنے ہین کہ بتون کو یہ بھی نہین معلوم کہ کب قیامت
اس سے معلوم ہوا کہ بت بھی مثل آدمیون کے حشر مین اُٹھائے جاوینگے۔ اور اسکے مؤید حدیث مین بھی ہی کہ اللہ
فرماویگا جنکے ساتھ شیاطین ہونگے پس سب کو دوزخ مین ڈالے جانے کا حکم فرماویگا۔ اسکے مؤید آیت کریمہ بھی ہی کہ انکم وما تعبدون
حصب جہنم۔ یعنے تم اور جن چیزون کو تم پوجتے ہو سوائے اللہ تعالے کے سب جہنم کا ایندھن ہین سوم یہ کہ نہین شعور رکھتے یہ بت کب اُٹھائے جا
انکی عبادت کرنے والے اور یہ بت پرستون کے اعتقاد پر لطور ملامت کے ہی ورنہ بت تو کچھ بھی نہین شعور رکھتے ہین۔ چہارم بعضون نے کہا کہ یہان مخلوق
تک کلام ختم ہوا اور اموات غیر احیا سے بت پرستون کی مذمت ہی یعنے بت پوجنے والے حیات جسمانی کے سوائے اصلی حیات نہین رکھتے ہین مر
دل ہین انکو حشر و بعث کا اعتقاد نہین ہی۔ قول دوم احسن ہی واللہ اعلم۔ پھر اللہ تعالے نے واقعی اعتقاد ارشاد فرمایا۔ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ
تمہارا معبود اللہ واحد ہی ہر فعل مین و تمام صفات کمال مین وہی فرد احد صمد ہی اُسکے سوائے کوئی معبود ہو نہین سکتا ہی۔ لیکن کفار
بت پرست اس سے تعجب کرتے ہین لہذا فرمایا۔ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ سو جو لوگ کہ
آخرت سے منکر ہین انکے دل اس سے انکار کرتے ہین۔ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ اور وہ اس سے تکبر کرتے ہین۔ استکبار سے مشتق مستکبرون
ہی اور تکبر سے زیادہ اسمین مبالغہ ہی گویا تکبر کو اپنے اندر پیدا کرتے ہین جب سنتے ہین کہ ایک اللہ وحدہ لاشریک ہی۔ جب غور سے دیکھو تو جو
لوگ اللہ تعالے کی وحدانیت پر ایمان نہین لائے ہین اگر وہ کسی کو نہین مانتے تو ہر ایک اپنے نفس کی بات کو مانتا ہی اور ہزارون خواہشون
کے واسطے مطیع ہو رہا ہی ہر خواہش کے حکم پر سر جھکائے ہی اور اگر اس سے شرع الٰہی کو کہا جاوے تو چڑھ جاوے اور غرور سے اپنے آپ کو
آزاد بتلاوے اور یہ کسقدر جہالت ہی۔ اور جو لوگ اللہ تعالے کے سوائے بتون وغیرہ کو مانتے ہین اُنھون نے بھی دنیاوی زندگی کے واسطے
ہر ایک نے علیحدہ ایک اپنا بت بنایا اور اُسی سے ہر ایک اس فنا گاہ مین اپنی بہتری کا طالب ہی حالانکہ اُسے کچھ بھی شعور نہین ہو اور اللہ تعالی
وحدہ لاشریک کی طرف رجوع کرنے سے سخت ناخوش و متکبر ہی چنانچہ اللہ تعالے نے کفار قریش کا قول فرمایا۔ اجعل الآلهة الٰها واحدا ان
ہذا لشی عجاب یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کہتے کہ کیا اس نے اتنے آلہہ کو ایک خدا کر دیا یہ تو انوکھی بات لایا ہو اور فرمایا واذا ذکر اللہ وحدہ
اشمأزت قلوب الذین الآیہ۔ یعنے جب ذکر کیا جاوے اللہ تعالے اکیلا تو بھڑکتے ہین دل اُن لوگون کے جو نہین ایمان لاتے آخرت کے
اور جب ذکر کیے جاتے ہین اسکے سوائے دوسرے لوگ تو یکایک وہ خوش نظر آتے ہین۔ غرضکہ یہان مراد یہ ہی کہ اللہ [illegible]
انکار کے باوجود یہ لوگ اُسکی عبادت سے تکبر کرتے ہین۔ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ
صحیح ہی کہ اللہ تعالے جانتا ہی جو چھپاتے ہین اور جو ظاہر کرتے ہین۔ تو وہ اُنکو اُنکے اعمال کا پورا بدلا دیگا یعنے [illegible] کافرون کو انکے اعمال کا
ملیگا اور وہ جہنم ہی جو کہ عذاب سخت ہی۔ واضح ہو کہ لاجرم دراصل بمعنے لابد ہی ولیکن اب بمعنی تحقیق ہی خلیل [illegible] نے کہا کہ
تحقیق ہی اور ہمیشہ جواب واقع ہوتا ہی۔ ابو مالک رحمہ اللہ تعالے نے کہا لاجرم اے حقا ضحاک رحمۃ اللہ تعالے نے کہا کہ [illegible]

Marfat.com

لا یحب المستکبرین اللہ تعالے تکبر کرنے والون کو دوست نہین رکھتا یعنے عذاب فرماویگا واضح ہو کہ اقسام تکبر مین سے
اللہ تعالے کی توحید وعبادت سے اور اُسکے رسولون کی فرمانبرداری سے تکبر ہوا ور باقی اقسام تکبر کے درجہ بدرجہ ہین اور حدیث مین حضرت
عبداللہ سے روایت ہو کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جنت مین نہ داخل ہوگا وہ شخص جسکے دل مین بقدر ذرہ کے غرور ہو اور جہنم مین نہ داخل ہوگا وہ شخص
جسکے دل مین بقدر ذرہ کے ایمان ہو ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آدمی پسند کرتا ہی کہ اسکا کپڑا اچھا ہو اسکا جوتا اچھا ہو تو فرمایا کہ اللہ تعالے جمیل ہی
جمال کو پسند کرتا ہو اور تکبر تو حق پر اترانا اور لوگون کو حقارت سے دیکھنا ہی رواہ الامام مسلم وابن ماجہ والترمذی وابو داؤد۔ مترجم کہتا ہی
خلاصہ یہ ہی کہ تجمل وستھرائی و پاکیزگی تو اللہ تعالے کو محبوب ہی اور تکبر یہ ہی کہ حق سے اتراوے جیسے مثلاً اللہ تعالے کے آگے بندہ ہونے اور
رسول کی طاعت سے سرکشی کرے یا مثلاً موٹا کپڑا پہننے سے غرور کرے یا مثلاً خچر وگدھے کی سواری مین تکبر کرے حالانکہ اسپر انبیاء علیہم السلام
سوار ہوئے ہین یا مثلاً نوالہ گر پڑا اُسکو اُٹھا کر کھانے مین تکبر کرے اور یہ کہ لوگون کو حقارت سے دیکھے اور یہ مت سمجھو کہ دنیا مین لوگون کے درجہ ہین
ہر ایک کا درجہ آدمی پہچانتا ہی تو یہ صحیح ہی ہر ایک سے اُسکے درجہ کے موافق برتاؤ کرے لیکن ہر ایک پر اللہ تعالے کی نعمت سمجھے اور یہ نہین کہ کسی
مین بہ نسبت دوسرے کے ذاتی بُرائی سمجھے خصوص جبکہ اپنے آپ کو کسی سے بڑا سمجھے اسطرح کہ دوسرون کو حقیر سمجھے تو یہ تکبر مذموم ہی حسین بن علی
رضی اللہ عنہما سے مروی ہو کہ آپ سوار جاتے تھے راستہ مین چند مسکین لوگون کو دیکھا کہ اُنھون نے روٹی کے ٹکڑے نکالکر جمع کیے اور کھانے
بیٹھے ہین اُنھون نے کہا کہ ای ابوعبداللہ نواسہ رسول اللہ یہ اول وقت کا کھانا موجود ہی پس سواری سے اُتر پڑے اور اُنکے ساتھ بیٹھ گئے اور
پڑھا انہ لا یحب المستکبرین یعنے بحکم آنکہ اللہ تعالے مغرورون سے راضی نہین ہی پس بیٹھکر اُنکے ساتھ کھایا جب فارغ ہوگئے تو فرمایا کہ تم نے میری
دعوت کی مین نے قبول کی اب مین تمھاری دعوت کرتا ہون تم بھی مہربانی کرکے قبول کرو پس وہ بھی آپ کے ساتھ آپ کے گھر کی طرف اُٹھکر
چلے پس حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اُنکو کھانا کھلایا اور پانی پلایا اور کچھ کچھ نقد دیکر رخصت کیا۔ تواضع کی خوبی وتکبر کی مذمت مین بہت کثرت
سے روایات ہین مثلاً ثابت ہو کہ جس نے تکبر کیا اللہ تعالے اسکو ذلیل کردیتا ہی اور جس نے تواضع کی اللہ تعالے اسکو بلند کردیتا ہی اور حدیث سے
ثابت ہی کہ جو لوگ دنیا مین تکبر کرتے تھے اللہ تعالے قیامت کے روز اُنکو چیونٹیون کے مانند کردیگا کہ لوگ انکو اپنے پیرون سے روندینگے۔
قرطبی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ محشر مین انکے اجسام اسقدر صغیر کردیے جاوینگے جہان چھوٹا ہونا اسقدر مضر ہوگا اور جب آگ مین ڈالے
جاوینگے تو بہت بڑے کردیے جاوینگے جہان اسقدر مضر ہوگا۔ اقول یعنے حدیث صحیح متعدد ہین کہ جہنم مین کافرون کے اجسام بہت بڑے بڑے
ہونگے حتے کہ کافر کی داڑھ برابر احد پہاڑ کے ہوگی اور اُسکی کھال اسقدر موٹی ہو جائیگی کہ تین روز کی مسافت [illegible] دے۔ شیخ سیوطی رحمہ اللہ
درمنثور مین اس مقام پر بہت احادیث ذکر کی ہین۔ علماء نے کہا کہ غرور ایسی بدتر چیز ہی کہ سب گناہون کو آدمی پوشیدہ کرسکتا ہی مگر غرور
پوشیدہ نہین ہوتا ہی اور اسکو اعلان اظہار لازم ہی اور وہ سب گناہون کی جڑ ہی۔ واضح ہو کہ دنیا کی محبت بھی سب گناہون کی جڑ ہی تو لازم آیا
کہ جسکو دنیا کی محبت ہو اور دنیا حاصل ہو وہ مغرور ہوگا نعوذ باللہ من الکبر۔ ف فی العرائس قولہ تعالے اموات غیر احیاء وما یشعرون
یعنی معبودون جس شخص کو اللہ تعالے نے اپنی محبت ورضا سے محروم کیا ہوا ور وہ ضرر وبلاے کفر مین مبتلا ہوا ور معرفت کی زندگی اسکو نہ دی ہو
تو کب ایسی زندگی حاصل ہوسکتی ہی جسمین موت کا خوف ہی نہین ہی پس جو لوگ کہ حق تعالے کی معرفت سے جاہل ہین وہ جہالت کی موت مین
مردہ ہین اور جنکو اللہ تعالے نے اپنے فضل سے ایمان دیا وہ مشاہدہ وصل مین دائمی زندہ ہین۔ کافرون وجاہلون کو بارگاہ لطف سے مطرود و
مردود ہوا تو وہ قہر کی تاریکیون مین ٹامٹیے پھرتے ہین انکو نجات وزندگی کی راہ نہین سوجھتی ہی پس مثال انکی جیسے میت کہ انمین روح نہین اور نہ

Marfat.com

حیات کی قابل استعداد ہی ایسے ہی جاہل لوگون کا حال ہی کہ اُنہین حیات معرفت وقبول محبت کی استعداد
حق مین اموات کہنے کے بعد بطور تاکید کے غیر احیار فرمایا یعنے نہ اُنہین اصلی حیات ہی اور نہ حیا[illegible]
کیا ہی تو ایسے ہی کافر وجاہل لوگ ہین کہ ایمان ومعرفت والون کی زندگی سے مردہ دل ہین اور اُنہین [illegible]
نہین ہی۔ اہل المعرفۃ البتہ زندہ ہین پس عارفین بارواح معرفت زندہ ہین اور محبین بارواح محبت اور [illegible]
بارواح لقائی اور مقربین بارواح صفاتی اور موحدین بانوار ذاتی زندہ ہین اور عارفان سرالغیب کا یہ حال
اور سب مستغرق وصل قدم ہین کبھی اُنکو موت نہین ہی کیونکہ ارواح معرفت اُنکے اسرار مین مستقر ہین اور ارواح بقا[illegible]
زندگی یہ فانی زندگی نہین ہی کیونکہ سطوات عظمت وجلال سے یہ فانی حال فنا ہو گیا کیونکہ حدوث کو قدم کے ساتھ کوئی راہ نہین ہی اور [illegible]
شہود قدم سے حلاوت اوقات حیات مین دائم ہین اور جب صبح وحدانیت طلوع فرماویگی اور شمس الذات وقمر الصفات کا ظہور ہوگا تو اُنکے ساتھ
بصفت حیات باقیہ وعلم ربوبیت قائم ہونگے ولیکن اُنکو یہ نہین معلوم ہی کہ اس درجہ مین کب پہونچینگے کیونکہ اوقات تو وہان ایک وقت ہوگا کہ
ازل سے ابد تک ہی لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد وہو علے کل شئی قدیر۔ اور شیخ جنید رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ جو چیز
فنا کے دونون کنارے ہو وہ فانی ہی اور جو چیز کہ عدم کے دونون طرف ہو وہ معدوم ہی اور باقی وہی ہی جو ہمیشہ سے ہو اور ہمیشہ رہے۔
بعض مشائخ نے کہا کہ اموات ہونا اس معنے مین کہ وصول حق سے مردہ ہین اور اُنکو یہ شعور بھی نہین کہ جسکے لیے حیات بحی القیوم کا مقام
منکشف ہوتا ہی وہ کس حال مین ہوتا ہی۔ شیخ حسین رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ حیات کے اقسام ہین حیات بکلمات حق اور حیات بامر حق
اور حیات بقرب حق اور حیات بنظر حق اور حیات بقدرت حق یہ سب حیات ہین اور ایک حیات جو موت ہی یعنے حرکات مذمومہ اور
یہی اس مقام پر مراد ہی۔ شیخ سہل رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ حق تعالے عزوجل نے خلق کو پیدا کیا پھر اُنکو بنام پاک الحی زندہ کیا اور پھر اُنکو
اُنکے نفوس سے جاہل کر کے مردہ کر دیا پس جو کوئی علم سے زندہ ہوا وہ تو زندہ ہی ورنہ جہالت مین مردہ ہی مترجم کہتا ہی کہ حضرت علی مرتضے
کرم اللہ وجہہ سے جو مروی ہی کہ الناس موتی واہل العلم احیار۔ لوگ مردے ہین اور زندے اہل العلم ہین قول شیخ سہل رح کیواسطے نص صریح ہی
اور مراد علم سے یقین ومعرفت ہی فافہم۔ واسطی رح نے کہا کہ میت وہ ہی جو اپنے خالق مالک بیشمار احسان کرنے والے سے غافل ہوا اور زندہ
وہ ہی جو حی القیوم کے ساتھ زندہ ہوا۔ شیخ ابو عمرو الزجاجی نے فرمایا کہ تم زندے کیونکر ہوگے حالانکہ تمنے حی قیوم کو دیکھا ہی نہین شیخ نصر آبادی
نے کہا کہ اہل دنیا وجہالت کے مردہ ہین کیونکہ سوائے حق عزوجل کے دوسری چیزون سے مشغول ہین اور جو بندے کہ حضوری خدمت وطاعت مین
حاضر ہین وہ زندہ ہین کیونکہ حق حی سبحانہ کے مشاہدہ مین ہین۔ پھر اللہ تعالے نے کافرون کے بعض ذمائم فرمائے

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ

اور جب کہیے اُنکو کیا اُتارا ہی تمہارے رب نے کہین نقلین ہین پہلون کی کہ اُٹھا لیے اپنے

كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ اَلَا سَآءَ

پورے دن قیامت کے اور کچھ بوجھ اُنکے جنکو بہکاتے ہین بے تحقیق برا

مَا يَزِرُوْنَ ۝ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْ ع ۳

بوجھ اُٹھاتے ہین دغابازی کر چکے ہین اُنسے پہلے پھر پہونچا اللہ اُنکی عمارت

Marfat.com

عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ

پھر گری اُنپر چھت اوپر سے اور آیا اُنپر عذاب جہان سے خبر نہ رکھتے تھے

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَاقُّوْنَ

پھر دن قیامت کے رسوا کرے گا اُنکو اور کہے گا کہان ہین میرے شریک جنپر تم ضد کرتے تھے

فِيْهِمْ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ

بولین گے جنکو خبر ملی تھی بیشک رسوائی آج کے دن اور بُرائی

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝

منکرون پر ہی

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ یعنی جب ان منکرون تکبر کرنے والے کافرون سے کہا جاتا ہی کہ کیا اُتارا تمھارے رب نے۔ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ کہتے ہین کہ اسطورات یعنے حکایات اگلون کی ہین۔ کہنے والے اور پوچھنے والے بعضے عرب کے گروہ تھے جو مکہ مین آتے اور قریش سے پوچھتے تھے اور بعض نے کہا کہ خود قریش آپسمین تمسخر کے طور پر ایک دوسرے سے کہتے تھے اور بعض نے لکھا کہ مسلمان جب انسے پوچھتے تو یہ جواب پاتے تھے۔ اور مراد کافرون کی اس جواب سے یہ نہین تھی کہ ہمارے رب نے یہ حکایات اُتاری ہین اسلیے کہ وی لوگ اسکے قائل ہی نہ تھے بلکہ مطلب یہ تھا کہ یہ قرآن کلام الٰہی نہین ہی بلکہ اگلون کی حکایات ہین۔ چنانچہ ولید بن المغیرہ مخزومی بدبخت کی نسبت فرمایا کہ یون اُسنے بات بنائی کہ۔ ان ہذا الا سحر یوثر۔ یعنے یہ جادو ہی جو نقل کیا جاتا ہی اور مفسرین نے لکھا کہ یہ آیت نضر بن الحارث کے حق مین ہی اور وہ ملک فارس و بابل وغیرہ مین تجارت کو جاتا اور وہان سے رستم و اسفندیار کے قصے خرید لاتا اور عرب کو سُناتا اور گمان کرتا کہ میری داستان زیادہ دلچسپ ہی۔ بالجملہ راس الکفر ولید مذکور کی بات پر سب نے اتفاق کرکے یہی کہنا شروع کیا کہ یہ اگلون کی حکایات ہین۔ لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ تاکہ لاوین اپنے گناہون کو پورا پورا بروز قیامت یعنی یہ مقدر انکے حق مین اسی واسطے تھا کہ اپنی پیٹھ پر اپنے گناہون کو پورا لاوین اور حدیث مین ہی کہ اللہ تعالے کافرون کو اوندھا سر کے بل عرصات قیامت کی طرف حشر فرماویگا اس حال سے کہ انپر بار گناہ لادے ہونگے۔ امام رازی رحمہ اللہ تعالے نے تفسیر کبیر مین کہا کہ پورے گناہون کی قید سے معلوم ہوگیا کہ گنہگار مسلمانون سے اللہ تعالے تخفیف فرماویگا ورنہ کافرون کے ساتھ اس خصوصیت کا کچھ فائدہ نہوتا۔ مسلمان گنہگار سے تخفیف ہوگی اور کافر لوگ اپنے گناہون کو پورا لاوینگے اور ساتھ ہی مِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ۔ انکے گناہون سے جنکو گمراہ کیا بغیر علم کے۔ واحدی رحمہ اللہ تعالے نے تفسیر مین کہا کہ کلمہ مِن یہان بعض کے معنے مین نہین ہی بلکہ جنس ہی یعنی پورے گناہ انکے بھی لاوینگے جنکو گمراہ کیا بغیر جانے۔ جیسے اللہ تعالے نے فرمایا لیحملن اثقالہم و اثقالاً مع اثقالہم۔ یعنے تاکہ لاوین اپنے بوجھ اور ان بوجھون کے ساتھ دوسرے بوجھ۔ یہی عوفی رحمہ اللہ تعالے نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ لاوینگے اپنے بوجھ اور گناہون کو مع ان لوگون کے گناہون کے جنھون نے اُنکی پیروی کی اور پیروی کرنے والون پر سے بھی اُنکے گناہون کا عذاب کچھ کم نہوگا۔ حدیث صحیح مین ہی کہ جس نے بلایا ہدایت کی طرف تو اُسکو بھی ویسا ہی ثواب ہوگا جیسا ان لوگون کو ہوگا جنھون نے اسکی پیروی کرکے ایمان لیا اور پیروی والون کے ثواب سے کچھ کم نہ کیا جائیگا اور جس نے بلایا گمراہی کی طرف تو اسپر عذاب ہوگا مع عذاب ان لوگون کے جنھون نے

Marfat.com

اُسکی پیروی کی اور پیروی والون کے عذاب سے کچھ کم نہ کیا جائیگا۔ دوسری حدیث صحیح مین ہی کہ جس [illegible]
اور جو لوگ اس راہ پر چلین اُنکا بھی گناہ ہوگا اور اس راہ چلنے والون پر سے بھی کچھ عذاب کم نہوگا۔ اس سے معلوم [illegible]
کہ نہایت اہتمام واحتیاط سے تفتیش کرکے حق بات کو معلوم کرین کیونکہ جس نے حق کو ڈھونڈھا پایا اور [illegible]
کشاف وبیضاوی مین بغیر علم کو یضلونہم کی ضمیر مفعول سے حال ڈالا ہی یعنے گمراہ کرینگے ایسون کو جو نہین جانتے گو [illegible]
صحیح ہین لیکن نظم کلام مین اقوے یہ ہی کہ فاعل سے حال ہی یعنے گمراہ کرنے والے نادانی وجہالت سے بدون ایسی دلیل [illegible]
لوگون کو گمراہ کرینگے۔ لہذا دلائل شرعیہ کتاب وسنت واجماع امت وقیاس شرعیہ ہین جو کوئی ان دلائل پر چلتا ہو وہ راہ [illegible]
اگر کوئی رائے کو دخل دیکر اُسکو راہ بناوے وہ گمراہ ہی جیسے حدیث مین آثار قیامت مین ہی کہ جب حرص مال ومتاع کی تابعداری کیجاوے
اور اپنی خواہشون کے پیچھے لوگ چلین اور ہر ایک اپنی رائے پر نازان ہو تو وہ وقت آثار قیامت کا ہی۔ غرضکہ بغیر علم حق کے اپنے آپ گمراہ اور
لوگون کو گمراہ کرکے تمام گناہون کا بار لادتے ہین۔ اَلَا سَآءَ مَا یَزِرُوْنَ یعنے خبردار ہو کہ جو کچھ انھون نے لادا وہ بہت بُرا ہی
کیونکہ یہ انکے حق مین دائمی وبال وعذاب ہی اور دنیا وآخرت مین خواری ورسوائی ہی چنانچہ اُنسے اگلون نے ایسا کیا اور اُٹھایا پس بیان فرمایا
قَدْ مَکَرَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ البتہ مکر کیا تھا ان لوگون نے جو انسے پہلے تھے۔ مکر سے مراد ایسی تدبیر جو حق سے خلاف ہو اور
جس سے حق کا انکار اور اسکا باطل ہونا قصد کیا گیا تھا اور تمام کافرون نے اپنے اپنے پیغمبر اور اہل ایمان کے ساتھ ایسی ہی تدبیرین کین کہ حق کو
باطل کرین جیسے اس زمانہ مین کثرت سے بادشاہ موجود ہین۔ اکثر مفسرین نے کہا کہ آیت مین اشارہ نمرود بن کنعان کی طرف ہی جو اپنے زمانہ
مین سب سے زیادہ سرکش وظالم متکبر بادشاہ تھا اور اس نے بابل مین ایک عمارت بہت بلند بنائی جسکی اونچائی پانچ ہزار گز بیان کیجاتی ہی
اور بعضے کہتے ہین کہ دو فرسخ اونچا منارہ تھا اور مقصود اسکا بعضے کہتے ہین کہ یہ تھا کہ آسمان والون سے قتال کرے اور بعضے کہتے ہین کہ ستارون پر
قبضہ کرنا اور انکو تصرف مین لانا اور مانند اسکے اوہام تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اسی پر بھیجے گئے اور اس نے سرکشی مین دقیقہ نہین
چھوڑا۔ شیخ امام حافظ رحمہ اللہ تعالے نے ذکر کیا کہ عوفی رحمہ اللہ تعالے نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مکر کرنے والا نمرود تھا
جس نے بلند منارہ بنایا تھا۔ ابن ابی حاتم نے کہا کہ ایسا ہی مجاہد رحمہ اللہ تعالے سے مروی ہی اور عبدالرزاق نے مسند مین معمر رحمہ اللہ تعالے
کے واسطہ سے زید بن اسلم سے روایت کی کہ روے زمین پر پہلا جابر شخص نمرود تھا اللہ تعالے نے اُسپر ایک مچھر کو مسلط کیا جو اُسکے نتھنے مین سے
دماغ کو چڑھ گیا اور چار سو برس یہ کیفیت رہی کہ اسکے سر پر چوٹ ماری جاتی تو اسکو سکون ہوتا اور اسپر زیادہ مہربان وہ تھا کہ اپنا دو ہتڑ اُسکے سر پر
مارے اور قبل اسکے چار سو برس تک اُسنے جباری کے ساتھ سلطنت کی تھی اسی قدر اللہ تعالے نے اسکو اس عذاب سے زندہ رکھا اور اسی نے
آسمان کے دریافت اور وہان والون سے قتال کرنے کے لیے عمارت بلند بنائی تھی۔ فَاَتَی اللّٰهُ بُنْیَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ اللہ کا حکم
حکم اللہ کا یا امر اللہ کا اُنکی عمارت پر یعنے مینار مذکور پر۔ مِنَ الْقَوَاعِدِ اسکی نیو وجڑون سے یا بقول زجاج رحمہ اللہ تعالے اسکے ستونون
سے۔ یعنی اللہ تعالے کے حکم سے ایک ہوا آئی کہ اس نے مینارہ کا سرا تو سمندر مین پھینکا اور نیو سے تمام ستون اُڑا دیے فَخَرَّ عَلَیْهِمُ
السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ پس گر پڑی انپر چھت اُنکے اوپر سے۔ یعنی یہی نہ تھا کہ جیسے عرب کی زبان ہی کہ "انپر چھت
گر پڑی" ایسے وقت بھی بولتے ہین وہ لوگ چھت کے نیچے درحقیقت نہون بلکہ یہ لوگ مینارہ گرنے کے وقت اُسکے نیچے تھے اس [illegible]
کلم علیہم کے کلمہ من فوقہم نے تحقیق کردیا کہ اس چھت کے گرنے سے یہ لوگ ہلاک ہوئے۔ بعضے مفسرین نے کہا کہ یہ مینار بنانے والا [illegible]

ف بعضے کہتے ہین کہ یہ قصہ بعضے لوگ
کہ اسکی تفصیل مین اختلاف ہی بیان
ہوا واللہ اعلم ۱۲

بخت نصر اور اسکے ظالم لشکر و قوم پر گری تھی - اور مکر کا بیان جو یہان ہی اسکا اشارہ سورہ ابراہیم مین فرمایا تھا
وان کان مکرھم لتزول منہ الجبال - اور بعضے مفسرین نے کہا کہ یہ قصہ اگرچہ واقع ہوا ہو لیکن یہان مراد اس کلام سے تمثیل ہی جیسے بولتے ہین
جو کوئی دوسرے کے لیے کنوان کھودے خود اسمین گرتا ہی پس مراد یہ ہی کہ انھون نے اہل حق کے زائل و راہ حق کو مٹانے و تکبر کرنے مین جو
کوشش کی تھی اسکا وبال انھین پر اللہ تعالے نے لوٹایا - اور مکر و فریب کے مکان کی چھت انھین پر گر پڑی اور اسکے نیچے دب کر خود ہی
وبال و ہلاک ابدی اخروی مین گرفتار ہوئے - کشاف نے اسی کو اختیار کیا اور قاضی بیضاوی رح نے بھی اسی کی متبعیت کی ولیکن قول اول معتمد ہی
اور باوجود اسکے اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہی تو مقصود یہی ہوگا کہ اسی طرح جو لوگ اللہ تعالے سے تکبر کرین اور اسکے رسول سے منکر ہو کر دنیاوی
حیات پر انحصار کرین انکے اس مکر کا وبال انھین پر ہوگا - جیسے یہ لوگ ہلاک و برباد ہوئے - وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ
لَا يَشْعُرُوْنَ اور آیا انپر عذاب الہی ایسی راہ سے کہ اسکا شعور نہ رکھتے تھے چنانچہ ہوا سے یہ سب بربادی ہوئی حالانکہ انکو اسکا خیال بھی
نہ تھا ایسے ہی اہل کفر اپنی خواہشات دنیاوی و حصول متاع و عیش مین خوش و مغرور رہتے ہین یہانتک کہ جب یکایک موت آئی تو عذاب
نظر آیا جسکا انکو گمان بھی نہ تھا بوجہ اسکے کہ نہایت مضبوطی سے انکو اس امر کا یقین تھا کہ سوائے حیات دنیاوی کے کوئی چیز کہین زندگی نہین ہی
باوجودیکہ اہل الحق نے انکو امر حق پہونچا دیا تھا - مگر نہ مانا اور اس عذاب پر دلیر ہوئے - ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ پھر
قیامت کے روز انکو خوار و فضیحت فرماویگا - کیونکہ وہ دن ہی کہ پوشیدہ نیات اور نامہاے اعمال ظاہر کیے جاوینگے - وَيَقُوْلُ اور اللہ تعالے
بطور غضب کے یا اسکے ملائکہ کہینگے کہ - اَيْنَ شُرَكَآءِيَ کہان ہین میرے شرکا یعنے جنکو تم نے میرا شریک ٹھہرایا تھا الَّذِيْنَ
كُنْتُمْ تُشَاقُّوْنَ فِيْهِمْ یعنے وہ لوگ کہ تم انھین کے بارہ مین مخاصمہ کرتے تھے یعنے انبیاء مومنون سے جھگڑتے تھے - یا خلاف حکم
اللہ تعالے کے جو انبیاء نے پہونچایا تھا تم رستہ سے ہٹ کر ایک شق کی طرف جاتے تھے - حاصل یہ کہ آج وہ کیون حاضر ہو کر تمھاری خلاصی
و مدد نہین کرتے - قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ کہینگے وہ لوگ جنکو علم دیا گیا یعنے انبیاء علیہم السلام کے سوائے انکی امت کے
اہل معرفت و صادق مومنین ان کافرون کے حق مین جسطرح دنیا مین سمجھاتے تھے تصدیق کے لیے بطور ملامت کے کہینگے - اِنَّ
الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ بیشک خواری آج کے روز اور خرابی عذاب کی کافرون پر ہی پھر
حق تعالے نے ان متکبرون ظالمون کی حالت بیان فرمائی
الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا
جنکی جان لیتے ہین فرشتے اور وہ برا کر رہے ہین اپنے حق مین تب اگینگے اطاعت کہ ہم تو
نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ
کرتے تھے کچھ برائی کیون نہین اللہ خوب جانتا ہی جو تم کرتے نہ تھے
فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ فَلَبِئْسَ
سو پیٹھو دروازون مین اسمین سو کیا برا
مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ
دوزخ کے رہا کرو غرور کرنیوالون کا ٹھکانا ہی

Marfat.com

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ یعنی یہ رسوائی وخواری قیامت کی ہے اول
قبض کی ملائکہ نے یعنے عزرائیل علیہ السلام واسکے ساتھی فرشتون نے ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ
کرنے والے تھے جسکا وبال انھین کی جانون پر تھا اس لیے کہ اپنے نفس کو ناپاکی و ذمائم وتاریکیون سے نہین بچایا بلکہ
شیاطین کے وساوس مین شرک وکفر وبداعمالیون مین پڑگئے اور رسول ومومنون کی فہمائش پر دھیان نہ کیا بلکہ مکر سے
چاہا اور دنیاوی مغروری مین رہے یہانتک کہ مکر کا گرا انھین پر گرا اور یکایک ملک الموت نے انکی روح بفرمان الٰہی قبض کی
غفلت سے آنکھ کھولی - حدیث مین ہی کہ مہیب ملائکہ انکو ڈانٹینگے کہ نکل اے روح خبیث اپنے رب کی طرف جو تجھپر غضب
مین ہی اور نکل طرف دار عذاب کے فَاَلْقَوُا السَّلَمَ - پس بات ڈالینگے سلم کی یعنے صلح کی یعنے مخاصمہ وجھگڑے کو چھوڑینگے یا قول اسلام کے
یا انقیاد وفرمانبرداری کا اقرار کرینگے اور یہ روح نکلنے سے ذرا پہلے ہوگا جبکہ حلق پر دم ہوتا ہی مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ کہتے ہوئے
کہ ہم تو کچھ بدی نہین کرتے تھے - ایسے ہی آخرت مین کہینگے کہ واللہ ربنا ما کنا مشرکین - یعنے قسم ہمکو ہمارے رب کی ہم مشرک نہ تھے بلی
کیون نہین تم ضرور کرتے تھے - اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اللہ تعالے خوب جانتا ہی جو کچھ تم کرتے تھے - یہ حرکت
بوجہ اسکے اعتقاد کے کہ اللہ تعالے کو نہین پہچانا اور نہ یقین کیا کہ وہ ظاہر وپوشیدہ سب جانتا ہی - اور ظاہر اقیامت مین جب بعد پھیرنے روح کے جسم مین
پھر محشور ہونگے تو پھر شرک سے انکار کرینگے - ولیکن کچھ فائدہ نہین کیونکہ اللہ تعالے ہم سب کے اعمال اور دلی اسرار سب سے خوب آگاہ ہی ہمکو اسقدر
نہین معلوم ہوسکتا ہی جو حق سبحانہ تعالے خالق مالک عزوجل جانتا ہی اُسی کی مغفرت پر بھروسا ہی غرضکہ موت کے وقت اقرار بیفائدہ اور انکار
بے سود ہوگا اور حکم ہوگا کہ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا پس تم داخل ہو دروازون جہنم مین درحالیکہ تمھارے
حق مین حکم ہوچکا ہی کہ جہنم مین ہمیشہ رہوگے - فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ پس کیا برا ہی ٹھکانا تکبر کرنے والون کا ہی یعنے جو
لوگ اپنے رب جلشانہ کی عبادت واپنی بندگی وعاجزی سے تکبر کرکے مغرور وسرکش ومشرک وکافر تھے اور رسول کی اتباع سے منکر تھے
انکا ٹھکانا دائمی جو انکو ملا یعنے جہنم یہ کسقدر عذاب وخواری کا ہی - شیخ امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ یہ لوگ اپنی موت
کے روز سے اپنی روحون سے جہنم مین داخل ہونگے اور جہان قبرون وغیرہ مین انکے اجسام ہین وہان جہنم کی گرم وسخت حرارت ولون
آتی رہیگی پھر جب قیامت کا روز ہوگا تو انکی روحین اُنکے اجسام مین داخل کرکے حشر کیے جاوینگے اور برابر مع اجسام کے آتش جہنم
مین ہمیشگی کے حکم کے ساتھ داخل کیے جاوینگے پس اسکے بعد نہ انکے لیے موت ہی اور نہ کسی حال مین تخفیف ہی - ف بعضے علماء کے
نزدیک اہل قیامت خواہ کوئی ہون اُنسے جھوٹ نہین سرزد ہوسکتا تو اُنکو یہان تاویل کرنی ہوگی اور تاویل یہ ہی کہ واللہ ہم مشرک
نہ تھے یعنے اُنکے خیالات واعتقادات تو اسی قسم کے تھے کہ واقعی مشرک تھے مگر اپنے نزدیک اُنکو جزم ویقین تھا کہ ہم کسی بری
حال چلن پر نہین ہین بلکہ برخلاف اسکے اہل توحید یعنے اہل اسلام کو کافر سمجھتے تھے - اور حق یہ ہی کہ کذب اہل قیامت سے ہونا
صریح منصوص ہی اور اسمین تکلف کرنا بعید ہی - یہانتک حال ان کافرون مشرکون کا تھا جن سے پوچھا گیا کہ رب نے کیا اُتارا تو کہا کہ ہاطیر الاولین

اب احوال اہل یقین ہی

وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوْا خَيْرًا ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا

اور کہا گیا | پرہیزگارون کو کیا | اُتارا | تمھارے رب نے | بولے نیک بات | جنھون نے | بھلائی کی

Marfat.com

[illegible] حَسَنَةٌ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ؕ وَلَنِعْمَ

[illegible] انکو بھلائی ہی اور پچھلا گھر بہتر ہی اور کیا خوب گھر ہی

[illegible] الْمُتَّقِيْنَ ۙ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ

[illegible] باغ مین رہنے کے جنمین وہ جاوینگے بہتی

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ؕ كَذٰلِكَ

[illegible] نہرین انکو وہان ہی جو چاہین ایسا

يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ

بدلا دیگا اللہ پرہیزگارون کو جنکی جان لیتے ہین فرشتے اور وہ ستھرے ہین انکو کہتے ہین

سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

سلامتی ہی تمپر جاؤ بہشت مین بدلا اُسکا جو تم کرتے تھے

بدبخت لوگون کی حالت و بدانجام بیان فرماکر اب ان آیات مین نیکبخت بندون کی کیفیت و نیک انجام سے خوشخبری سُنائی بقولہ وَقِيْلَ اور کہا گیا یعنے پوچھا گیا لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا اُنسے جنھون نے شرک و رسول کی نافرمانی سے پرہیز کیا اور اللہ تعالے کی درگاہ مین کچھ تکبر نہین کیا کہ مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ تمھارے رب نے کیا نازل فرمایا ہی یعنے وحی قرآن سے سوال کیا گیا اور پوچھنے والے دور دور کے عرب اور جو لوگ دریافت حال چاہتے اور کفار قریش بھی ہوسکتے ہین اگرچہ عناد سے پوچھا ہو قَالُوْا متقین نے جواب دیا خَيْرًا یعنی نازل فرمایا ہمارے رب نے خیر کو۔ واضح ہو کہ یہان خیراً منصوب جواب ہی یعنے عربی زبان مین اسی فعل محذوف کا مفعول منصوب ہی تو ضرور یون ہوا کہ انزل ربنا خیراً۔ اتارا ہمارے رب نے خیر کو۔ بخلاف اسکے کافرون متکبرون کا مقولہ جو اوپر گزرا اسمین قالوا اساطیر الاولین یعنے اساطیر مرفوع ہی پس وہ مبتدا ے محذوف کی خبر ہی یعنے ہو اساطیر الاولین۔ وہ اگلون کی حکایات ہین۔ غرض کافرون کی یہ تھی کہ اتارا کچھ نہین ہی بلکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اگلون کی حکایات بیان کی ہین حاصل آنکہ کافرون و مومنون کے جواب مین مرفوع و منصوب کا فرق اس نکتہ کے لیے ہی کہ کفار نے نازل کرنے کا اقرار نہ کیا تو انزل کا مفعول نہین رکھا اور جیسے اعراب مرفوع ہی ویسے کافرون کا قول درحقیقت مرفوع یعنے دور کیا ہوا اور باطل ہی مومنون کا قول اقراری منصوب اور درحقیقت منصوب یعنی قائم و ثابت مستقیم ہی۔ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ جن لوگون نے احسان کیا اس حیات دنیا مین اُنکے لیے بھلائی ہی۔ قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ احسان یہ ہی کہ ایمان لائے اللہ تعالے اسکی کتابون و رسولون پر اور خود طاعت کی اور دوسرون کو طاعات کا حکم دیا اور بلایا اور اُسپر آمادہ کیا [illegible] نیک رزق ہی ضحاک رح نے کہا کہ نصرت و فتح ہی۔ کرخی رح نے ذکر کیا کہ بعض کے نزدیک حیات پاکیزہ ہی اور بعض کے نزدیک مکاشفہ و مشاہدہ حق ہی [illegible] بھلائی ان تمام چیزون کو شامل ہی جو واقع مین بھلائی ہین حتے کہ دنیا مین بعض آدمی کے لیے تونگری بہتر ہی اور بعض کیواسطے تونگری بُری [illegible] اور بعض کے لیے کفاف اچھا ہی۔ اور اسی طرح اللہ تعالے نے ثواب ہر ایک کے لیے موعود فرمایا ہی۔ حدیث صحیح مین احسان کا مرتبہ [illegible] اللہ تعالے کی طاعت اسطرح کرنا گویا اُسکو بندہ دیکھ رہا ہی اور اگر نہین دیکھتا تو اللہ تعالے اُسکو دیکھ رہا ہی چونکہ اصلی مقصود و مراد بندہ [illegible] آخرت کو باقی جانا ہی کہ حیات دنیاوی پاکیزگی سے گذرے اور ذخیرۂ خیرات عاقبت مین ساتھ ہو لہذا

Marfat.com

تصریح فرمائی۔ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ اور کچھ شبہ نہین کہ دار آخرت بہت خوب ہی [illegible]
دار متقیون کا۔ واضح ہو کہ قولہ للذین احسنوا۔ سے مومنون کا کلام بھی بطور حکایت ہو سکتا ہی تو بقول کشاف [illegible]
خیر یعنی جو نازل فرمایا یہ ہی۔ اور اللہ تعالے کا کلام بھی ہو سکتا ہی تو کلام مستانف از سر نو واسطے [illegible]
پاکیزہ کو بیان کرکے انکی دار آخرت کی مدح پہلے تو مجمل فرمائی کیونکہ در واقع دار آخرت کی خوبی اللہ تعالے خوب جانتا [illegible]
اسکی خوبی کو یقین کر سکتا اور عقل سے استدلال کر سکتا ہی اور کشف و مشاہدہ سے جان سکتا ہی ولیکن تفصیلی خوبی [illegible]
ہوگا لہذا پہلے متنبہ کیا کہ رب العالمین عزوجل جسکو نہایت خوب بیان فرماتا ہی بندہ اسپر ہزار دل سے جزم کریگا اور پھر کچھ تفصیل [illegible]
عَدْنٍ وہ ہی جنات عدن۔ یہ دار المتقین جنات اقامت ہین۔ کذا فی الکشاف۔ یا کہو کہ لہم جنات عدن متقیون [illegible]
ہین کذا فی السمین۔ مترجم کہتا ہی کہ ظاہر مین قول کشاف قوی معلوم ہوتا ہی کہ لنعم کا مخصوص بمدح [illegible] مقدر نکالا بخلاف قول سمین [illegible]
کہ لہم خبر بھی مقدر ہوئی ولیکن سمین رحمہ اللہ تعالے نے ایک عمدہ نکتہ نکالا کہ جو مین نے اوپر کی اجمال و تفصیل کی وجہ مین اشارہ کر دیا فافہم
شیخ امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ جنات عدن ترکیب مین دار المتقین کا بدل ہی یعنے لہم فی الآخرۃ جنات عدن۔ باغہاے اقامت ہین
يَدْخُلُوْنَهَا وہی داخل ہونگے ان جنات مین یعنے وہان سے نہ کوچ کرنے کو چاہینگے اور نہ کبھی فنا ہونگے۔ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا تحت اشجار ہا و قصور ہا بہتی ہین انکے نیچے یعنے انکے درختون و محلسراؤن و حویلیون کے نیچے الْاَنْهٰرُ نہرین ہر قسم
کی عیش و عشرت کی نہرین دودھ و شراب و شہد وغیرہ و نفیس پانی جو کہ وسط و اعلے جنت الفردوس سے نکلتی ہوئی جاری ہین اور واضح
ہو کہ حدیث مین ہی کہ نیل و فرات و جیحون و سیحون سب انہار جنت سے ہین اور مترجم کہتا ہی کہ سبحان اللہ عجیب صنعت و قدرت الٰہی جلشانہ
کا اشارہ ہی اور جو لوگ اس دنیا کے قریب مین گرفتار ہین اندھے و غضب الٰہی مین سرگردان ہین انکو متقین کے وعدہ دی ہوئی نعمتون سے
اسوقت خبر ہوگی جب مرین اور اہل تقوے کو ان نعمتون سے سیراب دیکھینگے۔ لَهُمْ فِيْهَا متقیون کے لیے یہان مَا يَشَآءُوْنَ
ہر ایک چیز ہوگی جو کچھ خواہش کرین۔ ہر لذیذ و آنکھون کی ٹھنڈا کرنے والی چیز قادر مطلق کی عجیب قدرت سے انکے واسطے وہان حاصل ہوگی
اور یہ بات سواے دار آخرت کے کہین نہین ممکن ہی اور یہ صریح ہی کہ دنیا مین بہت سی خواہشین جو عقل مین ہین نہین ہو سکتی ہین مثلاً ہر ایک شخص
تصور کر سکتا ہی کہ اسکا مکان موتی و جواہرات و مشک و عنبر سے آراستہ اور اسکے گرد باغ ایسے درختون سے جو [illegible]
اور موسم خوشگوار یکسان ہو حاصل ہووے ولیکن ناممکن ہی حالانکہ یہ سب چیزین ایسی ہین کہ بعضے اوقات مین [illegible]
چیز انمین سے محال نہین ہی پھر دنیا مین ممکن نہین تو احمق وہ ہی کہ جنت کی نعمتون کا انکار کرے [illegible]
وہان کی خصوصیت خاصہ ہنوز آدمی کی نظر سے نہین گزری۔ حافظ امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ [illegible]
آیات ہین کقولہ فیہا ما تشتہیہ الانفس و تلذ الاعین وہان ہر وہ چیز موجود ہی جسکی نفس خواہش کرے [illegible]
مین ہی کہ اہل جنت مین سے ایک گروہ اپنی شراب پر بیٹھے ہونگے کہ ایک ابر انپر آویگا سو انمین سے جو شخص [illegible]
وہ برساویگا یہان تک کہ بعض انمین سے یہ خواہش کریگا کہ خوبصورت ازواج نوجوان [illegible]
كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ایسے ہی ثواب عطا فرماتا ہی [illegible]
ادنے درجہ متقی کا یہ ہی کہ شرک سے بچے اور وحدانیت الٰہی [illegible]

[illegible] کرکے انہیں پاکیزہ اتقیاء میں جاکر ملا دیا کرو (اتقیاء میں جاکر ملنا) یہ ہے کہ ان کا گھر ہی بھیجا جاوے۔ اور کمتر درجہ یہ ہے کہ شرک والے گناہوں [illegible] سے توبہ کرلی ہو اور اعلےٰ درجہ یہ ہے کہ شرک و گناہوں سے اجتناب کے ساتھ سنت و مستحبات و فضائل [illegible] حصہ عظیم عطا فرمایا ہو جیسے اولیاء اللہ تعالےٰ کی شان ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ عزوجل نے متقیوں کے وقت موت [illegible] اور بروقت موت کی حالت ہے۔ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ایسے بندے جنکی روح قبض کی [illegible] طَيِّبِيْنَ ایسے حال میں کہ پاکیزہ تھے۔ یعنے پاک تھے شرک و گناہوں کی نجاست و ہر ایک برائی سے کذا قال الامام۔ [illegible] پاکیزگی کی تفسیر میں اقوال نقل کیے جیسے پاکیزہ تھے شرک و کفر و نفاق سے۔ یا درحالیکہ صالحین تھے یا درحالیکہ انکے افعال [illegible] اور اقوال و اعتقاد صحیح تھے یا انھوں نے اپنے نفوس کو ظلم شرک و معاصی سے پاک رکھا تھا خواہ پہلے سے یا توبہ کرتے [illegible] ابی حیان و بیضاوی و مجاہد رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ پاکیزہ تھے زندگی میں و موت میں۔ یا یہ کہ ملائکہ کی بشارت سے خوش و شاد ہو کر [illegible] موت کو پسند کیا۔ بعض نے کہا کہ طیبین ایسا عمدہ کلمہ ہے کہ ان سب امور کو شامل ہے جو مذکور ہوئے اور جو پاکیزگی میں داخل ہیں مترجم [illegible] کہتا ہے کہ آیت دلیل ہے کہ آدمی کے خاتمہ ہونے کا اعتبار اُسکے خاتمۂ موت کا وقت و حال ہے پس موت کے قریب زمانہ میں جو شخص عمدہ پاکیزہ [illegible] اعتقاد پر ہو اور پاکیزہ اعمال پر ہو وہ متقی ہے اگرچہ عمر بھر وہ شرک و کفر وغیرہ میں مبتلا رہا ہو دیکھو کہ ماحران موسےٰ کس رتبہ پر پہونچے [illegible] کہ عمر بھر فرعون کو رب مانا اور سحر کے مانند بدتر افعال کیے تھے۔ اور حدیث میں ہے کہ اعتبار آدمی کے خاتمہ کا ہے اور احادیث وقت موت [illegible] کے تحت قولہ تعالےٰ یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت الآیہ تفصیل مذکور ہو چکی ہیں اور واضح ہو کہ اسی آیت کریمہ کی تفسیر میں تقویٰ [illegible] درجات کے لحاظ سے پاکیزگی کا اعتبار ملحوظ ہونا چاہیے اگرچہ ابتدائی ثواب مزبور اعلےٰ درجہ کے لیے معلوم ہے ولیکن اللہ تعالےٰ کبھی [illegible] ادنےٰ درجہ کے متقی کو جس نے اللہ تعالےٰ کی وحدانیت و صدق رسالت پر یقین کرکے شرک کو بدتر جانا ہے اپنے فضل سے کسی بات پر بخش [illegible] دیتا ہے جیسے حدیث میں ہے کہ ایک گنہگار بدکار شخص نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا پس اللہ تعالےٰ نے اسکو بخشدیا۔ اور جب قریب زمانہ موت کا اعتبار [illegible] ہے تو ممکن ہے کہ ایک شخص توبہ کرے جبکہ اسکو اللہ اور رسول کا اعتقاد حق ہوا پھر اُسنے عمل کا وقت نہ پایا تو وہ بیشک اللہ تعالےٰ کے فضل سے [illegible] پاکیزہ موت مریگا بالجملہ مومن پاکیزہ کے واسطے یہ درجات ہیں جنکی روح ملائکہ نے ایسی حالت میں قبض کی۔ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ [illegible] ملائکہ ان متقی بندوں پاکیزہ سے کہتے ہیں سلام علیکم کرخی رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ بشارت دیتے ہیں کہ اسکے بعد تمکو کوئی امر مکروہ نہ پہونچیگا اور [illegible] صاحب تفسیر سیوطی رحمہ اللہ تعالےٰ نے در منثور میں یہ حدیث اثری لکھی جو امام مالک رضی اللہ عنہ نے اور ابن جریر و بیہقی و غیرہم نے محمد بن کعب القرظی سے [illegible] روایت کی کہ جب بندۂ مومن مرنے لگتا ہے تو فرشتہ اکرام اس سے کہتا ہے کہ السلام علیک یا ولی اللہ تجھکو اللہ تعالےٰ سلام فرماتا ہے [illegible] اور تجھکو جنت کی بشارت دیتا ہے یہ روایت اگرچہ موقوف ہے مگر حکم میں مسند مرفوع کے ہے کما تقرر فی الاصول۔ غرضکہ فرشتے سلام کہتے [illegible] ہیں کہ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ تم جنت میں داخل ہو بعوض اپنے اعمال کے جو تم کرتے تھے۔ حاصل آنکہ [illegible] کہینگے اور جنت کی بشارت دینگے۔ بمانند قولہ تعالےٰ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ ان لا تخافوا [illegible] وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون یعنے انھوں نے کہا کہ رب ہمارا اللہ ہے پھر مستقیم رہے تو اُنپر ملائکہ اُترتے ہیں کہ مت ڈرو اور [illegible] مت غم کرو اور قبول کرو اُس جنت کی جسکا تم وعدہ دیے گئے ہو شیخ امام حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالےٰ نے احادیث [illegible] میں سے کوئی ہے جسکا تو ثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت الآیہ کی تفسیر میں گزرا اور روحی و دخول جنت کی شیخ رحمہ

Marfat.com

اس مقام پر تصریح کردی ہی بعضے مفسرین نے اسکو اُخروی دخول جنت پر محمول کیا۔ باقی رہا یہ کہ [illegible]
منصوص ہی حالانکہ حدیث صحیح مین ہی کہ سددوا وقاربوا واعلموا انہ لن یدخل احد الجنۃ بعملہ الحدیث [illegible]
کہ کسی کو اُسکا عمل داخل جنت نہ کریگا الے آخر الحدیث تو جواب یہ ہی کہ جنت مین داخل ہونا محض فضل الٰہی [illegible]
توفیق دی اور اُنکو قبول فرمایا اور شکر نعمتہاے الٰہی کون ادا کرسکتا ہی پھر ہر ایک کو ان اعمال کے موافق [illegible]
صحیح اور آیت ٹھیک ہی والحمد للہ رب العالمین **ف** ۔ فی العرائس قولہ للذین احسنوا فی ہذہ الدنیا حسنۃ [illegible]
قلوب کو اُٹھا کر حضرت کبریائی مین پیش کیا کہ مشاہدہ پر قربان کرین اور اپنے خالق کی عبودیت مین ہر طرح نیک [illegible]
دار امتحان مین بمشاہدۂ یقین وعرفان حاضر ومودب رہے اور اوقات مواجید وواردات مین کشف انوار جمال [illegible]
مین اُنکے واسطے عیان بر عیان اور بیان بر بیان ہی نہ وقفہ ہی نہ فتور اور نہ حجاب ہی نہ عتاب اور کیا خوب دار ثواب ہی [illegible]
جنھون نے کون ومکان سے پرہیز کیا اور مشاہدۃ الخالق الرحمن حاصل کیا پھر اُنکے مجالس اُنس وکرم کا بیان فرمایا بقولہ جنت عدن یدخلونہا
تجری من تحتہا الانہار الآیہ۔ ان مجالس مین اُنکے روحانی مدارج عالیہ کا بیان باشارہ ہی یعنے مقام جلال وجمال مین زوائد منت ونعمت کے
انہار جاری ہین اور انکو مشاہدہ غیر مترقبہ مین وہ سب حاصل ہی جو چاہین حلاوت خطاب ووصل بیحجاب وفی ذلک لذکری لاولی الالباب
اور یہ سب درجات اُن بندون کے ہین جو ماسواے حق سے مُنھ موڑ کر حق تعالے کے واسطے منفرد ہوگئے۔ شیخ ابو عثمان نے قولہ احسنوا
مین کہا کہ یعنے ابتداے احوال مین اُنھون نے یہ خوبی اختیار کی کہ محسنین کے مقامات مین رجوع کیا۔ شیخ یوسف بن الحسین رح نے
کہا کہ آداب خدمت کو نہایت خوبی سے ادا کیا اور نفس کو ایسے کامون مین لگایا کہ مراتب بلند ہوکر مقامات اولیا پر صعود ہو اور انتہاے
احسان یہی ہی۔ اُستاد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ دنیا مین مشاہدہ ہی اور آخرت مین معائنہ ہی۔ پھر حق سبحانہ تعالے نے آگاہ فرمایا کہ ایسے محسنین
متقین دنیا سے نکلتے وقت خوشدل وپاکیزہ روح ہوتے ہین بقولہ الذین تتوفاہم الملائکۃ طیبین۔ دنیا مین پاکیزگی اُنکو انوار تجلیات وقرب سے
حاصل تھی اور آخرت مین مشاہدہ ووصال سے ہوگی۔ پاکیزہ ہین اُسکی پاکیزگی محبت سے۔ پاکیزہ ہین اُسکی پاکیزگی معرفت سے اُنکے نفس خوش
ہین اپنے مولے کی خدمت مین اُنکے دل خوش ہین اپنے مالک کی محبت مین اُنکی ارواح پاکیزہ ہین اپنے رب کے مشاہدہ مین اور اُنکے
اسرار خوش ہین پاکیزہ انوار قدس مین۔ ایسے بندے کسی چیز سے جو سواے مولے کے ہو لگاؤ نہین رکھتے اور نہ کسی چیز کو بت بنا کر شرک
کرتے ہین۔ اُنکے نفوس ہر ایک طبعی لوث سے پاک ہین اور اُنکے قلوب ہر ایک خواہش سے پاکیزہ ہین۔ آیات پر ٹھہرنے سے اُنکی ارواح
پاک ہین اور تعلق بعلائق کرامات سے اُنکے اسرار پاکیزہ ہین۔ اُنکی پاکیزگی بخوشوقتی مناجات ہی اور انس اُنکو [illegible]
کی محویت انکا سُکر ہی اور انوار صفات مین حکمت اُنکے واسطے ہوش وبیداری ہی۔ بازوے شوق ومحبت سے [illegible]
اللہ تعالے نے اُنکو ایسی پاکیزگی سے پاک کیا کہ متصف بانوار شہود ہوئے اور وجود موجود بوجود [illegible]
خوشبو سے تمام جہان معطر ہوا اور اُنکے جذب الفت سے مشامات جان معنبر ہوئے کیسی نفیس خوشبو ہی کہ [illegible]
اور دم چھوڑنا خوشبوے وصال مین ہی۔ ہواے صبا نے انھین کے انفاس سے معطر ہوکر جہان کے گرد [illegible]
ریاض جمال قدس ہی اور انفاس الرحمن اسی سے عبارت ہی دیکھو سید الانس والانبیاء علیہ الصلوٰۃ [illegible]
انی لاجد نفس الرحمن من قبل الیمن یعنے مین یمن کی جانب سے نفس الرحمن پاتا ہون۔ قلب [illegible]

Marfat.com

[illegible] یعنی تمہارے ایام دہر مین تمہارے رب کے خوشبودار جھونکے نسیم صبا کے ہین خبردار ہو کر اُنکے
[illegible] وغیرہ۔ دلبران مشاہدہ دہان نازدعشوہ کے ساتھ خرامان ہوتے ہین اُنکی پاکیزہ خوشبوؤن سے مشام جان عارفان
[illegible] جان بخش دار و خاک کوئی دلبران + عارفان آنجا مشام روح مشکین کردہ اند۔ عارفون کے انفاس طیبہ سے
[illegible] قدسیان بے بہرہ انداز جرعہ کاس الکرام + این تطاول بین کہ باعشاق مسکین کردہ اند۔ آدمی وہی ہین
[illegible] حضرت آدم علیہ السلام سے بہرہ اندوزہین ورنہ جہان بجہان ہوے نام من رفت است روزے برلب جانان بسہو + اہل دل را
[illegible] جان می آید از نام ہنوز۔ بعضے مشائخ نے کہا کہ پاکیزگی اُنکے ابدان و ارواح و دلون مین ہی بوجہ اسکے کہ ملازم خدمت رہے اور شہوات
[illegible] کو ترک کردیا۔ اور بھی فرمایا کہ اپنی خواہش سے دنیا سے کچھ بھی آلودہ نہین ہوئے۔ شیخ ابوحفص رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا ابدان کی
[illegible] پاکیزگی وروشنی طاعات وخدمات کے انجام دینے مین ہوتی ہی اور ارواح کی خوبی حق تعالے کے ساتھ استقامت مین ہوتی ہی اور دونون
[illegible] مین اسکے فیض توفیق کا اثر ہین۔ شیخ استاد رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ اُنکی پاکیزگی اسطرح کہ نفوس کو اُنھون نے قربان کیا اور ارواح
[illegible] سب کوٹ سے پاک قبض کی گئین۔ پھر اللہ تعالے عزوجل نے کافرون ومشرکون کا باطل مین منہمک ہونا اور نافہمی وغرور دنیاوی و
جہالت بیان فرماکر تہدید فرمائی بقولہ

هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّآ أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ أَمْرُ رَبِّكَ ۚ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ

اب کچھ راہ دیکھتے ہین مگر یہی کہ آوین اُنپر فرشتے یا پہونچے حکم تیرے رب کا اسیطرح کیا اُنسے

مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوٓا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝

اگلون نے اور اللہ نے ظلم نہ کیا اُنپر لیکن اپنا بُرا کرتے رہے

فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝ ع ۹

پھر پڑے اُنپر اُنکے بُرے کام اور اُلٹ پڑا اُنپر جو ٹھٹھا کرتے تھے

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ

بولے شریک پکڑنیوالے اگر چاہتا اللہ نہ پوجتے ہم اُسکے سوائے کوئی چیز

وَلَآ ءَابَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ

نہ ہمارے باپ اور نہ حرام ٹھہرا لیتے ہم اُسکے سوائے کوئی چیز اسیطرح کیا اُنسے

قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِينُ ۝

اگلون نے سو رسولونپر ذمہ نہین مگر پہونچا دینا کھول کر

مشرکین نے نادانی سے ہٹ کی کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اپنے رسول ہونے کی سچائی پر جو معجزات کثرت سے لاتے ہین اور خوبیون کا
[illegible] دینی اخبار بالکل انبیاے متقدمین کے مطابق متواتر وقطعی ہین ان سب سے منہ موڑ کر اُنکے سوائے ایک فرشتہ
[illegible] اللہ تعالے نے اُنکو بھیجا ہو حالانکہ اللہ تعالے نے قرآن مین نازل کردیا کہ فرشتہ اگر بصورت آدمی آوے تو اُنکا التباس
[illegible] اصل آدمی آوے تو یہ لوگ مرجاوین کیونکہ استعداد نبوت وولایت انمین نہین ہی مگر کافرون نے اپنی جہالت کو نہ چھوڑا تو

Marfat.com

اُنکو تہدید فرمائی - هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ
آوین یعنے اسوقت یہ مرجاوینگے - اور یہ بھی معنے ہوسکتے ہین کہ یہ لوگ راہ راست پر نہین آتے
آوین تو یقین کرین حالانکہ اُسوقت کچھ فائدہ نہین ہے - یا یہ معنی کہ قرآن پاک کو ساطیر الاولین کہکر
اُنکا فیصلہ کردین اور اُنکی روحین قبض کرین - أَوْ يَأْتِيَ أَمْرُ رَبِّكَ یا آجاوے اُنپر حکم
اُنکو ہلاک کردے یا نڈر ہوکر قیامت کے منتظر ہین - انتظار سے یہ مراد نہین کہ حقیقت مین راہ دیکھتے تھے کیونکہ
بلکہ ایسے کام کرتے تھے کہ عذاب اُنپر واجب ہوکر انتظار ہوگیا کہ لامحالہ وارد ہوگا بوجہ وعید الٰہی کے اور شیخ ابو البقاء
کہا کہ ملائکہ موت کا آنا اور عذاب الٰہی کا آنا دونون اُنپر مقرر ہوچکے ہین تو یہان حرف آو یعنے یہ یا یہ دونون مین سے ایک کا ہوان
مین ہو کہ دونون مین سے ایک بات اُنکے واسطے ضرور اور کافی ہی اور بعض مفسرین نے کہا کہ غرض یہ ہی کہ دنیا کی چند روزہ زندگی مین
لوگ مہلت دیئے گئے تھے تو کیا یہ چاہیئے ہین کہ یہ مہلت بھی پوری نہ لین اور ابھی سے ملائکہ کو چاہتے ہین جو اُنکے حق مین موت ہو یا
عذاب سے نہ چھوڑینگے یا عذاب الٰہی آوے کہ پھر ہمیشہ کے واسطے عذاب مین مبتلا ہون - كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
یعنی جیسے یہ لوگ کفر و شرک پر اصرار اور رسول سے انکار بلکہ ٹھٹھول بلکہ ایذا دہی کرتے ہین ایسے ہی انسے اگلے کافر و مشرک قومون نے
کیا تھا پھر آخر عذاب سے ہلاک ہوئے - وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوٓا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ اور عذاب سے ہلاک کرکے
اللہ تعالے نے اُنپر کچھ ظلم نہین کیا بلکہ جو اللہ تعالے نے ہر طرح کے افعال کا بدلا مقرر کیا ہی وہ اُنکو پہونچا ولیکن وے اپنی جانون پر خود ظلم
کرتے تھے کہ اپنی جانون کو عذاب پر پیش کرتے رہے اور جانون کے پاس وہی سامان ذخیرہ کیا جسکا بدلا عذاب و جہنم ہی - اس سے ثابت ہوا
کہ کافرون کے افعال کفر و شرک و نفاق خود ظلم ہین تو ظلم کرنا اُنھین تک ہی اور خوب تحقیق ہوچکا کہ اللہ تعالے پر کسی طرح کوئی معنے ظلم کے
نہین ہوسکتے ہین اور جو کوئی سرسری جہالت سے گمان کرے کہ مطیع کو ہلاک کرنا مثلاً ظلم ہی تو یہ بھی جہالت ہی اسلیے کہ اپنی چیز مین جب آدمی
ہر طرح تصرف کرتا ہی تو اللہ تعالے سے ظلم کیونکر ہوگا کیونکہ وہی خالق مالک ہو سب اُسکے بندے ہین اگرچہ یہ واقع نہوگا کہ مطیع پر عذاب ہو کیونکہ اُسکی
طاعت کے بدلے مین ہلاک وغیرہ سب عین ثواب ہی اور رب تبارک و تعالے علیم حکیم ہی اسی واسطے مشرکون و کافرون نے اعمال قبیحہ کے
ارتکاب سے خود اپنے اوپر ظلم کیا - فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا سو اُنکو پہونچے بدلے اُنکے بد اعمالون کے یا بُرے عوض اُنکے
اعمالون کے یعنے جیسے اعمال اُنھون نے اپنے واسطے کمائے تھے - وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ
اور جس سے یہان ٹھٹھا کرتے تھے اور رسولون پر ہنستے تھے کہ کہان دوزخ اور کیسی قیامت اور حشر کیونکر ہوسکتا ہی اور فرشتہ و عذاب
و ثواب کچھ نہین بلکہ فقط دنیاوی زندگی ہی وہ سب اُنکے سامنے ہوئے اور انکار مضحکہ کی سزاؤن نے اُنکو ہر طرف سے گھیر لیا - غیر اللہ تعالے
مشرکون کے دوسرے قسم کے مضحکہ و طعن کا ذکر فرمایا بقولہ تعالے - وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا اللہ مشرکون
والون کے مثل مشرکین مکہ و عرب نے بطریق طعن کے کہا کہ - لَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ نَحْنُ
اگر اللہ تعالے چاہتا تو ہم اُسکے سوا کسی کی عبادت نہ کرتے نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادا بغیر اُسکے حکم کے
ہم سے بمشیت الٰہیہ ہی اور ہمین پر موقوف نہین بلکہ یہ تو اللہ تعالے نے مدت سے ہمارے ہاتھ مین
ہونے مین ایک یہ کہ جب رسول کے کہنے کے موافق اللہ تعالے کی شان یہ ہی کہ جو وہ چاہے وہی ہوتا ہی

[illegible] واقع ہوئی۔ اور دوم یہ کہ جو اُس نے چاہا وہ بہتر ہی۔ وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ط
[illegible] حرام کی ہوئی چیز کے سوائے کچھ حرام کرتے۔ اُنکا مقصود یہ تھا کہ یہ تو ہمارے باپ دادے سے چلی آتی ہی جب رسول کوئی
[illegible] کی کچھ حاجت نہین جبکہ سب کچھ اللہ تعالے ہی کی طرف سے ہی۔ قال الحافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے یعنے مشرکین
[illegible] سے تقدیر سے حجت لاتے کہ اللہ تعالے ہی کی مشیت سے ہمارا شرک کرنا اور بحیرہ و سائبہ و وصیلہ وغیرہ کا حرام کرنا واقع ہوا
[illegible] انکار کرتا اور ہمکو قابو نہ دیتا کیونکہ جو اللہ تعالے نہ چاہے وہ نہین واقع ہوتا ہی تفسیر کبیر مین امام رازی نے اسکے واسطے تفصیل
لکھی ہی اور ظاہر یہ ہی کہ مشرکین اس سے رسولون پر الزام لگانا چاہتے تھے اور درحقیقت اُنکا یہ اعتقاد نہ تھا۔ اسی واسطے اس کلام کو انکے
استہزاء کے عذاب بیان کرنے کے بعد فرمایا ہی اور زجاج رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ یہ کلام مشرکون کا بطریق استہزاء تھا اور اگر اعتقاد
سے کہتے تو مومن ہو جاتے۔ اور اللہ تعالے نے فرمایا۔ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ایسا ہی کیا ان لوگون نے جو ان مشرکین
عرب سے پہلے تھے۔ یعنے یہی مضحکہ کیا اور کرنا بجاے کہنے کے اشارہ ہی کہ قول فی نفسہ صحیح ہی مگر مقصود قول نہین بلکہ یہ فعل مضحکہ و استہزاء کا ہی
یعنی ایسا ہی مضحکہ اگلی امتون کے مشرک بھی کرتے رہے ہین پس اللہ تعالے نے رد کر دیا بقولہ۔ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ
الْمُبِيْنُ یعنے رسولون پر تو اسی قدر فرض ہی کہ صاف صاف حکم پہونچاوین۔ قال الامام الحافظ رحمہ اللہ تعالے ہر رسول نے
سخت انکار سے انکو شرک سے منع کر دیا اور حضرت نوح علیہ السلام سے لیکر تا زمانہ حضرت خاتم النبیین محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم
باتفاق سب انبیاء و رسولون نے شرک سے منع کیا پھر مشرکون کا یہ دعوے کہ چاہتا تو منع کرتا محض فضول ہی اور حاصل یہ ہی کہ مشیت سے
انکی مراد اگر یہ ہی کہ جو مشروع فرمایا وہ اللہ تعالے کی مشیت پر ہی تو بالکل غلط ہی اس لیے کہ وحی خالص سے باجماع انبیاء و رسل
علیہم السلام کے شرک سے سخت ممانعت فرمائی ہی اور اگر انکی یہ مراد ہی کہ پیدائش کی مشیت الٰہی ہی یعنے حق سبحانہ تعالی نے
شرک کو اور مشرکون کو اپنی مشیت سے پیدا کیا ہی تو صحیح ہی ولیکن اس سے مشرکون کا مطلب نہین نکلتا کیونکہ اللہ تعالے جل شانہ نے
شیاطین کو اور دوزخ کو اور دوزخیون کو سب کو پیدا کیا ہی اور وہ شرک و کفر سے راضی نہین ہی پس شرک کو پیدا کیا مگر راضی نہین ہی
تو ناراضی کے اعمال سے مشرک اپنے دار جہنم مین ہوگا ونعوذ باللہ منہا۔ پھر اللہ تعالے نے شرعی ممانعت و نہونا شرعی مشیت

شرک کا بیان فرمایا بقولہ تعالے

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ج
اور ہمنے اُٹھائے ہین ہر امت مین رسول کہ بندگی کرو اللہ کی اور بچو ہڑون گے سے
فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ط فَسِيْرُوْا
سو کسیکو راہ دی اللہ نے اور کسی پر ثابت ہوئی گمراہی سو پھرو
فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ اِنْ تَحْرِصْ
[illegible] تو دیکھو کیسا ہوا آخر جھوٹلانے والون کا اگر تو للچاوے
عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝
[illegible] راہ پر لانے کو تو اللہ راہ نہین دیتا جسکو بچلاتا ہی اور کوئی نہین انکے مددگار

Marfat.com

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ

اور قسمین کھاتے ہین اللہ کی بچ کی قسمین کہ نہ اُٹھاوے گا اللہ جو کوئی مرجاوے

حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ

ثابت لیکن اکثر لوگ نہین جانتے اسواسطے کہ کھول دے

فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ۝ اِنَّمَا قَوْلُنَا

اور تا معلوم کرین منکر کہ وہ جھوٹے تھے ہمارا

اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝

جب ہمنے اُسکو چاہا یہی ہی کہ کہین اُسکو ہو تو وہ ہوجاوے

نصف ع ۵ ۶

اس کلام پاک مین صاف اعلام کردیا کہ خالق و مالک فقط اللہ تعالے ہی اور اُسکی تقدیر سابق ہوچکی ہی اور رسولون کا بھیجنا صرف ابلاغ
چنانچہ فرمایا۔ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا یعنے اگلی ہر امت مین ہم رسول بھیج چکے ہین صریح اس حکم
کہ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ توحید کرو اللہ وحدہ لاشریک کی اور بچو طاغوت سے
یہ امر سب پر صاف ظاہر ہوچکا کہ اللہ تعالے کی مرضی اسی مین ہی کہ اُسی کی خالص توحید ہو اور شرک نہو۔ طاغوت واحد و جمع مذکر و مؤنث
یکسان ہی اور بت سے مراد یہان ہر وہ چیز ہی جو سواے اللہ تعالے کے معبود بنائی جاوے خواہ کسی طرح سے اُسکے ساتھ شرک ہو۔ اہل الحق
نے تصریح کردی کہ آدمی اگر اپنے نفس کی پیروی خلاف مرضی رب تبارک وتعالے کے کرے تو اُس نے نفس کو اپنا معبود بنالیا پھر غیر کے ساتھ
کیا گمان ہی۔ بالجملہ اجتناب شرک سے ہر گروہ کو معلوم کرادیا گیا۔ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ پھر انمین سے بعض کو اللہ تعالے نے
ہدایت دی یعنی دین توحید کی اور طاغوت سے اجتناب کی رہنمائی فرمائی اور ٹھیک مرضی کردیا۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ
یعنی بعض کے حق مین بقضاے ازلی سابقی جو ثابت ہوا تھا کہ کفر پر اصرار کریگا وہ محقق ظاہر ہوا چنانچہ وہ عناد و کفر پر جمے رہے۔ اس آیت مین
دلیل ہی کہ اللہ تعالے کا امر اور ارادہ۔ دو ہین اور یہ بات اگرچہ صاف ہی لیکن بعضے لوگون کو وہم ہوا کہ ایک ہین اور اُسکی توضیح یہ ہی کہ اللہ تعالے
نے سب کو حکم دیا کہ اُسی کی عبادت کرین اور شرک سے دور رہین اور ارادہ کیا کہ انمین سے فقط بعض کو ہدایت دے اور بعض کو
اس لیے کہ اگر سب کی ہدایت چاہتا تو سب ہدایت پر ہوتے کما قال تعالے ولو شاء لہدٰکم اجمعین یعنے اگر چاہتا تو سب کو ہدایت دے
زجاج رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اسمین اللہ تعالے نے آگاہ فرمایا کہ رسولون کو اُس نے اس حکم کے ساتھ بھیجا کہ سب اسی کی عبادت کرین
اور یہ بات سواے ہدایت وضلال کے ہی۔ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ اب ضرور ہوا کہ تم سیر کرو زمین مین یعنے غور و فکر و عبرت کے
ساتھ ملکون پر نظر ڈالو واضح ہو کہ اپنی گھر و اولاد اور شب و روز کے دوست و احباب سے آدمی ایسا الفت کرنے لگتا ہی کہ اپنے آغاز و
انجام کو بھول جاتا ہی اور جو باتین اُسکو پیش آنے والی ہین اُنسے نظر اُسکی غافل رہتی ہی اور طبیعت اپنے پسند کے ساتھ مالوف [illegible]
جب وطن سے نکلکر چند روز علیحدہ ہوا تو اُسکے حواس ٹھیک ہوتے ہین کہ اسی طرح اُسکو ایک روز مرکر علیحدہ [illegible]
حالات و نشانات کو نظر عبرت سے دیکھتا ہی کہ اسی طرح یہ لوگ اس شان و شوکت سے تھے کہ آج [illegible]
پھیرو۔ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ تب نظر کرو کہ جن لوگون نے رسولون کو جھٹلایا

Marfat.com

[illegible] کی بنیاد نکالی تھی انکا انجام کیونکر ہوا چند روز کے بعد اُنکے بدن گل و سڑ کر خراب اور مبتلاے عذاب ہوئے اور
[illegible] اللہ تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا۔ اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ
[illegible] يُضِلُّ یعنی اے محمد اگر تجھپر بہت شاق ہے اپنی قوم کی جدائی اور تو بڑی کوشش سے چاہتا ہے کہ وے راہ پر ہو جاوین تاکہ جہنم
[illegible] تو تجھکو یہ قدرت حاصل نہوگی کیونکہ اللہ تعالے نے جسکو گمراہ کیا اُسکو ہدایت نہین دیتا ہے یا جسکے حق مین علم الٰہی مین ضلالت ہے
[illegible] پس تیرا کوشش کرنا و حرص کرنا تجھے فائدہ نہ دیگا اس آیت سے اللہ تعالے کی عظمت و کبریائی اور اسی پر بھروسا زیادہ ہوا
[illegible] کسی مین یہ قدرت نہین اور اُسی کی درگاہ مین خلوص ہے۔ اور گمراہون کو مایوس کر دیا بقولہ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نَّصِرِيْنَ
[illegible] کوئی مددگار نہین ہے کہ اللہ تعالے کی مشیت کو اُنسے دور کرے اور عذاب سے بچاوے۔ پھر قیامت کے انکار مین قریش کی جہالت
[illegible] بیان فرمائی۔ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ اور قسمین کھائین ان لوگون نے اللہ تعالے کی انتہاے کوشش کی
[illegible] لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ اللہ تعالے نہین اُٹھاویگا اُسکو جو مر جاوے زمخشری نے کشاف مین اس کلام کو وقال
[illegible] پر عطف قرار دیا یعنے مشرکون نے کہا الے آخرہ اور قسمین کھائین الے آخرہ۔ واضح ہو کہ قریش اکثر باتون پر اپنی یا اولاد کی یا بتون وغیرہ
[illegible] اور جب کوئی سخت قسم کھاتے تو اللہ تعالے کی قسم کھاتے پس انکار قیامت پر سخت قسم کھاتے کہ مردون کو اللہ تعالے نہین
[illegible] اور وجہ انکار کی فقط گمان و قیاس تھا کہ گلی سڑی ہڈیون کو کون زندہ کریگا۔ ابو العالیہ رحمہ اللہ تعالے سے مروی ہے کہ زمانہ حضرت
[illegible] اللہ علیہ وسلم مین ایک مسلمان کا ایک کافر پر قرضہ تھا وہ تقاضے کو آیا اور باہم اُنمین گفتگو ہوئی مسلمان نے کہا کہ بعد موت کے
[illegible] اپنے رب تبارک و تعالے سے ایسی ایسی امیدین ہین کافر نے کہا کہ تجھے یہ یقین ہے کہ سڑ جانے کے بعد تو اُٹھایا جائیگا یہ ہرگز نہوگا
[illegible] اسپر قسم کھاتا ہون۔ اقول اور صحیحین مین بھی ایک واقعہ ایسا ہی مروی ہے اور اسمین یہ بھی ہے کہ کافر نے سرکشی سے کہا کہ اچھا جب وہان مین
[illegible] یا جاؤن اور مجھے مال وغیرہ حاصل ہو تو قرضہ ادا کر دونگا یعنے یہ کچھ ہونا نہین ہے اللہ تعالے نے اُسکو رد کر دیا۔ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا
[illegible] ضرور اُٹھائے جانے کا وعدہ برحق ہے اسمین کچھ خلاف نہین ہے۔ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ولیکن بہتیرے
[illegible] نہین جانتے یا اسوجہ سے کہ علم حاصل ہونے کا جو طریقہ ہے کہ صدق وحی و رسالت سے قطعی علم ملتا ہے اُسکو نہین مانتے یا اللہ تعالے کی قدرت
[illegible] حکمت و آغاز و انجام سے بے بہرہ غافل ہین قاعدہ نہین جانتے۔ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ یعنے
[illegible] کے واقع ہونے سے یہ بھی ہوگا کہ اللہ تعالے ظاہر فرماویگا اُنپر وہ کہ جسمین اختلاف کرتے [illegible] مانتے تھے پس وہی اُنکو کھل
[illegible] اللہ تعالے کے رسول جو کچھ بیان کرتے اور جو کتاب الٰہی مین اُترا تھا سب سچ تھا اور مطیع کا ثواب جنت واقعی اور کافر کا عذاب جہنم
[illegible] ہے۔ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ اور تاکہ کافر و منکر لوگ جان لین کہ وے خود
[illegible] اصل مین اللہ تعالے نے مومنون و اہل طاعت کے لیے درجات ثواب و فضائل رکھے ہین وہ اُنکو اس روز ملینگے اور کافر
[illegible] کیونکہ اُنھون نے یہی کمایا ہے۔ پھر کافرون کا شبہہ دور فرما دیا کہ۔ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ ہمارا کہنا
[illegible] علم مین ہو اُسکے ہو جانے کے لیے یا کوئی چیز موجود ہو جانے کے لیے جب ہم اُسکا ارادہ کرین۔ اَنْ
[illegible] ہم اُسکو کہین کہ ہو جا۔ فَيَكُوْنُ پس وہ ہو جاتی ہے زجاج رح نے کہا کہ اس سے آگاہ کر دیا کہ اللہ تعالے
[illegible] پیدا ہو جاوے۔ اور سورہ یٰس مین یون رد کر دیا کہ قل یحییہا الذی انشاہا اول مرۃ۔ کہدے کہ سڑی گلی

ہڈیون کو وہی پیدا کریگا جس نے اُنکو اول مرتبہ زندہ کیا تھا یعنے صاف ظاہر ہی کہ اول بار انکو موجود کیا حالانکہ [illegible]
کرنا تو بالکل آسان ہی۔ شیخ ابو السعود رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ یہ کلام بطریق مثال ہی یعنے اللہ تعالے کی [illegible]
خواہ چھوٹی ہو یا بڑی ہو سب اُسکی قدرت مین داخل ہین جو چاہے پیدا کردے جو وہ چاہے وہ موجود ہو جاتی ہی [illegible]
قول کہا جاوے اور نہ کاف ہی اور نہ نون ہی تو اب یہ شبہہ نہ رہا کہ معدوم سے کیونکر کہا تھا اور اگر وہ چیز موجود تھی [illegible]
واضح ہو کہ اکثر مفسرین نے اس مقام پر یون ہی لکھا اور ظاہرا اشکال اسوجہ سے معلوم ہوتا ہی کہ وجود کی ماہیت کسی کو [illegible]
اسمین عقلین حیران ہین ورنہ کوئی تردد نہین ہی اور علماے مفسرین نے عوام کے واسطے آسان طور پر سمجھا دیا جسقدر اُنکی سمجھ کے [illegible]
اعلے واجل ہی فافہم۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ مراد یہ کہ آسمان و زمین اور جہان اللہ تعالے چاہے کوئی چیز [illegible]
جو کہا کہ ہو جاوے ویسے ہی ہو گیا اور قیامت بھی ایسی ہی ہی جیسے فرمایا۔ وما امرنا الا واحدۃ کلمح بالبصر۔ ہمارا حکم تو ایک ہی جیسے پلک [illegible]
نہایت آسان جیسے کہتے ہین کہ پلک مارتے ہو گیا۔ ابن ابی حاتم نے یہان ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول وارد کیا جسکا خلاصہ صحیحین کی [illegible]
مرفوع ہی کہ آدمی نے اللہ تعالے کی تکذیب کی جبکہ کہا کہ جیسے پیدا کیا تھا پھر دوبارہ اعادہ نہین کریگا اور بدگوئی کی جبکہ کہا کہ اسکی جورو لڑکا [illegible]
اُسکی شان واحد احد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد ہی۔ ف ـــــ فی العرائس ان تحرص علے ہداہم فان الخ حق تعالے
حبیب کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شفقت مخلوقات پر اور رحمت ایسے لوگون پر جو عذاب اختیار کرنے پر گرے پڑتے ہین اور اندھے ہونے
سبب سے نہین دیکھتے ہین بیان فرمائی۔ پھر متنبہ کر دیا کہ تو دل تنگ نہو ان لوگون کی جہت سے جنکے حق مین ازلی حکم اللہ عزوجل جاری ہو چکا کہ
تیری راہ سے برگشتہ کیے گئے کیونکہ تو انکو اس راہ پر نہین لا سکتا ہی اس لیے کہ سابق ارادہ ازلی قدیم ہی وہ کسی حادث کے روکنے
نہین رُک سکتا کیونکہ اُسکی مخلوق مین سے عبودیت اُسی کو عطا ہوئی ہی جسکو اُس نے اپنی معرفت سے مخصوص کر کے لباس بندگی سے
آراستہ کیا۔ اور جسکو اُس نے لباس قہری پہنایا ہی اُسپر تجھے یہ قدرت نہین ہی کہ یہ لباس اُسکے بدن سے اُتار لے کیونکہ امر قدم کو قدم
رفع کر سکتا ہی اور رسولون کی بعثت تو اسی واسطے ہوتی ہی کہ شریعت و طریقت واضح بیان کر دین اور اسواسطے نہین کہ ہدایت مین شریک
ہون۔ واسطی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ سعادت و شقاوت و ہدایت و ضلالت ازل مین جاری ہو چکی ہین اُنمین کچھ تبدیل و تحویل کو گنجائش
نہین ہی اور اپنے اپنے اوقات پر جسمون مین اُنکا ظہور ہوتا ہی اُسمین کسی کے فعل و اختیار کو دخل نہین ہی اور خلق کو اسپر قدرت نہین بلکہ ارادہ
ازلی سے جاری ہوئے ہین وہان انبیاء و اولیاء کو کچھ دخل نہین ہی قولہ انما قولنا لشئی اذا اردناہ الآیہ۔ اس سے ظاہر ہی کہ وجود کسی شئی کا نہین ہو سکتا
جب تک کہ اللہ تعالے اُسکو خلق نہ فرماوے جیسے افعال وغیرہ کہ تمام مخلوقات الٰہیہ ہین اور بندے اپنے اپنے افعال کے کمانے والے
پس گمراہی کا وجود اللہ تعالے کے پیدا کرنے سے ہی اور جس شخص مین گمراہی پیدا ہوئی وہ اُسکا خوشی سے کمانے والا ہی [illegible]
اور اللہ تعالے فقط پیدا کرنے والا ہی اور ایسی ہی ہدایت کا حال ہی کہ اُسکا پیدا کرنے والا وہی رب تبارک و تعالے ہی [illegible]
ذات کے واسطے صفات قدیمہ ازلیہ ہین از انجملہ ارادہ و مشیت ہی کہ یہ دونون تو ہر سابق سے سابق ہین [illegible]
وجود الوجود کے ہی اور جو داخل وجود ہی اور ہر صفت الٰہی قدیم ہی تو سبقت اس معنے مین نہین ہی کہ [illegible]
وجود دیا ہی کیونکہ او تعالے ابتدا سے پاک ہی ایسی حالت کہ وہان سابق علم مین مشیت و ارادہ [illegible]
مین چاہا اور اُسکا علم اُسکے ارادہ کے ساتھ تھا اور وجود موجود تھا اُسکے علم مین اور مرید تھا اُسکے [illegible]

Marfat.com

...ہوا لیکن اگر قبل کرنا لازمیت وجودی ہوتی اور جملہ حوادث مخلوقات کو رتبہ قدم حاصل ہو جاتا لہذا انکو
...دیا اور پھر ایک کو اپنے اوقات کے ساتھ موقت کر دیا اور جب کسی حادث کا وجود چاہا تو اُسکا وجود معلوم ہی پس اُسکو
...حالانکہ وہ معدوم تھا تاکہ بحد کمال ہو گیونکہ اللہ تعالے نے اشیاء کو بذات و بجمیع صفات پیدا فرمایا ہی پس قولہ تعالے
...قول اُسکی صفات مین سے ایک صفت ہی پس معدوم سے کہا کہ کن یعنے ہمارے پیدا کرنے سے تو پیدا ہو جا پس یہ معدوم
...موجود ہو گیا کیونکہ اگر امر و کلام سے خالی ہوتا تو ناقص ہوتا حالانکہ اللہ تعالے قادر ہی کہ اشیاء کو بر حد کمال پیدا کرے
...سے پوچھا گیا کہ کیا ارادہ و مشیت کافی نہ تھے کہ قول کن کا ظہور ہوا۔ فرمایا کہ ارادہ و مشیت خفی ہوئے پس اکوان وجودات کو معلوم
...مین ظاہر کیا اور لفظ کن کو ظاہر کیا پس ایکوان کو عدم سے وجود کی جانب خارج کیا۔ شیخ واسطی رحمہ اللہ تعالے نے اس آیت مین کہا کہ یہ بقدر
...معارف ہی کہ قدرت کی طرف اشارت ہی اور حقیقت مین توحق کے واسطے کوئی موجد نہین جیسے اُسکے لیے موجود نہین کیونکہ اسکے واسطے
...معدوم نہ تھا پس اشیاء کا ظہور یہ ہی کہ اُسکی ذات سے ظاہر ہوئی ہین اور اُسی کے ساتھ پائی گئی ہین نہ اُسکی صفات سے تو لم یزل ولا
...تعالے اُس کی صفت ہی مگر بات اتنی ہی کہ بعض کو بعض کے واسطے ظاہر نہ کیا قال المترجم یہ کلام دقیق و مشکل ہی اور خوض کرنے کا مقام
...نہین ہی واللہ تعالے ہو الہادی الے الصواب۔ پھر اللہ تعالے نے اپنی طرف رجوع کرنے والے بندون کا ثواب اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی رسالت متواتر رسولون کے مانند ہونا جو قطعی ہی اور جو انکار کرتے ہین اُنکو خوف دلانا۔ اور عالم کی موجودات سے ظہور
وحدانیت الٰہی پر تنبیہ اور ملکوت والون کی بندگی بیان فرمائی بقولہ تعالیٰ

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً
اچھا — دنیا مین — البتہ انکو ہم ٹھکانا دینگے — کہ ظلم اُٹھایا — بعد اسکے — اللہ کے واسطے — گھر چھوڑا — اور جنھون نے

وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ
اور — آخرت کا ثواب بہت بڑا ہی — اگر انکو — معلوم ہوتا — جو — ثابت رہے — اور — اپنے رب پر

يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا
بھروسا کیا — اور تجھسے پہلے بھی ہمنے یہی مرد بھیجے تھے — کہ حکم بھیجتے تھے اُنکی طرف — سو پوچھو

اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۙ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۭ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ
یاد رکھنے والون سے — اگر تمکو — معلوم نہین — بھیجے تھے نشانیان لیکر اور ورق — اور تجھکو اُتاری ہمنے

الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ اَفَاَمِنَ
یاد — کہ تو کھول دے لوگون پاس — جو اُترا — اُنکی طرف — اور شاید وہ — دھیان کرین — سو کیا نڈر ہوے ہین

الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ
بڑے داؤ — کرتے ہین — کہ دھنساوے اللہ انکو — زمین مین — یا — پہونچے انکو

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ
جہان سے — خبر نہ رکھتے ہون — یا پکڑے — انکو — چلتے پھرتے — سو وہ

Marfat.com

بِمُعْجِزِيْنَ ۝ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ

تھکانے والے یا پکڑلے انکو ڈرانے کر سو تمہارا رب بڑا نرم ہے

اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ

جو اللہ نے بنائی ہے کوئی چیز ڈھلتی ہین چھاوین انکی داہنے سے اور

وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

اور وہ عاجزی مین ہین اور اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو آسمان مین ہے اور جو زمین مین ہے

وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ

اور فرشتے اور وہ بڑائی نہین کرتے ڈر رکھتے ہین اپنے رب کا اوپر سے

وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝ ع ۶ ۱۰ ۳ السجدة

اور کرتے ہین جو حکم پاتے ہین

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا اور جن لوگون نے ہجرت کی اللہ تعالے مین بعد مظلوم بنائے جانے کے لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ضرور ہم انکو جگہ دینگے دنیا مین اچھی طرح۔ واضح ہو کہ آیت کریمہ کے معنے اور جسطرح اسکا حکم قیامت تک باقی ہے مع تفسیر کے آگے لکھینگے اور پہلے مفسرین کے بعضے اقوال مذکور ہوتے ہین بعض نے کہا کہ موقع نزول اس آیت کا دربارہ صہیب وعمار وبلال وخباب رضی اللہ عنہم ہے کہ جنکو مشرکین مکہ غلام حقیر جانتے اور سخت تکلیف دیتے تھے۔ اس قول پر شبہہ کیا گیا کہ سورت مکی ہے اور ان لوگون کی ہجرت بجانب مدینہ ہوئی اور جواب دیا گیا کہ نزول آیات بحکمت تعلیمیہ مقدم ومؤخر ہوا ہے تو ہوسکتا ہے کہ یہ آیات مدینہ مین نازل ہوئی ہون پھر بہ ترتیب لوح محفوظ رکھی گئین۔ بعض نے کہا کہ ابو جندل بن سہیل وغیرہ کے حق مین نازل ہوئی جنکے باپ وغیرہ کافر تھے انھون نے انکو مقید کرکے ایذائین دین کہ اسلام سے پھر جاوین مگر انھون نے تکلیفین برداشت کین۔ بعض نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جملہ اصحاب مہاجرین کے حق مین ہے جنھون نے مکہ مین کافرون کے ہاتھون سے تکلیفین اٹھائین اور صبر کیا پھر اللہ تعالے کی عبادت اطمینان سے کرنے کے لیے حبشہ (ملک حبش) کو ہجرت کر گئے پھر اللہ تعالے نے انکو مدینہ منورہ مین ٹھکانا دیا اور مومنین مدینہ کو انکا ناصر مددگار کردیا۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ اللہ تعالے اس آیت مین خبر دیتا ہے ثواب عظیم ان مہاجرین کا جنھون نے اللہ تعالے کی رضامندی کے واسطے اپنا وطن چھوڑا مال ومتاع دوست احباب چھوڑے اور دارالاسلام مین چلے گئے اور شاید کہ سبب نزول وہ ہجرت ہو جو ملک حبش کیطرف واقع ہوئی جبکہ کفار مکہ نے سخت تکلیفین دین پس اپنے رب کی عبادت پر قابو حاصل کرنے کو اسی مرد وعورتون کے جنمین اکابر مین سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مع اپنی بی بی حضرت رقیہ یعنے صاحبزادی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت جعفر بن ابی طالب برادر حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ابو سلمہ بن عبد الاسد رضی اللہ عنہم تھے پس اللہ نے مکہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر مہاجرین کے واسطے دنیا مین عمدہ ٹھکانا وقابو دینے کا وعدہ دیا اور پھر اسکو پورا کردیا اسطرح کہ مدینہ مین انصار رضی اللہ عنہم کے یہان جگہ دی۔ خلاصہ یہ کہ اس صورت مین آیت بھی مثل سورت کے مکی ہوگی اور ہجرت [illegible] کہتا ہے کہ ہجرت فی اللہ کے معانی جو آگے بیان ہونگے اگر انمین سے سوائے ترک وطن کے دوسرے معنے لیے جاوین [illegible]

Marfat.com

...ہجرت مدینہ کو بھی شامل ہو فانظر و تامل۔ قال الشیخ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اور شعبی
...ہ نے کہا کہ دنیا مین عمدہ ٹھکانا وہ مدینہ ہی اور مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ رزق پاکیزہ مراد ہی جو دنیا مین پایا گیا
...صحیح ہین کیونکہ نبوت پیسے کے (ایک روز ان شاء اللہ) دونون باتون کو شامل بلکہ جملہ اسباب کو جنکے ساتھ آدمی دنیا مین مرضیات الٰہی جل شانہ کو
...ہین اور لکھا کہ یہ وعدہ پورا ہوا کہ انھون نے اپنے وطن و گھر بار کو چھوڑا اور اموال و اعزہ سے منھ موڑا پس اللہ تعالی نے
...دیا کیونکہ جو کوئی اللہ تعالے کے واسطے کچھ چھوڑے اللہ تعالے اُس سے بہتر اُسکو نصیب کرتا ہی اور انکو تو اللہ تعالے نے
...لطنتون کا مالک کردیا اور کفار و مشرکین کی گردنین نیچی کردین۔ مترجم کہتا ہی کہ آیت مین ہاجروا فی اللہ۔ نہایت بلیغ
...جامع کلام ہی اور اسکی توضیح یہ ہی کہ ہجرت کے معنے چھوڑ دینا اور اُسکے اقسام ہین اول تو گھر بار و مال و متاع وغیرہ کو جو ایسے ملک مین ہو جہان
...غالب و اسلام مغلوب ہو چھوڑکر ایسے ملک کو جانا جو دار الاسلام ہو یا جہان اسلام کے شرایع پر عمل کرنے سے کوئی شخص مزاحم نہو اور
...خصوصیت اسکی نہین کہ مکہ یا مدینہ کو جاوے ولیکن جاننا چاہیے کہ ابتداے اسلام یعنے زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین کہ دار الکفر
...ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم نے ملک حبش کی طرف ہجرت کی جہان کا بادشاہ نجاشی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوگیا تھا اسکے بعد
...صلے اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ ہجرت کرنے کا حکم ہوا چنانچہ آپ مع باقی اصحاب کے مدینہ آئے اور حبشہ کے ہجرت والے بھی آپکے
...اور اسوقت مسلمانون پر فرض تھا کہ جہان کہین کوئی مسلمان ہو اور قابو پاوے وہ مدینہ مین ہجرت کر آوے۔ ظاہرا اسوجہ سے کہ جماعت
...سلام اسقدر ہو جاوے کہ اسرار شریعت و فیض صحبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مستفیض ہوکر کافرون کو مغلوب کرین اور تمام ملک
...اللہ تعالے کے کلمہ توحید سے منور ہو پس اس ہجرت کا ثواب عظیم تھا اور برابر چند سال تک رہا یہانتک کہ مکہ فتح ہوکر دار الاسلام ہوگیا اسوقت
...فرمایا۔ لا ہجرۃ بعد الفتح یعنے بعد فتح مکہ کے وہ ہجرت فریضہ باقی نہین رہی ولیکن جہاد ہمیشہ کے لیے باقی رہا۔ پھر اس سے یہ مطلب نہین ہی کہ
...قیامت تک ہجرت نہین ہی یا کبھی ہجرت فرض نہین ہی کیونکہ بالاجماع جس ملک کفر مین آدمی شرائع ایمان ادا نہ کرسکے وہان سے ہجرت کرکے
...ضرور فرض ہی اور شیخ ابن ملک رحمہ اللہ تعالے نے شرح مشارق مین لکھا کہ کسی ملک اسلام مین چلا جاوے کچھ خصوصیت مکہ یا مدینہ
...ہی مین کہتا ہون کہ یہ صحیح ہی ولیکن مکہ مدینہ جو ملک حجاز کہلاتا ہی وہان جانے اور تنگی سے بسر کرنے مین ثواب عظیم ہی اور حدیث
...ہی کہ آخر زمانہ مین دین اسطرح ملک حجاز کیطرف سمٹ کر پھر آویگا جیسے سانپ اپنی بانبی کی طرف سمٹ آتا ہی۔ دوم قسم ہجرت سے
...ہی کہ جن باتون سے اللہ تعالے نے منع کیا اُن سب کو چھوڑ دے چنانچہ حدیث صحیح مین ہی کہ پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ مہاجر کون
...شخص ہوتا ہی فرمایا کہ جو شخص ہر وہ چیز چھوڑ دے جس سے اللہ تعالے نے منع کیا۔ اور یہ ہجرت بہ نسبت قسم اول کے زیادہ عام ہی اسلیے
...شخص ایسے ملک مین ہو جہان دار الاسلام ہو تو وہ اپنے گھر بیٹھے ہجرت کا ثواب عظیم پاویگا جبکہ ہر ممنوع شرعی کو چھوڑ دے۔ اور قسم سوم
...کی زیادہ باریک نظر سے اہل تقوے پہچانتے ہین اور وہ یہ ہی کہ آدمی اللہ تعالے کے سوا اے کسی غیر کا طالب نہو اور سوا اے
...اللہ کے کسی دوسرے کی خواہش پر نہ چلے حتے کہ اپنے نفس کی خواہش بھی چھوڑ دے بلکہ نفس کی الفت چھوڑ دے پس طبیعت کی
...اور نفس کی ہوسات کو اگرچہ شرع مین مباح ہون چھوڑ دے چنانچہ آخرت پر صدق کے ساتھ یقین کرنے والون نے
...جنکو دل دیا تھا اور شرع نے مباح کردی ہین اللہ تعالے کے واسطے چھوڑا کہ عیش و لذت کا مقام دار الآخرۃ
...اللہ تعالے کے واسطے خلوص ہونا ضرور ہی کیونکہ حدیث صحیحین مین مصرح ہی کہ الاعمال بالنیات تا قولہ فہجرتہ الی

Marfat.com

ما ہاجر الیہ۔ یعنی اعمال کا مدار نیتون پر ہی جس نے اللہ تعالے و رسول کی طرف ہجرت کی نیت خالص
کی طرف ہوگی اور جسکی نیت یہ ہو کہ وہان کچھ دنیا حاصل ہوگی یا کسی عورت سے بیاہ ہو جائیگا تو جو نیت مین ہو
ام قیس عورت کی دوستی و نکاح مین ہجرت کی تھی پس حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بنو روحی معلوم فرما کر یہ حدیث
مشہور ہوا کہ ام قیس کے لیے ہجرت کرنے والا ہی۔ اب تجھے معلوم ہوا کہ ہاجروا فے اللہ سب کو شامل ہے ہاجروا فے
حب اللہ اور ہاجر فے دین اللہ اور ہاجر فے صفات اللہ اور ہاجر فے ذات اللہ اور ہاجر فے امر اللہ غرضکہ
اور واضح ہو کہ آیت مین یہ بھی ہی کہ من بعد ما ظلموا یعنی مظلوم ہو کر ہجرت کی۔ تو یہ واقعہ کا بیان ہی کہ حضرات صحابہ رضی
پورا نصیب ہوا تھا انپر یہی واقع ہوا تھا کہ پہلے وطن مین کافرون کے ہاتھون سے بہت ظلم اُٹھائے تھے پھر وہان سے ہجرت کی
چاہیے کہ بظاہر تو ہر وقت ممکن ہی کہ آدمی درجہ اعلے کے اعمال حاصل کرے ولیکن غور سے جس نے دیکھا اور سمجھا وہ جانتا ہی کہ حسن نیت
اور تمام و کمال رجوع رب کی طرف اور اکل حلال اور صدق مقال اور اپنی وجوہ اور اولاد و دوست و احباب کے حقوق غرضکہ
ٹھیک کر کے ایک نماز و ایک کام بھی مشکل سے نصیب ہو سکتا ہی اگرچہ ثواب دینا اللہ تعالے کا فضل ہی چنانچہ حدیث سے ثابت ہی کہ آخر زمانہ
مومنین ہونگے کہ بہت سی بے ادبی اُنسے عفو فرمائی جائیگی اور ذرہ سے عمل پر بہت سا ثواب پاوینگے۔ خلاصہ یہ کہ مظلوم ہو کر نیت ہجرت ہونا شرط
غور سے دیکھو تو ہر شخص خود اپنے اوپر ظلم کرتا ہی اور اللہ تعالے نے فرمایا وما ظلمہم اللہ ولکن کانوا انفسہم یظلمون یعنی اللہ تعالے نے اُنپر ظلم نہین کیا ولیکن وہ خود اپنی جانون پر ظلم
کرتے تھے۔ اور بڑا ظلم آدمی کا شرک ہی اور واضح ہو کہ ولی اپنے مرتبہ ولایت سے پہلے ایسی عبادت نہین کر سکتا تھا جیسی معرفت کے ساتھ ولی ہو کر ادا کرتا ہی تو ظاہر ہی کہ
پہلے اُسنے اپنے اوپر ظلم کیا اور بھی واضح ہو کہ خطرات سے بچنا بغیر فضل و رحمت الٰہی کے مشکل ہی دیکھو یوسف علیہ السلام کے مثل پیغمبر پر عتاب ہوا جبکہ قولہ اذکرنی عند ربک
کہا تھا۔ اور اکثر ہوتا ہی کہ آدمی کہتا ہی کہ چنے کھائے تھے میرے پیٹ مین اُس سے درد ہوا حالانکہ اسوقت یہ دھیان سے اُتر گیا تھا کہ اللہ تعالے ہی موثر ہی تمام مخلوقات
اُسی کے قبضہ مین ہی اگرچہ اُس سے پوچھا جاتا تو یہ نہین کہتا کہ چنون کی تاثیر خود ہی مگر اُسکی نظر اسوقت غافل تھی۔ اب غور سے دیکھنا چاہیے کہ اس کلام مین کسقدر بلاغت
اعجازی ہی کہ سب صورتون کو تمام اسرار کے ساتھ شامل ہی اور یہ کلام سواے اللہ تعالے عالم الغیب کے آدمی سے نہین ہو سکتا اور اسمین ابھی علوم و اسرار وہ ہین
لوگون کی نظر وہان نہین پہونچتی اور جب بندہ اپنے رب تبارک و تعالے کی شان مین ہجرت پوری کرتا ہی تو اللہ تعالے اُسکو پوری نیکی و خوبی
فرماتا ہی اور یہ وعدہ اسی دنیا مین ہی۔ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ۔ اور ثواب آخرت بہت بڑا ہی یعنے دنیا کے وعدہ کے
ثواب تو آخرت مین بفضل الٰہی ہی جسکو اللہ تعالے جل شانہ بڑا فرما دے اُسکو بندہ کیا خیال مین لاوے اور وہ جنت ہی جو کہ
دیدار رب تبارک و تعالے ہی اور اس سے ظاہر ہو گیا کہ دیدار الٰہی سے بڑھکر کیا چیز ہی اور اسکا اندازہ آدمی کے خیال مین نہین
آسکتا لہذا اُسکو بہت بڑا فرمایا ہی اور فرمایا۔ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ کاش جانتے ہوتے کہ وہ اکبر ہی تو کافر و ظالم لوگ بھی ظلم نہ کرتے
اور وہ راہ مہاجرین و انصار کی اختیار کرتے اور ہزار جان سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع پر فدا ہوتے اور ذکر کیا شیخ ابن کثیر
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب مہاجرین سے کسی کو اسکا حصہ دیتے تو فرماتے کہ لے اسکو اللہ تعالے
اسمین برکت عطا فرماوے یہ تو اللہ تعالے کا وعدہ ہی جو دنیا مین تجھے دینے کا فرمایا ہی اور جو ثواب تیرے لیے آخرت مین
افضل ہی پھر یہی آیت کریمہ والذین ہاجروا فے اللہ آخر تک پڑھتے۔ چونکہ ہجرت مین نفس پر مشقت
کی توفیق و عنایت پر بھروسا ہی لہذا رب تبارک و تعالے نے اُنکی شناخت مین بطریق مدح پڑھایا

Marfat.com

...ہین ہجرت کرنے سے مشرکون کی اذیت پر اور وطن مالوف چھوڑنے اور مال و اقربا سے منہ موڑنے اور تنہا بے زاد و توشہ
...اللہ تعالےٰ کی راہ مین جاو مین جان قربان کرنے پر اور اولاد کا شہید ہونا دیکھنے پر اور طبیعت کی خواہشات ترک کرنے
...ابتدا سے تمام باتون پر جنکا حاصل ہونا اللہ تعالےٰ ہی کے فضل پر ہی۔ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ اور اپنے
...بھروسا کرتے ہین اُسکے سوائے کسی چیز پر اُنکا بھروسا نہین ہی لہذا کہا گیا کہ ابتداے سلوک مین سالک کو صبر لازم ہی اور انتہاے مرتبہ پر
...ہوتا ہی۔ واضح ہو کہ پہلے تو بفعل ماضی اُنکا حال فرمایا کہ اُنھون نے ہجرت کی اور آخر مین بفعل مضارع فرمایا کہ ایسا کرتے ہین تو اسمین
...ایک یہ کہ اُنھون نے ایک کام کیا اور دوسرے ثابت قدم رہتے ہین۔ دوم یہ کہ اُنھین کی پیروی مین دوسرون کو چاہیے کہ راہ الٰہی مین
...ہجرت اور جہاد مین یہی ہی کہ صبر کرتے اور توکل کرتے ہین تو انجام یہ ہوتا ہی کہ اللہ تعالےٰ اُنکو اچھی طرح رزق غیب سے دیتا ہی اور اپنی مرضیات مین
...قبول اور دنیا مین اچھی طرح رکھتا ہی والحمد للہ رب العالمین۔ واضح ہو کہ شروع کلام مین مشرکون و کافرون کا قرآن سے انکار کرنا اور رسول سے تعجب
...لیے ملائکہ کی رسالت چاہنا ذکر کرکے اُنکا خسران و خسارت بیان فرمائی تھی اور مومنون مطیعین کا ماننا اور پیروی کرنا اور کلام الٰہی کے اقرار اور پیروی سے
...ربات بیان فرمائے۔ اب کافرون و مشرکون پر اُنکی سمجھ کے لائق حجت قائم کی ہر چند کہ قرآن و رسول پر کوئی چیز حجت نہین بلکہ یہ خود اوروں پر یا اُنکے لیے
...ہین فرمایا۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ اور ہمنے نہین بھیجا تجھسے پہلے مگر مردون کو وحی بھیجتے
...اس سے یہ غرض نہین کہ عورتین نہ تھین بلکہ یہ غرض کہ ملائکہ نہین بھیجے بلکہ آدمی بھیجے مگر آدمیون مین سے بھی عورت کو بسبب نقصان کے رسول نہین کیا بلکہ
...فقط مردون کو رسول کیا ہی۔ یہ صریح ہی کہ کسی عورت کو رسالت کی وحی نہین بھیجی ولیکن مریم و مادر موسےٰ وغیرہ رضی اللہ عنہا کو وحی بھیجی تھی جیسا
...آیات سے ثابت ہی اور اس سے یہ ضرور نہین کہ وہ نبیہ ہو جاوین کیونکہ یہ وحی بطور رسول بنانے کے نہ تھی اور ہر وحی کچھ وحی نبوت نہین ہوتی ہی
...فرمایا۔ واوحی ربک الی النحل۔ یعنے شہد کی مکھی کو تیرے رب نے وحی کی۔ حالانکہ ہر شخص جانتا ہی کہ یہ وحی نبوت نہین ہو سکتی ہی غرضکہ قریش و
...کافرون پر اسطرح حجت قائم کی کہ آدم سے لیکر خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم تک انبیاء کا بھیجا جانا ثابت ہی اور ثبوت اسکا کبھی کبھی زمانہ مین کسی کسی
...قوم مین نہین بلکہ ہر قوم مین ہی کیونکہ ہر قریہ مین اللہ تعالےٰ کا کوئی رسول آیا ہی جیسا کہ شہادت قرآنی موجود ہی اور یہ مت کہو کہ اسکا رسول ہونا سب نے
...کیون نہ مانا کیونکہ اتنا معلوم ہوا کہ رسالت مع معجزات کا دعوے ایک مرد کی طرف سے واقع ہوا اور اسکو مومن و کافر سب اقرار کرتے ہین اور یہ
...معجزات مجموعہ ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین توریت و انجیل ماننے والون کے پاس موجود تھے تو جب خبر مواتر ہوئی
...یقینی ہوا ویسے ہی کہ شاید فرشتہ ہو دور کر لو چنانچہ فرمایا فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ
...تم پوچھ لو اہل کتاب سے اگر تم نہ جانتے ہو یعنے اہل کتاب تمکو اپنے یہان کے متواتر اخبار بھی سنا دینگے کہ جو نبی گزرا وہ مرد تھا
...خلاصہ تھا۔ صرف اسی بات مین اہل کتاب سے پوچھنے کا حکم دینا مراد ہی یعنے یہ غرض نہین ہی کہ جب تمکو کسی بات مین شک ہو تم اہل کتاب
...سے پوچھ لو کہ اگر اہل کتاب مین سے کافر لوگ نبوت محمدیہ سے منکر ہون تو بھی مان لو۔ بلکہ فقط اس بات کو پوچھو کہ اگلی امتون
...مین رسول آدمی تھے یا ملائکہ۔ شیخ حافظ امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالےٰ نے لکھا کہ ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
...روایت کیا کہ جب اللہ تعالےٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو رسول بھیجا تو عرب نے اس سے انکار کیا اور کہنے لگے کہ اللہ تعالےٰ کی شان اس سے
...بالا ہی کہ ایک بشر کو رسول بنا کر بھیجے اللہ تعالےٰ نے اُتارا قولہ اکان للناس عجبا ان اوحینا الی رجل منہم الآیہ۔ اور یہان فرمایا وما ارسلنا
...من قبلک الا رجالا یعنے اگلے اہل کتاب سے سوال کر کے اطمینان کر لو کہ اُنکی طرف جو رسول بھیجے گئے وہ آدمی تھے یا ملائکہ تھے پس اگر وہ

Marfat.com

کہ بشر تھے تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے مت انکار کرو۔ لکھا کہ یون ہی مجاہد رحمہ اللہ تعالے [illegible]
اہل الذکر سے مراد اہل الکتاب ہین یہی قول مجاہد و اعمش کا ہی۔ عبد الرحمن بن زید نے کہا کہ ذکر قرآن [illegible]
اسکے ارادہ کے معنے نہین ہین کیونکہ کافر لوگ اس سے منکر ہوکر پھر ثابت ہونے کے واسطے اُسی کی طرف [illegible]
ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام کا کہ اہل الذکر ہم لوگ ہین یعنے اس امت والے اہل الذکر ہین تو یہ حقیقت مین [illegible]
علم مین بڑھکر ہی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت مین سے جو عالم ہوئے ہین وہی دیگر عالمون مین سے [illegible]
سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر مستقیم رہے جیسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ابن عباس و حسن و حسین و محمد [illegible]
علی بن الحسین اور علی بن عبد اللہ بن عباس اور ابو جعفر باقر (محمد بن علی بن الحسین) اور جعفر بن محمد اور مانند انکے جو لوگ متمسک بسنت و قائم [illegible]
حقدار کا حق بعدل الٰہیہ پہچانتے تھے اور بندگان مومنین کے دل اُنپر مجتمع تھے۔ بالجملہ اس آیت مین مقصود یہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ [illegible]
پہلے رسول بھی مثل آپ کے آدمی تھے کقولہ تعالے قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا۔ وقولہ الا ان قالوا ابعث اللہ بشرا رسولا۔ وقولہ [illegible]
قبلک من المرسلین الا انہم لیاکلون الطعام الآیہ۔ وقولہ قل ما کنت بدعا من الرسل یعنے کہدے ای محمد کہ مین انوکھا نہین ہون رسولون سے [illegible]
حکم دیا کہ جسکو رسولون کے بشر ہونے مین متواتر اخبار پر اعتماد نہو اُسکو چاہیے کہ اہل کتاب سابقین سے پوچھے۔ مترجم کہتا ہی کہ [illegible]
رحمہ اللہ تعالے و امام محی السنۃ صاحب معالم التنزیل و جماعت مفسرین نے تصریح کردی کہ اہل کتاب سے فقط اسی سوال خاص کے [illegible]
حکم ہی۔ قولہ تعالے بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ معجزات و کتابون کے ساتھ۔ زمخشری نے کشاف مین منجملہ وجوہ اعراب کے اول
یہ لکھی کہ اسکا تعلق ما ارسلنا کے ساتھ داخل تحت حکم استثناء مع رجالا ہی ای ما ارسلنا الا رجالا بالبینات والزبر۔ یعنی ہمنے نہین بھیجا تجھ سے پہلے
ای محمد مگر مردون کو معجزات و کتابون کے ساتھ۔ اور ایک یہ توجیہ لکھی کہ متعلق بمحذوف ہی گویا کہا گیا کہ رجال کو کس چیز کے ساتھ بھیجا تو فرمادیا کہ معجزات
و کتب بھیجا۔ اور یہ بھی تجویز کیا گیا کہ نوحی کے متعلق ہو اور اس صورت مین بینات سے آیات کلامی مراد لینا چاہیے اس لیے کہ معجزات وحی کرنے
کے معنے نہین مگر یہ کہ کہا جاوے کہ وحی حق مقصود ہی۔ غرض کہ ہر حال مین اسکا تعلق فاسئلوا سے نہین ہی جیسا کہ بعض غیر مقلدین مدعیون [illegible]
دعوے کیا اور یہ معنے لگائے کہ پوچھو اہل الذکر سے اگر تم نہ جانتے ہو پوچھنا ساتھ بینات و زبر کے یعنے تمہارا سوال اہل الذکر سے اسطرح [illegible]
کہ اُنسے بینات و زبر کی دلیل سے پوچھو۔ اور یہ اسوجہ سے غلط ہی کہ جن کفار مشرکین کو یہان خطاب ہی وہ لوگ بینات و زبر کو مانتے ہی [illegible]
علاوہ اسکے انجان جاہل کیونکر دلائل سے سوال کرسکتا ہی اور اگر اہل الذکر نے جواب دیا تو وہ کیونکر جانے کہ یہ بینات و زبر سے [illegible]
فائدہ ہوسکتا ہی اور اگر مجیب پر اعتماد کرکے سچ مانے تو پہلے ہی اُسپر کیون اعتماد نہو کیونکہ جو کوئی کسی شخص کو مستقل شارع سمجھکر اُسکا حکم پوچھے
تو وہ کافر ہی پس یہ تو بالاتفاق معلوم کہ مومن سوال کرے تو وہ شریعت کا حکم مانگتا ہی۔ اور جواب دینے والے عالم کا یہی کام ہی کہ [illegible]
و رسول کے حکم سے جو اُسکے نزدیک علم ہی جواب دیدے اور عنقریب زیادہ توضیح آویگی انشاء اللہ تعالے۔ یہان خلاصہ کلام [illegible]
نے مشرکون پر قطعی دلیل سے رہنمائی و حجت قائم فرمادی جو کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بشر ہونے سے رسالت حق کا انکار [illegible]
تھے اسطرح کہ رسولون کا بشر ہونا متواتر ہوگیا اور تم لوگ کیونکر متواترات سے منکر ہو اگر شک کرتے [illegible]
مین پڑجاتا ہی تو اہل کتاب سے پوچھو وہ اپنے علم سے اپنا یقین بیان کردینگے اور جب معلوم ہوگیا [illegible]
ہین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اللہ تعالے نے مردون کو رسول کرکے معجزات و کتابون کے ساتھ [illegible]

Marfat.com

[illegible] نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم المرسلین فرمایا ہی چنانچہ فرمایا۔ وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ اور
[illegible] الذِّکْرَ قرآن کو یعنے جو کہ غافلون کو ذاکر بنایا ہی۔ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ تاکہ تو صاف بیان کردے
[illegible] لوگون عرب و روم و شام و ہند و چین و روس و یورپ و افریقہ و امریکہ عموماً سب لوگون کے لیے بیان کردے خود
[illegible] اصحاب و تابعین و اتباع و مومنین کے قیامت تک مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ جو ان لوگون کیطرف اُنکے رب نے نازل
[illegible] توحید و معرفت الٰہی ہی وَلَعَلَّهُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ اور تاکہ یہ لوگ فکر سے سمجھین۔ واضح ہو جس نے حواس کو جمع کرکے خالص
[illegible] کیا اُسکو اللہ تعالے کی وحدانیت مین کچھ شک نہین ہوسکتا اور اللہ تعالے ہی ہادی ہی۔ یہان دو باتین سمجھ لینا چاہیے ایک یہ کہ
قرآن نازل فرمایا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ تو اُسکو صاف بیان کردے تو معلوم ہوا کہ حضرت صلعم کا بیان متوارث رہیگا چنانچہ
[illegible] نماز کے اور عدد رکعات کے اور مانند اسکے مشہور متواتر چلے آتے ہین اور یہ بھی نکلا کہ جہان قرآن مین مجمل ہو اور حدیث سے توضیح ہو تو
[illegible] کی سند سے حدیث صحیح کا بیان لیکر اُسپر عمل کیا جاوے اسی واسطے مقرری اصل ہی کہ حدیث مبین کو آیت مجمل پر مقدم کیا جاوے
[illegible] اتفاق ہی۔ دوسری بات یہان یہ ہی کہ جاہل بے پڑھا آدمی جو مرتبہ ایمان سے مشرف ہوا جب اسکو کوئی بات شرع کی معلوم نہو
[illegible] عالم متقی سے پوچھے اور اسکی توضیح یہ ہی کہ اللہ تعالے نے اہل کتاب کو اہل الذکر قرار دیا بوجہ اُسکے کہ ذکر یعنے کتاب سماوی اُنکے پاس تھی باوجودیکہ
[illegible] کتاب پر چلتے تھے اور اہل قرآن ضرور اہل الذکر ہین کیونکہ اللہ تعالے نے آنحضرت صلعم پر ذکر یعنے قرآن نازل فرمایا اور آپ کے
اصحاب رضی اللہ عنہم نے تبلیغ رسالت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے حصہ وافی پایا چنانچہ قولہ وانزل الیّ ہذا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ۔ مین
[illegible] کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ کی نیابت مین تبلیغ فرمائی اور بحدیث صحیح بلغوا عنی ولو آیۃ۔ مجھ سے تبلیغ کرو اگرچہ ایک آیت ہو۔ اور بحدیث
[illegible] ولم تبعثوا معسرین۔ یعنی تم بھیجے گئے ہو آسانی کرنے والے اور نہین مبعوث ہوئے ہو سختی کرنے والے۔ اور بحدیث رب
[illegible] اوعی من سامع اکثر ہوتا ہی کہ جسکو پہونچائی گئی آیت یا حدیث وہ سُننے والے سے زیادہ سمائی رکھنے والا ہی غرضکہ استدلال صحیح واضح ہی کہ
[illegible] اہل الذکر اور حکم خدا و رسول کے پہونچانے والے تا قیامت ہین کہ میراث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہی علم ہی جیسا کہ صحیح حدیث مین
[illegible] جو ایمان لایا اور انجان ہی وہ حکم شریعت کو اہل الذکر سے پوچھیگا اگر نہین جانتا ہی بحدیث انما سبیل العی السوال۔ یعنی نہ جاننے والے
[illegible] جاننے والے سے دریافت کرے پس ثابت ہوا کہ جو امام محمد باقر علیہ السلام وغیرہ سے آثار مین وارد ہوا کہ اہل الذکر ہم ہین یہی مراد ہی
[illegible] اہل ہم ہین اور نہ جاننے والے ہم سے سوال کرین مگر وہی سوال کرینگے جو قرآن پر ایمان لائے ہین اور مسئلہ کے حکم کا نکالنا
[illegible] قرآن و حدیث سے ہی اور اجماع و قیاس ان دونون سے خارج نہین ہوتا ہی اور یہ ظاہر ہی کہ احادیث متفرقہ کے معانی مین باہم سمجھکر معانی
[illegible] توفیق پر سمجھنا تو آیات سے اجمال و تفصیل پر واقف ہونا اور ناسخ و منسوخ و عام و خاص و نص و ظاہر و مجمل و مفسر و محکم و متشابہ و خفی وغیرہ کا
[illegible] اور انجان بے پڑھا عامی اُسکو نہین سمجھ سکتا اسکا یہی کام ہی کہ عالم سے سوال کرے کہ شریعت حق مین اس مسئلہ کا کیا حکم ہی اور
[illegible] بتلاؤ کیونکہ وہ سمجھ ہی نہین سکتا بلکہ اسکے لیے دلیل یہی ہی کہ سوال کرنے کا اُسکو حکم ہی پس اُسنے موافق حکم کے سوال کرکے اُسکے
[illegible] بغیر کسی دلیل و حکم کے جاکر کسی شخص کی بات مان لینا تو یہ معنی تقلید کے پائے نہین جاتے ہین پس عامی نے حکم کے
[illegible] پھر اللہ تعالے نے اس امت مین علماے مجتہدین پیدا کیے ہر ایک نے راہ الٰہی مین کوشش بلیغ کی
[illegible] اللہ تعالے نے ثواب جمیل وعدہ دیا اور مقصود یہی ثواب ہی اگرچہ باہم انمین اختلاف ہو اور جسکو کچھ علم ہی

ہ جانتا ہی کہ ہر ایک صراط مستقیم پر ہی عامی آدمی ہمین بھی تردد کرتا ہی حالانکہ یہ بالکل صحیح ہی کہ سب راہ مستقیم ہ

جسکو کچھ علم ہی وہ یہ بھی سمجھ جائیگا کہ ایک مسئلہ سے ملے ہوئے اور بھی اسکے متعلقات ہوتے ہین تو اصل

کہ جس عالم سے اصل حکم لیا ہو فروع بھی اُسی کے موافق رکھے ورنہ لازم آئیگا کہ فروع

مسئلہ مین ایسے عالم سے حکم پاوے اور اُسکو معلوم نہو تو وہ معذور ہی اسی واسطے یہ بہتر نظر آیا کہ کسی مجتہد کے اجتہادات

جس سے ان اجتہادات کو لیتا ہی وہ کسی مسئلہ مین ضعف پاکر احادیث صحیحہ کے موافق خلاف

مجتہد کے اجتہادات اپنے واسطے اختیار کیے تھے اور اللہ تعالے نے اُسپر اہل الذکر مین سے کسی کو معین نہین کیا تھا

شافعی وغیرہ ہین ہر ایک مین اولیاء اللہ گذرے ہین اور سب راہ مستقیم ایک ہین جو لوگ انکے موافق شریعت سنت پر عمل کرتے ہین

محبت رکھتے ہین اور جب کبھی دو شخصون کو باہم متعصب دیکھو تو سمجھو کہ یہ جاہل ابھی اسرار شریعت سے بےنصیب بلکہ اسلام سے غافل ہین۔ ہان

کہ فتح البیان کے مصنف نے جو اس مقام پر تقلید پر سخت کلامی کی جیسی اُسکی عادت ہو اور ایک لاطائل تقریر کی

چاہیے کہ بزرگان دین وعلماء صالحین کے حق مین نیک گمان رکھے اور سب کے واسطے رحمہم اللہ تعالے کہے اور ہمیشہ حدیث شافعی کو

کرے اور اُسپر دل وجان سے مائل ہو کیونکہ فقہ کی کتابون مین فقط ظاہری اعمال جوارح کے مسائل ہین اور دین تو خدا مین بہت

متعلق ہی وہ بغیر حدیث شریف کی مزاولت کے اور اسپر دل سے متوجہ ہو کر فدا ہونے کے میسر نہین ہوگا اور توفیق اللہ تعالے ہی کی طرف سے ہوتی ہی

بالجملہ اس آیت مین بیان ہوا کہ اللہ تعالے نے آنحضرت پر ذکر نازل فرمایا جیسے پہلے انبیاء کو بینات یعنی حجتون و معجزات کے ساتھ اور ہمنے

یعنی کتابون کے ساتھ متفرق بھیجا تھا ویسے آپ پر سب مجموعہ کر دیا۔ ابن عباس ومجاہد وضحاک وغیرہم نے یہ تفسیر کی

کما ذکرہ الامام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے۔ پس جس نے قرآن پاک کے ذکر سے نصیحت پائی اور بیان سنت سے حالت پیارے صلے اللہ علیہ وسلم سے

حاصل کیا اور اُس نے تفکر وتامل سے اپنا آغاز وانجام ہر ایک نے اپنی لیاقت وسمجھ کے موافق سمجھا وہ اہل الذکر اہل معرفت سے ہی

پہونچا خواہ جاہل ہو یا عالم ہو ورنہ بہت پڑھے ہوئے غیر مقلد مبتدع سخت دل ہو کر جاہلون سے بدتر ہو جاتے ہین اور بہت سے تقلید کرنے والے

قرآن وحدیث وشریعت کے ظاہر و باطن اعمال واسرار سے جاہل ہو کر گمراہ ہوتے ہین اللھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر

المغضوب علیھم ولا الضالین۔ پھر اللہ تعالے نے اتمام حجت وصریح طریقت اور قطعی ارشاد کے بعد انکار کرنے والون اور تکبر کرنے

غلبہ قہر وقوی قدرت وعلو سلطنت سے خوف دلایا اور فرمایا۔ اَفَاَمِنَ الَّذِیْنَ مَکَرُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّخْسِفَ اللّٰہُ بِھِمُ الْاَرْضَ یعنی اب بھی اگر نہین مانتے اور غور نہین کرتے تو کیا کفر کے مکر وغرور مین مبتلا ہو کر اس بات سے

کہ اللہ تعالے اُنکو زمین مین دھنسا دے یعنے جس نے پیدا کیا وہ جس طرح چاہے ہلاک کر دے جیسا قارون کو کیا

علیہ السلام کو ایذا دینے پر سزا ہوئی۔ اور شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ یہ اللہ تعالے کی طرف سے

گنہگار اُسکی مخلوق گناہ کرتے ہین اور دوسرون کو گناہ پر آمادہ کرتے اور زبردستی مجبور کرتے ہین اور

حالانکہ اسکو سب طرح قدرت ہی چاہے اُنکو زمین مین ناپدید کر دے اسطرح کہ اُنکے نیچے کی زمین نکل جاوے

اَوْ یَاْخُذَھُمْ فِیْ تَقَلُّبِھِمْ فَمَا ھُمْ بِمُعْجِزِیْنَ اَوْ یَاْخُذَھُمْ عَلٰی تَخَوُّفٍ فَاِنَّ رَبَّکُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ اَوْ یَاْخُذَھُمْ فِیْ تَقَلُّبِھِمْ فَمَا ھُمْ بِمُعْجِزِیْنَ اَوْ یَاْخُذَھُمْ عَلٰی تَخَوُّفٍ فَاِنَّ رَبَّکُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

اَوْ یَاْخُذَھُمْ فِیْ تَقَلُّبِھِمْ فَمَا ھُمْ بِمُعْجِزِیْنَ اَوْ یَاْخُذَھُمْ عَلٰی تَخَوُّفٍ فَاِنَّ رَبَّکُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ اَوْ یَاْخُذَھُمْ فِیْ تَقَلُّبِھِمْ فَمَا ھُمْ بِمُعْجِزِیْنَ اَوْ یَاْخُذَھُمْ عَلٰی تَخَوُّفٍ فَاِنَّ رَبَّکُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

العذاب من حیث لا یشعرون یا اُنپر عذاب آوے اسی راہ سے آوے کہ اُنکو خبر نہو

اپنے گھر سے یا خود اُنکے جسمون مین رہکر قتل ہو جاوے۔ حرر حسبما کتبہ کما ہو کذا ابدا شافعی

Marfat.com

[illegible] یہانتک کہ جبتک ایمان نہ لیاؤ کافر و مسلمان ایسے عام عذاب سے ہلاک نہ کیے جاوینگے جو عذاب استیصال ہو حالانکہ گناہون کی [illegible] بیشمار ہوتی ہی ایسے گناہون سے اگلی امتین عذاب سے ہلاک کردی گئین سا اللّٰھُمَّ غُفْرَانَکَ - یہان دو باتین جان لینا چاہیے [illegible] کہ رزق اُنکی بداعمالیون پر ملتا ہی چنانچہ مشکوٰۃ کتاب علامات قیامت کی بعض احادیث صریح ہین کہ قرب قیامت والون کو [illegible] رزق بیحساب ملیگا اور یہ بات مشاہدہ ہی کہ جن لوگون کو رشوت و حرام پر رزق ملتا ہی اگر وہ اس سے پرہیز کرین تو اُنکے [illegible] حلال مین برکت نہین ہوتی ہی جیسے بعضے بندون کو اللہ تعالےٰ رزق حلال سے برکت دیتا ہی اور حرام اُنکے حق مین مضر ہوتا ہی اور یہ [illegible] ایکے حق مین مضر ہے آخر دی جاری ہی اور ہر چیز اُسی کے قبضۂ قدرت مین مسخر اور اُسی کے حکم قضا و قدر کے نیچے سر جھکائے ہی اگرچہ اُنکو [illegible] دوسری بات یہ ہو کہ عام عذاب ایسی صورت سے کہ عذاب ظاہر ہو نہین آتا اور یہ ہوگا جب تک اللہ تعالےٰ نے چاہا ہی [illegible] لیکن بعضی فرقون کو اسی وجہ سے ہلاک کیجاتی ہین کہ اُنکو شعور نہین ہوتا - اور عام مرض وبا مین نیک و بد دونون قسم کے مرتے ہین پس بدکارون کو [illegible] عذاب ہونیکا خوف نہین ہوتا کہ اُنکے حق مین عذاب ہی حالانکہ نیکون کے حق مین یہ موت مین رحمت ہو جاتی ہی اور یہ سب حدیث [illegible] سے ثابت ہوا سو یاد رکھنا چاہیے کہ مشرکین یہود و نصارے وغیرہ اگر حقیقت اسلام و توحید سے واقف ہو کر نہ مانین تو ہمیشہ عذاب مین مبتلا [illegible] رہینگے اور دنیا مین بھی اُنکو غلبہ نہو مگر جب تک مشیت تقدیری جاری ہی کوئی شخص اسلام کی طرف سے یہ کوشش نہین کریگا کہ انکو عام طور پر [illegible] واقف کرے بلکہ برعکس اسکے دعاقان اسلام بسبب شہوات دنیاوی کے اُنھین سے موافقت کرتے ہین اور خواری کے ساتھ ایمان برباد کرکے [illegible] معیشت قلیل حاصل کرتے ہین اور کیا مشاہدہ نہین کرتے کہ اُنپر عذاب ایسی راہ سے آتا ہی کہ شعور نہین پاتی - اَوْ یَاْخُذَهُمْ فِیْ تَقَلُّبِهِمْ [illegible] اسی آیت کے عذاب مین ماخوذ کرے اُنکے تقلب مین معنے تقلب کے لوٹ پوٹ جیسے سوتے مین کروٹین بدلنا - یا کسی حالت سے دوسری [illegible] حالت مین جیسے متفکر آدمی سفر کرے یا داؤن گھات سے کسی چیز کے حاصل کرنے مین اطوار بدلنا اور جیسے طرح طرح نعمتون مین شکلین بدلنا [illegible] کاروبار مین طرح طرح کے تصرفات آمد رفت پیدا کرنا - بالجملہ وضع و حالت بڑھنے و ہٹنے وغیرہ سے جو تبدل ہو اُسپر تقلب صادق آتا ہی اب اس [illegible] آیت کے معنے مین کہ مراد سفر و تجارت کی حرکت مین یا تقلب اُنکی خواہشون کے حاصل کرنے مین جو طرح طرح کے حیلون سے ہو [illegible] رہی ہین کروٹین بدلنے مین جبکہ نہایت اطمینان سے نڈر ہوتے ہین یا آمد رفت مین - شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالےٰ نے ذکر کیا کہ قولہ فی [illegible] معائش اور یا اُسکے اشغال سفر وغیرہ جو کہ اللہ تعالےٰ سے غافل کرنے والی چیزین ہین - قتادہ و سدی رحمہم اللہ تعالےٰ نے کہا کہ [illegible] یہ آیت قتادہ و ضحاک نے کہا کہ اُنکے راستہ دون کے تقلب مین بمانند قولہ تعالےٰ افامن اہل القرے ان یاتیہم باسنا [illegible] افامن اہل القرے ان یاتیہم باسنا ضحی وہم یلعبون - یعنے کیا نڈر ہو گئے ان شہرون والے اس سے کہ آجاوے اُنپر ہمارا عذاب دن چڑھے اس حال مین کہ [illegible] کھیل مین ہون یعنے ایسے افعال جہالت تعالےٰ و آخرت سے غافل کرکے بیفائدہ امور فانی مین مشغول کرین - قال المترجم [illegible] اشغال ہو اور قول قتادہ رحمہ اللہ تعالےٰ مین اسطرف اشارت بھی ہی و قد قال تعالےٰ لایغرنک تقلب الذین کفروا [illegible] فی البلاد یعنے یہ بات کہ کافر لوگ ملکون مین تقلب سے پھرتے ہین یہ متاع قلیل ہی یعنے روے زمین پر کافرون [illegible] کو فراغت معیشت کے موافق عیش کرتے دیکھکر دھوکا نہ کھانا چاہیے کہ باوجود کفر و بداعمالیون کے یہ کیونکر اسطرح عیش و [illegible] راحت سے ہین اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا اور اُسکی حکمت کو ہی جانتا ہی پس چند روزہ دنیاے فانی کی متاع قلیل اُنکے پاس

یا جملہ بیان انکو خوف دلایا کہ بیخوف کیون ہو گئے کہ اللہ تعالے انکو اُنکے تقلب مین ماخوذ کرے اور کوئی طرح اللہ تعالے کو عاجز کرنے والے نہین ہین یعنے ذرہ بھی عجز نہین ہی پس حق عزوجل قوی قادر ہر طرح غالب قاہر ہے بیخوف نہو کر چاہیے کہ اُسکے عذاب سے بچنے کے لیے طاعت کرین کیونکہ خوفناک ہونا بھی بغیر قصد رضا مندی کے **عَلٰی تَخَوُّفٍ** یا اُنکو گرفتار کرے اوپر حالت تخوف کے۔ قال الامام یعنی خوف کی حالت مین کہ اللہ تعالے کے عذاب مین پکڑے کیونکہ خوف کی حالت مین پکڑا جانا زیادہ سخت ہی لہذا عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اللہ تعالے نقصان کرون ایسی طرح کہ ایک کی موت سے دوسرا خائف ہو۔ اور یون ہی مجاہد ضحاک وقتادہ وغیرہم سے مروی ہے مترجم کہتا ہے کہ تخوف بمعنے تنقص ہی یعنے کمی کرنا جیسے ابن الاعرابی نے کہا کہ مالون وجانون وپیداوار مین گھٹانا یہانتک کہ نقصان ہو کر سب ہلاک ہو جائین واحدی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ عامۂ مفسرین کے قول مین تخوف بمعنے تنقص ہی جیسے جانون مین اسطرح کہ قتل سے ہلاک ہوتے رہین یہان تک کہ سب ہلاک ہون۔ مترجم کہتا ہے کہ جیسے قولہ تعالے اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا اَیْ بِمَوْتِ عُلَمَائِهَا وَفُقَهَائِهَا وَخِیَارِ اَهْلِهَا یعنے مقبوضہ زمین پر کہ اُسکے اطراف وجوانب سے ہم نقص کرتے جاتے ہین یعنے مسلمانون کے قبضہ مین آتی جاتی ہی عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی تفسیر مین ذکر کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو منبر پر پڑھا اور فرمایا کہ اُسکی تفسیر کہو تو سب خاموش رہے مگر قبیلہ ہذیل مین سے ایک بوڑھا آدمی کھڑا ہوا اور کہا کہ ہماری زبان مین تخوف بمعنی تنقص ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عرب کے اشعار مین بھی اسکا ذکر ہی اس نے کہا کہ ہان ہمارا شاعر کہتا ہی ؎ تخوف الرحل منہا تامکا فردا + کما تخوف عود النبعۃ السفن یعنے ایسی قوی اونٹنی ہی کہ کجاوہ نے اُسکے جسم سے ناقص کر دیا کوہان بھرے ہوئے اونچے کوہ جیسے کم دیتا ہی تبعہ کی مضبوط لکڑی کو سوہان یعنے بڑھئی سوہان سے اسطرح کہ کجاوہ کا اثر بنگیا ہی پس اسی مقام پر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت کے اشعار محفوظ رکھو کہ تفسیر مین کام آئینگے اسطرح ذکر کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا تو اُنکے جواب کے بعد فرمایا کہ میرے نزدیک اس سے مراد یہ ہی کہ جب تنقص کرتے تھے اللہ تعالے کی نافرمانیون سے۔ پھر لوگ باہر گئے وہان ایک اعرابی نے ایک سے پوچھا کہ تم لوگ کیا کہتے تھے اس نے تخوف کیا یعنے نافرمانی کی پس اُس نے واپس ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ میرے دل مین بھی یہی تھا اوپر سے یہ ہی کہ اللہ تعالے سبحانہ نے اُنکو خوف دلایا زمین مین دھنس جانے سے یا آسمان سے عذاب نازل ہونے سے یا غفلت مین گرفتار ہونے سے یا انجام یہ ہی کہ ایسی آفات سے جو آہستہ آہستہ اُنکو ناقص کرین یہانتک کہ سب ہلاک ہو جائین یہ خود اسی حال مین ہی یہانتک کہ یکایک موت آتی ہی اور وہ اپنے کردار و اعمال کے موافق پھر جی اٹھینگے یہ باتین سب ہمارے ناقص خیالات مین آتی ہین بندون کو ضرور یاد کرنا چاہیے اگرچہ ہمیشہ جلدی سزا نہ آوین لیکن وہ حلیم وغفور ہی لہذا فرمایا۔ **فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ** بیشک تمہارا رب شفقت ومہربانی والا ہی۔ جلدی بندے کو ماخوذ نہین کرتا۔ ولیکن ہو کر جو بندہ اپنے اوپر ظلم کرتا ہو تو اللہ تعالے اُسپر رحم فرماتا ہی اُسکا نفع اسی ہو کہ گناہگار خوفناک سے بڑا ہو اس لیے کہ دنیا مین اسکے لیے [illegible] عالم مین اور اپنے [illegible]

Marfat.com

[illegible] سب اللہ تعالے کے قبضۂ قدرت سے جاری ہین اور ہر چیز اُسی کے حکم پر گردن جھکائے ہی چنانچہ بندون کو عالم کے
[illegible] نظر کرنے کے لیے ارشاد فرمایا بقولہ تعالے اَوَلَمْ یَرَوْا کیا اُنھون نے نہین دیکھا یعنے دیکھتے ہین مگر کچھ سمجھ نہین پاتے تو نہ
دیکھنے کے مثل ہی اندا نکاری استفہام سے فرمایا کہ آیا انھون نے دیکھنے کی طرح نہین دیکھا۔ اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْ شَیْءٍ ہر ایسی چیز کو
جسکا سایہ پڑتا ہی اللہ تعالے نے اُسکو پیدا کیا ہی یعنے نظر کی محسوسات سے زیادہ محسوس کیا ہوگا سو اللہ تعالے کی مخلوقات مین سے نظر سے دیکھنے
والی چیزون کو دیکھین کہ یَتَفَیَّؤُا ظِلٰلُہٗ جھکتے و پھرتے ہین اُسکے سایہ کہ اول مین دن چڑھتے ایک حال پر ہوتے پھر بدلتے جاتے ہین
پھر دوپہر ڈھلے دوسری جانب بڑھتے جاتے ہین۔ عَنِ الْیَمِیْنِ وَالشَّمَآئِلِ دائین جانب اور بائین طرفون سے۔ واحدی و زمخشری
نے کہا کہ یمین سے بھی دائین طرفین مراد ہین بقرینہ شمائل اور چونکہ اسکو جمع کر دیا تو یمین جمع لانے کی حاجت نہ رہی جیسے یولون الدبر بجاے یولون الادبار
کے۔ الحاصل دیکھو کہ ان چیزون کے سایہ مائل ہوتے ہین دائین اور بائین جانبون سے۔ سُجَّدًا لِّلّٰہِ سجدہ کرتے ہوئے اللہ تعالے کو
وَھُمْ دَاخِرُوْنَ حالیکہ یے سایے عاجزی کرنے والے ہین۔ زجاج نے کہا یعنے یہ چیزین اللہ تعالے کی طاعت پر مجبول
ہین۔ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ جب جھکتا ہی آفتاب تو ہر چیز اللہ تعالے کے واسطے سجدہ کرتی ہی۔ ایسا ہی قتادہ و ضحاک و دیگر
ائمہ تابعین رحمہم اللہ تعالے نے کہا ہی۔ مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے یہ بھی فرمایا کہ ہر چیز کا سجدہ اُسکا سایہ ہی اور فرمایا کہ پہاڑون کا سجدہ اُنکا سایہ ہی
اور ابو غالب شیبانی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ سمندر کی موجین اُسکی تسبیح و صلوۃ ہین۔ وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِی الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّۃٍ اور اللہ تعالے ہی کے لیے سجدہ کرتا ہی جو کچھ ہی آسمانون مین اور جو کچھ ہی زمین مین دابہ سے
دابہ وہ چیز جو زمین پر حرکت کرے۔ قتادہ رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اللہ تعالے کی مخلوق مین سے کوئی چیز چھوٹی نہین مگر آنکہ ہر چیز اسی کے واسطے
عبادت کرتی ہی خواہ خوشی سے خواہ کراہت سے۔ اقول مانند اسکے قولہ تعالے ولله یسجد من فی السموات والارض طوعا وکرہا وظلالہم بالغدو
والآصال جسکی تفسیر پہلے گذر چکی ہی اور اہل معرفت کے نزدیک کچھ شک نہین ہی کہ مومن و کافر و جاندار و بیجان و جملہ مخلوقات سب اللہ تعالی
کے واسطے سجدہ کرتی ہی اور رغبت و کراہت کے معنے بھی واضح ہین اور مبارک اُنکو جو رغبت سے اللہ تعالے کی بندگی مین حاضر ہین اللہم اجعلنی منہم
اور جس نے پہچانا اُس نے جانا کہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیء قدیر۔ الوہیت اُسی کے واسطے ہی اور کفر
ہدایت کو اُسی نے پیدا کیا اور ہر چیز اُسی کی مخلوق ہی اور ہر ایک وہی کماتا ہی خواہ مومن ہوتا ہی [illegible] جو اُسکے واسطے رب تبارک
تعالے نے مقدر فرمایا ہی اور وہ تمام مخلوق سے پاک ہی۔ آیت سے ظاہر ہوتا ہی کہ آسمانون مین علاوہ ملائکہ کے خود آسمان وغیرہ
اللہ تعالے کے واسطے سجدہ کرتے ہین یا یون تاویل کیجاوے کہ ملائکہ کو مخصوص کیا بقولہ۔ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ اور اُسی کو سجدہ کرتے ہین
وَھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ اور وی کچھ تکبر نہین کرتے مطیع بندے ہین۔ یَخَافُوْنَ رَبَّھُمْ مِّنْ فَوْقِھِمْ اس حال سے
[illegible] کے ڈرتے رہتے ہین اپنے رب کی عظمت و جلال سے کہ اُسکا عذاب و عتاب نہو اُنکے اوپر سے یا اُسکی بلندی شان و
[illegible] مخلوق پر بالا ہی جیسے قولہ ہو القاہر فوق عبادہ۔ یعنے اپنی مخلوق پر عالی ہی اس سے ڈرتے ہین۔ وَیَفْعَلُوْنَ
[illegible] اُنکی صفت یہ ہی کہ کرتے ہین جو کچھ حکم دیے جاتے ہین یعنے اُنکی جبلت اسی طور پر پیدا فرمائی ہی۔ روایت ہی کہ
[illegible] سجدہ زیادہ واجبی سجدات مین سے ہی۔ واضح ہو کہ اشیاء مخلوقات کا سجدہ کرنا اور اُنکے سایہ کا سجدہ کرنا
[illegible] جنکو نظر نہین ہی وی متردد ہوتے ہین پس جلدی نہ کرین یہان تک کہ اللہ تعالے اُنکو نظر معرفت

عطا فرمائے اور چونکہ آیات متشابہات وہ ہوتی ہین کہ اُنکا علم خاص ہی لہذا اس آیت کو متشابہات مین نہین [illegible]
تردد نہین ہی اور مبتدیون کی ناسمجھی سے آیت متشابہ نہین ہو جاتی ہی فافہم ف فی العرائس قولہ تعالے [illegible]
ما نزل الیہم۔ اللہ جلشانہ نے کتاب مجید کے مکنون حقیقی کو مخفی رکھا سب سے سواے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کے کیونکہ [illegible]
وسلم کو اُنھین حقائق سے مخاطب فرمایا اور آپ ہی اُنکے واسطے رسول امین تھے تاکہ آپ ان حقائق کو ایسے بندون [illegible]
اتباع مین لائق معرفت و امانت ہین اور حق عزوجل نے انکو برگزیدہ فرمایا ہی اور انکو استعداد قبول حقائق ہی اور [illegible]
دل اُنکے شہود غیب کے واسطے حاضر ہین اور اسرار عجیبہ کے لیے ہمہ تن گوش ہین تاکہ فکر سے جواہر علوم اس دریاے ناپیدا کنار سے نکالین اور
ہمت عالیہ سے واصل بحضرت قدس ہون اور نااہل لوگون کے پاس اُنکو ضائع نہ کرین کہ درجہ امانت سے ساقط ہو جاوین۔ مترجم کہتا ہی
کہ قرآن مجید کے مخفی رکھنے سے یہ مراد نہین ہی کہ قرآن مجید سمجھا نہین جاتا کیونکہ حق تعالے نے اُسکو بالکل آسان کر دیا ہی سمجھنے والا ہونا چاہیے ہی اور
ہر چیز بیان کر دی ہی سننے والا چاہیے بلکہ مراد یہ ہی کہ ظاہر قرآن ہر آدمی کے واسطے عام ہی اور اُسی کی موافقت سے وہ راہ مستقیم پر ہو جاتا ہی
اور جب اس راہ پر ادب سے مستقیم ہوا تو اللہ تعالے کے فضل سے قرآن پاک کا درجہ اعلے اُسپر ظاہر ہوتا ہی جسکی لیاقت اُسکو پہلے نہ تھی اور اگر
اس سے بیان کیا جاتا تو اسکو فائدہ بھی نہ تھا کیونکہ کمال سننے سے نہین بلکہ حاصل ہونے سے ہوتا ہی اور حاصل ہونا اسی طرح ہی کہ پہلے درجہ کے
آداب بجا لاوے لہذا حدیث طبرانی وغیرہ مین وارد ہوا کہ جو شخص عمل کرے اُسپر جو جان گیا ہی تو اللہ تعالے اُسکو علم اُسکا عطا فرماتا ہی جو نہین جانا
یعنی وہان جاننے سے علم نہین ہوتا بلکہ اللہ تعالے اسپر القا فرماتا ہی پس مقصود یہ ہوا کہ قرآن پاک کے حقائق و درجات ہین اور پہلا درجہ
تو سب کے واسطے عموماً ظاہر و کافی ہی پھر اسکے بلند درجات عالیہ اور ہین۔ ہمارے شیخ حقیقت مولانا السید تراب علی رحمۃ اللہ علیہ و علے
آبائہ و مشائخہ الکرام نے لکھا کہ قرآن پاک کی حقیقت اگر ظاہر ہو تو بندہ معدوم و فنا ہو جاوے اور جب استعداد ہو جاتی ہی تو اللہ تعالے جلشانہ کی
دی ہوئی زندگی سے فیض عظیم پاتا ہی پس مراد شیخ العرائس رحمہ اللہ تعالے کی یہی ہی فافہم۔ شیخ ابن عطا رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ مخلوق کی
عقل کو قطع کر دیا کہ قرآن مجید کی فہم مین دخل دی سواے عقل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ کو حکم بیان کرنے کا دیا کہ آپ ہی احکام
خلق بیان کرین اور آداب سے مرسوم فرماوین کیونکہ آپ ہر حال مین امین موتمن ہین۔ اقول فے الحدیث انا امین من فے السماء [illegible] امانت والا
ہون اُسکا جسکی شان کبریائی بلند ہی یا جو مراد ہو واللہ سبحانہ اعلم۔ اور حدیث صحاح مین اسرار و عجائب علوم ہین اور واضح ہو کہ اس زمانہ مین
خالص نیت سے شرائط ادب کے ساتھ تھوڑا عمل اور بہت علم بہتر ہی جیسا کہ حدیث سے ثابت ہی لہذا اکابر مشائخ نے اکثر باتین بیان کر دی ہین
و نرجو من اللہ فضلہ وہو ذو الفضل العظیم۔ قولہ اولم یروا الے ما خلق اللہ من شئی الآیہ۔ اسمین حق عزوجل نے اپنی عبادت سے تکبر کرنے والی مخلوق
کی جہالت اپنے بندون پر ظاہر کر دی کہ وی نہین دیکھتے کہ کیسے اُنکے سایہ اول و آخر وقت مین اپنے خالق عزوجل کو سجدہ [illegible]
چیزین محل عقل مین ہوتین تو لوگون کو آگاہ کرتین اور اُنکی جہالت کا مقام بتلاتین کہ کسطرح اللہ تعالے کی عبودیت [illegible]
موجودات حتی کہ جمادات تک اپنے خالق عزوجل کو سجدہ کرتی ہین اور انوار تجلی عظمت الٰہی اُنپر واقع ہونے [illegible]
چنانچہ مروی ہی کہ حق عزوجل جس چیز کے لیے تجلی فرماتا ہی وہ اسکے لیے خشوع کرتی ہی۔ اسمین ایک معرفت کا [illegible]
شیطانیہ کا مقام ہی وہان تکبر و سرکشی موجود ہی باستثناے ایسے شخصون کے جنھے حق تعالے کو حق [illegible]
تو اُنکے نفس اپنے رب کیواسطے خشوع و سجدہ کرتے ہین بعض مشائخ نے کہا کہ اللہ تعالے نے حیوان [illegible]

Marfat.com

کہنے لگے کہ سوائے انسان کے کہ اسنے تکبر سے شروع کیا کہ اپنے واسطے علم و قدرت وغیرہ اور اپنے لیے فردیت وغیرہ ثابت کرتا ہی
کہ کیسے ہیں کرتا ہو کہ اہل و اولاد اسکے ہین حالانکہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کیواسطے ہی فافہم۔ جب مشرکون کے شبہات دور کر دیے اور توحید بیان
فرمائی تو زیادہ توضیح کے لیے شرک سے بدلائل منع فرمایا

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاِيَّايَ
اور کہا اللہ نے نہ پکڑو معبود دو وہ معبود ایک ہی سو مجھی سے
فَارْهَبُوْنِ ۝ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ
ڈرو اور اسی کا ہی جو کچھ ہی آسمانون مین اور زمین مین اور اسی کا انصاف ہی ہمیشہ سو کیا اللہ کے سوا کسی سے
تَتَّقُوْنَ ۝ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ
خطرہ رکھتے ہو اور جو تمہارے پاس ہی کوئی نعمت سو اللہ کی طرف سے پھر جب لگتی ہی تمکو سختی سو اسی کی طرف
تَجْــَٔرُوْنَ ۝ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۝
چلاتے ہو پھر جب کھول دی سختی تمسے تب ہی ایک فرقہ تم مین اپنے رب کے ساتھ لگتے ہین شریک بتانے
لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝
تا منکر ہو جاوین اُس چیز سے جو ہمنے دی سو برت لو آخر معلوم کر دگے

وَقَالَ اللّٰهُ یعنی اللہ تعالےٰ نے صاف حکم دیدیا بذریعہ رسولون کے کہ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ مت بناؤ دو معبود۔ کیونکہ معبود خالق وہ ہی کہ جسمین سب کمال ہون اور سب سے ظاہر کمال ایک یہ ہی کہ وہ سب سے اعلےٰ ہو اور جب ایک کے سوائے دوسرا بھی معبود مانا جاوے تو نہین ممکن ہی اس لیے کہ ان دونون مین سے ایک ہی ایسا ہوگا جو دوسرے سے اعلےٰ ہو تو پھر دوسرا خالق نہوگا۔ اور جب خالق کی یہ شان ہی کہ جو کچھ چاہے جب چاہے سب پیدا کرے اور ہر چیز پر اسکو قدرت ہی تو ظاہر ہو گیا کہ دوسرے کسی کے واسطے یہ بات نہوگی اور کچھ بھی ضرورت غیر کی نہین ہی پس صاف معلوم ہوا کہ دو خالق ہو ہی نہین سکتے ہین تو اب جو کوئی مشرک دو خالق کا قائل ہوا اُس نے صرف اپنے ذہن مین بنا لیا اور حقیقت مین قطعی دلیل سے دوسرا نہین ہو سکتا ہی اور جب دو نہین ہو سکتے ہین تو زیادہ کیونکر ہونگے پس معلوم ہو گیا کہ جس نے دو معبود اپنی رائے سے بنائے یعنے سمجھ لیے وہ بڑا احمق ہی لہذا ایسے احمقون کی تنبیہ کرنے کو صاف فرما دیا کہ مت بناؤ دو معبود۔ پھر زیادہ فضیحت و نفرت دلانے کو فرمایا۔ اِثْنَيْنِ دو۔ یعنے اگرچہ صیغہ تثنیہ ہی پھر بھی اثنین فرمایا تو زیادہ تفضیح اسکے رائے سے ہی جو معبود بناوے دو۔ اکثر مفسرین نے کہا کہ یہ تاکید ہوا اور معنے اسکے یہی ہین کہ تاکید سے مقصود نہایت نفرت دلانا اس رائے سے ہی پھر بھی فائدہ ہوا کہ الٰہ واحد کا ماننا ضرور ہی صرف شرک کرنا منع ہی اور جن لوگون نے معبود واحد جلبشانہ سے انکار کیا انکی حماقت اس درجہ کی ہوئی کہ انھون نے دو نہین بلکہ ہزارون لاکھون خالق بنا لیے کیونکہ ہر چیز کا وجود اسی کی ذات سے قرار دیا اور باوجودیکہ ہر ایک کو مخلوق کہتے ہین پھر اسکو خالق جاننا اس درجہ سخت حماقت ہی کہ کسی آدمی کی عقل مین اسکی حد نہین متصور ہو سکتی ہی لہذا خالق کے ساتھ غیر کو شریک منع کر دیا اور صاف بتلا دیا۔ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وہ تو فقط اللہ ایک ہی۔ اُسکی شان ہر کمال مین اعلےٰ ہی وہ سب قدرت کے ساتھ موصوف ہی جب یہ عظمت و جلال اسکا سمجھ لیا تو پھر مخاطب کر کے اُسنے کلام فرمایا بقولہ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ

سو تم مجھی سے ڈرتے رہو۔ کیونکہ سب کچھ اُسی کے قبضۂ قدرت مین ہی کسی دوسرے مین کچھ [illegible]
وَلَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اُسی کے ملک و خلق و بندے ہین جو کچھ آسمانون [illegible]
کرے اُسکو مخلوق الٰہی جانو اور اللہ تعالے دانا ہی کہ اُسکی مخلوق کسقدر وسیع ہی اور وہ جو چاہے پیدا کرے [illegible]
قبضۂ قدرت مین مسخر ہی وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا اور اُسی کے لیے ہی طاعت ہمیشہ یعنے جو چیز مخلوقات مین [illegible]
واسطے مطیع ہی واصب بمعنی دائم جیسا کہ ابن عباس و مجاہد و عکرمہ و میمون بن مہران و سدی و قتادہ وغیرہم سے مروی ہی اور [illegible]
قولہ تعالے ولہم عذاب واصب ای دائم یعنے کافرون کے لیے ہی عذاب دائمی۔ اور ابن عباس سے ایک روایت مین [illegible]
مجاہد رحمہ اللہ تعالے سے بمعنے خالص آیا۔ کذا ذکرہ الحافظ اور مترجم کہتا ہی کہ جب اسی کے لیے طاعت دائمی ہوئی تو واجب ہوئی اور
خالص بھی ہوئی کیونکہ کسی غیر کی طاعت تو کسی وقت و کسی حال مین نہ پائی گئی پھر ظاہر ہی کہ طاعت اُسی کے لیے واجب و خالص ہوئی اور
یہین سے ظاہر ہو کہ اللہ تعالے نے جس سے ہدایت و توحید چاہی وہ اُسی پر ہی اور ہم اللہ تعالے سے گمراہی سے پناہ مانگتے ہین اور
اگر وہ چاہتا تو سب کو ایک راہ پر کرتا۔ بالجملہ ہر ایک چیز و آدمی اور جو کچھ مخلوق ہی سب اُسی کے حکم پر مقہور و مسخر و مطیع ہی یعنے جسطرح [illegible]
چاہا ہر ایک اُسی پر ہی تو کسی کو یہ مجال نہین کہ سواے اللہ تعالے کے قبضۂ قدرت کے خود راے ہو تو کوئی خود مختار نہین ہی لہذا فرمایا
اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ سو کیا تم سواے اللہ تعالے کے غیر سے ڈرتے ہو یعنے اُسی پر تقوے کرو اور بت و جن و فرشتہ و
آدمی کسی چیز کو قادر مت سمجھو۔ پھر ظاہری نظر مین آدمی کو نفع و ضرر دوسرون کی طرف سے معلوم ہوتا ہی اور شبہہ مین پڑتا ہی کہ نفع دینے والا
یہ شخص ہی یا ہمکو ضرر پہونچانے والا وہ ہی لیکن جنکو اللہ تعالے نے عقل دی ہی وہ اس بارہ مین غور کرتے ہین اور جب غور کیا تو انکو یہان
دو باتین ظاہر ہوئین ایک یہ کہ دینے والا اللہ تعالے ہی اور اُسی کے تصرف سے اس شخص سے یہ فعل ہوا خلاصہ یہ کہ فاعل حقیقی اللہ تعالے ہی
اور درمیان مین یہ شخص جو نافع نظر آیا اُسکے حق مین بھی اللہ تعالے کا احسان ہوا کہ اُسکو کار خیر کا کمانے والا بنا دیا جیسے ظالمانہ ضرر کے ظاہری
فاعل پر اللہ تعالے کا قہر ہی کہ اُسکو بدی کا کمانے والا بنا دیا۔ دوسرے یہ کہ خود مختار فاعل یہی شخص ہو۔ پھر ان دونون باتون کو اُس نے
عقل سے صحیح دلائل و صاف بیان سے جسمین خیالی خواہش کو دخل نہو ثابت کرنا چاہا تو دوسری بات ثابت نہوئی کیونکہ ہزارون دلائل سے
یہ بالکل بدیہی ہی کہ آدمی اپنے کامون و مرض و صحت و فقر و تونگری مین خود مختار نہین ہی اور اُسکو صریح دلیل سے یہ بات واضح ہی کہ اللہ تعالے کو
کمال قدرت ہی تو صریح معلوم ہوا کہ وہی فاعل حقیقی ہر فعل کا ہی پھر یہ وہم جو بعضے جاہلون کو ہوا کہ برے کامون کا پیدا کرنے والا وہ ہو
قبیح نام اُسکی طرف منسوب ہوگا اور جس آدمی نے چوری کی وہ چور نہوگا تو جواب یہ ہی کہ جس شخص کے اندر چوری کا فعل ہی [illegible]
اس فعل کا چور نہین ہی یعنے کسی چیز کے پیدا کرنے سے بدی نہین بلکہ اُس چیز کے کمانے سے بدی ہی مثلاً بدشکل وہ شخص ہی جسکی [illegible]
اور وہ نہین ہی جس نے پیدا کر دیا اور اس سے زیادہ بعضے جاہل گفتگو کرتے ہین کہ پھر اسکو بدشکل کیون کیا اور دوسرے [illegible]
تو ایسے احمق کو سمجھانا چاہیے کہ اس بے انتہاء عالم پر نظر کرے اور پھر اپنی طرف دیکھے کہ جس نے اس عالم کو [illegible]
اور تیری ہستی اسقدر نہین ہی کہ تو اس حکمت کو تمام گھیر کر سمجھ لے اور یہ بات بالکل بدیہی ہی تو معلوم [illegible]
جب یہ معلوم ہو گیا تو خلاصہ یہ ہوا کہ نفع پہونچانا اور ضرر پہونچانا حقیقت مین کسی شخص کے [illegible]
ہان اللہ تعالے نے جس آدمی کے اندر احسان پیدا کیا کہ اُس نے [illegible]

Marfat.com

پس تجھے لازم ہی کہ اُسکا شکر ادا کرے لہذا حدیث مین ہی کہ اللہ تعالے کا شکر نہ ادا کیا جس نے آدمیون کا شکر ادا نہ کیا - یون ہی جسکی طرف سے
تجھے ضرر و بدی پہونچے تو نے سمجھ لیا کہ الحمد للہ کہ ظالم و بدکار مجھے نہین بنایا جیسا کہ اُسکو قہر سے بنا دیا پھر یہ البتہ چاہیے کہ اللہ تعالی سے ڈرے
کہ وہ فلان موذی کو مجھپر مسلط نہ فرما دے - پس آدمی کو چاہیے کہ اللہ تعالے سے ڈرتا رہے اور اُسی سے اپنے حق مین بھلائی چاہے
کیونکہ بالیقین نفع و ضرر اُسی کے اختیار مین ہی لہذا بیان فرما دیا - **وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ** اور جو کچھ تمھارے ساتھ ہی
کوئی نعمت ہو تو وہ اللہ تعالے کی طرف سے ہی - کسی غیر کی طرف سے نہین ہی لیکن جس بندے کو تیرے لیے محسن بنا دیا وہ اُسکے واسطے
نعمت دیدی تو احسان کرنے والے کو چاہیے کہ اللہ تعالے کا بڑا شکر ادا کرے کہ تیرے اوپر احسان کرنے کی صفت اسمین پیدا کر دی
ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ پھر جب تمکو ضر پہونچا یعنے مرض و محتاجی وغیرہ جو چیز انسان کو تکلیف و سختی مین ڈالے
تب تم اسی کی طرف پناہ ڈھونڈھتے ہو - **مجاہد و سدی** وغیرہ نے کہا کہ اُسی کی طرف گڑگڑا کر دعا مانگتے ہو - واضح ہو کہ عرب زیادہ سختی
کیوقت اللہ تعالے ہی سے دعائین مانگتے اور جب مامون ہوتے تو بتون کی پوجا کرتے تھے اور یہ بات ظاہر ہی کہ ہر آدمی تکلیف کے وقت
اپنے رب رحیم کی طرف التجا کرتا ہی - گویا اُنکی نظر کو ٹھیک کر دیا کہ مرض و قحط اور وبا وغیرہ بہت سے بے اختیاری امور ہین کہ انمین کچھ تمھاری
تدبیرین و حیلہ کام نہین کرتے ہین جیسے آسانی و فراخی کے وقت نعمتون کے پہونچنے مین تو تم دوسرون کی طرف سے اور اپنی قوت سے خیال
کرتے ہو مگر سختی و بیماری مین تو سمجھو کہ جہان کسی کی قوت اور تمھاری طاقت کچھ کام نہین کرتی ہی پھر جیسے یہ ویسے وہ سب کچھ اللہ تعالے ہی کیطرف
سے ہی اور اُسنے ہر ایک کو اُسکے اعمال کے لائق اور اُسکی دنیا و آخرت کی بھلائی کے لائق سختی و آسانی دی ہی خلاصہ یہ کہ اس کلام مین گویا تنبیہ
کر دی کہ اُسی کی طرف التجا کرتے و دعائین مانگتے ہو اور بیشک اُسی سے التجا کرنا چاہیے تو ہر حال مین اُسی کی طرف رجوع لاؤ کسی دوسری
چیز کو یا تدبیر کو کیون شریک کرتے ہو - **ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ** پھر جب اُس نے ضرر کو دور کر دیا تمسے **اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ**
تو یہ دیکھو کہ ایک فریق تم مین سے یعنے جاہل مشرک لوگون کا گروہ **بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ** اپنے رب کے ساتھ جو بالکل قادر قوی ہی اُسکے
سواے کسی مین قدرت نہین اُسکے ساتھ شریک ٹھہراتے ہین یعنے یہ نظر نہین رہتی کہ اُسی رب عزوجل نے ضرر دیا اور پھر اُسی نے دور کر دیا
بلکہ اُسکے خلاف شرک کی نظر کر کے شرک کرتے ہین مثلا بعضے کہتے ہین کہ فلانے دیوتا کی مانتا کرتی ہی فائدہ ہوا یا فلانی درگاہ پر بے ادبی ہوئی تھی
جب چڑھاوا کر لیا تب اُنھون نے چھوڑایا کہتے ہین کہ فلان دوا نے بہت فائدہ دیا اور فلان حکیم نے اچھا کر دیا اور یا ہم نے یہ تدبیر کی اور اُسنے
یون کیا اور ہم نے یہ کیا غرضکہ جو باتین اس دنیا مین اللہ تعالے نے ایسی عجیب قدرت سے رکھی ہین کہ مشرک اُنکو اپنی نظر مین دیکھتا اور موحد
اپنی نظر مین پاتا ہی پس کافر و مشرک تو اُنھین چیزون مین سے کسی چیز کو یا تدبیر کو یا کسی فعل کو تاثیر کرنے والا سمجھتا اور شرک کماتا ہی اور توحید والا
اپنے رب تعالے کی ہدایت سے اللہ تعالے عزوجل کے سواے کسی چیز کو قادر و خالق و موثر نہین جانتا ہی اور کافرون و مشرکون کو اللہ تعالے
نے ہدایت نہین دی اور نہ اُسکو خواہش ہی تو وی گمراہی کی نظر سے شرک دیکھتے ہین - **لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ** تا کہ کفر کرین یعنی یہ نظر
[illegible] ہو یا تا کہ ہو جاے اُنکا حال کہ کافر ہون یا انجام اُنکا یہ کہ کافر ہون یعنے ناشکری کرین اُس نعمت کی جو ہم نے اُنکو دی - گویا بجاے
[illegible] سے کفر ہوتا ہی - جب اسطرح واضح اُنکو سمجھا دیا تو پھر جھڑکی سے خطاب فرمایا بقولہ - **فَتَمَتَّعُوْا** پس چند روز تمتع اُٹھاؤ
فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ عنقریب تم جان جاؤ گے کہ انجام اس شرک و جہالت کا ایک بُرا ٹھکانا جہنم ہی - واضح ہو کہ اہل توحید ان آیات کو
[illegible] اور اپنے رب عزوجل کا شکر ادا کرنے مین جان فدا کرنے کا قصد کرتے ہین اور عاجز ہو جاتے ہین کہ رب جلشانہ نے اُنکو عقل و توحید

Marfat.com

وہدایت عطا فرمائی ہی اسی واسطے قرآن پاک انھین کے حق مین ہدایت وشفا ہی اور وہ ڈرتے ہین کہ کہین
کیونکہ رب تبارک وتعالے غنی حمید ہی پس جب وہ نعمت ایمان کو ایسا عزیز جانتے ہین اور ڈرتے ہین تو اب
گناہون کو بخشدیتا ہی اور انجام بخیر فرماتا ہی والحمد للہ رب العالمین۔ **ف** ۔ عرائس البیان مین
لوگون کے واسطے دقیق نظر کا شرک بتلا دیا چنانچہ قولہ تعالے قال اللہ لا تتخذوا الٰہین اثنین الآیہ کی تحت مین
اللہ تعالے کے سواے دوسری چیز پر محبت کی نظر ڈالے اور اُسکو اختیار کرے تو وہ بھی دو خدا بنانے والون کے حکم مین
فرمایا۔ افرأیت من اتخذ الٰہہ ہواہ۔ تو نے دیکھا کہ جس نے بنا لیا اپنی خواہش کو اپنا معبود۔ یعنے رب تبارک وتعالے کی معرفت
اُس نے اُسی کو اختیار کیا اور جب کسی نے اُسکے سواے دوسری چیز سے دل لگایا تو شرک کیا اور واضح ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
محبت اسی کو واسطے عین ایمان ہی کہ اللہ تعالے کی رضامندی حاصل ہونا اسی طرح ہی جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رضامندی
حاصل ہوگی کہ جہانتک ممکن ہی آپ کے حکمون کی بجا آوری مین کوتاہی نہ کرے اور جس شان سے آپ نے دنیا بسر کی ہی اُسی طرح اسی راہ پر
آپ کے پیچھے پیچھے چلے اور آپ کے یارون کو اور اولاد کو بلکہ عرب کو آپ ہی کے واسطے محبوب رکھے اور زیادہ توضیح مترجم نے قولہ تعالے
والذین آمنوا اشد حبا للہ۔ کی تحت مین بیان کردی ہی۔ اور واضح ہو کہ مان باپ و اولاد وغیرہ کی محبت یہ سب ہوتی ہین مگر اللہ تعالے کی
محبت تمام دلکو گھیرے ہی اور اللہ تعالے ارحم الراحمین ہی تو ان سب پر آدمی کو شفقت و ترحم ہوتا ہی مگر اللہ تعالے ہی کے واسطے ہوتا ہی
اور یہ بات رفتہ رفتہ ٹھیک ہوتی ہی بلکہ آدمی تو کافرون و مشرکون پر اسوجہ سے ترس کھاتا ہی کہ یہ لوگ افسوس ہی کہ اللہ تعالے کے عذاب مین
دوڑے جاتے ہین اور جب اللہ تعالے کی قدرت کو خیال کرتا ہی تو اپنے رب تعالے کی محبت مین مطمئن ہو جاتا ہی۔ شیخ رحمہ اللہ تعالی نے کہا
کہ جسنے بحر وحدت کا مزا چکھا تو اُس سے دو جہان کا تعلق ساقط ہو جاتا ہی اور اللہ تعالے کی فردانیت سے متفرد اور اسی کی وحدانیت کے ساتھ موحد
ہو جاتا ہی۔ شیخ ابو عثمان رحمہ نے فرمایا کہ تیرا رب تجھے منع فرماتا ہی کہ تو دو رب بناوے یا اُسکے ساتھ کسی کو شریک بناوے اور جب تو نے اتنے خدا بنا لیے
اور اُسکے ساتھ شریکون کا مدعی ہوا تو پھر توحید کیونکر تجھ سے درست ہوگی یعنے جب کہ تو اپنے نفس کے احکام بجا لاتا ہی اور اپنی طبیعت کی
خواہشون و ارادون پر چلتا ہی اور مخلوق کی بندگی کرتا ہی تو ایسی حالت مین محل عبودیت الٰہی تک تیرا گذر کہان سے ہوگا۔ پھر اللہ تعالے
نے مشرکون کے قبائح اعمال مین سے ایسے افعال بیان فرمائے جن سے ظاہر ہوتا ہی کہ انھون نے ناسمجھی سے دو خدا سے بڑھکر بکثرت
خدا بنائے اور صرف بتون پر منحصر نہین بلکہ طرح طرح کے وجوہ سے اللہ تعالے سے اعراض کیا اور غیرون سے بھی گزر کرکے اپنے
نفس کی پرستش کی ہی قال تعالے

وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۭ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ

اور ٹھہراتے ہین ایسون کو جنکی خبر نہین رکھتے ایک حصہ ہماری دی روزی مین سے قسم اللہ کی تمسے پوچھنا ہی

تَفْتَرُونَ ۝ وَيَجْعَلُونَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ وَلَهُمْ مَّا

جو جھوٹھ باندھتے تھے اور ٹھہراتے ہین اللہ کو بیٹیان وہ اس لائق نہین اور آپ کو

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا

اور جب خوشخبری ملے ایسے کسی کو بیٹی کی سارے دن رہے اُسکا منھ

Marfat.com

يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰي هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝

[illegible] لوگون سے مارے برائی اس خوشخبری کے جو سنی اسکو رہنے دے ذلت قبول کر کر یا اسکو داب دے مٹی مین سنتا ہی بری چکوتی کرتے ہین

لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ ع ۱۰

نہین مانتے پچھلے دن کو انھین پر بری کہاوت ہی اور اللہ کی کہاوت سب سے اوپر اور وہی ہی زبردست حکمت والا

وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ اور بناتے ہین یعنے واقع مین تو کچھ نہین ہی مگر یہ لوگ اپنی طرف سے بناتے ہین اور چونکہ کچھ بنا نہین سکتے لہذا صرف اپنے اعتقاد مین تصور باطل باندھکر اسپر عمل اسطرح کرتے ہین کہ لگاتے ہین ایسی چیز کے لیے جسکی حالت سے واقف نہین ہین یعنی بتون وجن وغیرہ کے لیے جنکو اپنی نادانی سے موثر و قدرت والا سمجھتے ہین یا لا یعلمون سے خود بت وغیرہ مراد ہون اور صیغہ بطور جمع ذی عقل کے صرف مشرکون کے دعوے کی وجہ سے ہو یعنے بناتے ہین مشرکین واسطے ایسی چیزون کے جو جانتے نہین ہین۔ اول اولی ہی یعنے مشرکین اپنی نادانی سے بغیر کسی حجت و برہان کے حصہ لگاتے ہین ایسی چیزون کے لیے جنکا شریک ہونا کسی علم سے نہین جانتے صرف اپنی جہالت سے شیطانی وسوسہ پر سمجھ لیا ہی۔ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ حصہ ایسی چیز سے جو ہم نے انکو رزق دیا ہی۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالے نے انکو اپنی طرف سے رزق دیا اور وی اس رزق مین سے ایسی چیزون بتون وغیرہ کا حصہ لگاتے ہین جنکے شرک پر انکو کچھ بھی علم نہین ہی سدی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ جیسے فرمایا۔ ہذا للہ بزعمہم وہذا لشرکائنا۔ یعنے مشرکین کہتے کہ یہ اللہ کا ہی اپنے زعم کے موافق اور یہ ہمارے بتون کا ہی۔ قتادہ رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ یہ مشرکین عرب کا حال ہی کہ اموال کے حصے کر کے ایک حصہ اپنے بتون و شیاطین کے واسطے مقرر کرتے۔ مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے کہا اللہ تعالے انکا خالق و رازق ہی اور اسی سے نفع و ضرر ہی اور وقت ضرر کے اسی کی طرف التجا کرتے پھر اللہ تعالے کے دیے رزق مین سے ایسی چیزون بتون و شیاطین کا حصہ لگاتے جنکا نفع دینا ضرر دینا نہین جانتے تھے۔ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ قسم ہی اللہ عزوجل کی کہ تم پوچھے جاؤ گے اس سے جو جھوٹ باندھتے ہو۔ اسمین سخت تہدید ہی۔ اور دیگر آیات مین مشرکون کا یہ دعوے بھی بیان کیا کہ کہتے کہ ہمکو اللہ تعالے نے اسکا حکم دیا ہی اللہ تعالے پر افترا تھا۔ واضح ہو کہ اللہ تعالے جلشانہ کی ذات و صفات و اسکے لائق حالات مین راے کو دخل نہین اور تصور کی [illegible] تو جب انھون نے بتون و شیاطین کے ساتھ شرک کیا تو یہ بہت کھلا شرک ہی اور اپنی [illegible] اپنے نفس کو خدا بنا لیا جسکے [illegible] اعتقاد کیا پھر جو اللہ تعالے نے رزق دیا اسکو خالص اسی کی طرف سے نہ سمجھے بلکہ اپنی کمائی سے اور یہ شرک ہی پھر اسمین تصرف اپنی راے [illegible] پھر اللہ تعالے پر افترا کر کے پھر رسول کی ممانعت پر انکار و جدال غرضکہ بے تعداد شرک و قبائح انکے اس فعل مین موجود [illegible] نے بہت منع کیا کہ کوئی شخص اپنی راے سے کسی چیز کو شرع نہ بناوے اور خوبی و برائی کسی چیز کی اپنی راے پر نہ رکھے حتی کہ [illegible] اگر کوئی گناہ کرے تو اس سے بہتر ہی کہ کسی چیز کو راے سے شرع بناوے اور مترجم کہتا ہی کہ یہ اسوجہ سے ہی کہ گناہ [illegible] اسکے اگر راے سے اس نے دعوے کیا کہ یہ کام ثواب کا عمدہ ہی یا یہ عذاب کا ہی تو اس نے دعوے [illegible] اللہ تعالے نے مقرر فرمایا ہی حکم اسی کی شان ہی۔ پھر اسی قسم کا ایک قبیح فعل انکا یہ بیان فرمایا۔ وَيَجْعَلُوْنَ [illegible] اللہ تعالے کے لیے لڑکیان یعنے کفار عرب کمال جہل و عداوت سے کہتے کہ ملائکہ اللہ تعالی کی لڑکیان ہین [illegible] نہ مرد ہین نہ عورت ہین اور مردون کی شکل مین اکثر اوقات ظاہر ہوئے مگر عورتون کی شکل مین کبھی ظاہر

Marfat.com

ہونا ثابت نہین ہوا ہی۔ یہ قول بنو خزاعہ وکنانہ کا تھا۔ واضح ہو کہ جعل کے یہان بھی [illegible] ہین ورنہ اُنکے بنانے سے کچھ نہین ہو سکتا اور نہ واقع مین ہی۔ پھر یہ اعتقاد جناب باری تعالے [illegible] رائے سے ٹھہرانا کفر ہی۔ اللہ تعالے کو مثل مخلوق کے بال بچے والا کہنا کفر ہی۔ سُبْحٰنَهٗ۔ اللہ تعالے [illegible] یعنی وہ بدرجہ کمال، پاک ہی ایسی تشبیہ سے بھی۔ واضح ہو کہ جس چیز کو دوسری چیز کی طرف احتیاج کسی بات مین [illegible] وہ خالق نہین ہو سکتا۔ اسکی توضیح یہ ہی کہ مثلاً کنجین جب ہوگی کہ سرکہ آوے وشہد ہو پھر ایک شخص اُسکو بناوے اسی طرح [illegible] رہنے مین کھانے پینے اور سونے کا محتاج ہی غرضکہ جس چیز کی طرف احتیاج ہو اُسکے موجود ہونے کی ضرورت ہوتی ہی [illegible] معلوم ہوا کہ اللہ تعالے مین سب قدرت ہی تو بیٹا یا بیٹی اُسکے لیے کچھ معنی نہین رکھتی کیونکہ وہ جو چاہے پیدا کر دے پھر جو چیز کہ سب اُسکی مخلوق ہوئی تو بیٹا اور بیٹی نہوئی کیونکہ بیٹا و بیٹی آدمی کا جزو ہوتے ہین اور اللہ تعالے کھانے پینے اور سونے اور جزو یا کل ہونے سے پاک ہی اسی واسطے حدیث صحیح مین ہی کہ اللہ تعالے فرماتا ہی کہ آدمی نے مجھکو گالی کے مثل بُرا کہا اور اُسکو یہ لائق نہ تھا اور اس نے مجھے جھٹلایا اور اُسکو نہ چاہیے تھا پس جھٹلانا اُسکا یہ ہی کہ اُس نے دعوے کیا کہ مین اُسکو دوبارہ نہین پیدا کر سکتا حالانکہ دوبارہ پیدا کر دینا مجھپر ویسا ہی ہے جیسے اول مرتبہ پیدا کیا تھا یا اس سے آسان ہی اور اسکا بدگوئی کرنا یہ ہی کہ اُس نے میرے لیے بیٹا بیٹی وجورو بتلائی حالانکہ مین وحدہ لاشریک الواحد الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد ہون یعنے مین اکیلا نرالا سب سے پاک بے پرواہون جو کہ نہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اُس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ اُسکے ہمسر کوئی ہو سکتا ہی۔ غرضکہ جس نے حماقت چھوڑ کر بتوفیق الٰہی اپنی عقل سے اللہ تعالے کی پاکی اور عظمت وجلال کی طرف راہ پائی وہ نہایت اطمینان کے ساتھ یقین کرتا ہی کہ احمقون کے یہ خیالات عجب بیہودہ ہین کہ جنکی بیہودگی حد سے بیحد جہالت ہی کہ اُسکا اندازہ نہین ہو سکتا ہی۔ اسی واسطے اللہ تعالے نے ان کافرون احمقون کی جہالت کے جواب مین اُنکو استدلال کا ارشاد نہین کیا بلکہ اپنی پاکی بیان فرمائی بقولہ سبحانہ کیونکہ دلیل تو اُسکے لیے ہی جو عقل اگر نہ رکھتا ہو تو عقل کے پاس تو ہو اور جو اس سے بھی خوار ہو اُسکو عقلی دلیل بتلانا بیکار ہی اور یہان ایک وسوسہ شیطانی اکثر لوگون کو پیدا ہوتا ہی اور اُس سے بہت لوگ گمراہ ہوتے ہین وہ یہ ہی کہ تم نے کہا کہ جو کوئی اللہ تعالے کا بیٹا بیٹی بناوے وہ عقل سے بالکل خارج ہو کر حواس کے دورہ مین ہی بلکہ حواس مین بھی بیحد بیوقوف حواس والا ہی ولیکن ہم دیکھتے ہین کہ مثلاً نصرانی اسکے قائل ہین اور فی الحال اُنکی عقلمندی کی ایجادین تمام زمانہ مین پھیلی ہوئی ہین تو تمہارا قول کیونکر مانا جاوے۔ اسکے جواب مین مجھے تمکو اطمینان دینا دو طریقہ سے ہوگا ایک یہ کہ علوم عقلی وعلوم حسی کا فرق بجاؤن دوسرے یہ کہ مثال سے بتلاؤن۔ لیکن پہلا طریقہ اسوجہ سے تمہاری سمجھ مین شاید نہ آوے کہ عقلی علوم جاننے کے [illegible] علوم اور شاید کہ عالم میرے بھائیون کو اسقدر علم نہو تو مین کہتا ہون کہ علم کی تین قسمین ہین ایک وہ کہ مادی ہین جو حواس [illegible] مین حساب جبر مقابلہ اقلیدس ومقناطیسی قوت کے فن وطب وکلین ایجاد کرنا وتار برقی وآلات حرب اور علم [illegible] شاخین ہین اور یہ فن ابتدائی عمر مین جب تک حواس قوی وقوت واہمہ غالب رہتی ہی ایجی طرح آتا ہے [illegible] یہ فنون مشکل سے آتے ہین اور اطفال کو خوب آتے ہین۔ دوسری قسم وہ ہی کہ مادہ عقل سے [illegible] وغیرہ کے اجسام مین ہی اُسکا علم واُسکی ماہیت وکیفیت سے بحث کرنا اور افلاک کی قوتین [illegible] سے خارج صرف عقل کے علوم ہین۔ اب بالکل صحیح وصحیح بات یہ ہی کہ [illegible]

ہین کیا کہ آدمی وحیوان چیزون مین انھون نے یہ سب آلات وایجادین نکالی ہین جن سے تم متحیر ہوتے ہو اور تم جانتے ہو کہ حواس
ظاہرہ جسے آدمی مین ویسے جانورون مین بھی ہین چنانچہ بیا اپنا گھونسلا ایسا بناتا ہی کہ تم متحیر رہتے ہو پس جانورون اور آدمی مین اس قوت
یعنی حواس ظاہرہ مین فرق نہین ہی بلکہ عقل سے فرق ہی اسی واسطے دیکھو کہ علماے اسلام کی عقلی علوم اسوقت تک تمام نصارے کی سمجھ مین نہین آتے
ہین اور جو نادان ہین یہ لوگ اُن علوم کو وہمی نام رکھتے ہین یعنے برعکس - اور یہ دعوے جب ٹھیک ہوتا کہ جانتے اور ثابت کرتے - جیسے مترجم کو
اللہ تعالے کے فضل سے اُسکے تمام علوم ریاضی جو اوپر مین نے لکھے ہین معلوم ہین تب مین جو کچھ تم سے کہتا ہون صحیح ویقینی جاننے کے
قابل ہو اور قسم ہی اُسی پاک معبود کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ جو لوگ انھین حسّی فنون کو علم عقلی سمجھے ہین جانورون سے امتیاز نہین
رکھتے ہین مگر ظاہری صورت مین اور میری نظر مین دونون کا فرق آئینہ کے مانند روشن ہی لہذا تم بات مانو اور اللہ تعالے و اُسکے رسول صلعم پر ایمان
یقینی رکھو اور دہریون کی کلون مین دھوکا مت کھاؤ اور ہادی وہی اللہ تعالے ہی وہ الحمد فی الاولے والآخرہ - اور ظاہر مین ایسے فتنے موجود ہین
کہ ہر ہی راہ پر رہیگا جسکو اللہ تعالے نے ہدایت فرمائی اُسی سے ہم ہدایت وتوحید سے تقامت چاہتے ہین - بالجملہ اللہ تعالے نے ان جانورون کے
جواب مین جو بیٹا بیٹی بناتے ہین صرف اپنی پاکی بیان کی کہ وہ خالق عزوجل پاک ہی - پھر انکو یہ ظاہر کردیا کہ حواس مین بھی بہت موٹے وبھدے ہین
کیونکہ بیٹا وبیٹی مین خود فرق کرتے ہین اور بیٹی سے بیٹا افضل جانتے ہین اور خواہش کرتے ہین کہ اُنکے لیے بیٹا ہو پھر عجب بے حواس لوگ ہین کہ اللہ تعالے
کے لیے بیٹیان قرار دین - وَلَهُمْ مَا يَشْتَهُونَ اور اُن لوگون کے لیے وہ جو پسند کرتے ہین یعنے بیٹے ہین - ابن عباس رض نے
کہا کہ فرماتا ہی کہ میرے لیے بیٹیان بناتے اور پسند کرتے ہین اور اپنے واسطے بیٹیان نہین پسند کرتے ہین پھر خالق عزوجل جو چاہے پیدا کرے ہر چیز پر اُسکو
قدرت ہی کیا اُسکو عاجز بناتے ہین کہ جسکو خود مکروہ جانتے ہین وہی اُسکے لیے ہی - وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَىٰ اور جب کسی کو انھین
سے خوشخبری سنائی جاوے لڑکی کی یعنے جب مبارکی دینے والے نے آکر اُس سے کہا کہ میان مبارک تمھاری بی بی کے پیاری لڑکی پیدا
ہوئی - ظَلَّ اے صار - وَجْهُهُ مُسْوَدًّا تو ہو گیا اُسکا چہرہ سیاہ یعنے اُسکے چہرے پر سیاہی چھا گئی - فن طب مین بیان ہوا ہی کہ جب دل کو
صدمہ پہونچا اسطرح کہ وہ بیٹھ گیا اور خون کی روانی اور جوش مین کمی ہوئی تو چہرہ پر رونق گھٹی اور سیاہی چھا گئی جیسے زیادہ خوشی کے وقت زیادہ
خون جوش کرتا ہی تو چہرہ پر چمک آجاتی ہی پس اس سے معلوم ہوا کہ اس مبارکی سے اُسکے دل پر اسقدر صدمہ پہونچتا ہی کہ بھج کر خون کی روانی مین کمی
ہوجاتی ہی وَهُوَ كَظِيمٌ اور اُسکی یہ حالت ہوتی ہی کہ وہ غم سے گھٹا ہوا ہو جاتا ہی دل ہی دل مین غم سے ایسا گھٹ جاتا ہی کہ خون کی روانی
اسقدر کم ہو جاتی ہی کہ چہرہ پر سیاہی چھا جاتی ہی - ایک تو لڑکی کو خود دل سے ناپسند کرتا تھا بوجہ اسکے کہ لڑکا مرد اور لڑکی عورت کا فرق
زمانہ مین ہی اور دوسرے شیطانی شرع کا مارا اُسکو لاحق ہوتا کہ کسی مرد کی تحت مین دینی ہوگی حالانکہ خود اسی طرح پیدا ہوا تھا - يَتَوَارَىٰ
مِنَ الْقَوْمِ چھپتا ہی قوم سے مِن سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ بوجہ بدی اُس چیز کے جسکی بشارت دیا گیا - یعنے اُسکے نزدیک
بشارت بد اور بہت قبیح تھی - بعض مفسرین نے زعم کیا کہ لڑکی کی بدی یہ ہی کہ اُسپر زنا کا خوف اور اپنے حق مین عار ہی اور مشرکین عرب
کا یہ خیال بیجا ہی کیونکہ ہر عورت زانیہ نہین ہوتی ہی بلکہ تکبر سے داماد سے شرم کرتے تھے جیسے ہندوستان مین چھتری ہوتے ہین
کہ اُنکو داماد کا خوف وعار ہی اور ممکن ہی کہ اوہام شیطانی ووساوس کا مجموعہ اُسپر اسوجہ سے حاوی ہوا ہو کہ زندہ درگور کرنے
کی ترغیب دی ہو اور اُسکا مقصد یہ ہو کہ شیطان دائمی دشمن ہی چنانچہ فرمایا - أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ یعنے اس تردد مین ہوتا ہی
کہ ذلت کے ساتھ اُسکو رکھے یا - أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ یا اُسکو تہ دے مٹی مین - ضمیر یمسکہ ویدسہ کی

Marfat.com

مذکر برعایت کلمۂ مابشر بہ۔ ہی اور مراد اس سے لڑکی ہی اور عرب زمانۂ جاہلیت مین لڑکی کو پیدا ہوتے [illegible]
کر دیتے تھے مگر مائین اس سے غمناک ہوتی تھین۔ حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بنو تمیم کے [illegible]
اپنی عمر مین ایک مرتبہ اپنا ترس کھانا اسطرح بیان کیا کہ وہ سفر مین تھا کہ پیچھے اُسکی عورت کے لڑکی پیدا ہوئی [illegible]
بہن کے یہان پرورش مین دیدیا جب شوہر آیا تو اُس سے کہا کہ لڑکی تھی مار ڈالی وہ لڑکی وہان پرورش پاتی رہی [illegible]
اُسکی مان دیکھنے کو بلاتی تھی ایک روز اتفاق سے بلایا تھا کہ یہ شخص اُسکا شوہر آگیا اور آخر کار معلوم کر لیا کہ اسی کی پیاری [illegible]
کہ اپنے پاس رکھے ایک روز اُسکو اُسکی مان نے بناؤ سنگار سے آراستہ کیا تھا باپ نے اُسکو گود مین لیا تاکہ مان مطمئن ہو پھر مان کو ایک کام کو
بھیجدیا اور خود اُسکو لیکر سیر کے بہانے جنگل مین لیگیا جہان خود اُسنے گڑھا کھود رکھا تھا اس لڑکی سے کہا کہ اس گڑھے مین جھانکے وہ پیاری
معصومہ اپنے پیارے باپ کے حکم کے موافق دیکھنے لگی باپ نے اُسکو پیچھے سے ڈھکیلدیا اور اُسپر مٹی ڈالنا شروع کی اور وہ معصومہ
لڑکی اندر سے پکارتی تھی ارے میرے پیارے باپ ارے میرے پیارے ابا اُسوقت کہتا تھا کہ مجھے ترس آیا مگر مین نے سب مٹی اُسپر گرا کر
اُسکو زندہ توپ دیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یہ سُنکر شفقت سے رونے لگے۔ واضح ہو کہ اللہ تعالے نے قتل اولاد سے سخت منع فرمایا ہی
اور ایک آیت مین فرمایا۔ اذا الموؤدۃ سئلت بای ذنب قتلت یعنے وہ ہولناک دن قیامت کا جب اس لڑکی سے اللہ تعالی شفقت سے
پوچھیگا کہ تو کس گناہ مین مار ڈالی گئی۔ یعنے اُسکے قاتل پر غضب الٰہی ہوگا۔ اَلَا سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ خبردار ہو کہ نہایت بدتر ہی جو یہ کافر
لوگ حکم لگاتے ہین۔ اللہ تعالے کی جناب مین یہ بیہودگی و گستاخی کہ اُسکے لیے لڑکیان بتلاتے ہین اور اپنی لڑکیون کے ساتھ یہ بیرحمی کہ پتھر کا
کلیجہ بھی پانی ہو جاوے۔ لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ مَثَلُ السَّوْءِ۔ جو لوگ ایمان نہین لاتے آخرت پر انھین کے لیے
بدصفت ہی کہ کافر بے ادب جاہل جانور بے رحم جہنمی بدکردار خوار ہین عذاب دائمی مین گرفتار رہینگے۔ وَلِلّٰہِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی اور اعلے
وصف کمال کہ الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔ اللہ تعالے ہی کے واسطے ہی۔ ابن عباس نے کہا یعنے لیس کمثلہ شیء۔ اسکے
مثل کوئی چیز نہین ہی یہ صفت الٰہی ہی۔ بہرحال یہ مراد نہین ہی کہ اللہ تعالے کے واسطے کوئی مثال ہو سکتی ہی کیونکہ اللہ تعالے ہم مثل
و مثال سے اعلے و پاک ہی۔ وَھُوَ الْعَزِیْزُ وہ غالب قاہر ہی الْحَکِیْمُ کامل حکمت والا ہی اُسکے افعال و احکام اور اُسکی خلقت سب اُسکی
پوری حکمت پر ہی۔ حدیث مین ہی کہ اللہ تعالے سے زیادہ کوئی اذیت پر صبر کرنے والا نہین کہ اُسکی مخلوق اُسی [illegible] اولاد
بناتے ہین اور وہ اُنکو رزق دیتا ہی اور عافیت سے رکھتا ہی۔ حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جب قوم نے زیادہ اذیت
دی اور بے ادبی کی تو آپ ایک حال مین مستغرق چلے جاتے تھے کہ ناگاہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر رب تبارک و تعالی کی طرف
سے سلام پہونچایا اور کہا کہ یہ پہاڑون کا فرشتہ تیرے ساتھ آپ کے پاس بھیجا گیا ہی اللہ تعالے فرماتا ہی کہ ہم نے تیری [illegible]
سُنا اور یہ فرشتہ حاضر ہی جو چاہیے اُنکے بارہ مین حکم دیجیے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب تبارک و تعالے کی حمد ادا کی اور
اتنے مین فرشتہ نے سلام کر کے کہا کہ اگر آپ حکم دین تو مین دونون پہاڑون کو اس قوم پر لوٹ دون آپ نے [illegible]
رب مین صبر کرونگا اور مجھے آرزو ہی کہ اللہ تعالے اس قوم کی پشت سے ایسے بندے پیدا فرماویگا [illegible]
رسول خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم اسقدر رحیم اور رب غفور ارحم الراحمین [illegible]
توفنی مومنا والحقنی بعبادک المومنین وبفضلک بعبادک الصالحین والحمد للہ رب العالمین [illegible]

Marfat.com

[illegible] انجام و بجائے قرآن مجید کے انکا وساوس شیطانی قبول کرنا اور اسی دشمن کی اتباع کرنا اور قرآن چھوڑنا اور مومنون کے لیے قرآن پاک مخصوص ہونا فرمایا

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ

اگر پکڑے اللہ لوگون کو انکی بے انصافی پر نہ چھوڑے زمین پر ایک چلنے والا لیکن

يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً

ڈھیل دیتا ہی انکو ایک وعدہ ٹھہرے تک پھر جب پہونچا انکا وعدہ نہ دیر کرین گے ایک گھڑی

وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ

اور نہ جلدی اور کرتے ہین اللہ کا جو اپنا جی نچاہے اور بتاتی ہین انکی زبان

الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ۝

جھوٹھ کہ انکو خوبی ہی آپ ہی ثابت ہوا کہ انکو آگ ہی اور وہ بڑھائے جاتے ہین

تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ

قسم اللہ کی ہمنے رسول بھیجے کتنے فرقون مین تجھسے پہلے پھر سنوارے انکے آگے شیطان نے

اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ

انکے کام سو وہی رفیق انکا ہی آج اور انکو دکھ کی مار ہی اور ہمنے اتاری تجھپر کتاب اسی واسطے کہ کھول سنادے انکو

الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

جسمین جھگڑ رہے ہین اور سوجھانے کو اور مہر کو اون لوگون پر جو مانتے ہین

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ یعنی اگر اللہ تعالے حلم سے مہلت نہ دے بلکہ لوگون کے ظلم کرنے پر فوراً مواخذہ [illegible] مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ تو نہ چھوڑے روے زمین پر کوئی جاندار جو زمین پر چلتا ہی۔ ظلم سے مراد یا تو شرک ہی کیونکہ [illegible] سے بڑا اور پورا ظلم وہی ہی یا ہر فعل بد جس سے گنہگار ہوتا ہی۔ حدیث مین ہی کہ اللہ تعالے ظالم کو مہلت دیتا رہتا ہی یہان تک کہ جب [illegible] ماخوذ کرتا ہی تو پھر وہ رہائی نہین پاتا ہی۔ واضح ہو کہ اگر ظالم سے کافر و مشرک مراد ہین اور دابہ سے بھی یہی لوگ اور معنے یہ کہ اگر [illegible] مشرکون کو فوراً ماخوذ کرے تو زمین پر کوئی کافر نہ چھوڑے۔ پس اسکے معنے ظاہر ہین اور شاید کہ دابہ سے ہر جاندار مراد ہو اور [illegible] مبالغہ ہو کیونکہ روے زمین پر کافر بہت کثرت سے ہین اور آدمی سب مخلوق مین اشرف ہی تو جب سب کافر ہلاک کر دیے تو [illegible] ولیکن ظاہر یہ ہی کہ ظلم سے شرک مراد ہی اور دابہ سے عام یا ظلم سے بھی عام مراد ہی تو اس صورت مین معنی یہ ہوئے [illegible] تو زمین پر کوئی جاندار نہ چھوڑے۔ اس صورت مین شبہہ یہ ہوتا ہی کہ انمین ایسے لوگ بھی ہین کہ جنکا گناہ کچھ نہین ہی [illegible] ہلاک کیے جاوینگے۔ اسکا جواب دو طرح پر ہی اول وہ نظر جو اولیاء الٰہی کو حاصل ہی اور وہ کہتے ہین کہ بندہ سے عبادت [illegible] ہو سکتی کیونکہ وہ سبحانہ تعالے قدیم ہی اور مخلوق حادث ہی اور مترجم کہتا ہی کہ بعضی احادیث اسپر شاہد بھی ہین جیسے [illegible] حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہی کہ ای رب ہم سے تیری عبادت کا حق ادا نہوا۔ اور جیسے جنت کے

Marfat.com

گروہ کو دیدار کے واسطے طلب فرماویگا اور وہی بعد کشف حجاب کے عروج کرینگے کہ ہی ہے جواب ہمکو ہمیشہ
اور یہ وہم مت کرو کہ سب گنہگار ٹھہرے اس لیے کہ اللہ تعالے عفو فرماتا ہی اور سعت سے زائد کسی کو تکلیف
انبیا علیہم السلام و صالحین بندے اللہ تعالے سے استغفار کرتے ہین اور اللہ تعالے نے نیک لوگون کی
مستغفرین بالاسحار سحر کو استغفار کیا کرتے ہین بالجملہ یہ دعوے ان بزرگون کے نزدیک صحیح نہین کہ کوئی ایسے
ہوسکے کہ اسپر کچھ گناہ نہین ہی البتہ یہ ہی کہ اللہ تعالے مواخذہ نہ فرماوے ایسی حالت معصوم بندون کی ہی
کی سمجھ سے باہر ہی اور دوسرا جواب یہ ہی کہ اللہ تعالے کے کرم سے جسکا گناہ نہو وہ عذاب سے محفوظ ہوگا اور عیش مین مسرور ہوگا اور
ظلم پر مواخذہ ہوا تو اللہ تعالے نے یہ نہین فرمایا کہ سب عذاب مین پڑین بلکہ یہ کہا کہ کسی جاندار کو نہ چھوڑے پس ظالم کو ہلاک کرنا
ظلم اور اسکے واسطے عذاب ہی اور ساتھ مین مطیع بیگناہ کا ہلاک ہونا اسکے لیے رحمت و ثواب ہی اور اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ زیادہ
تو زیادہ نیکیان کرتا ولیکن اللہ تعالے نے اُسکو اپنے فضل سے سب درجات عطا فرمائے - اور یہ اس وجہ سے ہی کہ بعضی خاص حکمتین
ایسی ہین کہ اینمین جب اللہ تعالے کی طرف سے بلا آتی ہی تو گنہگار و بے گناہ سب مبتلا ہو جاتے ہین چنانچہ قولہ تعالے واتقوا فتنۃ لا تصین
الذین ظلموا منکم خاصۃ الآیہ کی تفسیر مین تفصیل گزری ہی - اور حدیث مین ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جب اللہ تعالے کسی قوم کے حق مین عذاب چاہتا ہی تو عذاب اُن سب کو پہونچ جاتا ہی جو اُس قوم مین موجود ہون پھر لیکن
قیامت مین گنہگار و بیگناہ ہر ایک اپنی اپنی نیت پر اُٹھائے جاوینگے - رواہ مسلم اور حدیث مین ایک لشکر کے حال مین ہی کہ جب بیدار پر
پہونچینگے تو اللہ تعالے ان سب کو زمین مین خسف کردیگا اور فرمایا کہ قیامت مین جو لوگ کہ مجبور کرکے ساتھ لیے گئے تھے وہ اپنی نیتون پر
مبعوث ہونگے - شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ معنے یہ ہین کہ اگر اللہ تعالے حلم نہ فرماوے اور بلا تاخیر اسکی وجہ سے
مواخذہ کرے تو روے زمین پر کوئی دابہ نہ چھوڑے بلکہ آدمیون کے ہلاک کرنے کے ساتھ سب جانداروں کو ہلاک کردے
ولیکن حلم سے اُنکو ایک وقت تک مہلت دیتا ہی - ابوالاحوص سے مروی ہی کہ یہ آیت پڑھکر کہا کہ آدمی کے گناہون کی وجہ سے
کہ گوہ کا کیڑا تک ہلاک کیا جاوے - ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیڑا اپنے سوراخ مین بسبب گناہ آدمی کے مرا تا ہی
ابن جریر رحمہ اللہ تعالے نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابوہریرہ نے ایک کو کہتے سنا کہ ظالم کا ظلم جانور پر
فرمایا کہ نہین بلکہ قسم ہی اللہ تعالے کی کہ ظالم کے ظلم سے پدی اپنے گھونسلے مین مرجاتی ہی - وقال ابن ابی حاتم حدثنا علی بن الحسین
انبانا الولید بن عبد الملک ثنا عبید اللہ بن شرحبیل ثنا سلیمان بن عطا عن سلمۃ بن عبد اللہ عن عمہ ابی سلمۃ بن ربیعی عن ابی الدرداء
قال ذکرنا عند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال ان اللہ لا یوخر شیئا اذا جاء اجلہ وانما تزید العمر بالذریۃ الصالحۃ
فیدعون لہ من بعدہ فیلحقہ دعاءہم فی قبرہ فذلک زیادۃ العمر - یعنے ابوالدرداء نے کہا کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
باتین کین تو آپ نے فرمایا کہ جس چیز کا وقت آجاتا ہی اللہ تعالے اُسمین تاخیر نہین فرماتا اور نیک اولاد جو کہ
اللہ تعالے کسی بندے کو نصیب کرے جو اُسکے بعد اُسکے حق مین دعا کرین تو اُنکی دعا اُسکو اپنی قبر مین پہونچتی ہی
ہی - بعض تفاسیر مین ہی کہ ما ترک علیہا من دابۃ - اسطرح کہ انکو مہلت دیکر سب کو ہلاک فرماوے یہ قول
کہ اُنکے ظلم سے بارش موقوف کردے جس سے نسل منقطع ہوجاوے حضرت ابن رضی اللہ

[illegible] ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ زمانہ حضرت نوح علیہ السلام مین ہما
[illegible] اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى یعنے انکی عمرون تک جو اللہ تعالے کے علم مین مقرر ہین انکو تاخیر دیتا ہی
[illegible] ظاہر ہین اول انکو مہلت معقول - دوم انکا عذر دور کردیا - سوم انکی
[illegible] چہارم یہ بھی ہی کہ اہل شرک اپنے مکر مین غافل مدہوش ہوے -
فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ [illegible] لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً تو مہلت نہین دیے جاوینگے ایکدم - وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ -
[illegible] اسکے واسطے تاخیر اسوقت مقرر سے نہین ہو ویسی تقدیم بھی نہین ہی اور حکم الٰہی معین مقرر ہی
[illegible] اسوقت کا آنا ہر ایک [illegible] یقینی ہی اور دنیا کی تھوڑی مدت زندہ رہ کر اس نے مال ومتاع گھربار اور اولاد سب چھوڑدیا
[illegible] کے نشان موجود ہین حالانکہ اس تمام دہر ہزارہا سال مین سے اسکا حصہ فقط چند روزہ تھا پھر یہ خیال نہین
[illegible] ہوگا اللہ تعالے نے اپنے فضل سے انھین کے جنس سے ایسے انبیاء ورسل وصالحین پیدا فرمائے جنہون نے دنیا کی
زندگی سے آخرت کا درست کرنا انکو سکھا دیا اور کھلادیا پھر بھی آدمی غافل ہی اور غایت حماقت سے دنیا کو آراستہ کرتا ہی اچھی اچھی چیزون
[illegible] چیزون کو اللہ تعالے کیواسطے صدقہ کرنا اور اسی طرح اللہ تعالے کیواسطے ہر ایک فضل وکمال کا مقر ہوتا اور اسکی پاکی ہر چیز سے
[illegible] اللہ تعالے نے فرمایا - وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ اور قرار دیتے ہین اللہ تعالے کےلیے وہ جسکو مکروہ جانتے
ہین یعنی مثلا لڑکیان اپنے واسطے مکروہ جانتے ہین مگر انکو اللہ تعالے کی طرف منسوب کرتے ہین، شرک سے آپ بچتے ہین اور اللہ تعالے کا
شریک [illegible] اپنے غلام کی اہانت کو اپنی اہانت سمجھتے ہین اور اللہ تعالے کے رسولون کی اہانت کرتے ہین اور اشیاء مین سے جسکو کھنا
پسند نہین کرتے ہین انکو اللہ تعالے کے واسطے قرار دیتے ہین - وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى - اور
بیان کرتے ہین انکی زبانین جھوٹی کہ انکے واسطے بڑی خوبی ہی - مثلا اپنے واسطے بیٹا قرار دیتے ہین اور ہر ایک خوبصورت چیز کو اپنے
واسطے مقرر کرتے ہین حالانکہ سب اللہ تعالے کی مخلوق ہی یہی معنے مجاہد وقتادہ سے مروی ہین - زجاج رح نے کہا کہ باوجود اپنے قبیح
افعال [illegible] اپنے واسطے خوبی کا دعوے ہو یعنے جنت کا جیسے قولہ ولئن رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنی - یعنی اگر مین لوٹایا گیا طرف اپنے
رب کی تو بیشک میرے لیے اسکے پاس بہت خوبی ہوگی - مترجم کہتا ہی کہ یہ آیت بطریق فرض وشک کے ہی جیسا کہ کلمہ لئن دلالت کرتا ہی
[illegible] اسکی تحقیق نہین ہی اور یہان جو کلام ہی وہ بطریق تحقیق ہی اور مشرکین آخرت وجنت کا اقرار نہین کرتے تھے پس اصح قول
[illegible] ابن جریر رح نے اسکو ذکر کیا اور شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ یہی صحیح ہی اور حاصل تقریر شیخ رح یہ ہی کہ ان مشرکون
[illegible] کے ساتھ جنت وخوبی کی تمنا کی اسطرح کہ اپنے افعال کو ایسا اچھا سمجھا جسکے عوض انکو ایسا ثواب وبدلا ملے
[illegible] محمد بن اسحاق رحمہ اللہ تعالے نے مغازی مین ذکر کیا کہ جب لوگون نے عمارت خانہ کعبہ کو اس نیت سے توڑا کہ اسکو
[illegible] مین سے ایک پتھر نکلا جسپر کلام حکمت ونصائح لکھے تھے از انجملہ یہ تھا کہ تم بدکاریان کرو اور تمکو نیکی بدلا دیا جاوے
[illegible] انگور کے پھل کھاوے - لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ لابد انکے واسطے
[illegible] وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ اور وہ بھلائے ہوے ہین - مجاہد وسعید بن جبیر وقتادہ وغیرہم
[illegible] کما قال تعالے فالیوم ننسٰهم کما نسوا لقاء یومهم هذا - آج ہم انکو بھلا دینگے

Marfat.com

یعنی ایسے چھوڑ دینگے عذاب جہنم مین جیسے کوئی کسی شخص کو بھول جاتا ہی جیسے اُنھون نے بھلایا تھا اپنا [illegible]
بفتح الراء بقراءۃ حفص رح ہی اور یہی معنی ابو عبیدہ و ابن الاعرابی و کسائی و فراء رح علماء بیان نے [illegible]
بولتے ہین افرطت فلانا خلفی - مین نے فلان کو اپنے پیچھے ڈالدیا اور بھول گیا - قتادہ رح سے [illegible]
بھجائے جاوینگے اور مقدم کردیے جاوینگے آگ کی طرف - اس تقدیر پر ماخوذ ہوگا افراط بمعنے آگے [illegible]
کہ افرطتہ یعنے فلان شخص کو ہم نے آگے بھیجدیا کہ منزل پر پانی تلاش کرے - پس یہان مراد فقط جلدی سے [illegible]
بھیجدینا لیا گیا - اور یہی حسن بصری رحمہ اللہ تعالے سے مروی ہی اور اسی معنی مین ہی حدیث انا فرطکم علے الحوض [illegible]
فرمایا کہ مین تمھارے لیے حوض کوثر پر آگے پہونچ رہنے والا ہون - شیخ ابن الکثیر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ قتادہ رحمہ اللہ [illegible]
کے دونون قول مین کچھ منافاۃ نہین ہی اس لیے کہ کافرون مشرکون کا یہی حال ہوگا کہ اُنکو جلدی کرکے ملائکہ بحکم الٰہی عزوجل اُنکے مقام [illegible]
جہنم مین پہونچا دینگے پھر وہان ایسے چھوڑ دیے جاوینگے جیسے کوئی بھولا ہوا ضائع چھوڑا جاتا ہی - اور بھلائے جانے سے مراد یہ ہی کہ جہنم
مین یہ لوگ ہمیشہ پڑے رہینگے - بعض مفسرین نے لکھا کہ ابن مسعود و ابن عباس کی قراءت مین مفرطون بکسر الراء ہی بمعنے ضائع کرنے والے
یعنی اُنھون نے اللہ تعالے کے حدود کو ضائع کیا اور اُسکی توحید و طاعت چھوڑ کر شرک و کفر و معاصی اختیار کیے - اور بعض قراءۃ
مین مفرطون بتشدید الراء المکسورۃ ہی یعنے واجبات مین تفریط و ضائع کرنے والے اور قراءۃ اول مشہور متواتر ہی اور مآل معنی سب کے
قریب قریب ہین - پھر چونکہ آنحضرت صلعم کو اپنی قوم سے ایذاء پہونچتی اور باوجود اسقدر ظہور حال کے اُنکے جھٹلانے سے گھبراتے یہ دیکھکر کہ سب
لوگ جہنم کی طرف دوڑتے ہین تو اللہ تعالے نے تسلی فرمائی بقولہ تعالے - تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ
قسم ہی وحدہ لاشریک کی کہ ہم نے بھیجا تھا اگلی امتون پر تجھسے پہلے یعنے رسولون کو مع ظاہر معجزات و آیات بینات کے پس اُنھون نے
اپنے رسولون کے ساتھ ایسا ہی کیا اور اُنکو جھٹلایا اور اپنے ہی اعمال شرک کو اچھا سمجھے فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ پس
آراستہ کر دکھلایا اُنکو شیطان نے اُنکے اعمال کو - یعنے اللہ تعالے نے شیطان کو انپر مسلط کیا اور اصل مین زینت پیدا کردینا اللہ تعالے
کی شان سے ہی اور شیطان کو وسوسہ کی قدرت دینا اور تسلط دینا اُسی کی قدرت سے ہی بالجملہ اُنھون نے شیطان کی پیروی کی
اور اسکا وسوسہ قبول کیا - فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ سو وہی اُنکا ولی ہوگا آج کے روز یعنے ناصر و مددگار و متولی اُنکے امور کا اور
قرین آج کے روز وہی ہوگا - چونکہ شیطان خود ملعون ہی اور ہمیشہ جہنم مین ہوگا تو اُسکی پیروی کرنے والے اور مطیع اور جنکا وہ سردار
و ولی ہو سب اُسکے ساتھ مطرود ہونگے - وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور اُن سب کے لیے عذاب دردناک ہی - وَمَآ اَنْزَلْنَا
عَلَيْكَ الْكِتٰبَ - اور نہین ہم نے اُتارا یہ قرآن پاک تجھپر کسی حال مین کسی غرض سے اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ
مگر اسواسطے کہ تو بیان کردے صاف صاف ایسے لوگون کے لیے - الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وہ بات جسمین [illegible]
یعنی شرک کو باطل بیان کردے اور توحید کو حق بتلادے اور فقط حیات دنیاوی و شہوات کو باطل اور [illegible]
جزاء سزا کو حق بیان کردے - وَهُدًى اور اسواسطے کہ قرآن مجید ہدایت ہی وَّرَحْمَةً [illegible]
ایسی قوم کے لیے جو ایمان لاتے ہین - یعنے اللہ تعالے عزوجل کی شان پاک و اسرار معارف [illegible]
و فرحت ہوتی ہی اور دل سے مواقع شیطان سے اجتناب کرکے اپنے رب کے واسطے [illegible]

اللہ تعالے نے عرب کے مخاطب کو آیات خلقت و نشانات وحدیث کی طرف متوجہ فرمایا

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

اور اللہ نے اتارا آسمان سے پانی پھر اُس سے جلایا زمین کو اُسکے مرے پیچھے اسمین

لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ ع ۵

ہے نشانی ان لوگوں کو جو سنتے ہین اور تمکو چوپایون مین بوجھ کی جگہ ہے پلاتے ہین تمکو

بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝

اُسکے پیٹ کی چیز اور لہو کے بیچ مین سے دودھ ستھرا رچتا پینے والون کو

وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ

اور میوون سے کھجور کے اور انگور کے بناتے ہو اُس سے نشا اور روزی خاصی

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝

اسمین نشانی ہے اُن لوگون کو جو سمجھتے ہین

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً اور اللہ تعالے نے آسمان سے پانی اُتارا۔ اسماء سے بعض نے کہا کہ سحاب مراد ہے اور بعض نے کہا کہ اوپر کی بلندی مراد ہے اور یہ دونون معنے قریب ہین اور ظاہر ہین عام فہم ہین اور بعض نے کہا کہ آسمان سے اُتارا اور اسمین اسرار ہین اور اس صورت مین کہ آسمان مراد ہو تب بھی سحاب سے اُترنا صحیح ہے اور اللہ تعالے کے اسرار اس عالم مین ایسے طور پر جاری ہین کہ لوگ اپنی نگاہ ظاہری سے ایک حد تک ادراک کرتے ہین جیسے اللہ تعالے کے حکم سے پانی برستا ہے لیکن نجومی اُسکے واسطے اندازہ مقرر کرتا ہے اور کواکب کی تاثیرات کا قائل ہوتا ہے اور جو شخص کہ فن طبعیات مین کلام کرتا ہے وہ بخارات کی پیدائش و اجتماع و سردی پانے سے بارش کا قائل ہوتا ہے۔ اور تفصیل اُسکی سابق مین گزر چکی ہے۔ حاصل یہ کہ جیسے اللہ تعالے نے قرآن مجید کو اُتارا جس سے مومنون کے قلوب مین ہدایت و رحمت کے گل بوٹے و پھلدار میوہ دار درخت طاعت اُگے اور وہ زندہ ہوئے اسی طرح اللہ تعالے عزوجل نے آسمان سے مینھ نازل فرمایا۔ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا پس اس مینھ سے زمین کو بعد خشک و مردہ ہو جانے کے زندہ فرمایا۔ ہر ایک بن مین جداگانہ اثر ظاہر ہوا بعض مین میوہ جات کشمش و منقی وغیرہ پیدا ہوئے اور بعض مین زراعت وغیرہ پیدا ہوئی اور بعض قطعات مین ہری بھری گھاس ہی اُگی اور بعض ایسے کہ اُس نے پانی ہی بھر لیا جس سے آدمی و جانور کھیتی سیراب ہوئی اور بعض ایسے منحوس تھے کہ اُسمین کچھ بھی نہین ہوا۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ اسمین اللہ تعالے کے دلائل قدرت و حکمت و توحید کی نشانی ایسی قوم کے لیے ہے جو دل کے کانون سے سنتی ہین۔ اسمین ضرور ہے کہ متکلم جلیل کے ساتھ ہو اور جو شخص سمجھدار اُس سے بیان کرے وہ کان دھر کر سنے اور غور سے اللہ تعالے کی توحید و قدرت کو دیکھے اور یہ کہ عبرت آیات کو دیکھتا جاوے اور اندھے بہرون کی طرح گزرتا جاوے۔ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً عالم چوپایون سے یعنی اونٹ وغیرہ مین اللہ تعالے کی شان قدرت کو غور کرے تو اُسکو عبرت و نصیحت حاصل ہو کیونکہ انعام کا لفظ عرب کی عادت بیان فرمایا۔ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ یعنے اُسکے ظاہری جسم کے اندر سے ہم تمکو پلاتے ہین یعنے

Marfat.com

ایسی چیز پیدا کر دیتے ہین کہ تم اُسکو پیو۔ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا
خالص۔ یعنی غذا اُسکے پیٹ مین جاکر فرث و خون کے درمیان مین دودھ ہوتی ہی [illegible]
قسم کی ہضم کے بعد فرث ہوتی ہین۔ مترجم کہتا ہی کہ بعض نے وہم کیا کہ دودھ کی پیدائش [illegible]
کہتا ہون کہ اس آیت مین کچھ دلالت اسپر نہین ہی کیونکہ بطون [illegible]
انہضام سے منہضم ہوئی اور صاف حصہ اُسکا جگر مین گیا اور باقی فرث رہا اور یہ فرث بھی ایسے اجزا سے [illegible]
جو کچھ ضرورت ہی وہ بھی جسقدر ہوئی اسمین سے پیدا ہوئی اور باقی بالکل پھوک [illegible]
ہوا جس سے خون اور فرث کے درمیان مین یعنی بیچ کے مرتبہ مین دودھ رہا تو دودھ اصل مین خام خون ہی [illegible]
انہضام سے سفید ہوا اور باقی حصہ خون ہوکر اعضاے جسم مین کام آیا۔ غرضکہ طبیبون کی تحقیق [illegible]
کہ اوجھ مین سے نیچے فرث ہوتا ہی اور اوپر خون ہوتا ہی اور درمیان مین دودھ ہوتا ہی پس خون [illegible] جسم مین جاتا ہی
دودھ تھنون کی راہ سے آتا ہی اور رنگ دونون کا بدلا ہوا ہوتا ہی اور اللہ تعالے جل شانہ کی حکمت کاملہ سے یہ ایک ظاہری شان ہی
کہ کسطرح ایسی خوبی سے دودھ پیدا کیا جسمین کچھ میل کسی نجاست کا نہین بالکل خالص ہوتا ہی۔ سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ پینے والون کے
گلے سے اچھی طرح اُترتا ہی۔ اُنکو بہت خوشگوار غذا ہی نہ حلق مین پھنسے اور نہ اُسکے مزہ سے دل اُگتا [illegible]
بوجھ نہو۔ اطبا نے اتفاق کیا ہی کہ دودھ نہایت عمدہ غذا ہی۔ واضح ہو کہ تفسیر شیخ امام ابن کثیر کی تلخیص یہ ہی کہ قولہ نسقیکم مما فی بطونہ
ضمیر مذکر یہان نعم کے معنے کی طرف راجع ہی اگرچہ انعام جمع ہی یعنے مما فی بطن ہذا الحیوان۔ اور دوسری آیت مین مما فی بطونہا آیا ہی یعنی
لفظ انعام کی طرف راجع ہی اور دونون جائز ہین۔ اقول سیبویہ نے کہا کہ زبان عرب مین انعام کی طرف ضمیر واحد جاری ہوتی ہی
زجاج نے کہا کہ ضمیر مذکر و مؤنث دونون کا راجع کرنا انعام کی طرف روا ہی جیسے ہی انعام [illegible]
کہ مما فی بطون ما ذکر یعنے ضمیر راجع بمذکور ہی اور قراء رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ یہی صواب ہی اور یہ بھی مروی ہی کہ انعام و نعم ایک ہین کبھی
مذکر و کبھی مؤنث بولے جاتے ہین اور ابن العربی نے اسی کو ترجیح دی ہی۔ پھر شیخ نے لکھا کہ [illegible]
حیوان مذکور یعنے اُسکی مادہ کے باطن مین دودھ جدا و خالص ہوجاتا ہی خون سے [illegible]
جگہ پر جاتا ہی یہ اسطرح ہوتا ہی کہ جب غذا معدہ مین پختہ ہوجاتی ہی تو اُسمین سے ایک حصہ [illegible]
دودھ تھنون کی طرف جاتا ہی اور پیشاب مثانہ کی طرف جاتا ہی اور لید مخرج کی طرف [illegible]
ہونے کی مخلوط نہین ہوتی ہی۔ وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ [illegible]
ہی اور قولہ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ ای ما تتخذون منہ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا [illegible]
کرتا ہی مبتدا مؤخر ہی اور تتخذون سے آخر تک صلہ مذکور ہی [illegible]
بناتے ہو سکر اور رزق خوب۔ اقول اسمین تکلف بعید ہی علاوہ اسکے [illegible]
خصوصیت نہین ہی اور مقام امتنان مین عام ہونا بلیغ ہی نہ تبعیض سے [illegible]
مؤخر محذوف ہی اور تتخذون حال ہی۔ یعنے ثمرات نخیل و اعناب مین [illegible]

Marfat.com

وجیہ نہین ہی اور زمخشری نے کشاف مین اسکو تسقیم کی تقدیر مین قرار دیا یعنے ہم تمکو پلاتے ہین ثمرات
سے تتخذون بیان ہوگا جو چیز پلائی جاتی ہی اور اسی کو ایک جماعت نے وجہ وجیہ سمجھا ہی اور یہی احسن ہی لیکن اس
سے اگر سکر و شراب مراد ہی تو اسقدر منسوخ ہوگا بدین دلیل کہ یہ سورہ مکیہ ہی اور تحریم الخمر مدینہ مین نازل ہوئی ہی۔ اور اگر
رزق حسن ہی اور اسکا عطف تفسیری رزق حسن ہی جیسا کہ امام ابو حنیفہ کا مذہب ہی تو کچھ اشکال نہین ہی اور مراد شیرہ انگور
ہی اور اسکے بعد شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ دودھ کے سائغ و خوشگوار ہونے کے بعد دوسرے شربت بیان فرمائے
جنکو لوگ انگور کے پھلون کے اور جوانے بنایا کرتے تھے قبل اسکے کہ شراب حرام ہو۔ اور تتخذون منہ سکرا۔ دلالت کرتا ہی کہ قبل حرام ہونے کے
شراب حلال تھی اسی واسطے امن سے احسان رکھا۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالے کی استدلال کا جواب ہی کہ انھون نے
فرمایا کہ سکر سے اگر شراب مسکر مراد ہو تو لازم آوے کہ اللہ تعالے نے حرام چیز کا احسان رکھا ہی حالانکہ احسان حلال ہو نہ حرام سے کما لا یخفی
حاصل جواب یہ کہ قبل شراب حرام کرنے کے یہ آیت تھی اسوقت حلت تھی تو احسان رکھنا حلال سے ہوا۔ ولیکن مین کہتا ہون کہ مکیہ و مدنیہ
ہونا ضعیف روایات سے ثابت ہوا ہی تو نسخ بطور ضعف لازم کیا گیا اور جب تک نفس کلام مین بغیر نسخ کے معنے بنتے ہین اسوقت تک
نسخ کی طرف جانا ضروری نہین ہی۔ اور بعضے عوام نے کہا کہ یہان سے سکر کی حلت ثابت ہوتی ہی ولیکن ہم احادیث کثیرہ پیش کرکے
حنفیہ کا قول رد کرتے ہین اور مترجم کہتا ہی کہ یہ بانگ جاہلانہ ہی اس لیے کہ اول تو یہ نسخ کا دعوے ہی اور وہی اشکال وارد جو اوپر مذکور
ہوا دوم یہ کہ جو احادیث لاتا ہی سب آحاد ہین اور قطعیات متواترہ کا مقابلہ آحاد سے اسطرح نہین روا ہی کہ اسکو نسخ کردیا جاوے اور
اسی سے یہ وہم نہو کہ احادیث کو رد کیا جاتا ہی نعوذ باللہ من ذلک بلکہ اگر یہ ثابت ہوجاوے کہ حدیث ہی تو ایک حدیث کافی ہی کتمسک کی ضرورت
نہین مگر قابل اسی مین ہی کہ آیا حدیث ہی یا راوی کی فہم یا کسی وجہ سے اسمین محل تامل تو نہین ہی۔ علاوہ اسکے جب نسخ کا قائل ہونا چاہیے کہ آیت
احادیث مین تعارض اور وجہ سے دفع نہو اور یہان سکر حلال لینے سے دفع ہی فافہم۔ پھر واضح ہو کہ مشہور قول امام ابو حنیفہ کا یہ ہی کہ
حرمت فقط انگور سے ہی اور باقی شرابین خمر کے مساوی نہین ہین اور فقہاء حنفیہ نے اسکو نقل کیا اور اسمین امام ابو یوسف و امام محمد کا اختلاف
لکھا ہی۔ اب مین کہتا ہون کہ اسکے بعد شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ آیت مین دلالت ہی کہ جو سکر کہ انگور سے بنائی جاوے
اور جو خرما سے بنائی جاوے دونون برابر ہین یعنے دونون یکسان حرام ہین جیسا کہ امام مالک و شافعی و احمد و جمہور علماء کا مذہب ہی
مترجم کہتا ہی کہ یہ اس تقدیر پر ہی کہ سکر سے مسکر مراد لیا جاوے اور بعد تسلیم اس امر کے کہ مسکر مراد ہی مین کہتا ہون کہ شیخ کے استدلال
سے یہ نکلتا ہی کہ آیت تو اس بیان کے لیے ہی کہ ان دونون کی پھلون سے تم لوگ سکر بناتے ہو جیسے کہا جاوے کہ مچھلی کے گوشت
اور گائے کے گوشت دونون سے کباب بناتے ہو پھر اس سے یہ استدلال کرنا کہ دونون کا حال یکسان ہی بعید ہی تو مساوات ثابت نہین
پھر مترجم کہتا ہی کہ یہ مسئلہ دوسرا ہی کہ آیا خمر فقط انگوری شراب حرام ہی یا دیگر شرابین مسکر بھی خمر ہین تو امام ابو حنیفہ رح کا
مذہب مسکر حرام ہین لیکن خمر شراب انگوری قطعی حرام ہی اور باقی مسکرات اسکے ساتھ لاحق ہین اور انکا مرتبہ مکروہ تحریمی کا ہی
اور اسکے بارہ مین انکے قول پر کلام ہو لیکن مکروہ تحریمی حق حرمت مین مثل حرام کے ہی جیسے واجب بمنزلہ فرض ہی صرف اعتقاد کا
فرق ہی اور جمہور کا اتفاق ہی کہ خمر انگوری و دیگر شرابین سب حرام ہین اور اسی پر فتوے ہی اور اسی طرح جو حدیث مین ہی کہ جو

صدیقی لیتھو پریس بازار حدیث والان
مرزا اللہ دتہ کی مسجد والی گلی

Marfat.com

وشہد واناج وغیرہ کی سب شرابین حرام ہین مذہب حنفیہ اسکا پابند ہی اور جسمین سے کثیر سے نشہ ہو
ہی۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے ذکر کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سکر وہ ہی جو ان دونون
یعنی پھلون سے بنائی ہوئی شراب وغیرہ حرام اور رزق حسن وہ ہی جو حلال ہے یعنے چھوہارے
مثل طلاء و دبس اور سرکہ و نبیذ یعنے چھوہارے پانی مین بھگوئے ہوئے کا پانی جب تک اسمین جوش
کہ حدیث مین اسکا استعمال اسی بیان سے آیا ہی مترجم کہتا ہی بعضے لوگون نے اس مقام پر لکھا کہ جماعت
کہ جو شربت مسکر نہون اور جسکا دو تہائی حصہ پکا کر اڑا دیا گیا ہو اور وجہ یہ بیان کی کہ اللہ تعالے اپنے بندون پر ایسی چیز سے احسان
جو انپر حلال فرمائین اور اس سے نہین جو حرام فرمائی ہین۔ پھر اس شخص نے لکھا کہ اگر ہم مان لین کہ خمر حرام کرنے کے بعد اس آیت کا نزول
ہوا تو بھی یہ قول احادیث متواترہ صحیحہ سے مردود ہی انتہے مترجما۔ مترجم کہتا ہی کہ اس کلام مین کون چیز احادیث متواترہ سے مردود
ہونے کے لائق ہی سواے تعصب اس شخص کے اور یہ دیکھو کہ حدیث متواتر کے مثال مین علماء کو تردد ہی اور یہ شخص حدیثین متواتر بیان کرتا
اور پھر ایسے موقع پر فافہم اور واضح ہو کہ ابو عبیدہ رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ السکر الطعم یعنے سکر بمعنے طعم ہی اور ابن جریر رح نے
اسی کو ترجیح دی اور فرمایا کہ سکر وہ ہی جو طعام مین سے کھایا جاوے اور چھوہارے و انگور کے پھلون سے جسکا پینا حلال ہو اور یہی
رزق حسن ہی تو سکرا و رزقا حسنا مین لفظ دونون مختلف ہین اور معنے دونون کے ایک ہین جیسے قولہ تعالے اشکو بثی وحزنی
الی اللہ مین بث وحزن کے معنے واحد ہین انتہے مترجما علے ما نقلہ ہذا البعض اور مترجم کہتا ہی کہ ابو عبیدہ و ابن جریر کا قول اس
لغت کی تفسیر مین مقبول ہوگا اگرچہ بعض لوگ اسکو نہ پہچانین فافہم۔ پھر واضح ہو کہ خمر وہ ہی جو مخامر عقل ہو یعنے عقل کو خمار مین ڈالدے
پس جو لوگ کہ خمر سے پرہیز کرین وہ اہل عقل ہین اور اوپر کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ خصوص بقول حنفیہ نخیل و اعناب سے اہل ایمان وہی کھاتے
ہین جو حلال ہو نہ حرام تو مناسب ہوا ختم اس آیت کا بقولہ تعالے اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ اس بیان مذکور
مین بیشک نشانی ہی رب تبارک وتعالے کی وحدانیت و قدرت کی ایسی قوم کے واسطے جو عقل رکھتی ہین۔ شراب و مسکر نہین پیتے
اور نہ شرات غفلت و شرک سے مدہوش ہین۔ اور بنا بر اس قول کے کہ سکر سے مراد مسکر ہی تو جاننا چاہیے کہ اس آیت مین مکہ ہی سے
اشارہ کر دیا گیا تھا کہ اس امت پر شراب حرام ہوگی اگرچہ حکم پیچھے آیا کیونکہ خمر سے عقل مخمور ہوتی ہی تو قوم عاقل نہین رہ سکتی جو شراب پیتین۔ اسی
واسطے اللہ تعالے نے اس امت پر انکی عقلون کی حفاظت کے لیے شراب مسکرہ حرام کر دین۔ ف۔ فی اشارات العرائس قولہ تعالے
وان لکم فی الانعام لعبرۃ الآیہ۔ واضح ہو کہ حدیث مین ہی کہ شب معراج مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر دو پیالہ پیش کیے گئے ایک
مین شراب اور دوسرے مین دودھ تھا پس آپ نے دودھ اختیار کیا تو آپ سے کہا گیا کہ فطرت سلیمہ پائی اور اگر شراب اختیار کرتے تو
آپ کی امت بیعقل گمراہ ہوتی۔ علماء نے دودھ مین محبت الٰہی درمیان ادب و عشق کے جامع صفت مع صفات کثیرہ کے بیان کی ہین اور شیخ
عارف نے لکھا کہ اس آیت مین عارفین کے لیے جو واقعی اہل عقل ہین اشارت ہی کہ افعالیات کے اسرار و ظہور سے پاک نظر سے شیر
پیتے ہین اور نازل ظہور و نظورات اور تجلیات صفات کے درمیان اسکا وجدان ہی اور عقلہ اس سے قلوب و اسرار و ارواح کو
اپنے اپنے مزاج کے موافق بقدر قرب کے ہی۔ یہ بھی اشارت سے ثابت ہی کہ نفس و قلب کے درمیان سے زلال مشاہدہ
صافیہ مین حاصل ہوتا ہی ارواح اس سے پیتی ہین اور یہی مقامات عبرت ہین شیخ ابو بکر الوراق رحمہ اللہ تعالے

Marfat.com

ہین ایک یہ ہی کہ انعام اپنے پالنے والون کے واسطے مطیع ومسخر ہین اور تو اپنے رب تبارک وتعالی
[illegible] ہو کہ دمن مفترات الخیل والاعناب الی قولہ رزقا حسنا۔ ارواح واسرار کو قلوب وعقل سے شرب محبت
[illegible] ہوتا ہی جیسے محبوبی اور نے الجلا ادب سے تجاوز نہو اور شربت انس حاصل ہوتا ہی جو صفاے انوار ذکر سے پیدا ہوتا ہی وہی اُسکی تربیت
[illegible] کے لئے رزق حسن ہی اور یہ دونون شربت باران تجلی جمال وجلال سے پیدا ہوتے ہین اور صفاے وصال سے دونون کی صفائی ہی جیسے
[illegible] انکو بوجہ شوق کے اور انس بجمال پاک بیزوال حاصل ہوتا ہی قولہ ان فی ذلک لآیۃ لقوم یعقلون۔ ان اشارات ومعارف
[illegible] اسی کو حصہ عبرت ہی جو مغز حقیقت سے وقوف پائے ہین۔ پھر اللہ تعالے نے اہل عقل کے واسطے خاص اشارات کو تصریح کے
[illegible] بیان فرمایا از انجملہ وحی بجانب نحل ہی اور اسی صفت تجلی کے ظہور سے اس مکھی کے انتظام وخوبی خربت شہد مین آثار ہین
شہد کی مکھی ۱۲

فقال اللہ تعالے عزوجل

وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا

اور حکم بھیجا تیرے رب نے شہد کی مکھی کو کہ بنالے پہاڑون مین گھر اور درختون مین اور جہان

يَعْرِشُوْنَ ۝ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۭ يَخْرُجُ

چھتریان ڈالتے ہین پھر کھا ہر طرح کے میوون سے پھر چل راہون مین اپنے رب کی صاف پڑی ہین نکلتی

مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاۗءٌ لِّلنَّاسِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

اُسکے پیٹ مین سے پینے کی چیز جسکے کئی رنگ ہین اُسمین آزار چنگے ہوتے ہین لوگون کے اسمین

لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

پتا ہی اُن لوگون کو جو دھیان کرتے ہین

وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اور وحی فرمائی تیرے رب نے نحل کی جانب۔ واضح ہو کہ علماء کے دو قول ہین ایک یہ کہ وحی مذکور
بمعنی الہام ہی اور دوم یہ کہ قولی ہی مگر ایسے طور پر جو وہان لائق ہی جسکی ماہیت وکیفیت سے اللہ تعالے واقف ہی اور اللہ تعالے کے
خالص بندے بھی واقف ہو جاتے ہین۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ مراد یہان وحی سے الہام ہی یعنے بدون کسی سبب
ظاہری کے دل مین ایک بات پیدا کر دینا اور رہنمائی کر دینا۔ اور اس صورت مین قولہ تعالے۔ اَنِ اتَّخِذِيْ بمعنے ان
اتخذی بتقدیر با رہوگا یعنے الہام فرمایا نحل کو ساتھ بنا لینے کے۔ اور زمخشری وغیرہ نے اسکو تفسیر قرار دیا یعنے وحی یہ تھی کہ تو بنالے
ولیکن ابو عبداللہ الرازی نے اعتراض کیا کہ ایجار جب قولی نہو بلکہ الہامی ہوا تو یہ تفسیری نہین ہو سکتا اور صاحب مغنی نے
جواب دیا کہ از راہ دلالت کے ایجار مین قول کے معنے ہین مگر مراد اس سے الہام ہی۔ خلاصہ یہ کہ مجازا الہام مراد ہی مترجم کہتا ہی
کہ قول دوم پر ایجار قولی جائز ہو تو یہ اسکی تفسیر صحیح ہی اور تقدیر کی ضرورت نہین ہی اور واحدی رحمہ اللہ تعالے نے ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ ان جانورون مین اُنکے پیغمبر بھی گزرے ہین اور لکھا کہ ایک جماعت سلف سے یہ قول مروی ہی اور
[illegible] رحمہ اللہ تعالے نے کبیر مین اسکے ساتھ تفصیل ذکر کی اور استدلال معقول بیان کیا کہ جہ ندپرند وحشرات کو اللہ تعالی
[illegible] آدمیون کی مثل امت قرار دیا اور ان من امۃ الا خلا فیہا نذیر، ہر امت مین پیغمبر فرمایا تو اُنمین اُنکے پیغمبر ہوے

Marfat.com

تو پھر وحی قولی مین اشکال نہین ہی اور کیون نہین جائز ہی کہ جسطرح انسان کو اللہ تعالے نے وحی [illegible]
بھی ہو اور ہمارا نہ جاننا مستلزم عدم واقعی نہین ہو سکتا جیسے تسبیح جمادات وحیوانات مین کلام [illegible]
رب نے وحی کی طرف شہد کی مکھی کے یہ کہ تو بنالے۔ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا پہاڑون سے [illegible]
مناسب موقع ہی۔ وَّمِنَ الشَّجَرِ اور درختون سے۔ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ [illegible]
عریش اونچا مچان وغیرہ اور ظاہرا یہان ہر ایک دیوار و بلندی عمارت کی مراد ہی۔ نحل کے عجائبات مین [illegible]
اچھی تفصیل بیان کی ہی اور جوہری رحمہ اللہ تعالے نے صحاح مین نقل کیا کہ نحل اپنی طبیعت سے اپنے [illegible]
ہر ضلع اسکا برابر ہوتا ہی بناتی ہین اور اگر مدور یا مربع ہوتے تو اسمین درمیان مین جگہین خالی رہ جاتین اور مقصود حاصل [illegible]
اسکو وحی فرمائی جس سے اس نے اسطرح مسدس شکل پر بنائے اور یہ بھی الہام الٰہی کے فیض سے ہی کہ یہ جانور اپنا بادشاہ رکھتے ہین
جو سب سے ڈیل ڈول مین بڑا ہوتا ہی اور درجہ بدرجہ چھوٹے حاکم و دربان ہوتے ہین اور سب انکی تابعداری کرتے ہین [illegible]
کے احکام انہین جاری ہوتے ہین ہر ایک اپنے ہی گھونسلے مین آتی ہی اور سواے نفیس و خوشگوار پھولون پھلون وغیرہ کے اگر کسی سے [illegible]
بدبو پائی گئی تو اسکو سزا ملتی ہی غرض کہ نہایت انتظام و خوبی سے انکا کام جاری ہی۔ واضح ہو کہ باوجود ان تمام باتون کے ان سب کا آدمی کے
واسطے پیدا کیا جانا اللہ تعالے کے فضل سے آدمی کی تکریم کے لیے ثابت ہی۔ پھر اللہ تعالے نے اسکو عجیب حکمت کے واسطے عام اجازت
فرمائی بقولہ۔ ثُمَّ كُلِي مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ پھر تو ہر قسم کے پھلون سے غذا کھا۔ فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا
پس چال چل اپنے پروردگار کی راہون مین مطیع ہو کر۔ یہ قول قتادہ و عبدالرحمن بن زید سے مروی ہی و علے ہذا ذللا حال از نحل ہی اور
ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ اللہ تعالے نے نحل کو اجازت کھانے کی دی باجازت تقدیری تسخیری کہ ہر قسم کے پھلون سے کھاوے
اور وہ راہین چلے جنکو اللہ تعالے نے اسکے لیے مذلل کر دیا یعنے اسپر آسان کر دیا ہی چنانچہ بلند پہاڑون و وادی و جنگلون و باغون وغیرہ مین
جہان چاہے جاوے پھر ہر ایک اپنے گھونسلے مین واپس آتی ہی کہین نہین بھٹکتی ہی علے ہذا ذللا حال از سبل ہی اور کہا کہ یہی قول اظہر ہی اور
مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے اسکو صریح بیان فرما دیا ہی۔ ابن جریر نے اسی کو اختیار فرمایا ولیکن کہا کہ دونون قول صحیح ہین۔ ابن زید رحمہ اللہ
نے تصریح بقول اول کی ہی اور کہا کہ یہ بمانند قولہ تعالے وذللناہا لہم فمنہا رکوبہم الآیۃ۔ چنانچہ تم دیکھتے ہو کہ لوگ ان مکھیون کے چھتون کو ایک
شہر سے دوسرے شہر کو منتقل کر کے لیجاتے ہین اور مکھیان بھی ساتھ ساتھ جاتی ہین۔ یعنے مکھیون کو اللہ تعالے نے مذلل و مسخر و مطیع کر دیا ہی۔
شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے یہان ایک روایت غریب لکھی قال ابو یعلی الموصلی حدثنا شیبان بن فروخ حدثنا مسکین بن عبد العزیز
عن ابیہ عن انس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عمر الذباب اربعون یوما والذباب کلہ فی النار الا النحل۔ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ مکھی کی عمر چالیس دن کی ہوتی ہی اور مکھی ہر قسم کی دوزخ مین ہی سواے شہد کی مکھی کے [illegible]
شیخ کے نزدیک قوی ہی کہ کچھ کلام نہین کیا۔ اور مسکین کے والد عبد العزیز ظاہرا عبد العزیز بن صہیب ہین انسے ابو داؤد [illegible]
کی اور معنی حدیث کے یہ ہین کہ مکھی منجملہ ان جانورون کے ہی جنکا وجود جہنم مین ہوگا سواے ایک قسم کے [illegible]
شیخ جلال سیوطی رحمہ اللہ تعالے نے بدور السافرہ مین ایک حدیث روایت کی کہ کل موذی [illegible]
کہ اسکی اسناد جید صحیح ہی اور علماء نے کہا کہ اسکے دو معنے ہو سکتے ہین ایک یہ کہ جو چیز یا جو شخص [illegible]

Marfat.com

ہر چیز جو اللہ تعالےٰ نے مخلوق فرمائی ہو اُسکا وجود جہنم مین ہوگا وعلےٰ ہذا مکھی بھی ایسی ہی چیزون سے ہو جو جہنم مین
واسطے مخلوق ہو باستثنا نحل کے۔ اور واضح ہو کہ مکھی وسانپ بچھو وغیرہ جو جہنم مین ہونگے ممکن ہو کہ وہ بھی اپنی طبیعت سے جہنم کیواسطے
ہون واسطے عذاب وتعذیب دونون کے واسطے ہون نعوذ باللہ من عذاب جہنم۔ بالجملہ حدیث سے شہد کی مکھی کی فضیلت بھی ظاہر ہوئی اور کل موذ
ن الطائر سے اُسکا استثنا بھی معلوم ہوگیا اور چالیس روز کی عمر شاید کہ ہر مکھی کے واسطے ہو یا شہد کی مکھی اس سے بھی مستثنےٰ ہو اور یہ ظاہر ہو اور
چالیس روز عمر ظاہرا اس جنس کی عام طور پر ہو جیسے آدمی کی عام عمر ساٹھ برس اور افراد مین خاصکر تفاوت ہوتا ہی یا یہ ہو کہ مدینہ یا عرب مین
ایسا ہو کیونکہ مقامات کے تفاوت سے آدمی وجانور سب مین فرق ہوجاتا ہی واللہ تعالےٰ اعلم۔ يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا نکلتا ہی ان
مکھیون کے پیٹون سے شَرَابٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ شربت جسکے رنگ مختلف ہوتے ہین۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا
کہ شراب سے مراد شہد ہو۔ بیضاوی رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ مختلف رنگ بوجہ اختلاف اُسکے سن کے ہوتے ہین یا بسبب فصل وموسم
کے۔ خفاجی رحمہ اللہ تعالےٰ نے لکھا کہ سپید شہد تو جوان مکھی کا اور زرد پوری جوانی کا اور سرخ بوڑھی کا ہوتا ہی ولیکن یہ شیدہ نہین
کہ اس قول پر کوئی دلیل نہین ہی انتہے مترجما۔ بعض نے کہا کہ یہ اختلاف بوجہ قسم مکھی کے اور جو کھاتی ہین اُسکے اختلاف کے ہوتا ہی۔ مترجم کہتا ہی
کہ ایک جہتہ سے ایک ہی رنگ کا برآمد ہوتا ہی اور دوسرے سے دوسرے رنگ کا پس یہ احتمال بعید ہی کہ سب مکھیون نے ایک ہی قسم کی غذا
کھائی ہو بلکہ یہ ہو سکتا ہو کہ ہر ملک واُسکی پیداوار لطیف کے لحاظ سے اور نیز قسم مکھی کے لحاظ سے یہ اختلاف ہو اور اسی پر شیخ ابن کثیر رحمہ نے
جزم کیا ہی۔ پھر اسکے باطن جسم سے شہد کا نکلنا کسطور پر ہوتا ہی تو شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ موم اپنے پرون سے بناتی ہی اور شہد
اپنے مُنہ سے اُگلتی ہی اور دُبر سے بچہ دیتی ہی۔ جمہور مفسرین کا یہی قول ہی کہ شہد مثل لعاب کے اُسکے مُنہ سے ٹپکتا ہی اور بعض نے کہا کہ اسکی تھیلی سے
نکلتا ہی اور بعض نے کہا کہ کسی بات پر یقین نہین ہو سکتا ہی۔ فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ اس شہد مین لوگون کے واسطے شفا ہی۔
جمہور مفسرین کا یہی قول ہی کہ فیہ کی ضمیر شراب مذکور یعنے شہد کی طرف راجع ہی۔ مجاہد رحمہ اللہ وفراء وابن کیسان وایک جماعت علماء نے
کہا کہ ضمیر قرآن کی طرف راجع ہی یعنے قرآن پاک مین لوگون کے لیے شفا ہی۔ شیخ ابن الکثیر رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ یہ قول فی نفسہ صحیح ہی
لیکن اسمین تامل ہی کہ یہان قرآن مراد ہی اور اس سیاق مین شہد مذکور ہی اور حدیث صدق اللہ وکذب بطن اخیک۔ یعنے اللہ تعالےٰ نے
سچ فرمایا ہی اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہی الحدیث چنانچہ آتی ہی وہ صریح ہی کہ مراد یہان شہد ہی۔ اقول شیخ مجاہد رحمہ اللہ تعالےٰ کی مراد
ظاہرا یہ ہی کہ مکھی کی شہد کی پیدائش اللہ تعالےٰ کے فعل سے ہی اور اسمین شفا رکھنا بکلمہ کن ہی اور قرآن اکثر خالص کلام ہی تو وہ سراسر شفا ہی
بقولہ تعالےٰ وننزل من القرآن ماھو شفاء ورحمۃ للمومنین الآیہ۔ غرضکہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالےٰ کا کلام اس اشارہ پر مبنی ہی کہ قرآن پاک
صفت ہی اور اسی صفت سے یہ فعل ہی جو شہد مین ظاہر ہی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہی کہ علیکم بالشفائین العسل والقرآن
یعنے شفا کو لازم پکڑو شہد کو اور قرآن کو۔ واضح ہو کہ شہد کی شفا رہونے مین احادیث کثیرہ وارد ہین از انجملہ صحیح بخاری شریف مین ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہی کہ فرمایا تین چیزون مین شفا رہی پچھنے لگانے مین اور شہد پینے مین اور آگ سے داغ دینے مین مگر مین اپنی
اُمت کو داغ سے منع کرتا ہون۔ مترجم کہتا ہی کہ ظاہر یہ ہی کہ داغ سے ممانعت تنزیہی ہی ورنہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہ سے بخاری شریف
مین مروی ہی کہ داغا کسی نے بطنہ سبع کیا۔ یعنی اس صحابی بزرگ نے اپنے پیٹ پر سات داغ لیے تھے صحیح بخاری مین ابو سعید خدری
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ یارسول اللہ میرے بھائی کا پیٹ چلتا ہی فرمایا کہ اُسکو شہد پلا دے اُس نے پلایا

Marfat.com

پھر آیا اور کہا کہ اُس سے اُسکا پیٹ چلنا اور بڑھ گیا فرمایا پھر جاکر پلا اُس نے پلایا پھر آکر کہا کہ اُس [illegible]
اللہ تعالے نے سچ فرمایا ہی جھوٹا تیرے بھائی کا پیٹ ہی جاکر اُسکو شہد پلا اُسنے پلایا پس اچھا ہو گیا [illegible]
دل مین شبہہ ہوتا کہ شہد سے کہان شفاء ہوتی ہی تو تنبیہ کردی کہ اللہ تعالے کا کلام سچ ہی اور اسمین شفاء [illegible]
کہ ایک ہی مرتبہ مین شفاء ہوگی یا استطلاق پھر نہوگا کیونکہ استطلاق یہان اُسکے حق مین کامل شفاء تھا [illegible]
لکھا کہ ایک عالم نے جو علم طب جانتے تھے فرمایا کہ اس شخص کے پیٹ مین فضلہ جمع تھا جب اُس نے شہد پلایا تو [illegible]
تحلیل ہوکر جلد دفع ہونے لگے اُس سے اُسکو اسہال بڑھا مگر اعرابی نے جانا کہ اُس سے مریض کو ضرر ہوا حالانکہ [illegible]
نہایت مصلحت تھی پھر اُسکو پلایا تو اچھی طرح سے تحلیل و دفع ہوا پھر جب سب فضول دفع ہوگئے تو دست ٹھہر گئے اور اُسکے مزاج [illegible]
صلاحیت ہوئی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت سے تندرست ہوگیا صحیحین مین حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حلوا و شہد اچھا معلوم ہوتا تھا بخاری شریف مین جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے مین نے سُنا کہ اگر تمھاری دواؤن مین سے کسی مین خیر ہو تو پچھنے مین اور شہد کے گھونٹ مین اور آگ کے داغ
مین ہی کہ بیماری سے موافق پڑے اور مین پسند نہین کرتا کہ داغ لون۔ رواہ مسلم ایضاً وقد رواہ الامام احمد والطبرانی باسناد صحیح بنحوہ۔ ابن ماجہ
نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لازم پکڑو دو شفاؤن شہد و قرآن کو
قال الامام ابن کثیر اسناد جید تفرد بہ ابن ماجہ مرفوعا۔ اور ابن جریر نے اُسکو موقوف روایت کیا ہی یعنے صرف حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا
قول روایت کیا۔ پھر لکھا کہ ہمکو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت پہونچی ہی کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم مین سے کوئی شخص چاہے کہ شفاء حاصل ہو
تو اُسکو چاہیے کہ ایک کاغذ مین قرآن مجید کی کوئی آیت لکھے پھر اُسکو منھ کے پانی سے دھووے یعنے کسی برتن مین دھولے پھر اپنی جورو سے
ورم مانگے مگر اُسکی خوشی خاطر کے ساتھ لے اور اُسکا شہد خرید کر ملا کر پی جاوے کہ اُسمین کئی وجہ سے شفاء ہی اللہ تعالے نے فرمایا وننزل
من القرآن ما ہو شفاء الآیہ اور فرمایا وانزلنا من السماء ماء مبارکا۔ اور فرمایا فان طبن لکم عن شیئ منہ نفسا فکلوہ ہنیئا مریئا۔ اور شہد کے حق مین
فرمایا فیہ شفاء للناس۔ ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ہر مہینہ مین تین روز
صبح کو شہد چاٹ لیا کرے اُسکو بڑا حصہ بلاء سے نہ پہونچیگا۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اسکی اسناد مین ایک راوی زبیر بن سعید
متروک ہی یعنی اسناد ضعیف ہی اور ابن ماجہ نے ابی ابن ام حرام سے روایت کی کہ مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ تم لازم
پکڑو سنا اور سنوت کو کہ ان دونون مین ہر بیماری سے شفاء ہی سواے سام کے تو عرض کیا گیا کہ سام کیا ہی یا رسول اللہ فرمایا کہ موت۔ عمرو
کہتے ہین کہ ابن ابی عُلیہ نے کہا کہ سنوت شبت ہی اور دوسرون نے فرمایا کہ نہین بلکہ سنوت وہ شہد ہی کہ روغن کے کپے مین ہوتا ہی مترجم
کہتا ہی کہ مطلب یہ ہی کہ روغن رکھنے کے جو کپے ہوتے ہین اور ظاہرا ایسے کپے مین عمدہ رہتا ہوگا۔ اب یہ کلام باقی رہا کہ آیا [illegible]
سے شفاء ہوتی ہی یا خاص بیماریون سے شفاء ہی تو اول مین اقوال علماء نقل کرکے پھر جو میرے نزدیک اسمین ظاہر ہوا ہی لکھونگا واضح
ہو کہ ایک جماعت نے فرمایا کہ شفاء علے العموم ہر مرض کے اور ہر شخص کے لیے ہی اور دوسرے گروہ نے کہا کہ [illegible] امراض کیواسطے
اور اس سے ہر مرض اور ہر شخص کے حق مین تعمیم نہین نکلتی ہی اور لغت عرب کا دستور ہی کہ لفظ عام [illegible] سے خاص [illegible]
ہوتا ہی اور دلیل اسپر یہ ہی کہ شفاء نکرہ تحت اثبات ہی اور علماء بلاغت کا اتفاق ہی کہ جملہ مثبت [illegible] سے عموم [illegible]

[illegible] اصول بھی اسی طرف گئے ہین اور اگر کہا جاوے کہ شفاء کی تنوین سے یہ بات ثابت ہوتی ہی تو جواب یہ ہی کہ تنکیر سے اس
[illegible] تعظیم مراد لیجاوے تو بھی اسی قدر ثابت ہوا کہ شفاء عظیم اسمین ہی نہ آنکہ ہر مرض کے واسطے پس عموم نہ نکلا اور غایت یہ ہی کہ اکثر
امراض سے شفاء ہو چنانچہ تجربہ سے ظاہر ہوا کہ تنہا اُسکے استعمال سے اکثر امراض بلغمیہ سے فائدہ ہوتا ہی اور دیگر ادویہ کے ساتھ ترکیب
دینے سے اکثر امراض دیگر مین بھی مفید ہی۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کا میلان ظاہرا اسی قول دوم کی جانب ہی چنانچہ اپنی تفسیر مین یہان
صرف اسی قدر لکھا کہ بعض وہ شخص جس نے طب نبوی مین کچھ لکھا ہی کہا کہ اگر آیت مین یون ہوتا کہ فیہ الشفاء للناس یعنے شفاء نکرہ نہوتا بلکہ الشفاء
ہوتا تو وہ ہر مرض کے لیے دواء ہو جاتا ولیکن نکرہ فرمایا تو وہ ہر شخص کے لیے صرف ایسے امراض مین مفید ہی جو سردی سے ہون کیونکہ
شہد گرم ہی اور دوا اُسکے ضد پر ہوتی ہی انتہے مترجما۔ اور بیضاوی رحمہ اللہ تعالے کا قول بظاہر قول اول کی طرف مائل ہی چنانچہ لکھا
فیہ شفاء للناس خواہ تنہا شہد جیسے امراض بلغمیہ مین ہوتا ہی یا دوسری دواء کے ساتھ جیسا سائر امراض مین ہی اسلیے کہ کم ایسے معجون ہین
جسمین شہد جزو نہو۔ مترجم کہتا ہی کہ سائر سے اس نے اگر باقی سب امراض لیے تو شفاء عام ہوئی ولیکن پھر اسکا یہ قول کہ کم ایسے معجون ہین
الخ مناسب نہین ہی۔ اسی واسطے کہا گیا کہ کلام بطریق غالب حال ہی یعنے اکثر امراض مین اس سے شفاء ہوتی ہی اور نفع اسکا بہ نسبت
مضرت کے بہت زیادہ ہی۔ سدی رحمہ اللہ تعالے سے روایت ہی کہ شفاء ان بیماریون مین جنکی شفاء اسمین ہوتی ہی۔ بعض نے قول اول
کی تائید مین کہا کہ شہد جب مسہل ہی تو اعرابی کو اسکے بھائی کے مرض اسہال مین دینے سے معلوم ہوا کہ شفاء عام ہی ولیکن مترجم کے نزدیک
یہ استدلال ضعیف ہی۔ واضح ہو کہ بعضے ملاحدہ و بد اعتقاد لوگون نے زعم کیا کہ حدیث اعرابی خلاف اجماع اطباء واقع ہوئی یعنی بنظر ظاہری
بدون معرفت علمی کے ہی اور شیخ خازن رحمہ اللہ تعالے نے اُسکا جواب باصول طبی اسی تفصیل سے ذکر کیا جو ہم نے سابق مین تفسیر شیخ
ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے سے نقل کیا ہی اور تمام کلام شیخ جمل نے حاشیہ جلالین مین ذکر کیا ہی اور یہ بھی لکھا کہ ہمارا مقصود اس سے یہ نہین ہی
کہ حدیث کی تصدیق کے لیے ہم طبیبون کے قول سے تائید چاہین بلکہ اطباء اگر منکر ہون تو ہم انکو مردود کافر سمجھینگے انتہے مترجما اور ایک جماعت
سلف سے آثار مروی ہین کہ وہ ہر مرض مین شہد سے شفاء جانتے تھے چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو اگر پھوڑے پھنسی کی شکایت ہوتی یا
کوئی بیماری ہوتی تو شہد سے علاج کرتے حتے کہ دمل نکلتا تو اسپر شہد کا لیپ کرتے۔ ابو دجرۃ رحمہ اللہ تعالے سے مروی ہی کہ وہ آنکہ مین
شہد سے علاج کرتے اور ناک کا علاج و بیماریون کا علاج شہد سے کرتے تھے جیسا کہ قرطبی رحمہ اللہ تعالے نے اپنی تفسیر مین ذکر کیا ہی۔ مترجم
کہتا ہی کہ حق صحیح وہی قول اول ہی کہ شہد تمام بیماریون مین ہر شخص کے واسطے علاج و شفاء ہی ولیکن طریق علاج ہر مرض و ہر شخص کے لیے
جداگانہ ہی اور دلیل اسکی واسطے یہ ہی کہ آیت مین احتمال ہوا کہ نکرہ تحت اثبات سے عموم مراد ہی یا خصوص مقصود ہی کیونکہ یہان عموم
[illegible] ضروری نہین ہوتا بخلاف نکرہ تحت نفی کہ وہ عموم ہوتا ہی ولیکن مثبت مین عموم ہو تو کچھ منافی نہین ہی پھر ہم نے احادیث و آثار اس
[illegible] کے پائے کہ جن سے معلوم ہوا کہ یہان عموم مراد ہی از انجملہ حدیث ابی بن ام حرام رضی اللہ عنہ جو ابن ماجہ سے اوپر گذری اور حدیث ابن مسعود
رضی اللہ عنہ کہ انمین تصریح ہی کہ ہر بیماری سے دواء ہی تو اب آیت کی توضیح ہو کر معنے آیت کے عموم پر ہوئے کیونکہ اصول مین یہ بات قرار
[illegible] بیان اگرچہ آحاد روایت سے ہو مگر حکم منسوب بآیت ہوتا ہی نظیر اسکی مسح الراس ہی کہ چہارم سر کا مسح قطعی فرض مانا گیا
[illegible] اور بیان حدیث سے ملا تو اب حکم فرضیت کا آیت ہی سے ماخوذ کہلاتا ہی اسی وجہ سے فرضیت کے قائل ہین اسی طرح یہان بھی
[illegible] کہ جب شہد ہر بیماری کی دواء تھی تو پھر حدیث صحیحین وغیرہ مین پچھنے وغیرہ کے واسطے جو تاکید بعض امراض کے علاج مین مذکور ہی

Marfat.com

اسکی کیا ضرورت تھی جواب یہ ہی کہ اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اور چیزون مین شفاء نہو بلکہ شہد مین عام [illegible]
پچھنے و داغ وغیرہ مین خاص ہی اور ممکن ہی کہ ایک شخص کو شہد ایک وقت میسر نہو اور دوسرا علاج میسر [illegible]
چیز سے علاج سہل الحصول ہی مثلاً خون کا تصفیہ شہد سے دیر مین ممکن ہی اور پچھنے سے آسان ہی [illegible]
نظر آیا اور بذریعہ تربد یا سنا کے جلد اخراج ممکن ہی تو بدین معنے دوسری چیزون سے بھی علاج کیا جاوے [illegible]
اگر شہد کے ساتھ اور بھی ملایا جاوے تو زیادہ آسانی سے اور جلدی سے شفاء ہی جیسے حدیث حضرت علی کرم اللہ وجہہ مین [illegible]
شہد ہر مرض کی عام دوا ہونے سے یہ لازم نہین ہی کہ ہر مرض کا طریقہ علاج بھی شہد سے ہر شخص کو معلوم ہو اور نظیر [illegible]
علاج ہی جسکے بارہ مین بھی ہر مرض کی دوا ہونا سواے موت کے مروی ہی حالانکہ ترمذی کی حدیث مین درد شقیقہ کے واسطے [illegible]
اسکے کھانے کے طریقہ سے نہین ہی بلکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ یا ثابت رحمہ اللہ تعالے سے بطریق سعوط[1] و تکحل کے اُسکے دانون کے
مختلف تعداد کے شیرہ سے ہی حتے کہ عام طور پر سنکر اس شخص نے اُسکے دانہ کھانے سے علاج کیا تھا اور فائدہ نہوا جب حضرت انس رضی
اُس نے بیان کیا تو آپ نے یہ طریقہ بتلایا پس اسمین صریح دلیل ہی کہ باوجود شفاء ہونے کے طریقہ علاج بھی جاننا ضرور ہی ورنہ عام شفاء کے
باوجود طریقہ نہ جاننے سے حصول نہین ہوتا اور جملہ امراض کے واسطے طریقہ علاج بیان نہین ہوا ہی اور یہی روایت مذکورہ اسپر دلیل ہی اگر
کہا جاوے کہ حدیث سے یہ مضمون بھی ثابت ہی کہ کثیر تعداد امراض کی ایسی نازل فرمائی جاتی ہی جسکا علاج اطباء نہین جانتے ہین پس شہد
عام امراض کی دوا نہوا تو جواب یہ ہی کہ علاج تو طریقہ استعمال و دستکاری وغیرہ فعل طبیب ہی تو طریقہ نہ جاننے سے یہ لازم نہین آتا کہ
دوا موجود نہو پس معنے حدیث سے یہ ثابت ہوئے کہ اطباء ان امراض کے واسطے دوا کو اُسطور پر استعمال مین لانا نہین جانتے
جسمین شفاء رکھی گئی ہی اور خود حدیث مین مصرح ہی کہ اللہ تعالے نے بیماریان پیدا فرمائین اور ہر بیماری کے واسطے دوا پیدا فرمائی ہی
یہ صریح ہی کہ لا دوا بیماری نہین ہی ولیکن اسی حدیث مین تصریح ہی کہ جب اس بیماری کی دوا پہونچ جاتی ہی تو اللہ تعالے کے حکم سے بیمار
اچھا ہو جاتا ہی تو معلوم ہوا کہ کبھی بیماری کو دوا نہین پہونچتی خواہ دوا نہ جاننے سے یا طریقہ اُسکا نہ جاننے سے پس اسی قسم سے شہد ہی کہ اُسکی
عام شفاء مین شک نہین مگر طریقہ نہین معلوم بلکہ مختلف اقسام مین سے جس قسم کا استعمال موقع مناسب پر چاہیے اکثر وہ بھی نہین معلوم ہوتا
تحقیق بطور طب یہ ہی کہ جسم انسانی کی پیدائش خاک سے بترکیب عجیب بقدرت کاملہ الٰہیہ واقع ہوئی ہی اور اُسکی غذا بھی اللہ تعالے نے
اُسی زمین سے مقرر فرمائی ہی اور یہ بھی قدرت خاص ہی کہ اقسام غلہ و میوہ و ترکاریان ہر ایک کو مختلف منافع کے ساتھ جداگانہ ترکیب سے
اسی زمین سے پیدا کر دیا اور جسم مین اجزاے فلزات سونا چاندی وغیرہ کے مادے بھی ہوتے ہین اور نباتاتی اجسام مین بھی ہین اور خاص
فنون سے اجسام کے اجزاء جدا کرنے سے پہچانے گئے ہین اور حاذق طبیب اُسکو اچھی طرح سمجھیگا اور عوام کے لیے ایک نظر یہ ہی کہ اکثر
اقسام تتلی کے انڈے جب غور سے ملاحظہ کرو تو اسمین چاندی سونے کا ملمع نہایت نفیس عجیب قدرت الٰہیہ کا ظہور نظر آتا ہی بالجملہ یہ امر
محقق ہی پھر انسانی اصناف ہر ملک کے بھی اکثر اسی سرزمین کی آب و ہوا و پیداواری غذا سے متوافق ہوتے ہین اور اکثر ایک ملک کے
آدمی دوسرے ملک کی آب و ہوا و غذا کو برداشت نہین کرتے پس ترکیب جسمی اس صفت کی وہین کے اجزاے خاکی سے خواہ [illegible]
رتیلی ہو یا اسمین اجزاے طلائی و نقرئی ہون خواہ دیگر اقسام ہون مرکب ہوتے ہین اور وہین کی پیداوار [illegible] جسم کے تحلیل کو [illegible]
ہین کیونکہ دونون مین موافقت ہی ولیکن مثلاً ہندوستان کے شمالی حصہ مین آدمیون و پیداوار کی موافقت [illegible]

[1] سعوط بطور ناس کے تحقیق سے دوا کھینچنا تکحل بطور سرمہ کے آنکھ مین استعمال کرنا ۱۲ م

[illegible] جسم آدمی کا زیادہ تحلیل ہوا مگر جو غذا اُسکو دی گئی اُسمین وہ اجزاء نہ تھے یا زیادہ نہ تھے جو جسم سے تحلیل ہو گئے ہین تو
[illegible] نہوگا یا لطافت وکثافت کا فرق ہی اور اس صورت مین اگر ایسی لطیف جامع چیز ہو کہ ہر قسم کے اجزاء لطیف کو جس سے لطیف
جسم انسانی مرکب ہوا ہی ہر حال مین موافقت کرے اور غذاء کے واسطے معین ومصلح ہو تو فوراً فائدہ ہوگا اور اب سمجھ دیکھو کہ شہد
ایسی ہی نفیس چیز ہی کہ مکھیان ہر قسم کے نباتات واناج وپھولون وپھلون سے لطافت کے ساتھ اجزاء لیتی ہین جن سے شہد بنتا ہی اور
اسمین جملہ اجزاء جنکی حاجت ہی موجود ہوتے ہین مگر دو باتون کا لحاظ فرض ہی ایک یہ کہ بسا اوقات تمکو شہد کے اجزاء گرمی کے ساتھ
چاہیے تو صاف استعمال کرو اور اگر سردی کے ساتھ یا گرمی توڑ کر چاہیے تو جوش دیکر صاف وسرد کرکے کیونکہ جوش دینے سے گرمی اُسکی
فرو ہو جاتی ہی جیسا کہ بعض اطباء نے تصریح کی ہی اور دوم یہ کہ اسمین اجزاء مختلف ہر قسم کے موجود ہین اور تمکو ضرورت ہی کہ اسمین فلان
قسم کے اجزاء نہوتے کیونکہ اسوقت جسم کی حالت اسکو برداشت نہین کرسکتی تو اول جسم کی حالت پہچانو پھر شہد سے ایسے اجزاء کی
قوت توڑنا جانو فوراً فائدہ ہوگا اور ایک تیسری بات کا لحاظ بھی ضروری ہی کہ ملکون ملکون کے شہد مختلف ہین جیسے وہان کی پیداوار
مین اختلاف ہی تو ہر جسم جس سرزمین کے خواص سے مرکب ہو اُسکے لیے اسی قسم کا شہد چاہیے پس اب تجھے صاف یہ بات معلوم ہوئی
کہ شہد کی خوبی جامع ہی ولیکن طریقہ علاج وجسم کی شناخت واقسام شہد مین سے جس قسم کی ضرورت ہی سب کا جاننا چاہیے ہذا ما سنح لی
والحمد للہ رب العالمین - اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ البتہ اس تمام مذکور مین ایسی قوم کے لیے نشان قدرت
ہی جو فکر کرتے ہین یعنے اللہ تعالی کی عجائب صنعت وغرائب خلقت مین غور وتامل صحیح کرکے کمال قدرت اور اُسی کی وحدانیت کو عیان و
روشن دیکھتے ہین اور شہد کی مکھی کی پیدائش واُسکی حرکات بھی عجیب وغریب نہایت حکمت ومضبوطی کے ساتھ ہین جو غور سے نظر کرے وہ قطعاً
اللہ تعالے کے الہام کا اور اُسی کے خالق علیم قدیر حکیم خبیر ہونے کا اقرار کریگا اور مترجم نے مختصر طور پر جو تحقیق ظاہری مادیات مین بیان کی ہی
اہل عقل جزوی کے واسطے اللہ تعالے کی عجائب صنعت مین غور کرکے خوشی وسرور بڑھانے والی ہی اور یہین سے قیاس ہو سکتا ہی
کہ اہل عقل کلی کیسے غرائب علوم سے مسرور ہین وفوق کل ذی علم علیم ف - قال الشیخ فی العرائس جب اللہ تعالے نے
رزق حسن یعنے حلال کو اور وہ رزق کہ تجھے ایسی جگہ سے میسر آوے جہان تیرا گمان نہین ہی بیان فرمایا تو پھر مواضع حقیقت کو منازل وحی و
اختصاص مخلوقات مین جنکو اہل معرفت پہچانتے ہین بیان کیا بقولہ تعالے واوحی ربک الی النحل الآیہ نحل مین واُسکے مانند مخلوقات مین
جنمین حیات رکھی ہی مواضع خاصہ وحی کو بیان فرمایا کیونکہ اللہ تعالے نے اپنے فیض فعل اور [illegible] ورحمت ذاتی سے ہر ذی روح کو
ایک ایسی جان عطا فرمائی ہی جس سے اُسکی زندگی ہی اور اُسی سے وہ چیز اللہ تعالے کی وحی قبول کرنے کی استعداد رکھتی ہی اور اسی سے
[illegible] اپنے خالق عزوجل کو پہچانتی اور مقامات رزق کو جانتی اور اپنے خالق جلشانہ کی عبادت اس طور پر کرتی ہی کہ جو افعال عبودیت
[illegible] مناسب ربوبیت ہین بقدر قوت ادا کرتی ہی اور بدون کسی واسطے کے اپنے رب کی طرف سے الہام قبول کرتی ہی کیونکہ اللہ تعالے نے
[illegible] خود الہام فرمایا ہی کیونکہ یہ سب اُسکے اسرار کے محل ہین مگر جہان کے عاقل لوگ اس بھید پر مطلع ہونا چاہین تو کبھی
[illegible] ہین سوائے اسکے کہ اُسکو اُسی سے پاوین پھر بقدر نور الہام کے ان جانداروں سے وہ چیزین پیدا ہوتی ہین جو علم الٰہی
[illegible] اور اسی وحی کو الہام کہتے ہین مترجم کہتا ہی کہ خلاصہ یہ ہی کہ اللہ تعالے نے ذی روح جانداروں مین مختلف
[illegible] ہین اور روح کا بھید مخفی ہی اور حیات ہر ایک کی روح سے ہی اور روح کو قبول فیض از خالق عزوجل ہی اور اسی فیض الہامی

سے ہر ایک سے بمشیت الٰہی سبحانہ تعالےٰ ایسی چیزین ظاہر ہوتی ہین جنکو اکثر لوگ سمجھتے ہین کہ ہم نے بذریعہ اعمال
ہوتی ہین حقائق ہین کہ علم غیب الٰہی مین مقدر ہو چکے تھے فافہم۔ قال الشیخ پھر الہام کے ساتھ وحی
مراتب صفات۔ پس جس شخص کا مشرب کہ الہام افعالی سے ہو تو جو باتین اس سے پیدا ہوتی ہین اُسکے اقسام
جسکا مشرب کہ الہام صفاتی سے ہو جو اُس سے پیدا ہون وہ نہایت صاف و نورانی ہین۔ تو نہین دیکھتا ہو کہ جو عابد لوگون مین
نحل ہی جسکا ثمرہ شہد لطیف ہی جس سے ہر بیمار کی شفا ہو کیونکہ اُسکا الہام مختص بصفت ہو نہ فعل لہذا اُسکو حکم ہو کہ
وکلیون و پھلون سے لطیف کھاوے اور بلند درختون و پہاڑون و عرائش پر اپنا مسکن بناوے پس بقدر صفائی و پاکیزگی و دختون
کے شہد بھی پاکیزہ و نہایت لطیف ہوتا ہی پس کھانے کا پھل جسقدر زیادہ پاکیزہ ہوگا اُسی قدر شہد بھی بہت پاکیزہ ہوگا۔ پس حق تعالےٰ
ارواح کو اسی مثال پر حکم دیا ہو کہ اپنا مسکن دنی و مکدر چیزون سے بہت اونچا رکھے یعنے ذات و صفات کے پہاڑون و بلندیون پر مسکن
بناوے اور انوار افعال سے حصہ لے اور مقام حدوث مین مسکن نہ بناوے تاکہ اُسکی علتون کے ساتھ عادی نہو جاوے اور اس غبار
آلودہ نہو چنانچہ حدیث کے اشارہ سے سمجھ دیکھ کہ فرمایا القلوب بین اصبعین من اصابع الرحمن الحدیث یعنے قلوب کا مقام قبضہ قدرت الٰہی
پس قلوب و ارواح و اسرار و عقول کو خالق عزوجل انوار ذات و صفات و افعال مین عیش شیرین و خوشگوار کے ساتھ منقلب فرماتا ہی
وقولہ ثم کلی من کل الثمرات۔ یعنے انوار ذات و صفات و انوار افعال سے اپنا ثمرہ حاصل کرے جو اُسکے لیے نہایت خوشگوار ہو وقولہ فاسلکی سبل ربک
ذللا۔ اشارہ سے ارواح کو حکم ہو کہ راہین قدم کی ازل و ابد و بقا کی فنا ہو کر طی کرے تاکہ اُسکو معرفت غیب حاصل ہو اور وہان بہار اُنس سے
معطر ہو اور قدس و جلال کی پُر بہار بستان مین سیر کرے۔ قولہ یخرج من بطونہا شراب مختلف الوانہ الآیہ۔ شربت معرفت بقدم جلال و عزت
بقا و انوار ذات ہی پس اختلاف الوان بوجہ اختلاف دیدار کے ہو کہ نور ہر صفت سے ایک رنگ علیحدہ ہی جسقدر ہر صفت سے یا جس صفت سے
اسکو دیدار نصیب ہی ہر ایک کے انوار مختلف ہین پس محبت و عشق وغیرہ ظہور صفات و دیدار سے پیدا ہوتے ہین اور محبت و عشق و اُنس و فکر
و قبض و بسط و خوف و رجا وغیرہ ہر ایک کا رنگ جداگانہ ہی اور جس شخص کو اُنسے محرومی ہی وہ مریض ہی اور ہر مریض کو انھین مقامات سے
شفا کلی ہی اور یہ عسل لطیف جامع ہی کہ رنگ نوری اُسکا از نور حق ہی اور حلاوت از وصل حق ہی پس جب اس شہد سے ان پرندون کے
اندر حصول ہوا تو اس سے عبودیت بخشوع و خضوع حاصل ہوتی ہی جو بمنزلہ موم کے ہی اور جب تجلی قدم بصفت محبت نے پرتو دیا تو عسل
و موم جدا ہو گئے اور ربوبیت پاک ہی اور موم عبودیت الگ ہی اور ہر آدب انمین موجود ہی اور حدیث مین اشارہ ہی کہ ابیت عند ربی یطعمنی
و یسقینی۔ یعنے مین اپنے رب کے حضور مین رات گزارتا ہون درحالیکہ وہ مجھے کھلاتا و پلاتا ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ سبب ورود اس
حدیث کا یہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پے در پے کئی روز تک روزہ رکھتے تھے تو بعضے صحابہ رضی اللہ عنہم نے قصداً کہ سرور عالم
صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی مین اسی طرح روزے رکھین پس آپ نے منع فرمایا اُنھون نے جانا کہ ہمپر شفقت کرکے منع کرتے ہین مگر
یہ فضیلت پاوین تو آپ نے متواتر کئی روز تک روزہ رکھا مگر لوگون سے نہو سکا اور بالکل نیچان ہو گئے تب آپ نے یہ حدیث فرمائی کہ
خلاصہ یہ ہی کہ تم ابھی اسدرجہ تک نہین پہونچے کہ رب عزوجل تمکو کھلاوے پلاوے اور مین اس حال مین ہون پس تم اس فعل مین
ساتھ مت دوڑو۔ سبحان اللہ تعالےٰ کیا اعلےٰ شان تھی صلے اللہ علیہ وسلم شیخ نے لکھا کہ جس نے اس نظر سے
بصفت جذب محبت پی لیا وہ علتہاے نفسانیہ و امراض شیطانیہ سے پاک ہو گیا اور انوار ربوبیت مین ہمیشہ

بیان ۱۲

[illegible] اور نور سے تندرست ابدی ہوگیا کیونکہ یہ شربت وصال انھین بندون کو دیا جاتا ہی جنکو دل وجان سے ارادت ہی اور اسکے
تن سے عبودیت کا موم پیدا ہوکر معارف وکواشف سے خاص ہوجاتا ہی اس سے ہر مرید وسالک کو راہ ملتی ہی وقد قال تعالے
قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ یعنے ای محمد تو ان یہودی ونصرانی ومشرک گمراہون سے فرمادے کہ اگر تم اللہ تعالے سے
محبت چاہتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تعالے کی محبت اُس سے تمکو حاصل ہوگی۔ شیخ ابن عطاء رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ الہام
سے نحل کو مقام کی دلالت فرمائی اور بتلایا کہ جو اُسکے پیٹ مین آیا اُسکو کہان رکھے تو حکم دیا کہ صاف پہاڑ یا بلند درخت پر رکھے کہ خاک دھول
مین نہ ملجاوے پس اس شربت مختلف رنگ مین لوگون کے واسطے شفاء فرمائی۔ یہ شفاء جسم ونفوس کی ہی اور قلوب کی نہین ہی پس
جو شخص کہ اپنے قلب کی اصلاح چاہی وہ پہلے معلوم کرے کہ اوقات شب وروز مین کہان اُسکو جانا ورہنا چاہیے ہر حال مین کیا اسکے
قلب پر وارد ہوا اور کسوقت کیا ظہور ہوا پھر اُسکو لیکر تواضع کے ساتھ خلوت اختیار کرے کہ یہ قلب کی غذاء ہی اور روح کی غذاء اس سے
بھی زیادہ لطیف ہی اور وہ یہ ہی کہ حق کا مشاہدہ ہو اور قرآن پاک اسی سے سُنے اور کسی حال مین مخلوقات دو عالم کی طرف التفات
نہ کرے۔ شیخ ابن عطاء رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ نحل سے دو چیزین پیدا فرمائین دونون آپس مین ملی ہوئین جنکا تصفیہ آگ سے ہوتا ہی
جب آگ سے مصفی کی گئین تو شہد وموم ہوگئین پس شہد تو خلق کی غذاء ہی اور موم جلانے ہی کے کام آتا ہی یون ہی جس شخص نے اعمال
کیے تو انمین سے جو خالص اللہ تعالے کے واسطے ہون وہ تو اللہ تعالے عزوجل کے لیے ہین بندہ کو اُسکا ثواب ہی اور جو اُس نے
شرک وریاکاری سے ملا دیے وہ سوائے جہنم کے اور کسی کام کے نہین ہین۔ مترجم کہتا ہی کہ شاید جسم وروح کا تصفیہ اور
اوہام واعتقاد کا تصفیہ اسی قیاس پر ہی اور آتش عشق ہر ایک کو مصفے کردیتی ہی اور ہر مخلوط جو غیر حق ہو اسی طرح صاف ہوتا ہی واللہ
تعالے اعلم۔ شیخ ابوبکر الوراق رحمہ اللہ تعالے نے یہان ایک لطیف کلام کہا کہ نحل نے جب حکم مانا اور وہی راہ چلے جسپر اُسے حکم ہوا تھا
تو اُسکا لعاب تمام مخلوق کے لیے شفاء قرار دیا گیا اسی طرح بندہ مومن نے جب حکم مانا اور اپنے سر باطن کو محفوظ رکھا اور دل سے
اپنے رب کی طرف رجوع کیا تو اللہ تعالے اُسکے دیدار وباتون وخدمت وصحبت کو خلق کے واسطے شفاء کردیتا ہی جو اُسکو دیکھتا ہی
اُسکو اللہ تعالے یاد آتا ہی اور جو اسکا کلام سنتا ہی اسکو نصیحت حاصل ہوتی ہی اور جو اُسکے پاس بیٹھتا ہی وہ نیکبخت ہوجاتا ہی بعضے
بزرگون نے اس مقام پر ایک لطیفہ فرمایا کہ اللہ تعالے نے عادت کریمہ یون جاری فرمائی ہی کہ نفیس چیز کو حقیر کے اندر مخفی فرماتا ہی
دیکھو ابریشم کو کیڑون کے اندر مخفی فرمایا حالانکہ وہ کیڑا بہت ضعیف وحقیر ہوتا ہی اور شہد کو مکھی کے اندر رکھا اور وہ
بالکل ضعیف کیڑا ہی اور موتی کو صدف مین رکھا حالانکہ وہ بدشکل حقیر جانور ہی ایسے ہی پتھر مین لعل وزمرد وسونا وچاندی مخفی کیا
اور معرفت وولایت ومحبت کو شکستہ دل ضعیف مومنین کے دلون مین مخفی فرمایا حالانکہ اُنمین گنہگار وخطاوار بھی ہوتے
ہین۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ نکتہ لطیف ہی اور اہل جنت فقراء وضعفاء ہین حالانکہ اہل جہنم مغرور متکبر ومالدار بدکار کفار
ہین اور یہ نمونہ ہی کہ جو لوگ کمال علمی وعملی چاہین اُنکو لائق ہی کہ مستحقرات دنیاوی سے پرہیز کرین واللہ تعالی الہادی۔ اللہ تعالے نے
عجائب قدرت الٰہی کو حیوانات چرند وپرند مین بیان کرکے خود انسان کے نفسی عجائب بیان فرمائے بقولہ تعالے

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ

اور اللہ نے تمکو پیدا کیا پھر تمکو موت دیتا ہی اور کوئی تم مین پہونچتا ہی نکمی عمر کو کہ سمجھ کے

ع ۵ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰي بَعْضٍ

پیچھے کچھ نہ سمجھنے لگے اللہ سب خبر رکھتا ہی قدرت والا اور اللہ نے بڑائی دی تم مین ایک کو ایک

فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَاۗدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰي مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ

جنکو بڑائی دی نہین پہونچاتے اپنی روزی اُنکو جو اُنکے ہاتھ کا مال ہین کہ وہ سب اسمین

فَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ

کیا اللہ کے فضل سے منکر ہین اور اللہ نے بنا دین تمکو تمہاری قسم سے عورتین اور دیئے تمکو

مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ

تمہاری عورتون سے بیٹے اور پوتے اور کھانے کو دین تمکو ستھری چیزین سو کیا جھوٹی باتین مانتے ہین

وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ۝

اور اللہ کے فضل کو نہین مانتے

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ یعنی پیدا کرنے والا تمہارا اللہ تعالے ہی تم پہلے کچھ نہ تھے پس نظر کرو کہ اللہ تعالے نے تمکو پیدا کیا پھر اب تم ہمیشہ کے واسطے اس گھر مین نہین ہو ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ پھر وہی تمکو وفات دیتا ہی جسکا نمونہ رات کی نیند ہی پھر جیسے تمکو زندہ اٹھاتا ہی اسی طرح برابر جاری ہی کہ جسکو پیدا کیا اُسکو اُسکی مقدری عمر ختم ہونے پر وفات دیتا ہی خواہ بچپن مین خواہ جوانی مین خواہ بڑھاپے مین لہذا جس نے عدم سے پیدا کیا وہی وفات سے اپنی طرف لوٹا دیگا یہان رہنا چند روزہ ہی جسکا کچھ اعتبار نہین ہی وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ بعض تم مین سے وہ ہوتا ہی کہ ارذل عمر تک رکھا جاوے یعنے بڑھاپے کی زندگی یہ ہی کہ بوڑھا کھوس ہو جاوے پھر آخر موت ہی لیکن ایسی زیادہ رذیل وحقیر عمر تک رہنے کی ہوس مت کرو کیونکہ اُسکا نتیجہ یہ ہوتا ہی لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـــًٔا تاکہ نہ جانے بعد جاننے کے کچھ بھی یعنے پہلے اُسکو باتین معلوم تھین اور عقل سلامت تھی پھر کھوس بوڑھا ہوکر مثل طفل کے ہو گیا کہ کچھ نہین جانتا۔ زجاج رحمہ اللہ تعالے نے کہا یعنے عقل جاتی رہتی ہی اور عالم ہونے کے بعد جاہل ہو جاتا ہی اسی طرح اللہ تعالے پیدا کرکے مارتا ہی اور پھر جب چاہے زندہ کرتا ہی۔ نیشاپوری رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ عقلاء کے نزدیک عمر کے چار مرتبہ ہین پہلا مرتبہ سن نمو اور بڑھاور کا جو کہ ابتدا سے اٹھائیس یا تیئیس برس تک ہوتا ہی اور وہی سن شباب ومضبوطی کا ہی دوسرا مرتبہ اُسکے بعد سے چالیس برس تک جو سن وقوف کہلاتا ہی کہ نہ بڑھتا اور نہ گھٹتا ہی مگر عقل [illegible] اور سوم مرتبہ کہولت ہی جو چالیس سال سے ساٹھ برس تک ہی جسمین جسمانی نقصان شروع ہوتا ہی مگر اسقدر ظہور [illegible] خبط ہو اور چہارم مرتبہ بڑھاپا کمزوری ظاہری ہی جو اُسکے بعد آخر عمر تک ہوتا ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ اکثر اطباء [illegible] تقسیم مذکور ہی اور ظاہر اس زمانہ مین ساٹھ برس کا سن بھی مرتبہ کمزوری و بڑھاپا ہی اور یہ سب اکثری حالت [illegible] طاقت وضعف کے لحاظ سے خاص خاص مین اُسی لحاظ سے اعتبار ہوگا۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ [illegible] وجہ سے مروی ہی کہ ازذل العمر پچھتر برس ہی۔ ایسا ہی معالم وغیرہ مین بھی مذکور ہی اور قتادہ سے [illegible] بیان کیے ہین اور شاید معتمد قول اول ہی اور دیگر اقوال یا اعتبار خاص خاص شخصون کے ہین [illegible]

Marfat.com

[illegible] غالب ہو جاتی ہی اور یہ آیت بمانند قولہ تعالے ثم رددناہ اسفل سافلین ہی یعنے اسفل السافلین سے ارذل
[illegible] سے صریح ظاہر ہی کہ آدمی کو زیادہ عمر کی خواہش اُسی وقت تک چاہیے کہ یہ مرتبہ نہ پہونچے اور چاہیے کہ اپنی جوانی مین عاقبت
[illegible] اور حیات دنیاوی کو مستعار ناپائدار جانے۔ امام بخاریؒ نے صحیح مین یہان حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر فرمائی
[illegible] صلے اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْکَسَلِ وَالْھَرَمِ وَاَرْذَلِ الْعُمُرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَۃِ الدَّجَّالِ وَفِتْنَۃِ
[illegible] یعنی پناہ مانگتے اللہ تعالے سے ایک تو بخل سے یعنے بخیلی کی صفت نہ آوے کیونکہ کبھی ہوتا ہی کہ اول مین بخیل نہو پھر آخر مین بخیل
ہو جاوے۔ جیسے دوسری حدیث مین آیا ہی کہ جب آدمی بوڑھا ہوتا ہی تو دو چیزین جوان ہو جاتی ہین ایک تو عمر کی ہوس اور ایک مال کی
حرص یعنی جس سے بخیلی پیدا ہو جاتی ہی اور دوم کسل سے کہ جوانی مین باوجود اعتقاد آخرت و سمجھداری کے آدمی کو کسل اسقدر گھیرتا ہی کہ زاد
آخرت نہین پیدا کرتا ہی اور سوم ہرم یعنے ایسے بڑھاپے سے جو ارذل العمر کو پہونچے وعلے ہذا آگے جو ارذل العمر مذکور ہی وہ اسی کی تفسیر ہوگی
اور دیگر احادیث مین فقط ہرم مذکور ہی اور چہارم عذاب قبر سے کہ وہی پہلی منزل آخرت ہی اور پنجم فتنۂ دجال سے اور دجال کا فتنہ مثل
شیطان کے سخت ہی اور اصلی دجال اگرچہ ایک ہوگا اور وہ آخر زمانہ مین ہوگا اور سابق مین تحت قولہ تعالے لا ینفع نفسا ایمانہا لم تکن آمنت
من قبل او کسبت فی ایمانہا خیرا الآیہ کی تفصیل گزر چکی ہی ولیکن اس سے پہلے ایسے دجال قریب تیس کے ہونگے جنکا فتنہ قریب اصل کے
ہوگا اور ششم فتنہ محیا و ممات سے اور واضح ہو کہ آدمی کے لیے اُسکی اولاد اور مال بھی فتنہ ہی لہذا چاہیے کہ بالکل ہر فتنہ سے پناہ نہ مانگے کیونکہ
اس صورت مین اولاد و مال بھی نہ دیا جاوے بلکہ ایسے فتنہ سے جس سے اسکے ایمان کو ضرر ہو سواے اولاد صالح و مال صالح کے یہ دونون
آدمی کے لیے نعمت و خیر جاری ہین۔ بالجملہ یہان مقصود یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارذل عمر سے پناہ مانگی ہی۔ آدمی اس سے پہلے
ذخیرہ جمع کر سکتا ہی اور علم و عمل حاصل کر سکتا ہی اور بعد اسکے جب اس عمر کو پہونچا تو پھر ہر کام سے عاجز ہو جاتا ہی تو اسکے لیے آخرت دار نعمت
و عیش ہی اور دنیاوی حیات بیکار ہی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس دعا سے تعلیم امت کا قصد فرمایا ہی ورنہ آپ پیغمبر افضل الخلق تھے
صلے اللہ علیہ وسلم اور پیغمبر کو اللہ تعالے اس حالت کو نہین پہونچاتا ہی اور واضح ہو کہ امت والون مین سے بھی جو معرفت و نور باطن سے سرفراز ہوا
اللہ تعالے اپنے فضل سے اُسکو بھی ببرکت حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم اس ارذل عمر سے یا اُسکی خرابی سے محفوظ فرماتا ہی چنانچہ عکرمہ رحمہ اللہ تعالے
سے مروی ہی کہ جسنے قرآن پڑھا اُسکو اللہ تعالے ارذل عمر کو رد نہ کریگا۔ طاؤس رح سے مروی ہی کہ عالم کبھی خرف نہین ہوتا ہی۔ خرف سے مراد یہی ارذل عمر ہی
جسمین خرافت یعنی اختلاط عقل و اختلال حواس ہو جاتا ہی اور ظاہر اوجہ یہ ہی کہ عالم کو نور عقل و مشاہدہ صحیح حاصل ہوا اور نور ایسی چیز نہین ہی جو بوڑھا
ہو جاوے اور یہ سب قدرت الٰہیہ ہی اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ اللہ تعالے علیم ہی اُسکا علم بے انتہا اور بلا اسباب کے ہمیشہ ہر وقت
ہر حال مین ہر جگہ یکسان ہی اور وہی سب قدرت والا ہی جو چاہے پیدا کرے اور جس کو چاہے جس حال پر کر دے۔ اسمین مشرکون کو تنبیہ ہی کہ جس
[illegible] خیال سے شرک کرتے ہین محض جہالت ہی کیونکہ رب تبارک و تعالے مین سب کمال ہین پھر شرک کو کیا مجال ہی پھر اللہ تعالے نے
[illegible] حالات اس درمیان عمر کے بھی بیان کر دیے کہ سب اُسی کی قدرت سے ہین اور شرک انمین نہایت جہالت و کمال گمراہی ہی چنانچہ
[illegible] وَاللّٰہُ فَضَّلَ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ فِی الرِّزْقِ اور اللہ تعالے عزوجل نے فضیلت دی تم مین سے
[illegible] ہین۔ معنے فضیلت کے یہان زیادتی ہی جیسے حدیث مین ہی والفضل ربوا یعنے بڑھتی سود ہی اور مقصود یہ کہ رزق
[illegible] الٰہی مین ہی وہ بعض کو زیادہ دیتا ہی اور بعض کو کم دیتا ہی اور کسی بندے کے اختیاری نہین ہی بقولہ تعالی

فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ

دی گئی وہ رد کرنے والے نہین رزق اپنا اُنپر جو اُنکے ملک وقبضہ مین ہین۔ یعنے اگر بادلی والے کرین تو نہین کرسکتے اور یہ بھی معنی ہین کہ جب رزق ہر ایک مالک و مملوک کا باختیار الٰہی مقدر ہے تو ہر ایک گئی یعنی آقاؤن سے ممکن نہین کہ جو اُنکا رمقدری رزق ہو وہ اپنے مملوک کو دیدین بلکہ ہر ایک اپنا مقدر رزق کھاوے دونون رزق مین برابر ہین۔ حدیث مین ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے غلامون و مملوکون کے حق مین اللہ تعالے نے تمھارے ہاتھون کے نیچے کردیا ہی سو جو تم کھاؤ اُنکو کھلاؤ اور جو پہنو اُنکو پہناؤ اور ایسے کام کا حکم نہ دو جو طاقت سے باہر ہو اور اگر کہو تو خود اُسمین اُنکی مددگاری کرو۔ دوسری حدیث مین ہو کہ الصلوٰۃ و ما ملکت ایمانکم۔ یعنے نماز کے ٹھیک رکھو اور مملوکون کے ساتھ بھلائی اور نیک برتاؤ کے واسطے میری وصیت لازم پکڑو۔ اس بارہ مین احادیث بہت ہین اصل انسان مین آزادی ہو لیکن فساد کفر و شرک کی وجہ سے اللہ تعالے نے اُنکو مملوک کیا اور یہ فائدہ عجیب ہو کہ کفر و شرک کی وجہ سے یہ لوگ مثل جانورکے ہین تو مزدوری وغیرہ سے کمائین اور اپنے آقا کو جو اللہ تعالے کی بندگی مین مصروف ہو کھلائین اور خود کھائین تا آقا کو تشویش نہو۔ بعض مفسرین نے یہ معنے بیان کیے کہ جنکو رزق وسیع دیا گیا ہو وہ اُسمین مملوکون وغیرہ کو شریک بنا نہین ہین اور خلاصہ مضمون اُسکا یہ ہی جو ابن عباس رضہ سے مروی کہ اللہ تعالے فرماتا ہی کہ مشرک لوگ خود ایسے نہین ہین کہ اپنے مال و دولت مین غلامون کو شریک بنا دین حالانکہ وہ بھی اُنکے مثل آدمی ہین پھر کیونکر میرے پیدا کیے ہوئے بندون کو میری مخلوق مین میرا شریک بنا نے ہین۔ ایسا ہی مجاہد رحمہ اللہ تعالے سے مروی ہو۔ ابن جریر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ حاصل معنی یہ کہ تم بت پرستون کو اللہ تعالے نے مثال مین سمجھایا کہ تم اسپر راضی نہین ہوتے کہ تمھارے غلام تمھارے برابر ہون حالانکہ وہ تمھارے مثل ہین پھر کیونکر میرے بندون کو میرے برابر بنانے پر راضی ہو اور میری عبادت کی طرح اُنکی عبادت کرتے ہو۔ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ سو کیا تم اللہ تعالے کی نعمت سے انکار کرتے ہو۔ بعض نے کہا کہ یعنے تمکو اسطرح فضیلت دی پھر تم شرک کرکے اللہ تعالے کی نعمت سے کفران کرتے ہو۔ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا یہ اُس شرک کا بیان ہو کہ کھیتی و چارپاؤن مین سے جو اللہ تعالے نے دیے کچھ حصہ اپنے بتون کے واسطے مقرر کرکے شرک کرتے تھے پس مخلوق کو خالق عزوجل کے برابر کرتے تھے۔ برتقریر اول یہ معنے ہین کہ تم دونون برابر ہو سب کو اللہ تعالے نے رزق دیا ہی کیونکہ کوئی دوسرا رازق نہین ہو سکتا ہی تو کیا اس نعمت سے تمکو انکار ہی اور مقصود یہ ہی کہ سوائے اللہ تعالے کے تون وغیرہ کو مخلوق اکہی اقرار کرتے ہو پھر اُنکی عبادت سے اللہ تعالے کے ساتھ برابری کرتے ہو حالانکہ تم اپنی مملوک کو اپنے برابر نہین کرتے باوجودیکہ اللہ تعالے نے تم دونون کو یکسان رزق دیا ہی۔ ابن ابی حاتم نے حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کی حضرت عمر بن الخطاب نے ابو موسے اشعری رضی اللہ عنہا کو جو آپ کی طرف سے کوفہ و بصرہ پر عامل تھے لکھا کہ دنیا مین اللہ تعالے نے بعض کو بعض پر رزق مین زیادتی دی ہی تاکہ ہر ایک کو امتحان فرماوے پس جسکو زیادہ دیا امتحان کیا ہی کہ وہ اللہ تعالے کا شکر کسقدر زیادہ ادا کرتا ہی اور کیونکر اُسکے حقوق ادا کرتا ہی نون نے دوسری حالت انسانی ذکر فرمائی بقولہ تعالے۔ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا اور اللہ تعالے نے جوڑے تمھین مین سے بنا دیے ہین۔ یعنے آدم علیہ السلام کی پسلی سے حوا رضی اللہ عنہا کو پیدا کیا اور

Marfat.com

[illegible] کیطرف میل کرتے ہین اور نسل پیدا ہوتی ہی۔ وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً
[illegible] عورتون سے تمہارے لڑکے وحفدہ پیدا کردیے۔ ازواج سے پیدا کرنے مین انکو تنبیہ کردی کہ لڑکیون کو
[illegible] پرورش کرین اور بیٹون کا احسان رکھا کیونکہ وہ لڑکیون سے نفرت کرتے تھے اور یہ کہ اولاد کا حصول تمہارے جنس کی
[illegible] اور مفاد ازواج یہی اولاد ہی جسکا احسان رکھا لہذا اہل السنۃ کے نزدیک دُبُر یعنے مقام پیخانہ سے وطی کرنا حرام ہی اور
[illegible] سے اغلام سخت گناہ ہی۔ اور قولہ تعالے قدموا لانفسکم۔ پارہ سیقول کی آیت مین وطی سے نیت اولاد صالح کی کرے اور
[illegible] سے اپنے نفس کی حفاظت حرام سے اور اولاد صالح مقصود ہو تو ثواب ہی جیسا کہ زنا و شہوت پرستی سے عذاب ہی جیسا کہ حدیث
[illegible] مصرح ہی۔ پھر حفدہ کی تفسیر مین بظاہر سلف سے مختلف اقوال ہین اور فی الحقیقت کچھ اختلاف نہین ہی اسوجہ سے کہ حفدہ
مشتق از حفد بمعنے خدمت ہی جیسے دعاے قنوت مین ہی کہ الیک نسعی ونحفد۔ یعنے تیری بارگاہ مین طاعت سے دوڑتے اور خدمت
کرتے ہین۔ اور عرب مین خدمت کرنے والے انکی اولاد وغیرہ ہوتی تھی اور کبھی حفدہ خاصکر بیٹیون کی اولاد کو کہتے ہین اور یہ مہربانی
و شفقت دلائی کہ بیٹیون کو پرورش کرین کہ ناتی ہون ورنہ نانا کہان سے بنینگے۔ اور کبھی پوتون و پوتیون کو کہتے ہین۔ شیخ ابن کثیر
رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ حفدہ لڑکون کی اولاد ہی کما قال ابن عباس وعکرمہ والحسن والضحاک وابن زید۔ اور سعید بن جبیر
رحمہ اللہ تعالے نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حفدہ ولد اور ولد الولد ہین یعنے ولد کو بھی شامل ہی مترجم کہتا ہی
اس تفسیر کے موافق بنین کے بعد حفدہ کا ذکر اسطرح ہی کہ بنین تو فقط نرینہ اولاد ہی اور حفدہ خواہ لڑکی ہو یا لڑکا ہو اور خواہ لڑکی کی اولاد ہو
یا لڑکے کی اولاد ہو پوتے و ناتی دونون کو شامل ہی سعید رحمہ اللہ تعالے نے اپنی تفسیر مین کہا کہ حدثنا حجاج عن ابی بکر عن عکرمہ عن
ابن عباس رضی اللہ عنہ قال بنوک حیث یحفدونک الخ یعنے حفدہ تیرے بیٹے کیونکہ تیری خدمت کرتے ہین اور مدد کرتے ہین اور مجاہد
رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ حفدہ بیٹا و خادم ہی اور دوسری روایت ہی کہ مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ حفدہ نصرت کرنے والے و مدد
کرنے والے و خدمت کرنے والے کہلاتے ہین اور طاؤس وغیرہ نے کہا کہ حفدہ خدمت کرنے والے کہلاتے ہین یہی قول قتادہ و
ابو مالک و حسن بصری کا ہی اور عبد الرزاق نے عکرمہ سے روایت کی کہ حفدہ وہ ہی جو تیری اولاد سے یا اولاد کی اولاد سے تیری خدمت
کرے۔ ضحاک رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ عرب کا تو یہی حال تھا کہ انکی خدمت انکی اولاد کیا کرتی تھی۔ عوفی کی روایت ابن عباس مین ہی
[illegible] دوسرے مرد کے روبرو خدمت کرے اور کہا کہ بعضے لوگ زعم کرتے ہین کہ حفدہ آدمی کے ختن ہوتے ہین۔ مترجم کہتا ہی
[illegible] داماد اور خسر دونون پر بولا جاتا ہی اور کبھی بہن کے خاوند کو بھی بولتے ہین اور ہر ایسے شخص کو جسکا رشتہ خاندان سے دامادی کا
[illegible] اور شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ ختن کے جو معنے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمائے ہین یہ قول حضرت ابن مسعود
[illegible] و مسروق و ابو الضحی و ابراہیم نخعی و سعید بن جبیر و مجاہد و قرطبی کا ہی اور اسکو عکرمہ نے ابن عباس سے بھی روایت کیا ہی
[illegible] طلحہ کی روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ ہی کہ حفدہ خسر ہوتے ہین۔ شیخ ابن جریر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا
[illegible] حفدہ کے معنے مین داخل ہین کیونکہ اسکے معنے خدمت کے ہین وہ کبھی اولاد سے حاصل ہوتی ہی اور کبھی خدمتگارون و
[illegible] حاصل ہوتی ہی پس نعمت ان سب سے حاصل ہی۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اگر ازواج کے متعلق حفدہ ہی تو
[illegible] تو اس صورت مین ضرور اس سے مراد اولاد اور انکی اولاد اور جورو کے دوسرے خاوند سے جو اولاد

Marfat.com

کہ دوسرے شوہر کی پرورش مین ہوا ور دادا دمراد ہونگے کہ جو لڑکیون کے خاوند ہین اور ایسا ہی [illegible]
ابوداؤد کی حدیث تصرۃ بن اکتم مین کہ الولد عبدلک ولدیتہ اغلام ہی یہی مراد ہوگی کہ خادم ہی۔ اور [illegible]
یعنی تمھارے لیے ازواج کردین اور حفدہ کردیے تو خادم مطلقاً داخل ہونگے انتے متر ہا اور [illegible]
بنین پر ہی تو اولے یہ ہی کہ بنین سے بیٹے مراد ہین تو حفدہ سے اولاد کی اولاد مراد ہو۔ اور واضح ہو کہ [illegible]
دونون کی اولاد کو شامل ہی اور کسی ایک کی تخصیص کرنا پیچھے سے استعمال عرف مین ہوگیا ہی۔ بالجملہ اللہ تعالے [illegible]
اللہ تعالے نے تمکو اور تمھاری بیبیان اور اُنسے لڑکے اور اولاد جو تمھاری مددگار ہون اور خدمتگار جو تمکو آرام [illegible]
مِّنَ الطَّيِّبٰتِ اور رزق دیا تمکو طیبات سے یعنے پاک لذیذ چیزون سے انمین جو حلال ہی وہ تو اب اور فرمان الٰہی [illegible]
اگر کسی حلال کو حرام طور پر کھایا وہ عذاب ہی اور جن غذاؤن کو حرام کردیا ہی جیسے سور کا گوشت تو وہ طیب نہین ہی [illegible]
کہ بعض چیزین پاک ہوتی ہین مگر اللہ تعالے نے اپنی فرمانبرداری کے امتحان کے واسطے اُنکو حرام کردیا جیسے بعض لوگ شراب کو [illegible]
قرار دیتے ہین یا کسی دوسری وجہ سے جو حرام فرمائی ہی اُس سے پیدا ہونے کی وجہ سے حرام ہی جیسے سنکھیا کہ پاک ہو لیکن جان کو قتل کرنا
حرام کیا اور سنکھیا کھانے سے جان جاتی ہی لہذا حرام ہی۔ غرضکہ حرام مین دو قسم ہین ایک وہ کہ جو طیب نہین ہین وہ تو بالاتفاق حرام و رزق بھی
نہین ہین اور دوم جو پاک ہین مگر کسی وجہ سے اُنمین حرمت ہی جیسے کہ مثلاً دوسرے کا طعام چھین لیا تو اُسکی حرمت ذاتی نہین بلکہ بالغیر ہی اور
اہل السنۃ کے اعتقاد مین یہ رزق ہی مگر اُسپر عذاب ہوگا اسی وجہ سے حدیث سے ثابت ہی کہ حرام کھانے کپڑے سے نماز و دعا وغیرہ قبول
نہین ہوتی ہی۔ اوپر کے انعام سے اُسکو ملا دیا اور آدمی کو سردار بنا دیا چنانچہ حدیث مین بھی ہی کہ اللہ تعالے قیامت کے روز بندے سے فرمادیگا
اسپر اپنا احسان رکھیگا کہ ای فلان کیا مین نے تجھے تیرا جوڑا نہ دیا تھا اور کیا مین نے تجھے مکرم نہ کیا تھا اور کیا مین نے اونٹ گھوڑون کو
تیرے تابع نہین کردیا تھا اور نہین تجھے چھوڑ دیا تھا کہ تو سردار تھا اور عیش کرتا تھا ریاست مین۔ تا آخر حدیث۔ مترجم کہتا ہی کہ تیرا
جوڑا دیا۔ یعنے جورو جس سے اولاد اور احفاد ہوئے اور یہ ان سب کا سردار ہوا اور رزق سے عیش کرتا رہا۔ معلوم ہوا کہ خاندان کا بوڑھا
سب کا سردار ہی اور دوسری حدیث مین بھی وارد ہی کہ ہم مین سے نہین جو ہمارے بڑے کی تعظیم نہ کرے اور جو ہمارے چھوٹے پر مہربانی
نہ کرے۔ غرضکہ اللہ تعالے نے ان نعمتون سے آدمی کو فضیلت دی پھر وہ اللہ تعالے کے ساتھ شرک کرتے ہین۔ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ یہ
جھوٹی بے بنیاد بات پر اعتقاد لاتے ہین یعنے دوسری چیزین بت و آدمی و جن و شیطان و پری و دیو وغیرہ پر انکو اعتقاد ہوا اُنکی طرف سے
بہت سی باتین مانتے ہین کہ فلان نے ہمکو اب کی بیٹا دیا اور فلان بزرگ کی طرف سے ہمارا یہ کام ہوگیا اور فلان کی پرستش اسی واسطے
ہین تو یہ بے بنیاد لغو جھوٹ بات پر اعتقاد لاتے ہین۔ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ اور اللہ تعالے [illegible]
کرتے ہین منجملہ کفران نعمت کے ہی کہ اللہ تعالے کی طرف سے نعمت نہ جاننا اور غیرون کی طرف منسوب کرنا۔ اور [illegible]
اسکا انکار سخت ہی اور سب سے بڑی نعمت اللہ تعالے کی محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر صداقت ایمان کی ہدایت ہی [illegible]
منکر ہوئے اور یہ خیال باطل و شیطانی ہی کیونکہ بتون کی قدرت و عیسے کی ولدیت اور مانند اسکے جسقدر [illegible]
نہ بتون کو خبر اور نہ حضرت عیسے علیہ السلام کو آگاہی صرف شیطان کے جمائے ہوئے عقیدے [illegible]
اسپر اعتقاد لاتے ہین اس کلام کے معنے ابن جریج رحمہ اللہ تعالے سے مختصر مروی ہین [illegible]

Marfat.com

[illegible] الرزق [illegible] تفسیر گزر چکی اور جب نظر بلند کرکے فقط اہل معرفت کے رزق مین دیکھو تو یہان اشارات ہین ازانجملہ یہ کہ
[illegible] رزق مقسوم ہی بعض کے واسطے طاعات ہین کہ انکی روح کو بوجہ تصفیہ نفس کے غذا ہی اور بعض کے لیے ارادت
[illegible] ارادت مین دائر ہین اور اسی کی خواہش مین مستغرق ہین اسی طرح بعض کے واسطے مقامات ہین اور بعض کے لیے
[illegible] ہین اور بعض کا رزق مکاشفات ہین اور بعض کو مشاہدات نصیب ہین اور بعض کو حصول معرفت ہی اور بعض کو محبت کا
[illegible] ہی اور بعض کے واسطے توحید ہی اور بعض کو تفرید ہی پس اشباح کا رزق درحقیقت عبادت وعبودیت ہی اور ارواح کا رزق
[illegible] حقیقت دیدار انوار ربوبیت ہی اور عقول کا رزق وہ افکار ہین جو صفات الٰہی مین ہون اور قلب کا رزق اللہ تعالے کا ذکر ہی
[illegible] سب کے سب اپنے رزق کے لیے جناب الٰہی مین محتاج ہین اور بحر قرب ومشاہدہ سے پینے کے بعد اپنے اپنے مشرب کے
[illegible] ہین ؎ نگویم کہ بر آب قادر نیند + کہ بر ساحل نیل مستسقے اند۔ اور ہر ایک فرط غیرت سے نہین طاقت رکھتے کہ اہل ارادت
[illegible] سے کوئی اُنکے ساتھ ہو وذلک قولہ تعالے فما الذین فضلوا برادی رزقہم علے ما ملکت ایمانہم۔ شیخ ابراہیم خواص نے کہا کہ بعض کا
رزق طلب مین ہی اور بعض کا قناعت مین اور بعض کا توکل مین اور بعض کا کفایت مین اور بعض کا مشاہدہ مین چنانچہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا انی اظل عند ربی یطعمنی ویسقینی۔ مین برابر اپنے رب کے پاس ہون وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہی اور یہ حدیث صحیح مین
موجود ہی۔ شیخ فضیل رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ سب سے اعلے رزق جو انسان کو عطا ہوا ہی معرفت ہی اُسکو اپنے رب سے نزدیک
کرے اور عقل ہی کہ اُسکو سیدھی راہ پر ادب سے مستقیم رکھے پھر اللہ تعالے نے اس رزق کی پاکی وحلاوت وطہارت بیان فرمائی بقولہ
ورزقکم من الطیبات۔ پاکیزہ رزق مین سے سب سے اعلے مشاہدہ وبقا ہی کیونکہ اسی رزق سے درحقیقت زندگی ارواح در معرفت ہی
اور زندگی اشباح در عبودیت ہی وزندگی عقول بتفکر اور زندگی قلوب بذکر اور عیش اسرار بادراک علم ربوبیت ہی اور حقیقت مین
طیب یہی ہی کیونکہ وہ پاک ازلی قدیم منزہ از حدوث ہی اور ماسواے اُسکے جو ارزاق ہین وہ معلول ہین اور وہ طیب نہین ہوسکتا
رزق طیب کی صورت یہ ہی کہ عارف کے حال سے موافق ہو اُسکو صفاے وقت سے محجوب نہ کرے۔ حارث محاسبی رحمہ اللہ تعالے
نے فرمایا کہ وہ فئی وغنیمت ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ علماء نے اجماع کیا ہی کہ مال غنیمت جو جہاد سے حاصل ہو اس سے بہتر حلال رزق
نہین ہی اسکے بعد امام ابوحنیفہ نے کہا کہ تجارت ہی اور امام شافعی نے کہا کہ زراعت ہی اور واضح ہو کہ یہ دونون باختلاف زمانہ مختلف
ہو جاوینگے حتے کہ ممکن ہو کہ اس زمانہ مین تجارت سے زیادہ زراعت بہتر ہو کیونکہ اس زمانہ مین [illegible] بیوع فاسد وسود ہین اور اگر
[illegible] نے قصد کرکے خرید مین جملہ شرائط کی رعایت رکھی تو شک نہین کہ بایع کے پاس وہ چیز بطور فاسد پہونچی ہی غرضکہ جو شخص قواعد
[illegible] سے واقف ہی اسپر پوشیدہ نہین کہ مشائخ نے جو اپنے زمانہ مین لکھا کہ عامۂ بیوع فاسد ہین جیسا کہ فتاوے مین مصرح ہی
[illegible] ضرور بیوع فاسد ہین اور رہی زراعت تو وہ بھی اس زمانہ مین مخدوش مخمصہ مین ہی مگر کسی قدر تجارت سے غنیمت ہی لہذا
[illegible] واللہ تعالے اعلم۔ شیخ نے لکھا کہ شیخ احمد بن ابوالحوازی نے کہا کہ طیبات وہ چیزین ہین جو جنگلون مین مباح ہین
[illegible] ہندوستان مین اسوقت جو حاکم ہی اُس نے جنگلون کی لکڑی وگھاس وپانی وغیرہ سب مملوکہ قرار دیا ہی ولیکن
[illegible] تعالے نے اصلی مباح فرمائی ہین وہ کسی شخص کے روکنے ومملوکہ قرار دینے سے مملوک وممنوع نہین ہونگی اور یہ
[illegible] اعلم۔ البتہ مشکل یہ ہی کہ جس نے بوجہ اصلی حلت کے اس ملک مین جنگل کی چیزون سے لیا اُسکو حاکم وقت سے

خر رہو نچیگا لہذا آدمی مشکل در مشکل مین ہی واللہ الہادی الی السبیل وہو العزیز
تعالے نے کہا کہ جو فتوح تجھکو بدون طلب وحرص کے ہو وہ حلال ہی اول شاید اُس
پاس مال حلال تھا پس جو کچھ اُسکے پاس پہونچا وہ بھی حلال ملک سے آیا اور اس
بالصواب - پھر اللہ تعالے نے اپنا فضل وانعام بیان کرنے کے بعد مشرکون کے انکار و شرک
اپنی تنزیہی بقولہ تعم

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ
اور پوجتے ہین اللہ کے سوائے ایسون کو کہ مختار نہین انکی روزی کے آسمان
وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ
کے زمین کچھ اور نہ مقدور رکھتے ہین سومت ٹھہراؤ اللہ پر کہاوتین اللہ جانتا
وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝
اور تم نہین جانتے

اللہ تعالے نے مشرکون کے حال سے بطور انکار و ملامت کے آگاہ فرمایا کہ اللہ تعالے کے ساتھ غیرون کی عبادت کرتے ہین حالانکہ
رازق اور انعام کرنے والا ہر طرح اُنپر اللہ تعالے وحدہ لاشریک ہی فقال - وَيَعْبُدُوْنَ اور عبادت کرتے ہین یعنی مشرک لوگ
قریش وعرب والون سے لیکر قیامت تک کے پوجتے ہین - مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سوائے اللہ تعالے کے - مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ
وہ چیز جو اُنکے لیے مالک نہین ہی - رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا کچھ رزق کی آسمانون زمین سے کچھ چیز بھی
یعنی اُنکو برسانے اُگانے وغیرہ ہر ایک قسم کے اسباب رزق مین سے کسی چیز کی قدرت نہین ہی - واضح ہو کہ - ما موصولہ اکثر اسکا استعمال
بیجان و بعقل چیزون مین ہی تو مراد یہان بت ہین لہذا قتادہ رحمہ اللہ تعالے سے مروی ہی کہ اُسکی تفسیر مین کہا کہ یعنے یہ بت جنکو سوائے اللہ تعالے
کے پوجتے ہین وہ اپنی پرستش کرنے والون کے لیے کچھ رزق کے مالک نہین ہین - مترجم کہتا ہی کہ ما موصولہ عام ہی بیجان و بعقل
عاقل سب کو پس اول مین تو بتون وغیرہ کو ما موصولہ سے تعبیر کیا پھر فرمایا - وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اور نہ انکے معبود لوگ کچھ استطاعت
رکھتے ہین - یہان صیغہ جمع اس وزن پر ہی جو عاقلون کے واسطے مقرر ہی پس اسکی وجہ یہ ہی کہ اول مین تو واقعی حال پر نظر کی کہ وہ غیرون
پرستش کرتے ہین وہ جمادات ہین یا اگر ما موصولہ عام لیا جاوے کہ ملائکہ و حضرت عیسے علیہ والسلام وغیرہ سب کو شامل ہو
یہ لوگ اپنے وہمی خیال کو معبود بناتے ہین اور حضرت عیسے علیہ السلام وغیرہ کو کچھ خبر بھی نہین ہوتی - پھر
باعتبار مشرکون کے گمان کے ہی کہ مشرک بتون کو اپنے حال سے آگاہ وذی عقل جانتے ہین - واضح ہو کہ
زبان عربی کی ترکیب مین نادانون کو مشکل ہو جاتا ہی لہذا جاننا چاہیے کہ اسمین ترکیبی تین صورتین ہین اول یہ کہ لا یملک
کی صفت تھا تو مفعول حذف کرکے اُسکے قائم مقام ہی اسطرح کہ لا یملک لہم رزقا من السموات والارض
دوم یہ کہ رزقا سے بدل ہی اسپر بعض نے اعتراض کیا کہ اس بدل کا فائدہ نہین ہی کیونکہ اس سے
سے شیئا عام ہی پس افادہ ظاہر ہی وفیہ بحث - سوم یہ کہ رزقا اسمین عامل ہی اس بنا پر کہ رزق مصدر

Marfat.com

[illegible] اللہ تعالےٰ نے اسمین کلام کیا اسطرح کہ رزق سے مراد مرزوق ہی یعنے رزق اس مقام پر وہ چیز ہی جو انکو [illegible] اور جواب یہ ہی کہ عمل کرنا باعتبار لفظ کے ہی اور لفظ رزق ہر حال مین مصدر ہی خواہ معنی مصدری مقصود ہون یا اس سے مرزوق کے معنے مراد ہون۔ یہان ایک بات یہ ہی کہ اول بیان فرمایا کہ مشرک لوگ جن لوگون وجن چیزون کو اپنا معبود بنا کر اللہ تعالےٰ کے ساتھ شریک کرتے ہین وہ کچھ مالک نہین ہین تو پھر دوبارہ لایستطیعون فرمانے کی کیا ضرورت تھی اسکا جواب یہ ہی اگر اول مین فقط رزق کے مالک نہین ہین" مراد لیا جاوے تو دوبارہ اُنکی استطاعت نہونا" نفی مقصود ہی اور اگر اول مین شیئاً سے بالکل ملک کی نفی ہی تو ممکن ہی استطاعت ہو پس اسکی بھی نفی کردی اور حاصل کلام یہ ہی کہ کبھی آدمی کسی چیز کا مالک نہین ہوتا ہی لیکن استطاعت ہوتی ہی جیسے بادشاہ نے ایک شخص کو یا اپنے غلام کو خرید فروخت سے منع کردیا تو وہ بحکم سلطنت کے اس کام کا مالک نہین ہی اور کچھ بھی خرید فروخت نہین کرسکتا لیکن اسکو استطاعت باقی ہی چنانچہ اگر بادشاہ اجازت دیدے تو فوراً یہ کام کرسکتا ہی۔ اب معنی آیت کریمہ کے یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ جلشانہ نے اُنکو پیدا کیا اور ہر طرح کا رزق دیا اور جو کچھ اُنکے حق مین نیکی وبدی جاری ہی سب اُسی کی قدرت سے اپنے اپنے وقت پر ہوتی ہی تو اسی کی عبادت اپنپر فرض ہی مگر مشرک وکافرہندون کی یہ کیفیت ہی کہ اللہ تعالےٰ کے سوائے دوسرون کی عبادت کرتے ہین حالانکہ یہ تو صریح ظاہر ہی کہ دوسرون نے اُنکو پیدا نہین کیا اور جو خود مخلوق ہو اور کچھ پیدا نہ کرسکے اسکی عبادت نہین ہوسکتی ہی پھر علاوہ پیدا نہ کرنے کے رزق وحیات ونیکی واولاد وغیرہ جتنی نعمتین اُنکو رزق دیجاتی ہین اُنمین سے بھی وہ اُنکے حق مین کچھ بھی مالک نہین ہین اور مالک نہونے کے ساتھ اُنکو کچھ استطاعت وقدرت ہی نہین ہی۔ خلاصہ تحقیق یہ ہی کہ دنیا مین ہر چیز جو عدم سے وجود مین آتی ہی حتےٰ کہ آدمی کے افعال جنکو وہ سمجھتا ہی کہ مین نے کیا حالانکہ مرض کا پیدا ہونا اور اچھا ہونا اور اسکو بھوک معلوم ہوتا اور مانند اسکے ہزارون فعل ہین کہ انمین اُسکو خود اقرار ہی کہ میری استطاعت سے نہین ہوتے ہین مگر اُنکے سوائے بہت سے کام ہین کہ اُنمین نادانی وحقیقت حال سے واقف نہونے کے سبب سے دعوے کرتا ہی کہ مین نے کیا ہی مگر عالم وجاہل مین فرق ہی عالم جانتا ہی کہ یہ کسی مین استطاعت نہین ہی جو چیز پیدا ہوجاتی ہی وہ اللہ تعالےٰ ہی کی قدرت سے پیدا ہوتی ہی اسی معبود عزوجل کے قبضۂ قدرت مین ہر چیز مقہور ومسخر ہی اور اُسی کی قدرت سے ہر چیز پیدا ہوتی ہی اور ہر [illegible] کے افعال وحرکات پیدا ہوتے ہین اور آدمی کے خیالات مین جو چیز آوے وہ حادث کے اندر ایک چیز حادث ہوئی اور [illegible] تعالےٰ جل شانہ قدیم ہی اُسکی شان وقدرت وعلم وحکمت بے مثل وبے مانند قدیم ہی پس ممکن نہین ہی کہ آدمی کی عقل وخیال مین [illegible] ایسی چیز پیدا ہو جس سے اللہ تعالےٰ کی مشابہت ممکن ہو اسی واسطے مشرکون کو اُنکے خیالات دوڑانے سے منع فرمایا بقولہ فَلَا تَضْرِبُوا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ سو تم مت بیان کرو اللہ تعالےٰ کے لیے مثلین۔ قتادہ رحمہ اللہ کی تفسیر کی توضیح یہ ہی کہ [illegible] جل اسمہ لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔ ہی اور جو چیز اُسکی تشبیہ مین لاؤ وہ تمھارے مثل بھی نہین بلکہ ایک صورت [illegible] خیال مین پیدا ہوئی ہو وہ بھلا اللہ تعالےٰ کے مثل کہان سے ہوسکتی ہی تو اللہ تعالےٰ کے لیے دوسرون سے مشابہت [illegible] وَاللّٰهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى یہ کلام نہایت لطیف ہی اور جسقدر غور سے دیکھا جاوے آب زر سے لکھنے کے قابل ہی [illegible] مشرکین جو کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالےٰ ایسا بزرگ ہی کہ ہم مین سے کوئی اُسکی عبادت نہین کرسکتا تو بذریعہ [illegible] کے اُسکے یہان تقرب ڈھونڈھنا چاہیے" یہ کلام بظاہر اللہ تعالےٰ کی تعظیم معلوم ہوتی ہی ولیکن غور سے دیکھو [illegible] اللہ تعالےٰ کی تشبیہ اپنے خیال مین نکالی کہ وہ ایسا ہی تو اسکا حکم یون ہوا۔ اور اگر کہتے کہ اللہ تعالےٰ

Marfat.com

ہمکو اسطرح آگاہ فرمایا لہذا ہم ایسا ہی کرتے ہین اور ہم اُسکی شان مین کوئی بات نہین تراشتے ہین [illegible]
یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی اللہ تعالے جانتا ہی کہ جو شان عظیم اسکے لائق ہی اور تم نہین [illegible]
ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یعنی میرے ساتھ دوسرا آلہ مت بناؤ کیونکہ میرے سوا [illegible]
جو مذکور ہوئے شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ لا تضربوا للہ الامثال یعنی تم اسکے واسطے مانند و نظیر [illegible]
الآیہ یعنی اللہ تعالے شاہد ہی کہ انہ لا الہ الا ہو اور تم نادانی سے اُسکے ساتھ شرک کرتے ہو۔ دیگر مفسرین نے یہان [illegible]
آنکہ ان اللہ یعلم یعنے اللہ تعالے جانتا ہی کہ تمپر عبادت اُسی کی ہی وانتم لا تعلمون جو کہ بتون وغیرہ کی عبادت [illegible]
دوم آنکہ اللہ تعالے ہر چیز کی حقیقت جانتا ہی اور تم اُسکو نہین جانتے ہو تو اُسکی وحی کے سامنے اپنی راے کو چھوڑو [illegible]
جانتا ہی کہ مثل کیونکر بیان ہوتی ہی اور تم اُسکو نہین جانتے ہو اور تمھارا فعل فقط خیالات باطلہ ہین اقول آگے اللہ تعالے نے خود مثل
بیان فرمائی ہی تو اس قول سے توفیق ہو گئی کہ ممانعت اُنکو ضرب المثل کرنے سے ہی اور جواز خود ضرب المثل کا فرمایا ہی اور حق یہ ہی کہ ممانعت
تو اللہ تعالے کی ذات وصفات کو خیال ومثال سے تشبیہ دیکر مانند بادشاہون کے قرار دیکر اسپر اپنی راے سے حکم نکالنے کی ہی اور اللہ تعالے
نے اُسکی مثال نہین فرمائی ہی فافہم اور شیخ ابن کثیر کے کلام مین فلا تضربوا بمعنے فلا تجعلوا ہی کیونکہ ضرب المثل ظاہر الکلام ہوتا ہی اور شیخ رح نے
کہا کہ اللہ تعالے کے واسطے مثل و مانند و نظیر مت بناؤ ولیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر اسکے موافق ہی پس یہ کہا جاویگا
کہ یہان ضرب المثل کے محاورہ پر فلا تضربوا للہ الامثال نہین ہی بلکہ لغوی معنے پر ہی یا کہا جاوے کہ ضرب المثل کسی تشبیہ پر ہوتا ہی تو
اللہ تعالے کے مانند دوسری چیز کو تصور کرکے ضرب المثل ہوگی پس اس تشبیہ سے منع کر دیا کہ اُسکے مانند کوئی چیز مت بناؤ فافہم
ف فی العرائس قولہ تعالے فلا تضربوا للہ الامثال۔ اسمین قدم کی پاکی حدوث سے بیان فرمائی کہ کوئی چیز جو حادث ہی اسکو کسی طرح
ذات پاک قدیم سے مشابہت نہین ہی پس ضرب المثل ممکن نہین ہی اور اسمین اہل ایمان کو جو اللہ تعالے سے سخت محبت رکھتے ہین بقولہ
تعالے والذین آمنوا اشد حبا للہ۔ اشارت ہی کہ مقام محبت وعشق مین شواہد التباس سے قدیم کو منزہ و پاک رکھین اور حوادث سے
تشبیہ والتباس نہونے دین اور یہ اُس صورت مین ہی کہ مخلوقات کے دیکھنے مین اور افعال جہان کے تصورات[1] مین حق عزوجل کا
ظہور ہی تو حق عزوجل کو مقام التباس مین حوادث ومخلوقات سے منزہ رکھین اور مرتبہ فہم الفہم کے ساتھ صفت قدسی کو فعل سے پاک
رکھین اور اُسکی حقیقت ذات کو اوہام واشارات وعبادات وضرب المثال سے پاک ومنزہ رکھین وہ تو قائم بذات خود ہی اور مخلوقات کے
ادراک سے ممتنع ہی پس جو مثال بیان کیجاوے جب اُسکو نظر حقیقت سے دیکھو تو اُسکی ذات وصفات سے خارج ہو گئی [illegible]
ہی کہ خالص عقل کے واسطے یہ صریح دلیل ہی کہ آدمی مخلوق ہی اور اُسکے اندر عقل مخلوق ہی اور خیال وحواس یا عقل [illegible]
مثال وغیرہ تصور کیجاوے وہ مخلوق کے اندر اسوقت مین مخلوق پیدا ہوئی کیونکہ تصور سے پہلے اس تشبیہ ومثال [illegible]
اللہ تعالے جو قدیم ہی وہ عقل حادث سے جدا ہی تو پھر عقل حادث کے اندر حادث سے بالکل [illegible]
اس درجہ سے یعنے حادث کا حادث ہونے سے تجاوز نہین کرسکتا تو کبھی آدمی اُسکو ادراک نہین [illegible]
ہو الہادی الے سواء السبیل۔ قولہ ان اللہ یعلم وانتم لا تعلمون۔ اللہ تعالے ہی علیم اسرار ہی اور لوگ [illegible]
ذات وصفات ہین اسی واسطے اکابر مشائخ کا قول ہی کہ جو کچھ تیرے ادراک مین آوے اللہ تعالے [illegible]

[1] ایک طور سے دوسرے طور پر بدلتا ہی ۱۲م

[illegible] مثال ہو سکتی ہو یا عالم ربوبیت مین سیر کی مثال ہو سکتی ہی اور غرض اس سے آسانی کے ساتھ
[illegible] ہو اکرتا ہی تاکہ اس راہ سے ایسے مقام پر واصل ہو کہ جہان ظہور کے واسطے کوئی مثال نہین ہو سکتی ہی حالانکہ اللہ تعالے اس سے
[illegible] یہان لطائف اشارات مین سے عارفون کے واسطے یہ ہی کہ ظہور حالات و واردات جب منقطع ہو کے اور وی اشتیاق
[illegible] مضطرب ہو گئے تو انکو نہین چاہیے کہ اپنے نفس سے خیالات و امثال بناوین کیونکہ یہ سب حادث ہونگے اور خوف کرین کہ محض
[illegible] اور راہ غلط کر جاوین اور امثال کو مثل حق جانین گویا فہمایش ہی کہ امثال مت بناؤ کیونکہ تم امثال نہین پاؤگے
[illegible] اس بات پر قادر نہین ہو ولیکن ہم امثال بناتے ہین جو ادراک ہوتا ہی اُسکی حقیقی مثل پر ہم قادر ہین اور تم نہین قادر ہو چنانچہ
اللہ تعالے نے فرمایا مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجہ الآیہ اور فرمایا یضرب اللہ الامثال للناس الآیہ اور فرمایا ولہ
المثل الاعلے فی السموات والارض الآیہ پس گویا حکم دیا کہ اللہ تعالے کی امثال واسطے تشبیہ کے مت بیان کرو ولیکن اُسکی طرف رہنمائی
اور طلب کے واسطے مثل اعلے اُسی کے لیے ہی اور واضح ہو کہ امثال تو تصویر معنوی اُسکی ہی جو غائب ہو حالانکہ حق عزوجل کمال ظہور سے
مثال کو حقیقت مین متصور و ممکن نہین ہی ولیکن اہل غیب کے لیے رہنمائی کے لیے البتہ روا ہی جیسا کہ بیان ہوا۔ شیخ ابن عطاء نے کہا کہ
ضرب المثل اُسکی ذات و ماہیت کے واسطے روا نہین ہی کیونکہ ذات کا عقل مین لانا کسی حال مین ممکن نہین ہی۔ واسطی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا
کہ تمام اشیاء سب کا مجموعہ اس سے بھی کم ہی جیسے ایک ذرہ آسمان و زمین کے درمیان جوف مین ہوا کے اندر اُڑتا ہی تو ذات حق عزوجل
اسمین کیونکر ظہور کرے اسی واسطے ضرب المثل سے منع فرمایا کیونکہ اُسکے مثل کوئی چیز نہین ہی لقولہ تعالے لیس کمثلہ شیئی۔ تو ذات و کیفیت کا
ادراک محال ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ معنے قولہ کیونکر ظہور کرے یہ ہین کہ ادراک اُسکی ذات کا محال ہی ورنہ تمام اشیاء مظاہر حق سبحانہ تعالی ہین
ولیکن ذات حق عزوجل پاک منزہ ہی پھر شیخ واسطی رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ اور صفات حق عزوجل کہ جنکا ظہور خلق کے واسطے اُنکی بقاء
عزت کے لیے لباس کے طور پر ہی تو وہ ادراک سے منزہ و پاک ہین مگر ظہور ظاہر ہی پس اُسکی ذات و صفات کسی کے واسطے مثل نہین
ہو سکتی ہی کیونکہ او تعالے جلشانہ الاحد الصمد ہی اور اُسکی ماہیت ذات و کیفیت صفات پر وقوف محال ہی اور شیخ نے کہا کہ مثالین
جو قرآن پاک مین بیان فرمائی ہین وہ سرائر کے جذب کے لیے اور تاکہ اسی مین فناء ہو کر بقاء حق سے باقی ہون۔ پھر
حق سبحانہ تعالے نے دو غلام ایک بخیل اور دوسرا سخی کی مثال بیان فرمائی بقولہ تعالی عزوجل

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا

اللہ نے بتائی ایک کہاوت ایک بندہ بُرا مال نہین مقدور رکھتا کسی چیز پر اور ایک جسکو ہمنے روزی دی اپنی طرف سے خاصی روزی

حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ۭ هَلْ يَسْتَوٗنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ

سو وہ خرچ کرتا ہی اُسمین سے چھپے اور کھلے کہین برابر ہوتے ہین سب تعریف اللہ کو ہی پر وہ

اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

بہت لوگ نہین جانتے

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا بیان کی اللہ تعالے نے ایک مثال یعنے ایسی چیز جس سے تمکو امتیاز حاصل ہو کہ قدرت والے مین اور جو
[illegible] فرق عظیم ہی اور مثل مین کوئی عجیب بات ہونی چاہیے تو بعض نے کہا کہ یہان مثل سے مراد ایک بات ہی اور

Marfat.com

بعض نے کہا کہ نہین بلکہ اس مثال مین اتنا بڑا فرق موجود ہی جسکی جانب اکثرون کی نظر غور نہین کرتی [illegible]
اور مثل درحقیقت وہی ایک حالت ہی جو غلام کو عارض ہی یعنی مملوک ہونا اور کسی تصرف پر اُسکو قدرت نہونا [illegible]
ایک بندہ ہی مَمْلُوْكًا دوسرے کے ملک مین۔ یعنی عبد سے مراد یہان اللہ تعالے کا بندہ نہین ہی کیونکہ غلام [illegible]
بندے ہوتے ہین پس یہان مراد وہ غلام جو لوگون مین معروف ہی۔ لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وہ غلام ایسا [illegible]
قدرت نہین ہی یعنے کوئی تصرف نہین کرسکتا ہی یعنے ایسا غلام خیال کرو جو ہر طرح مجبور و تصرف سے ممنوع ہی کیونکہ [illegible] غلام [illegible]
کہ آقا اُنکو تصرفات کی اجازت دیتا ہی جیسے غلام ماذون جسکو تجارت کی اجازت ہی تو وہ خرید فروخت کرسکتا ہی اور جیسے مکاتب کہ آقا
اُسکو نوشتہ دیدیا کہ اسقدر روپیہ کما کر دیدے تو آزاد ہی پس اُنکو کچھ تصرف کی اجازت ہوتی ہی۔ مسئلہ اسی مقام سے فقہا نے
استدلال کیا کہ غلام کے ملک مین کچھ نہین ہوتا۔ خلاصہ یہ کہ ایک ایسا غلام ہی جسکو کچھ قدرت نہین ہی۔ وَّمَنْ اور ایک ایسا شخص ہی کہ
رَّزَقْنٰهُ ہم نے اُسکو رزق دیا ہی۔ مِنَّا اپنی طرف سے یعنے فقط اپنے فضل سے کچھ اُسکا ذاتی استحقاق نہین ہی یعنی ایک آزاد شخص ہی
کہ ہم نے اپنی حکمت و فضل سے جسکو ہم خود جانتے ہین اپنی طرف سے رزق دیا ہی۔ رِزْقًا حَسَنًا رزق حسن۔ مراد یہ کہ ایسے طور پر
وہ رزق ہی کہ لوگون کی نظرون مین اچھا معلوم ہوتا ہی اس لیے کہ وہ رزق کثرت کے ساتھ اور ایسی چیزین ملی ہوئی ہین کہ دیکھنے والون کی
نگاہین پسند کرتی ہین۔ اور مترجم کہتا ہی کہ رزق حسن یہان حلال پاکیزہ وسعت کے ساتھ ہی۔ فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سو یہ شخص خرچ
کرتا ہی اُس رزق حسن مین سے خیرات کی راہون مین اور طرح طرح کی نیکیون مین۔ سِرًّا وَّجَهْرًا پوشیدہ و ظاہر کرکے۔ واضح ہو کہ
رزق حسن مین خالی لوگون کی نگاہ کی خوبصورتی کافی نہین ہی بلکہ وہ حلال ہو کیونکہ اللہ تعالے صدقہ کو حرام سے قبول نہین فرماتا۔ و حدیث
مین ہی نعم المال الصالح للرجل الصالح۔ مرد نیک کے لیے مال نیک بہت اچھا ہوتا ہی۔ اور حدیث مین ہی ولا یقبل اللہ الا الطیب۔
اور اللہ تعالے قبول نہین فرماتا مگر وہی صدقہ جو پاک ہو۔ اور قولہ منہ۔ یعنے خرچ کرتا ہی اسمین سے۔ تو یہ دلیل ہی کہ مال حلال کو اسطور سے
خرچ کرنا چاہیے کہ سب دوسرے کو نہ دیدے کہ خود فقیر پریشان ہوجاوے اسی واسطے فہو ینفقہ نہین فرمایا بلکہ ینفق منہ فرمایا۔ اور خرچ
اپنے نفس پر اور اپنے عیال وغیرہ پر ظاہر ہی اور کسی محتاج کو دیدے جو قرابت و عیال مین سے نہو تو پوشیدہ اچھا ہی۔ بالجملہ یہ مرد آزاد ہی
جسکو اللہ تعالے نے اپنی مشیت و حکمت کے موافق رزق حسن دیا اور وہ اسکو ظاہر و پوشیدہ اللہ تعالے کی راہ مین خرچ کرتا ہی پس
پہلا غلام بے مقدور اور دوسرا آزاد مقدور والا صالح دو قسم کے شخص ہین۔ هَلْ يَسْتَوٗنَ کیا یہ دونون یکسان ہین۔ یعنے نہین۔ حاصل
معنی یہ کہ جیسے تمھارے نزدیک ایک غلام جسکو اپنے امور مین کچھ قدرت نہین ہی اور دوسرا آزاد مالدار ہر طرح کی قدرت و فراخی عیش والا
خوب خیرات کرنے والا دونون یکسان نہین ہین اسی طرح تمھارے معبود جمادات ہون یا جاندار ہون جنکو خود کچھ نفع و ضرر کی قدرت نہین ہی
اللہ تعالے کے شریک کیونکر ہوسکتے ہین۔ عطاء رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ مثال مین ابوجہل و حضرت ابوبکر الصدیق ہین کہ دونون مساوی
نہین ہین۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے ذکر کیا کہ عوفی رحمہ اللہ تعالے نے ابن عباس سے روایت کی کہ یہ مثال اللہ تعالے نے
کافر و مومن کی بیان فرمائی ہی اور یہی قتادہ رحمہ اللہ تعالے کا قول ہی اور اسی کو شیخ ابن جریر رحمہ اللہ تعالے نے اختیار کیا ہی پس غلام
مملوک جو کسی چیز پر قادر نہین ہی وہ کافر ہی اور جسکو رزق حسن دیا گیا کہ ظاہر و پوشیدہ خرچ کرتا ہی وہ [illegible] مجاہد رحمہ اللہ تعالے
سے مروی ہی کہ یہ مثال بتون کی اور حق تعالے عزوجل کی ہی یعنے یہ اور وہ دونون برابر نہین ہین دونون [illegible] الحمد للہ

[illegible] کچھ پیدا کیا وہ سب کا خالق ہی اور جملہ مخلوقات اُسکی مملوک غلام ہین - بَلْ اَكْثَرُهُمْ
لَا يَعْلَمُوْنَ بلکہ بہتیرے اُنمین کے جانتے نہین ہین یعنے اللہ تعالے کو پہچانتے ہی نہین ہین - علماء نے کہا کہ اکثر سے سب مراد ہین
یعنی مشرکین سب جاہل ہین اور اگر تمام مخلوقات کو خطاب لیا جاوے تو اکثر سے مراد سب کافر ہین جو مومنون سے زیادہ ہوتے ہین
اشارہ ہی کہ علم کے ساتھ جو خوبی ثابت ہو وہ اللہ تعالے کے واسطے ثابت ہی اور شرک وکفر وغیرہ کے ساتھ لاعلمی وجہالت ہوتی ہی ف
فی العرائس قولہ تعالے ضرب اللہ مثلا عبدا مملوکا الآیہ - واضح ہو کہ غلام ظاہر مین آزاد کے ملک مین ہوتا ہی اور آزاد جو اس طریقہ مین آزاد
کہلاتا ہی وہ طریقت کی راہ سے کبھی خود غلام مملوک ہوتا ہی کیونکہ جو شخص کہ اپنے نفس کے پنجہ مین اسیر ہو اور اُسکی زبردستی کے نیچے دب کر
عاجز ہو اور اسکو یہ قدرت نہین کہ اپنے کو اس نفس کے خواہشون سے آزاد کرکے اپنے کمالات پر ترقی کرے بلکہ اُسی کے پنجہ مین اسطرح
مرنا قبول کرتا ہی کہ اُسکے لیے کوئی اثر باقی نہین ہی اور ایسے شخص کو یہ بھی قدرت نہین کہ اپنے قلب کے خزائن کا مالک ہو اور ذکر وفکر و
عجائبات سے حظ وافر پاوے کیونکہ اُسکے خزانہ کو نفس وشیطان نے اپنے قبضہ مین کرلیا ہی - اور دوسرا بندہ وہ ہی جسکو اللہ تعالے نے
توفیق دی کہ اُسکی معرفت وحکمت کے ارزاق حسنہ ومشاہدات ومکاشفات کے مطاعم لذیذہ سے سرفراز ہی اور وہ اپنے نفس ومال کو
اللہ تعالے کی راہ مین خیرات وقربان کرتا ہی اور لطافت حکمت کو طالبون پر تقسیم کرتا ہی اور اُسکے عروج سے کوئی شخص واقف نہین مگر جو اس
درجہ پر ہو - ان دونون مین بڑا فرق عظیم ہی مگر جاہلون کے نزدیک دونون برابر ہین نہین بلکہ جو شخص اُنکی رفتار کے ساتھ موافق ہو اور جاہلون
کی خواہش پر فتوے دے اور اُنکے ساتھ شریک ہو اُسی کو قبول کرتے ہین وقد قال تعالے الحمد للہ بل اکثرہم لا یعلمون - جاہل لوگ بوجہ
گرفتاری نفس کے عارف کو جاہل سے تمیز نہین کرسکتے ہین اور سچے کو ریاکار سے امتیاز نہین دیتے ہین اور سب تعریف اللہ تعالی ہی
کے لیے ہی اُس نے اپنے بندون کو معرفت دی اور اپنے ہی حفظ مین رکھا کیونکہ جہال اگر اُنکو پہچانتے تو اپنی طرف مشغول کرنے مین کمی
نہ کرتے ولیکن وی لوگ اہل الحق ہین کہ مع الحق عزوجل باقی ہین کوئی مشغول کرنے والا اُنکی طرف راہ نہین پاتا ہی وحدیث شریف مین آیا ہی
کہ لوگون پر ایک زمانہ آویگا کہ اُسوقت منکر معروف ہوگا اور معروف منکر ہوگا یعنے شرع شریف مین جو باتین ممنوع ہین خواہ صریح کھلی
ہوئی ممنوعات یا باریک نظر سے بے آدبیان وغیرہ وہ اسقدر ہر ایک شخص پر حاوی ہونگی کہ سب اُسی کو راہ طریقت سمجھینگے اور جو معروف
شرعی تھے یعنے نیک کام ظاہر وباطن کے وی اُنکے نزدیک ممنوعات مین شمار ہونگے حتے کہ جو کوئی ایسے معروفات پر قائم ہی یا لوگون کو
بتلاوے اُسکو بے ایمان کہینگے - مترجم کہتا ہی کہ اللہ تعالے سے مین اپنے لیے ومومنون کے لیے ہدایت وتوفیق مانگتا ہون وہ
قبول کرنے والا ارحم الراحمین ہی اس زمانہ مین یہی حال ہی - شیخ نے کہا کہ مثال سے عبرت ونصیحت حاصل کرنا چاہیے کہ آدمی اپنے کو جناب
باری تعالے کا بندہ بناوے اور خوشی سے اُسکے احکام بجالاوے اور اپنے اعمال واموال مین سے کسی چیز پر نظر نہ کرے کیونکہ وہ
[illegible] حقیقت مفلس وعاجز ہی پس جس نے اپنے علم وحال واعمال مین سے کسی چیز پر نظر ڈالی وہ بندگی سے خارج ہی اور رب تبارک وتعالی
کے ساتھ جھگڑا کرنے والا ہی اور بندگی یہ ہی کہ سب چیزون کو اللہ تعالے کی طرف سے دیکھے اور سواے رب عزوجل کے سب سے خارج ہوجاوے
اور سب چیزون کو اُسی سے دیکھے اور اپنی جان کو اُسی کے واسطے جانے

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ

[illegible] اللہ نے ایک مثال دو مرد ہین ایک گونگا کچھ کام نہین کرسکتا

وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ

اور وہ بوجھ ہی اپنے صاحب پر جسطرف اُسکو بھیجے کچھ بھلا نہ کر لاوے

يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

حکم کرتا ہی انصاف پر اور ہی سیدھی راہ پر

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا اور اللہ تعالے نے بیان فرمائی - یہ دوسری مثال ہی جو اول سے زیادہ واضح ہی [illegible]
معانی مین اُسکو سمجھتا ہی بلکہ موجود دیکھتا ہی وہ یہ ہی کہ رَّجُلَيْنِ دو مرد ہین - اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ دونون مین سے [illegible]
علماء سے مختلف معنی مروی ہین جسکی زبان سے بات نہ نکلتے یا زبان کٹا ہوا یا جو پیدایشی گونگا ہو اور وہ بہرا ضرور [illegible]
نے کہا کہ اندھا بھی ہو - لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ اُسکو کسی چیز پر قدرت نہین ہی یعنے کسی کام کا نہین ہی اور اسی قدر پر اکتفا
نہین بلکہ - وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ وہ بھارو ہی اپنے مولے پر یعنے اپنی ذات کی پرداخت ضروری بھی نہین کر سکتا بلکہ
مولے اُسکی پرداخت کرنے سے اُسکو اپنے اوپر گران و بار خاطر رکھتا ہی - اور کسی کام کا نہوتا تو خیر بلکہ یہ حال ہی - اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ
بِخَيْرٍ اُسکو جدھر متوجہ کرے کبھی بھلائی نہ لاوے یعنے جدھر جاتا ہی کوئی بھلائی نہین لاتا بلکہ بُرائی عرب اپنے محاورہ مین بولتے
ہین کہ لا یاتینی منک خیر - تجھ سے مجھے کبھی بھلائی نہ حاصل ہوگی یعنے ہمیشہ تیری حرکتون سے بُرائی اور تکلیف پہونچتی ہی - اب
خود بتلاؤ کہ - هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ بھلا یکسان ہی یہ شخص گونگا بہرا نکما بھارو منحوس - وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ اور دوسرا
ایسا شخص کہ جو لوگون کو انصاف کا حکم دیتا ہی یعنے خود متصف باعتدال و خوبی ہی کیونکہ جسمین خود عدل ہوا اُسمین پوری حکمت و خوبی موجود ہی
بلکہ اسقدر کمال ہی کہ لوگون کو بھی اعتدال پر رہنے کا حکم دیتا ہی اُسکی باتین سب اچھی ہین کام سب ٹھیک ہین وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ
اور وہ ٹھیک راہ پر قائم ہی - واضح ہو کہ اسکی مثالین اہل عرب کے روبرو موجود تھین اور مقصود یہ تھا کہ پتھر کے بتون گونگے بہرے
نکمے واہیات چیزون کو کس جہالت سے تم مانتے ہو اور محمد رسول اللہ تمکو وحی الٰہی سے حق عزوجل کی بندگی کو فرماتا ہی اُس سے انکار کرتے ہو
اب مثالین یہ ہین کہ جو لوگ اہل عقل و فہم تھے اُنکے واسطے ابکم تو ابوجہل و امیہ بن خلف تھے کہ راہ راست کی کوئی بات نہ کر سکتے اور
نہ اُنسے کوئی بھلائی ممکن تھی اور صاحب عدل محمد صلے اللہ علیہ وسلم تھے - ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ عوفی نے ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ یہ بھی کافر و مومن کی مثال ہی - مترجم کہتا ہی کہ ابکم کافر ہی اور مثال مین یہ ضرور نہین ہوتا کہ ہر جزو
اُسکا مطابق کیا جاوے حتے کہ کہا جاوے کہ کافر اپنے رب عزوجل پر بھارو ہی حالانکہ اللہ تعالے پاک ہی اُسپر کوئی چیز گران نہین ہو سکتی
بلکہ مقصود یہ کہ اللہ تعالے کے نزدیک کافر بیقدر و خوار ہی اور واضح ہو کہ جب کافر راہ ہدایت پر نہین ہی یعنے اصل جڑ اُسکی فقط دنیا
و اُسکی شہوات ہین تو جسقدر اُسکے کام و کلام ہونگے سب اسی بنیاد پر خوار و خراب بدانجام ہونگے اور یہ بھی غور سے [illegible]
مین جڑ دیکھنا اور انجام دیکھنا چاہیے اور باقی درمیانی کامون کی بھلائی بُرائی نہین دیکھتے ہین چنانچہ اگر چور [illegible]
قتل کر کے لوٹنے چلا تو رہزنی و انجام دونون خراب ہین اور اگر کوئی یہ دیکھے کہ اس نے بہت عمدہ نشانہ مار کر قتل کیا یا عمدہ گھات
سے چھاپہ مارا تو یہ حماقت کی تعریف ہی - اسی طرح مومن کے کام اصل و انجام کی راہ سے بہتر [illegible]
خطاء و گناہ سرزد ہو جاوے اور شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ سدی و قتادہ و عطا [illegible]

[illegible] تھا اور صاحب عدل خود حضرت عثمان ہین اور اسی کو شیخ ابن جریر رحمہ اللہ تعالیٰ نے
[illegible] اسناد کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا آپ اُسکی
[illegible] اسکو کھانے کو دیتے اور ہر طرح خبرگیری کرتے تھے مگر وہ ہمیشہ آپ کو صدقہ اور نیک کام سے منع کرتا اور اسلام سے
[illegible] مترجم کہتا ہو کہ بعض نے اُسکا نام اسید بن ابی العیص لکھا ہی شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ مجاہد رح نے اصلی مقصود اسکا یہی فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ جلشانہ کے مقابلہ مین کسی بت وغیرہ کو نسبت نہین ہی بقولہ تعالیٰ

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ

[illegible] آسمان و زمین کے اور قیامت کا کام ایسا ہی جیسے لپک نگاہ کی یا اُس سے قریب

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

اور اللہ ہر چیز پر قادر ہی

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور مخصوص اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہی غیب آسمانون و زمین کا غیب سے
مراد معنے مصدری نہین ہین یعنے چھپنا و پوشیدہ ہونا بلکہ مراد وہ چیز جو غائب ہو۔ اگر کہا جاوے کہ غائب تو اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز
نہین ہی تو جواب یہ کہ بندون سے اور مخلوق سے جو پوشیدہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کے علم مین ہی۔ یہان سے معلوم ہوا کہ بعضے آدمی جو گمان
کرتے ہین کہ فلان ولی غیب جانتا ہی تو یہ نادانی ہی اور تحقیق بات یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے آدمیون کو مختلف علم دیا ہی بعض گنوار تو ایسے جاہل
ہوتے ہین کہ اُنکو بہت سی ایسی چیزون کا علم نہین ہوتا جو سامنے محسوس موجود ہین اور بعض کو اُس سے زیادہ ہوتا ہی اور بعضے حواس کی قوت
سے عجیب کلین ایجاد کرتے ہین اور طرح طرح کے آلہ بناتے ہین مگر ایسی ہی چیزین جنکا تعلق حواس سے ہی اور بعضے عقلاء ہوتے ہین کہ ان فانی
چیزون سے تجاوز کرکے علوم و اسرار جانتے ہین۔ غرضکہ فوق کل ذی علم علیم۔ ہر علم والے پر اس سے بڑھا ہوا عالم موجود گیا گیا ہی تو ادنی
درجہ والا گنوار اپنے اوپر والے کو غیب دان کہہ سکتا ہی کیونکہ جو چیز وہ نہ جانتا تھا وہ اوپر والے کو معلوم ہی اسی طرح دوسرے درجہ
والے سے اونچا وہ جانتا ہی جو دوم درجہ والا نہ جانتا تھا ولیکن ہر ایک درجہ والا اپنے علم مین وہی جانتا ہی جو اُسکو معلوم ہو چکی ہی غیب
نہین جانتا حتے کہ رسول کو خصوص ہمارے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو آسمانون و جنت و دوزخ وغیرہ سب کا علم تھا
حالانکہ ہم لوگون کی نظر سے یہ چیزین غائب ہین چنانچہ یومنون بالغیب کی تفسیر مین یہ بات داخل ہی کہ ایمان لاوے کہ جنت برحق ہی اور
دوزخ برحق ہی حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ نہین تھا کیونکہ آپ تو دیکھ چکے تھے اب صاف معلوم ہو گیا کہ غیب وہی رہتا ہی جسکا
علم اللہ تعالیٰ نے نہ دیا ہو جب کسی آدمی کو ایک چیز کا علم دیدیا تو اُسکے نزدیک وہ غیب نہ رہا مگر دوسرے کم درجہ والے کے نزدیک
[illegible] مگر اسپر فرض ہی کہ یہ یقین رکھے کہ اس بزرگ کو اللہ تعالیٰ نے اُسکا علم دیدیا ہی جو میری نظر سے غائب ہی پس صاف معلوم ہو گیا
[illegible] نہین جانتا سواے اللہ تعالیٰ کے۔ اب سمجھ مین آگیا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی بندہ بزرگ کی نظر سے اُسکے پاس کی چیز
[illegible] اُسکو کبھی نہ معلوم ہوگا جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام کو یہ معلوم نہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام چاہ کنعان مین پڑے
[illegible] اُسکو دور کی چیز حتے کہ ساتوین آسمان کی چیز سے مطلع کردے تو جان جائیگا چنانچہ مصر سے حضرت یوسف علیہ السلام
[illegible] حضرت یعقوب علیہ السلام کو کنعان مین پہونچی اسی طرح کبھی یہ علم نہین دیا جاتا کہ کل کے روز کیا واقعات ہونگے چنانچہ

Marfat.com

صریح منصوص ہی قولہ تعالے ولا تدری نفس ماذا تکسب غدا۔ اور کوئی جان یہ نہین جانتی کہ وہ کل [illegible]
مین بھی یہ مضمون صریح منصوص ہی۔ اور کبھی قیامت تک کی علامات سے اللہ تعالے اپنے پیغمبر کو آگاہ [illegible]
سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم مین بکثرت علامات زمانۂ قرب قیامت کے صحیح روایات سے مروی ہوئے [illegible]
سامنے ہوتا جاتا ہی از انجملہ یہ ہی کہ ابتدا مین اسلام کو زور و غلبہ و شوکت کمال حاصل تھی اور نہایت بڑی [illegible]
کو بالکل وحشی جانورون کی طرح پاتے تھے کچھ اسکا گمان بھی نہ تھا ولیکن حدیث صحیح مین یہ روایت موجود تھی کہ قریب زمانہ قیامت [illegible]
زمین پر نصرانی سب سے زیادہ ہونگے اور سب پر غالب ہونگے۔ دیکھو اس زمانہ مین یہ بالکل ظاہر ہو گیا ہی [illegible]
بہت بڑی کتاب ہو جاوے۔ خلاصہ یہ ہی کہ ہر ایک شخص وہی جانتا ہی جسقدر اُسکو اللہ تعالے نے آگاہ کر دیا اور اللہ تعالے کا علم [illegible]
اور آدمی مین بے انتہاء علم کا ظرف موجود نہین ہی تو سواے اتنے علم کے جسپر اطلاع دیدی باقی سب اُسکی نظر سے غائب ہی [illegible]
اللہ تعالے ہی کو معلوم ہی اور حضرت موسے و خضر علے نبینا و علیہما السلام کی حدیث مین صاف مذکور ہی کہ ایک چڑیا نے سمندر سے
پانی پیا تو خضر نے موسے علیہ السلام سے کہا کہ ای موسے میرا و تیرا و تمام مخلوقات کا علم بمقابلہ علم الٰہی کے اسقدر بھی نہین جسقدر سمندر
سے اس چڑیا کی چونچ مین پانی لگ گیا ہی۔ اللہ تعالے کی شان نہایت بزرگ ہی کوئی قیاس نہین کر سکتا۔ اب ایمان مستقیم رکھو
اور خوب سمجھ لو کہ غیب فقط اللہ تعالے ہی کے واسطے ہی اُسی کی عبادت و بندگی صحیح ہی اور سواے اُسکے جو کچھ کوئی جاہل شرک کرے
سب اُسکی جہالت ہی اللہ تعالے وحدہ لا شریک ہی بیمثل و بیمثال و بے مانند و بلا شبہہ و بیقیاس و گمان و وہم ہی لم یزل و لا یزال اُسی کی شان ہی
کافرون و مشرکون کا شرک انھین کی جان کا وبال ہی۔ چونکہ ہمیشہ سے کافر و مشرک لوگ اپنی جہالت سے دعوے کرتے ہین کہ ہماری
زندگی موت یہی ہی جو نظر آتی ہی تو کسی کو روا نہین ہی کہ اللہ تعالے جلشانہ کے مقابلہ مین ایسے دعوے کرے اور اللہ تعالے
نے تنبیہ کر دی کہ۔ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اور نہین ہی قیامت کا امر مگر جیسے پلک مارنے کی چمک۔ یعنے اللہ جلشانہ
جیسا علیم ہی ویسا ہی قدرت والا حکمت والا سب کمالات والا ہی اُس نے آگاہ فرما دیا کہ قیامت برحق ہی تو اسمین کچھ شک نہین ہی [illegible]
و کافر لوگ شبہہ مین پڑتے ہین کہ مر کر کیسے زندہ ہونگے اور یہ نہایت جہالت ہی جس نے اُنکو عدم سے پیدا کر دیا وہ کرور مرتبہ چاہے [illegible]
و جلا وے پس یہان تنبیہ کر دی کہ پلک مارتے اللہ تعالے قیامت قائم فرما دیگا یعنے تم لوگ مثل مین آپس مین پلک مارنے کا وقت
بہت ہی کم کہتے ہو تو تمھاری سمجھ کے موافق اللہ تعالے نے تنبیہ کر دی کہ اُسکی قدرت مین کسی چیز کے پیدا کر دینے مین کچھ دیر نہین لگتی
اسی واسطے فرمایا۔ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ یا وہ اس سے بھی زیادہ قریب ہی یعنے تمھاری سمجھ مین جو آوے اُسکو غور سے دیکھو [illegible]
کی قدرت اس سے بھی زیادہ ہی۔ بعض مفسرین نے کہا کہ یہ بیان قیامت کی نزدیکی کا ہی یعنے قیامت کا زمانہ [illegible]
اور بات یہ ہی کہ یہ مثال بیان فرمائی اسطرح کہ تمھاری دنیا کی زندگی اگر کرور برس تک ہو تب بھی یہ زمانہ ایک [illegible]
بعد زمانہ بے انتہاء و غیر محدود ہی پھر جس شخص کو کچھ بھی حساب معلوم ہی وہ جانتا ہی کہ محدود چیز کو غیر محدود [illegible]
نہین ہو سکتی ہی اور تصور ہی مین نہین آسکتی ہی تو قیامت کا زمانہ اسکے بعد والے زمانہ کی [illegible]
بالکل صحیح ہی مگر ذرا غور سے دیکھنا و سمجھنا چاہیے۔ اور پہلا مضمون یہ تھا کہ قیامت کو قائم کر دینا [illegible]
کچھ دیر نہوگی پلک مارتے اللہ تعالے قائم فرما دیگا۔ زجاج رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ [illegible]

[illegible] کا بیان ہی کہ وہ بات کہتے ہزارون عالم پیدا فرماوے کن فیکون اُسی کی مثال ہی اِنَّ اللّٰہَ
[illegible] اللہ تعالے ہر چیز پر قادر ہی جو چاہے جب چاہے کرسکتا ہی تو قیامت اُسکی قدرت کے سامنے کچھ حقیقت
[illegible] مشرک لوگ بے انتہا جاہل بیوقوف ہین کہ اس سے انکار کرتے ہین۔ **ف** قال فی العرائس قولہ تعالے
[illegible] السموات والارض وما امر الساعۃ الآیہ۔ اللہ تعالے عزوجل نے اپنے بندون کو اپنی معرفت علمی سے آگاہ فرمایا اسطرح کہ او سبحانہ تعالے
[illegible] ازلی ہی اور قادر بقدرت ازلیہ ہی پس عالم ازلی وہ ہی کہ وجود الوجود سے آگاہ ہوا اور جسکو ہونا کہتے ہین جس جگہ متحقق ہی سب اُسکے
[illegible] وجود کی ماہیت اور جسکا وجود اُسکی قدرت و حکمت سے ہوا سب اُسکے علم مین تھا اور سب اُسکی قدرت مین جیسا تھا ویسا ہی
[illegible] سب کا جڑ سے نابود اور معدوم کردینا کچھ بھی دشوار نہین ہوسکتا کیونکہ سب کا قیام اسی کی قدرت سے ہی وہی حی القیوم
[illegible] جو کچھ اُسکے ساتھ چاہے کرے اگر ایجاد کرنا چاہے تو کاف کونون سے ملنے اور کُن ہونے سے پہلے اُسکو پیدا کردے ہا رواو۔ ہو۔ اسمین
[illegible] ہی وہ بھی اُسی نے پیدا کیا ہی خود کاف و نون کو یا ہ و۔ ہو کو اُسی نے پیدا کیا تو کیا اسکے پیدا کرنے کے لیے کوئی کن پہلے تھا بلکہ یہ
[illegible] قدرت ہی یون ہی جسکو چاہے معدوم کردے اور جب غیب السموات والارض اُسی کے واسطے ہی تو اُسپر مطلع نہین کرتا
[illegible] جسکو چاہے اور اُنھین کو چاہتا ہی جو اُسکے بندے اولیاء ہین رسول و صدیق و شہداء و صالحین مومنین۔ اور اُسکو مردود بندون
کافرون و مشرکون و شیاطین سے پوشیدہ فرمادیا ہی وقد قال تعالے وما کان اللہ لیطلعکم علے الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء
الآیہ وقد قال الا من ارتضے من رسول الآیہ۔ پس جو بندہ کہ غیب پر مطلع ہوا وہ بھی سب سے غیب ہی گویا وہ غیب الغیب پر مطلع ہوا ہی
اور سب سے زیادہ اشرف کون غیب ہوگا سواے خزائن الٰہی کے اور یہ خزائن اُسکے خالص بندون کے دلون مین پیدا ہوتے ہین
اور ان عجائب حکمت و غرائب علوم کی قدر وہی جانتا ہی جو جانتا ہی۔ **شیخ نہرجوری** رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ بندون مین اولیاء کو
مخفی کردیا اور اولیاء مین غیب کو مخفی فرمایا اور اُسکے خالص بندون پر کوئی مطلع نہین ہوتا سواے اُسکے اولیاء کے اور اولیاء پر صادق
بندے مطلع ہوتے ہین اور غیب پر مطلع ہونا عزیز الوجود بات ہی اور اس سے بھی زیادہ نادر الوجود بات یہ ہی کہ اللہ تعالے کے
ولی کو پہچانے قال المترجم ولی کی شناخت کسی طریقہ سے نہین ہوسکتی مگر اللہ تعالے کی ہدایت سے پس جو کوئی اللہ تعالے
کے واسطے ہو اُسی کو اللہ تعالے معرفت عطا فرماتا ہی اور قولہ تعالے الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم الآیہ کی تفسیر مین گزرا کہ جنگے دیکھنے سے
[illegible] یاد آوے۔ اور محبت دنیا دل سے دور ہو پھر جب غیب اپنی ذات پاک کے [illegible] فرمایا تو سب مخلوق کو علم
سے معزول کرکے اپنی طرف بلایا قال تعالے

اللّٰہُ اَخْرَجَکُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّھٰتِکُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَیْئًا وَّجَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ
اللہ نے تمکو نکالا ماں کے پیٹ سے کچھ نہ جانتے تھے اور دیے تمکو کان
الْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَۃَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ○ اَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ
[illegible] اور دل شاید تم احسان مانو کیا نہین دیکھے اُڑتے جانور
[illegible] فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا یُمْسِکُھُنَّ اِلَّا اللّٰہُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ
[illegible] آسمان کی ہوا مین کوئی نہین تھام رہا انکو سواے اللہ کے اسمین پتے ہین

[illegible] اور اللہ یون نہین کہ تمکو خبر دے غیب کی لیکن اللہ چھانٹ لیتا ہی اپنے رسولون مین جسکو چاہے ۱۲

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ
اُن لوگون کو جو یقین لاتے ہین اور اللہ نے بنا دیے تمکو تمہارے گھر
سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ
ڈیرے جو ہلکے لگتے ہین تمکو جسدن سفر مین
وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَا اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى
چوپایون کی کھال سے اور اُنکی اُون سے اور بریون سے اور بالون سے کتنے اسباب اور برتنے کی چیزین
وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا
اور اللہ نے بنا دیے تمکو اپنی بنائی چیزون کی چھانوین اور بنا دین تمکو پہاڑون مین چھپنے کی جگہین
وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ
تمکو کرتے جو بچاؤ مین گرمی کا اور کرتے جو بچاؤ مین لڑائی کا اسیطرح پورا کرتا ہے احسان اپنا
عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ يَعْرِفُوْنَ
تمپر شاید تم حکم مین آؤ پھر اگر پھر جاوین تو تیرا کام یہی ہے کھولکر سنا دینا پہچانتے ہین
نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ ع ۱۱
اللہ کا احسان پھر منکر ہو جاتے ہین اور بہت اُنمین ناشکر ہین

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ اور اللہ تعالے نے تمکو نکالا یعنے اسطرح پیدا کیا بنظر ظاہر اسباب کے کہ تمکو نکالا مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ
تمہاری ماؤن کے پیٹون سے۔ تاکہ تم اُسکے لطف قدرت کو جو طرح طرح کے پیرایہ مین ظاہر ہی غور سے دیکھو اور جو شخص کہ علم رکھتا ہو
اس امر مین جب غور کریگا پیدایش کے طریقہ کو عجیب پاویگا کہ وضع حمل سے پہلے زندہ بچہ پیٹ مین بہت سخت محبوس ہوتا ہی اور پیدایش
کیوقت کیونکر اسکے واسطے اس محنت گاہ دنیا مین آنے کے لیے وسعت و آسانی دیجاتی ہی اور قبل اسکے اُسکا رزق و علوم و اعمال من جانب
شقاوت کے پورے کر دیے جاتے ہین۔ جب پیدا ہوا تو بالکل نادان۔ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا تم اُس حال مین کسی چیز کو نہین جانتے
حالانکہ تمام دنیا پیش نظر ہوتی ہی اور کوئی تدبیر و فکر کسی نفع حاصل کرنے یا ضرر دور کرنے کی بالکل نہین کرتا اور نہ کسی نفع و ضرر کو جانتا
مگر خالق عزوجل اُسکو کمال خوبی سے پرورش فرماتا ہی جیسے نکالتا اس طریقہ سے تھا ویسے ہی پرورش کرنا تمہاری نظرون کے روبرو
ایک طریقہ پر ہوتا ہی وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ اور بنا دیے تمھارے لیے کان اور آنکھین جو
کے لیے ہوتا ہی اس سے یہ لازم نہین کہ پہلے نکالا پھر کان آنکھین بنائین بلکہ یہ دونون باتین اللہ تعالے نے
یہ چیزین بنا دین تھین و لیکن نکالنا پہلے بیان کرکے پھر اُسکے بیان مین نکتہ یہ ہو کہ یہ چیزین بعد پیدائش کے کام آنے والی ہین اور
واحد اور ابصار کو جمع اسواسطے فرمایا کہ سمع دراصل مصدر ہی اُسکے معنے مفرد و جمع سب آتے
یعنی کان ہین اور سمع کو مقدم اس لیے فرمایا کہ آنکھ بند کرکے علوم حاصل کرنے مین کان سے
یعنی مانے کار آمد ہی اور آنکھ کے خوائد بھی بے شمار ہین لیکن علماء نے کان کو آیت کے اشارہ سے

[illegible] فرمایا ہی یعنے کافرون کے مذمت مین پہلے آنکھ سے اندھے ہونا بیان کیا پھر گونگے
[illegible] آنکھ کو مقدم کرتے ہین۔ ولیکن جواب یہ ہوسکتا ہی کہ عام منفعت ندارد ہونے کو پیچھے بیان فرمایا
[illegible] کوئی ضروری مسئلہ نہین ہی البتہ اگر کوئی مثلاً قسم کھا جاوے کہ واللہ تیرے سب سے اچھے حواس کو یہ غذا یا دوا لگی ہی پھر وہ
[illegible] آنکھ کو یا کان کو لگی ہو تو فتوے دینے مین ضرورت پڑیگی کہ قسم سچی ہی یا جھوٹی ہوئی۔ بالجملہ احسان رکھا کہ تمکو کان دیے اور آنکھین
[illegible] وَالْاَفْئِدَةَ اور دل دیے شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ بعض کے نزدیک افئدہ دماغ و عقل ہین جنکے ذریعہ سے
[illegible] کی چیزین پہچانتا ہی اور صحیح یہ ہی کہ افئدہ فقط عقلین ہین جنکا مرکز قلب ہین۔ اقول بنا بر اس قول کے افئدہ کا ترجمہ عقلین
ہونا چاہیے اور دل کو مجازاً اس معنی مین کہہ سکتے ہین کہ عقلون کا مرکز دل ہین۔ غرضکہ یہ حواس آدمی کو تھوڑا تھوڑا کرکے حاصل ہوتے جاتے
ہین لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ اسواسطے دیے ہین کہ تم اللہ تعالے کا شکر کرو۔ یعنے آدمی ان حواس سے اپنے رب تبارک و تعالے
کی بندگی مین مدد پاوے اور ہر عضو و اُسکی قوت کے ساتھ اپنے رب کی طاعت بجالاوے چنانچہ صحیح بخاری مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے عزوجل فرماتا ہی کہ جس نے میرے کسی ولی سے عداوت کی تو اُس نے میرے
ساتھ لڑائی ظاہر کی اور کوئی بندہ میرے یہان کسی طاعت کے ساتھ اُس طاعت سے بڑھکر تقرب نہین چاہیگا جو مین نے اُسپر فرض کردی ہی
اور ہمیشہ بندہ میری طرف نزدیکی چاہتا ہی نوافل طاعات کے ساتھ یعنے فرائض ادا کرنے کے بعد سنن و مستحبات ہر قسم کی طاعات صلوٰۃ و صوم
و زکوٰۃ وغیرہ کے نوافل سے قرب چاہتا ہی یہانتک کہ میرا محبوب ہوجاتا ہی پس جب مین نے اُسکو محبوب کیا تو ہوجاتا ہون اُسکے کان کہ جس سے
سنتا ہی اور آنکھ کہ جس سے دیکھتا ہی اور ہاتھ کہ جس سے گرفت کرتا ہی اور پانؤن کہ جس سے چلتا ہی اور اگر کچھ مجھ سے مانگتا ہی تو جو مانگے مین
اُسکو دیتا ہون اور اگر مجھ سے پناہ چاہتا ہی تو جس سے پناہ چاہے اُسکو پناہ دیتا ہون اور جن امور کو مین کرنے والا ہون کسی مین مجھے
اتنا تردد نہین جو مجھے ایسے بندۂ مومن کے قبض کرنے مین ہی جو اپنی موت کو ناگوار رکھتا ہی اور مین اُسکے ناخوش کرنے کو مکروہ رکھتا ہون
حالانکہ موت اُسکے لیے ضروری ہی۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ اس حدیث کے معنے یہ ہین کہ جب بندے نے خلوص کے
ساتھ بندگی کی تو اُسکے سب کام اللہ تعالے کے واسطے ہوجاتے ہین پس سُنتا ہی تو اللہ تعالے کے واسطے اور دیکھتا ہی تو اللہ تعالے
کے واسطے یعنے ہر مشروع کو اللہ تعالے کے لیے کرتا ہی اور گرفت کرنا اور چلنا اللہ تعالے ہی کی بندگی مین ہوتا ہی سب باتون مین اللہ تعالے ہی
سے استعانت لیتا ہی اسی واسطے صحیح کے سواے اس حدیث کی بعض روایت مین اسقدر زائد ہی کہ [illegible] یبصر و بی یبطش یعنے میرے ہی
ساتھ سُنتا ہی اور میرے ہی ساتھ دیکھتا ہی اور میرے ہی ساتھ گرفت کرتا ہی۔ آیت مین بھی شکر کرنے کے یہی معنے ہین۔ مترجم کہتا ہی
[illegible] یہ ہین کہ جو چیز اللہ تعالے نے دی اُسکو جسطرح مشروع کیا اور حکم دیا ہی اُسی مین صرف کرے گویا یہ شخص اس چیز مین
امانت دار ہی اور واضح ہو کہ اولیاء مشائخ نے اس حدیث کے بیان حکمت مین کہا کہ امین جب پوری امانت ادا کرے تو اُسکی خواہش
[illegible] اس چیز مین کچھ نہوگی اور جو کوئی کسی کی امانت مین اپنی غرض بھی چاہے تو خیانت ہوتی ہی لہذا جب اللہ تعالے کے ساتھ
[illegible] امانت ادا کرنی چاہی تو ظاہر ہی کہ جان و مال سب اللہ تعالے کی امانت ہی پس جسم کا کھانا پینا سونا اور مال کا رکھنا و صرف کرنا
[illegible] اُسی کے واسطے ہو اور جسطرح شرع و احادیث و آیات مین بیان ہی جسم و جان کے لیے برتاؤ رکھے تو صاف ظاہر ہی کہ زنا و چوری
[illegible] وغیرہ سب سے پاک ہوگا اور جب ایسے مرتبہ پر پہونچا تو مصداق ؎ فارغم از کبر و کینہ و از ہوا یعنے تکبر و کینہ

Marfat.com

وہواے نفسانی سے پاک ہوگیا۔ جب آثار شیطانی وہوا جس نفسانی سے چھوٹا تو اسکی روح کا [illegible]
نفخت فیہ من روحی۔ مین اور قولہ الروح من امر ربی۔ مین بیان فرمائی ہی اور جسکے آثار مین سے صفات [illegible]
فنا ہونے کا اور بقاے حق عزوجل کے ساتھ باقی ہونے کا ہی اور بزرگون نے فرمایا کہ یہ قرب و معرفت [illegible]
وسننا وچلنا وغیرہ سب حیات قدم کے ساتھ ہوتے ہین تو یہ معنے بھی اس حدیث کے صحیح ہین کہ اُسکے [illegible]
آثار قدرت وکرامات جو کچھ خالق عزوجل چاہتا ہی اُس بندے سے ظاہر ہوتے ہین ولیکن وہ خود کسی بات کو [illegible]
ہوتا ہی حالانکہ عوام الناس اُسکی خوشامد و خدمت اسی غرض سے کرتے ہین کہ ہمارے واسطے ایسی دعا کریگا اور خدمت [illegible]
ہوجائیگا۔ اور یہ نادانی ہی ہان اللہ تعالے ان لوگون سے راضی ہوتا ہی جو اُسکے ولی بندے کی خدمت وخاطر بطریق [illegible]
اُسکا عتاب بلکہ غضب ہوتا ہی جو اُسکے نیک بندے کو ایذا دین اور ظاہری صورت تو سب آدمیون کی یکسان ہی ولیکن [illegible]
بے انتہا ہی اور آگاہ رہنا چاہیے کہ بعضے فقیر شیطان کے ولی ہوتے ہین اور اکثر باتین بتلاتے اور عادت کے خلاف اُنسے بھی حرکات [illegible]
ہوتے ہین تو پہچان مشکل ہوتی ہی ولیکن اللہ تعالے نے اپنے بندون کو نہایت آسان پہچان دیدی ہی اور وہ یہ ہی کہ جو بندہ اللہ تعالے کا
ولی ہی وہ پوری طرح شریعت وسنت پر قائم ہوگا اور جو فقیر مردود مطرود کہ شیطان کا ولی ہی اُسکو اللہ تعالے نے یہ قدرت نہین دی
کہ شریعت سنت پر چل سکے اور یہان وہم کو دخل نہین ہی بلکہ یہ اللہ تعالے کی نہایت رحمت ہی اور عجیب حکمت یہان یہ ہی کہ عوام الناس
بھی دو طرح کے ہین ایک وہ ہین کہ آخرت پر یقین کرکے سچے مومن ہین تو ایسے لوگ تو ولی سے آخرت چاہتے ہین اور دنیا کی متاع فقط
اس نیت سے چاہتے ہین کہ اُنکو ضرورت وفراغت کے ساتھ اس طور سے حاصل ہو کہ اُنکو آخرت کے کامون مین پریشانی نہ پیدا ہو
کیونکہ جب رزق ومعاش مین پریشانی ہوئی تو نماز وروزہ وغیرہ سب اعمال مین فراغت خاطر نہونے سے نقصان ہوتا ہی پس ایسے
لوگ تو لامحالہ حقیقی ولی اللہ سے رجوع کرتے ہین اور دوسرے قسم کے وہ لوگ ہین جو دنیا کے طالب ہین اور کچھ خیال اُنکو آخرت کا بھی [illegible]
یا نہین ہوتا تو ایسے لوگ جب کسی فقیر کو جو حقیقت مین شیطان کا ولی ہی پاتے ہین اور صریحًا دیکھتے ہین کہ یہ شخص شریعت پر قائم نہین ہی
تو اُس سے پرہیز نہین کرتے بلکہ اُسکی گمراہی کو بلا اجازت شرعی کے اچھا سمجھتے اور یون کہتے ہین کہ ولی کے کام اچھے ہی ہوتے ہین اگرچہ
ہماری سمجھ مین نہ آوین اور یہ تعجب ہی کہ اُسکا ولی ہونا تو سمجھ گئے اور ولی کے کام سمجھ مین نہین آتے ہین اور حکم شرع [illegible]
اُسکو نہین مانتے ہین اور اللہ تعالے نے اُنکو آنکھ کان اور عقل دی تھی کہ راہ مستقیم شرعی پر چلین بجاے شکر کرنے کے کفران نعمت [illegible]
یہی تھا کہ ہر ایک سے شرع پر چلنے کا کام لین۔ پھر ایسے ہی لوگ ہوئے جنھون نے بزرگون کے روحی تصرفات [illegible]
بدتر دوسرے ہوئے کہ جنھون نے اُنکی صورتین بناکر اُنکو اپنے امور کا مختار قرار دیا اور قال وقربانی [illegible]
شرک کیا حالانکہ بالکل قدرت فقط اللہ تعالے عزوجل کے واسطے ہی اور ہر چیز آسمان وآفتاب وستارے و زمین [illegible]
اُسی کے قبضۂ قدرت مین ہر وقت مسخر ہی چنانچہ مشرکون کو متنبہ کیا کہ آنکھین کھولکر غور سے اُڑتی ہوئی چڑیا کو آسمان [illegible]
اَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ یعنی کیا ایسے لوگون نے جنکو یہ پہچان وتمیز نہین ہی کہ قدرت الٰہی جلشانہ [illegible]
نہ دیکھا پرندون کو اُڑتا ہوا مُسَخَّرٰتٍ درحالیکہ وے مسخر ہوتے ہین۔ فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ آسمان [illegible]
آسمان کی طرف ہی۔ مَا یُمْسِکُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ نہین روکے ہوتا ہی اُن پرندون کو مگر [illegible]

کے دو بازو ہین اور ہوا رقیق و لطیف ہی اور ہوا مین اسطرح بازو پھیلاکر اُسکو ایک خاص قوت اللہ تعالی کیطرف
سے عطا ہوئی ہی کہ وہ گرتی نہین اور ہوا مین اسطرح بازو پھیلاکر اُسکو ایک خاص قوت اللہ تعالی کیطرف
سے عطا ہوئی ہی کہ وہ گرتی نہین اور ظاہری اسباب صرف اس کام کے ہین کہ حق تعالے کے عجائب صنعت کو طرح طرح کے پیرایہ مین دیکھا
جاوے کہ چیل کو ہوا مین بغیر بازو کے پیرتی رہتی ہی اور اصلی قدرت اللہ تعالے کی ہی۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ البتہ اسطرح ظہور قدرت
مین نشانات ہین جو اللہ تعالے کی قدرت و وحدانیت پر دلالت کرتے ہین۔ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ اسی قوم کے لیے
جو ایمان لاتے ہین یعنے ان آیات سے سب محروم ہین سوائے قوم مومنین کے جنکو اللہ تعالے نے سمجھ عطا فرمائی ہی۔ نکتہ یہ ہی کہ اللہ تعالے
کی ذات و جملہ صفات کی معرفت جبھی حاصل ہوتی ہی کہ رسول علیہ السلام پر ایمان لاوے اور بعد ایمان کے جن چیزون پر نظر کرتا ہی اُسی
کو معرفت کو مشاہدہ کرتا اور سمجھتا ہی اور اُسکا نور بڑھتا جاتا ہی اسی واسطے قوم مومنین کی تخصیص فرمائی بخلاف کافرون جاہلون کے کہ ہزارون
آیات پر نظر ڈالتے چلے جاتے ہین اور کچھ بھی نہین سمجھتے ہین۔ نظیر اسکی یہ ہی کہ جو شخص مثلاً علم طبعیات سے واقف اور علم اجسام و جر ثقیل کو
جانتا ہی جب وہ دیل ڈارہ و دیگر کلون کو اور جملہ آلات حرفہ کی سیر کریگا تو ہر مقام پر اسکو اپنی معلومات کے موافق ایک عجیب لطف آویگا اور جو
اصول صرف اسکے حواس مین تھے انکو خارج مین مشاہدہ کریگا ایسے ہی امور عقلیہ و معارف قلبیہ و روحانیہ کے حالات ہین۔ قال الشیخ
ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے اپنے بندون کو غفلت سے بیدار کیا کہ پرند کی طرف نظر کرین جو خالص مخلوق الٰہی ہی یعنے اسمین کچھ اشتباہ
بھی نہین ہی کہ وہ آسمان و زمین کے بیچ مین ہوا مین مسخر ہی اسکو کیسے عجیب طور سے پیدا کیا کہ دو بازؤن سے اُڑتی ہی اور وہان اسکو
اللہ تعالے ہی اس شان سے رکھتا ہی اسمین اسطرح کی قوتین پیدا کردی ہین اور ہوا کو اُسکے واسطے مسخر کردیا ہی اسمین مومنون
کے واسطے نشانات توحید قدرت الٰہی ظاہر ہین۔ اب بیدار کیا کہ جملہ افعال انسانی و حیوانی سب اللہ تعالے کے مخلوق ہین جیسے
انسان خود مخلوق الٰہی ہی تو مخلوق کے افعال بھی مخلوق الٰہی ہین اور انسان کو انمین نعمتین ملتی ہین چنانچہ فرمایا۔ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ
مِّنْ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا اور اللہ تعالے نے کردیا تمھارے آرام کے لیے تمھاری بیوت سے بسیرا یعنے آرامگاہ جیسے کہ معتکف وغیرہ کی
آرائش و حرکات سے تھک کر آرام لیتے ہین اور اگر اللہ تعالے چاہتا تو آدمی کو آسمان کی طرح ہر وقت متحرک پیدا کرتا ہی اور یا زمین کیطرح
ہر وقت ساکن پیدا کرتا ہی لیکن اسکو اضطراب و حرکات کے بعد سکون کی حاجت ہی تو بیوت اُسکے مساکن بنادیے۔ وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ
جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا اور بنادیے تمھارے واسطے جو پاؤن کی کھالون کے بیوت۔ یعنے جیسے شہر والے جو ایک جگہ وطن
کرلیتے ہین اُنکے لیے مساکن بنادیے ویسے ہی اہل بادیہ کے واسطے کھالون و بالون کے خیمہ بنادیے حتے کہ یہ لوگ اس دنیاوی خفیف
سامانی بغیر تشویش کے یہ سامان مہیا کرتے ہین۔ مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ عرب کے خیمون کا بیان ہی۔ بالون کے
خیمے سب سے اچھے ہوتے ہین کہ بال بھی کھال پر ہوتے ہین تو کھالون سے ہی خیمہ بالون کے تیار ہوئے۔ تَسْتَخِفُّوْنَهَا ان خیمون کو
جب تم سفر مین جاتے ہو یا کسی ضرورت کی حالت مین تم پر ہلکے و آسان ہوتے ہین چنانچہ فرمایا۔ يَوْمَ ظَعْنِكُمْ تمھارے کوچ کے روز یعنے کوچ کرنے
کے وقت یہ خیمے ہلکے ہوتے ہین اور آسانی سے لیجاتے ہین وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ اور اپنے اقامت کے روز۔ حتے کہ جہان اُترے ان خیمون کو آسانی سے
کھڑا کرلیا کہ سفر و حضر دونون حال مین تمہیں آسان و ہلکے ہین وَمِنْ اَصْوَافِهَا اور کردیے تمھارے لیے ان جانورون کے
اُون سے وَاَوْبَارِهَا اور اُنکی وبر سے۔ وَاَشْعَارِهَا اور اُنکے بالون سے۔ اَثَاثًا ہر قسم کا اثاثہ وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ
ایک مدت تک کے لیے یعنے مدت عمر تک اپنی زندگی کو ضروری سامان مذکور سے پورے کرو۔ واضح ہو کہ اصواف

Marfat.com

جمع صوف کی اور وہ غنم کے بال ہین یعنے دنبہ و بکریون کے پشم - اور اوبار جمع وبر کی اور وہ اونٹ [illegible]
اور وہ بھیڑ کے بال ہین اور اس سے ظاہر ہی کہ انعام کا لفظ اونٹ و گائے و بکری سب کو شامل ہی [illegible]
انعام صادق ہی یا نہین اور یہ آیت حجت ہی کہ بکری و دنبہ کو بھی شامل ہی - اور آثاث کے معنے ابن عباس رضی [illegible]
اور یون ہی مجاہد و عکرمہ و سعید بن جبیر و حسن و عطیہ عوفی و عطار خراسانی و ضحاک و قتادہ رحمہم اللہ تعالے [illegible]
رحمہ اللہ تعالے نے اختیار کیا پس آثاث و متاع کا عطف بطور توضیح کے ہی اور اصل ہین اثاث کثیر کے وسط [illegible]
کی گئی اور بعض نے بمعنے حامہ بیان کیا اور شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ صحیح یہ ہی کہ اثاث کا لفظ مال و متاع عام کو شامل ہی
کبھی اموال تجارت کو اور فروش و لباس وغیرہ دیگر متاع کو آثاث بولتے ہین و علے ہذا اثاث پر متاع کا عطف من طریق ہی کہ [illegible]
کر کے اسپر خاص کو عطف کر دیا جیسے جانور و گھوڑے کیونکہ جانور تو گھوڑون کو بھی شامل ہی - واضح ہو کہ یہ سب نعمتین عرب کے لوگون [illegible]
و دسترس کے موافق ہین اور اسی طریقہ سے سایہ و محافظت کی چیزون کو بیان فرمایا بقولہ - وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا
یعنی اللہ تعالے نے اپنی پیدا کی ہوئی چیزون مین سے بعض سے تمھارے لیے سایہ کر دیا - قتادہ رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ مراد
درخت ہین یعنے درختون سے تمپر سایہ کر دیا - بعض نے کہا کہ خیمہ و خرگاہ وغیرہ جو اوپر مذکور ہوئین وہ بھی سایہ کرنے والی ہین - لیکن کبھی
مسافر کے پاس وہ بھی نہون تو سایہ دار درخت پیدا کر دیئے ہین اور کبھی اسکو محفوظ مقام چاہیے کہ جان و مال کی حفاظت ہو اور کبھی سردی
گرمی سے و باہمی جدال و درندہ جانورون سے مقابلہ مین تن کی حفاظت چاہیے تو فرمایا - وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا جمع کنّ
بمعنی اوٹ و چھجا اور ہر ایسی چیز جس سے سردی و گرمی و مینھ پانی وغیرہ کا بچاؤ ہو - یعنے اللہ تعالے نے تمھارے لیے پہاڑون مین اکنان
بنا دیے یعنے غار و سرب وغیرہ جہان آدمی پناہ لیتا ہی اور بسبب فقیری و بے سامانی کے دوسرے تکلفات کی طرف دسترس نہین رکھتا
چنانچہ عرب بسبب تنگی و شدت گرمی کے سایۂ درخت و اکنان کو زیادہ چاہتے تھے - وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ اور بنا دیے تمھارے
لیے سرابیل - ہر ایک لباس جیسا کہ زجاج رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہی قمیص و دیگر کپڑے جو روئی و کتان و صوف وغیرہ سے بنائے
جاوین - تَقِيْكُمُ الْحَرَّ جو تمکو بچاوین شدت گرمی سے - عرب مین گرمی کی شدت سے جب ان چیزون سے بچاؤ حاصل ہی [illegible]
حاصل ہو گی پس سردی سے بچاؤ خود حاصل ہی اور یہ نکتہ شیخ شہاب نے ریحانہ مین بیان کیا ہی - وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ
باس سے یہان فقر و مرض و ہر خوف نہین بلکہ لڑائی کا ضرر مراد ہی یعنے زرہ و چغہ آہن وغیرہ لوہے کے اور ریشمی لباس [illegible]
کے لیے پہنتے ہین اللہ تعالے نے تمھارے لیے بنا دیے - یعنے تمکو ایسی سمجھ دیدی کہ یہ سب سامان بناتے ہو اور یہ ہی کہ یہ [illegible]
جو اللہ تعالے کی مخلوق آدمی کے واسطے سے مخلوق ہوتے ہین کیونکہ مخلوق سے جو مخلوق ہو وہ اللہ تعالے کا مخلوق [illegible]
کہ اللہ تعالے نے پیدا کر دیے - كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ یون ہی اللہ تعالے تمپر اپنی نعمتین [illegible]
بھی زیادہ تمکو فہم و صنعت دیگا اور تم سے طرح طرح کی آسایش و آرام کی چیزین پیدا فرمائیگا [illegible]
کی بندگی و فرمانبرداری پر وحدانیت و معرفت کے ساتھ گردن جھکاؤ اور اسلام لاؤ کیونکہ ان نعمتون کا شکر [illegible]
خالص اسی کے واسطے کرو اور ان چیزون سے ایسے طور پر نفع و آرام اٹھاؤ کہ اسی کی طاعت [illegible]
نے کہا کہ قرآن پاک کا نزول عرب کی فہم و معرفت کے اندازہ پر ہوا ہی یعنے عرب [illegible]

اُن کا دین چینیون کو دی پہنچاتے تھے زیادہ لحاظ ہوتا کہ باقی ملکون والے مدرجہ اولے اجمعین وہر ایک
کرین چنانچہ یونہین دیکھتا کہ من الجبال اکنانا۔ فرمایا حالانکہ سوائے پہاڑون کے ہموار زمین سے جو تم لوگ اکنان یا
اس سے بڑھکر آرامگاہ محفوظ اور بہت زیادہ ہین ولیکن عرب لوگ اسوقت پہاڑون کے رہنے والے تھے اور صوف و برد
لباس سے احسان رکھا حالانکہ اُنکے سوائے ریشم وغیرہ ستم اس سے بہتر وکثرت سے عمدہ لباس بناتے ہو چنانچہ شام وروم سے
جسپر گران قدر آتا تھا ولیکن عرب اسوقت ایسے ہی لوگ تھے اور یون ہی فرمایا وینزل من السماء من جبال فیہا من برد۔ کیونکہ عرب
تعجب کرتے تھے حالانکہ برف کا گرانا اور پیدا کرنا اور اسکے عجائبات اس سے زیادہ و بہت ہین ولیکن عرب نہین جانتے تھے خلاصہ
کلام یہ ہے اپنی عجیب صنائع پر بہت زیادہ اللہ تعالے کی وحدانیت پر اقرار وایمان لاوین اور یہ وہم نہ کرین کہ ان خفیف چیزون
پر اللہ تعالے نے کیا قدرت ظاہر فرمائی کہ اس سے بہت بڑھکر ہم پاتے ہین بلکہ ہر چیز مین ظہور قدرت ہی عرب والون مین اُنکے موافق فرمایا
اور اسی زمانہ مین دوسرے ملکون مین اس سے بڑھکر صنعت حرفت کی چیز عرب مین آتی تھی اور تجارت کے واسطے شام مین جاکر دیکھتے تھے
یہ دوسرے ملکون کے لوگ زیادہ توحید کا اقرار کرین کہ اللہ تعالے نے ان پر اُسی طرح کثرت سے اپنی قدرت ظاہر کی ہی۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا
یعنی اسلام سے یہ لوگ مُنہ پھیر لین حالانکہ اصلی فطرت سے اسلام پر تھی پھر وساوس شیطانی سے اُس سے مُنہ موڑا پس اگر اسی مُنہ موڑنے پر
رہے اور ای محمد صلے اللہ علیہ وسلم جو کچھ تو لایا ہی اسکو قبول نہ کرین تو تجھپر کچھ باک نہین ہی تجھے تسلی رکھنی چاہیے کہ تو نے حکم انکے رب کا انکو
پہنچا دیا۔ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ کیونکہ تجھپر یہی کھلا ہوا پیغام پہونچا دینا واجب تھا۔ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ
پہچان لیتے ہین نعمت اللہ کو یعنے اُنکی عقلین مجبور ہوکر اقرار کرتی ہین کہ اللہ تعالے ہی خالق قدرت والا مختار ہی اُسی نے انعامات اپنے
فضل سے پیدا کیے ہین ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا پھر ان نعمتون کا انکار کرتے ہین۔ چنانچہ رزق ومدد بتون ونجوم کی طرف نسبت کرتے ہین اور
اللہ تعالے کے ساتھ دوسرون کی عبادت کرتے ہین یا کہتے ہین کہ ہم نے اپنے باپ دادون سے میراث پائی ہین یا خود اپنی قوت سے کمائی
ہی لہذا انہین اسباب پر نظر کرتے ہین اور جیسے یہود ونصارے تمام علامات سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت جانتے تھے پھر دنیاوی
خیالات سے انکار کرتے تھے۔ وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ اور اکثر انہین کے منکر ہین۔ یعنے جہالت سے اُنکی سمجھ ہی مین نہین آتا اور
انہین چیزون کے سوائے کسی چیز کے قائل ہی نہین ہوسکتے ہین یا سرکشی سے منکر ہوجاتے ہین یا اللہ تعالے کے ساتھ شرک کرنا انکار ہی
اس صورت مین اکثر بمعنے کل ہی۔ اور ابن ابی حاتم نے مجاہد رح سے روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا
اور اُسنے یہ آیت پڑھی اللہ جعل لکم من بیوتکم سکنا اور یہ اُس نے کہا کہ ہان۔ پھر پڑھا وجعل لکم من جلود الانعام الآیہ۔ اعرابی
نے ہر آیت پر آیات پڑھین اُس نے ہر بار کہا کہ ہان پھر پڑھا کذلک یتم نعمتہ علیکم لعلکم تسلمون۔ پس اعرابی نے مُنہ موڑا پس
یہ آیت نازل فرمایا یعرفون نعمت اللہ ثم ینکرونہا الآیہ۔ ف۔ فی العرائس جبکہ علم الغیب تمام اپنے ہی واسطے مخصوص فرمایا
اور علم سے معزول کیا اور فرمایا واللہ اخرجکم من بطون امہاتکم الآیہ۔ ظاہری تفسیر مذکور ہوچکی اور بلند نظر سے اشارہ یہان
ہی کہ اللہ تعالے نے بطن عدم وقدر ومشیت سے اسطرح نکالا کہ سب اپنی اصل سے جاہل ہین اور ذات وصفات آلہی کو
نہ بوبیت وطاعات عبودیت سے کچھ نہین جانتے پس اپنے نور سمع سے اور بصر سے اور علم سے لباس سمع وبصر وعلم
اور ایقان پہنایا چنانچہ اُسکی قدرت سے اسکا کلام سنتے ہو اور اُسکی ہدایت سے اسکا جمال قدرت دیکھتے ہو

Marfat.com

اور نور عقل سے اسکی صفات و نعوت و اسماء کو پہچانتے ہو اور تمہارے قلوب اسکی محبت [illegible]
[illegible] جاؤ کہ اسکا شکر کسی طرح بندے سے نہین ادا ہو سکتا ہمہ تن اسکا فضل و احسان ہو [illegible]
یعنی عہد ازل کے وقت کو تم کچھ نہین سمجھتے جو تم سے عہد لیا گیا تھا۔ بعض نے کہا کہ کسی کو نہین معلوم [illegible]
پھر اہل سعادت کو نور سماعت دیا جس سے اسکا ذکر سنتے ہین اور بصر جس سے عجائب صنعت [illegible]
پہچانتے ہین اور یہی اعضاء و حواس محل شکر و آلہ شکر ہین پس شاکر وہ ہی کہ ان حواس کی سلامتی کو اللہ تعالے [illegible]
جنکا شکر ادا کرنا اُس سے ناممکن ہی اور کافر وہ ہی جو گمان کرے کہ انمین سے کسی نعمت کا شکر اس سے ادا ہو [illegible]
نے فرمایا کہ کان اس لیے دیے کہ اللہ تعالے کا خطاب امر و نہی وغیرہ سنو اور آنکھ دی کہ عجائب قدرت [illegible]
پہچانو اور شکر کرو کہ ہمیشہ میری نعمتین اپنے اوپر جاری جانو اور مجھی سے میری طرف رجوع لاؤ [illegible]
کی طرف اشارہ فرمایا کہ ارواح کو جو ہوا ملکوت و سماء جبروت مین بازوے عرفان و ایقان اسکی بارگاہ [illegible]
اور جاذب اُنکا جذبہ نور ہی اُنکو وہی حق سبحانہ تعالے اپنے کشف جمال کے ساتھ قہر سطوات جلال سے محفوظ فرماتا [illegible]
ہوتین اور اُسکی عظمت مین فناء نہین ہوتی ہین قال تعالے الم یروا الی الطیر مسخرات فی جو السماء الآیہ [illegible]
قرب منزلت مین بے موقع و بے ادب واقع ہونے سے مصئون ہین۔ ان فی ذلک لآیات لقوم یؤمنون [illegible]
اور پیروان جادہ معرفت و شریعت کے واسطے نشانات عجائب صنعت و غرائب حکمت ہین کہ وہان مجال گفتگو نہین [illegible]
گنجائش نہین قولہ واللہ جعل لکم مما خلق ظلالا۔ اسمین لطیف اشارہ بوجود اولیاء ہی جنکے سایہ مین مریدین [illegible]
پناہ لیتے ہین اور قہر طغیان و شیاطین الانس والجان سے یہین محفوظ ٹھکانا پاتے ہین کیونکہ یہ لوگ زمین مین اللہ تعالے [illegible]
الحدیث السلطان ظل اللہ فی الارض من اکرمہ اکرمہ اللہ و من اہانہ اہانہ اللہ یعنے سلطان روے زمین مین [illegible]
کرے اللہ تعالے اُسکو بزرگ رکھیگا اور جو اُسکی اہانت کرے اللہ تعالے اُسکو خوار کریگا۔ مترجم کہتا ہی کہ مولانا جلال [illegible]
تعالے نے مثنوی مین بھی قولہ تعالے الم تر الی ربک کیف مد الظل۔ سے اولیاء کا اشارہ لیا ہی [illegible]
قولہ وجعل لکم من الجبال اکنانا۔ جبال کے اکنان قلوب اکابر معرفت و ظلال اہل السعادت ہین جنکے اندر وہ لوگ [illegible]
چیزون سے منقطع ہو کر اللہ تعالے ہی کیطرف رجوع لائے ہین۔ قولہ وجعل لکم سرابیل تقیکم الحر اہل معرفت کے واسطے [illegible]
محبت مین سوختہ نہون۔ و سرابیل تقیکم باسکم۔ اصلی محاربہ انسان کا باہمی نہین ہی کیونکہ یہ تو مذموم و ممنوع چیز [illegible]
شیطان و نفس کے ساتھ ہی اور یہی جہاد اکبر ہی اور لباس التقوے و اسلحہ معرفت سے آدمی ان دشمنون پر فتح پاتا [illegible]
مزید نعمت و کمال رعایت ہی کہ انکو دوری و ہجر سے محفوظ فرمایا اور اپنے لطف کے ساتھ اپنے قہر سے [illegible]
یعنے اُسکے حکم عبودیت کے واسطے گردن جھکاؤ اور حکم ربوبیت کے لیے سجدہ کرو۔ شیخ استاد رحمہ اللہ تعالے [illegible]
لیے اپنے سایہ عنایت مین ٹھکانا دیا اور سرائر سے انکا لباس کیا جس سے شر و ضرر دفع رہے [illegible]
ہین چنانچہ ایک لباس عصمت ہی جس سے اُنکو محفوظ کیا کہ رب عزوجل کی مخالفت نہین کرتے [illegible]
ملازمت رکھتے ہین۔ لباس خلت ہی کہ اس سے قرب نصیب ہی و قولہ کذلک یتم نعمتہ علیکم [illegible]

[illegible] دنیا مین انکی نگہداشت وکفایت ورعایت رہے اور خواہش نفس کی پیروی سے بچائے جاوین اور سداد [illegible] جاوین تاکہ اللہ تعالے کی رضامندی کو سب پر مقدم رکھین۔ بعض نے کہا کہ نعمت پوری کرنا یہ ہی کہ جو حکم انپر [illegible] رہین۔ ابن عطا رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اتمام النعمہ یہ ہی کہ نعمت پر سکون نہو بلکہ نعمت سے منقطع ہوکر منعم [illegible] کے ساتھ سکون ہو۔ شیخ حمدون رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اتمام النعمہ دنیا مین تو معرفت ہی اور آخرت مین دیدار ہی یعنی اللہ تعالے [illegible] بندے پر نعمت پوری کی اسکو دنیا مین معرفت اور آخرت مین دیدار عطا فرمایا۔ شیخ ابو محمد حریری رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اتمام النعمہ یہ ہی کہ قلب آدمی کا شرک خفی سے محفوظ رہے اور نفس اسکا ریاکاری سے بچا رہے پھر اللہ تعالے نے ان لوگون کا حال بیان فرمایا [illegible] سے برگشتہ ہین۔ بقولہ یعرفون نعمۃ اللہ ثم ینکرونہا الآیہ۔ اسمین اشارہ ہی کہ جو لوگ توفیق سے محروم ہین وہ اولیاء اللہ تعالے کو [illegible] جانتے ہین جیسے یہود و نصارے اُس زمانہ مین حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے تھے بقولہ تعالے یعرفونہ کما یعرفون [illegible] ولیکن منکر ہوتے ہین اسی طرح اولیاء کو پہچانتے ہین خواہ بکرامات و دیگر آیات و فراسات صادقہ ولیکن توفیق کی راہ سے [illegible] انکو نہین پہچانتے ہین اور از راہ بغض و عداوت و حسد و ظلم کے اُنسے منکر ہوتے ہین اور اسمین فقط دنیاوی ریاست و منزلت کی خواہش ہی۔ قولہ تعالے واکثرہم الکافرون چنانچہ ولایت اولیاء کو چھپاتے ہین۔ اس آیت مین جیسے صریح کافرون کی مذمت ہی ویسے ہی [illegible] عالمون کے لیے بھی ملامت ہی اور اُن قاریون کے لیے بھی مذمت ہی جنھون نے مکر و فریب کا جال پھیلا کر جاہلون کو اپنے دام تزویر مین گرفتار کرنا چاہا ہی اور عوام کے سامنے اولیاء اللہ کی مذمت کرتے ہین تاکہ لوگون کے مُنھ اپنی طرف پھیرین۔ یہ لوگ اللہ تعالے سے خیانت کرنا چاہتے ہین مگر اللہ تعالے عالم الغیب ہی اور اُس سے زیادہ کون شقی ہوگا کہ اولیاء حق سے دلائل شریعت دیکھے پھر دنیاوی ریاست کو عوام سے اُسکے عوض خریدے۔ بعض مشائخ نے کہا کہ انکو نعمتین حاصل ہین مگر اُسکے شکر کی توفیق نہین پاتے ہین۔ شیخ نصرآبادی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اللہ تعالے کی نعمت پہچاننا اچھا ہی اور نعمت دینے والے کو پہچاننا سب سے اچھا ہی کیونکہ نعمت پہچاننے کے بعد بھی کبھی اس سے انکار ہوتا ہی مگر نعمت دینے والے کو پہچاننے کے بعد پھر اس سے انکار نہین ہوتا بلکہ استقامت حاصل ہوتی ہی۔ واضح ہو کہ حق تعالے نے جنکو پیدا کیا اور اسقدر نعمتین دین پھر اُس سے انکار و کفر کیا تو آگے طرح طرح کی اُنکی بدانجامی دار آخرت کی بیان فرمائی بقولہ تعالی

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ

[illegible] ہم ہر فرقے مین ایک بتانیوالا پھر حکم نہ ملے منکرون کو اور نہ اُنسے

يُسْتَعْتَبُونَ ۝ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ

[illegible] اور جب دیکھین بے انصاف مار پھر ہلکی نہ ہو اُنسے اور نہ اُنکو

يُنْظَرُونَ ۝ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ

[illegible] اور جب دیکھین شریک پکڑنیوالے اپنے شریکون کو بولین اے رب

[illegible] الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُو مِنْ دُونِكَ فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ إِنَّكُمْ

[illegible] ہم پکارتے تھے تیرے سوائے تب وہ اُنپر ڈالین بات کہ تم

لَكٰذِبُوْنَ ۝ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ۨ السَّلَمَ وَضَلَّ
جھوٹے ہیں اور ڈالدین اللہ کے آگے اُسدن عاجز ہوکر اور بھول جاوینگے
يَفْتَرُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ
جھوٹ باندھتے تھے جو منکر ہوئے ہین اور روکتے رہے ہین اللہ کی راہ سے
فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ۝
مار بدلا اُسکا جو شرارت کرتے تھے

وَيَوْمَ نَبْعَثُ اور بیان فرماوے جبدن اُٹھاوینگے ہم مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ ہر ایک گروہ سے۔ شَهِيْدًا ایک گواہ پیغمبر
کافرون ومشرکون پر جو حال دار آخرت مین ہونے والا ہی وہ بیان کردے جبدن یعنے بروز قیامت ہم ہر گروہ مین سے اُسکا گواہ پیغمبر
جو پیغمبر اس امت پر بھیجا گیا ہی گواہی دینے کو اُٹھاوینگے چنانچہ وہ گواہی دیگا کہ ای رب مین نے تیرا پیغام اُنکو صاف صاف پہونچادیا
واضح ہو کہ کافر لوگ اپنے سوال جواب مین منکر ہونگے اور اُنکی عضار وجوارح انپر بدکارون ومشرک کی گواہی دینگے۔ اور ہر گروہ اپنے
پیغمبر کی گواہی سے بھی منکر ہوگا اور آخر مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وآپ کے اصحاب ان پیغمبرون کی طرف سے گواہی ادا کرینگے اور یہ سب
کمال عدل الٰہی ہی ورنہ اللہ تعالے نے جب ہر ایک کافر کو اُسکے اعمال سے آگاہ فرمادیا وہ علیم خبیر ہی اور مواقع قیامت متعدد ہین اور تحقیق
اسکی سابق مین گزر چکی ہی۔ ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا پھر کافرون مشرکون کو اجازت نہ دیجائیگی خطیب وغیرہ نے
یہان وہ احتمالات بیان کردیے جن سے عدم اجازت آیات واحادیث مین ثابت ہی کیونکہ یہان یہ بیان نہین کہ کس بات کی اجازت
نہ دیجائیگی چنانچہ لکھا کہ اجازت نہ دیجائیگی یعنے زیادہ گوئی کی یا دوبارہ دنیا کی طرف عود کرنے اور آزمائے جانے کی یا گواہون کی حالت
گواہی مین بلکہ سب لوگ خاموش ہونگے۔ یا گواہون سے جھگڑا کرنے کی۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے ارجح وجہ اختیار کی کہ اجازت
نہ دیجائیگی یعنے عذر لانے مین کیونکہ کافرون کو خود بھی اپنا جھوٹ عذر لانا معلوم ہی جیسے قولہ تعالے ہذا یوم لا ینطقون ولا یؤذن لہم فیعتذرون
یعنے یہ وہ دن ہی کہ نہ کفار بولینگے اور نہ انکو اجازت دیجائیگی کہ عذر بیان کرین۔ یعنے ایسی کوئی بات جو اُنکے واسطے عذر ہو بیان
یہان فرمایا۔ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ یعنے نہ طلب کیا جائیگا کافرون سے عتبے یعنے رجوع ایسی چیز کی جانب عبادات
وغیرہ سے کہ جس سے اللہ تعالے کی رضامندی اُنکو حاصل ہو۔ خلاصہ یہ کہ اُنکو کسی ایسے فعل کی تکلیف نہ دیجائیگی کہ اُنکے ذریعہ سے عذاب کو دفع
کرنے کیونکہ آخرت دار العمل نہین اور نہ وہان امتحان وتکلیف ہی اور نہ اُنکو چھوڑا جائیگا کہ دار الدنیا کی طرف عود کرین اور توبہ کرلین
اور اللہ تعالے نے سچ فرمایا کہ اگر وے دنیا کی طرف پھیرے جاوین تو پھر وہی کرین جسے منع کیے گئے تھے خطیب وغیرہ نے
لکھا کہ لا ہم یستعتبون۔ یعنے نہین زائل کیا جائیگا اُنکا عتبے یعنے وہ چیز جسپر انکو عتاب وملامت ہو پھر وہی
معنی یہ ہین کہ اُنسے یہ نہ چاہا جائیگا کہ ایسی بات کرین کہ عتاب اُنسے زائل ہو۔ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
وہ لوگ جنھون نے ظلم کیا یعنے شرک وکفر کیا۔ الْعَذَابَ عذاب کو جسکے مستحق ہین اور جسکا کہ وعدہ کیا ہی یعنے
جہنم اُنکو نظر آویگا۔ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ تو نہ اُنسے یہ عذاب ہلکا کیا جائیگا یعنے ایسا نہ ہوگا کہ اُنکے ذریعہ سے عذاب کو دفع
کوئی سفارشی ہی۔ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ اور نہ اُنکو مہلت دیجائیگی۔ انکا کوئی مددگار

[illegible] کے موقف کے میدان سے بہت تیزی کے ساتھ گرفتار ہونگے اور احادیث سے ثابت ہی کہ جب جہنم لائی جائیگی تو
ستر ہزار زمام اور ہر زمام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہونگے پس اسکی ایک گردن اس مخلوقات کے لیے بلند ہو کر سخت آواز سے پکاریگی
کہ انمین سے کوئی باقی نہ رہیگا مگر آنکہ اسکی ہیبت سے گھٹنون کے بل بیٹھ جائیگا اور کہیگی کہ مین ہر ایک سرکش ظالم پر مسلط کی گئی ہون جس نے
اللہ تعالے کے ساتھ دوسرا شریک بنایا اور جو ایسا ویسا ہو یعنے کئی طرح کی اقسام لوگون کے بیان کریگی پھر انکو گھیر کر جیسے چڑیا دانہ چگ
لیتی ہی وہ ان اقسام خلائق کو اچک لیگی - آیات اس معنی مین موجود ہین کقولہ تعالے اذا راتہم من مکان بعید سمعوا لہا تغیظا وزفیرا واذا
القوا منہا مکانا ضیقا مقرنین دعوا ہنالک ثبورا - یعنے جب جہنم انکو دور سے دیکھیگی تو یہ لوگ اسکا غیظ وجوش اور کرخت آواز سنینگے اور
جب اسمین تنگ مقام مین ڈالے جاوینگے جکڑے ہوئے تو وہان اپنی موت پکارینگے - وکقولہ تعالے وراے المجرمون النار فظنوا انہم مواقعوہا
ولم یجدوا عنہا مصرفا - یعنے جب بدکار لوگ جہنم کو دیکھینگے تو یقین کر لینگے کہ وی اسمین پڑنے والے ہین اور نہ پاوینگے اس سے کوئی چھٹکارا
وکقولہ تعالے لو یعلم الذین کفروا حین لا یکفون عن وجوہہم النار ولا عن ظہورہم ولا ہم ینصرون بل تاتیہم بغتۃ فتبہتہم فلا یستطیعون ردہا
ولا ہم ینظرون - یعنے کاش جانتے وہ لوگ جو کافر ہوئے ہین وہ حال کہ جب نہ روک سکینگے اپنے چہرون کی طرف سے جہنم کی آگ اور نہ اپنی
پشت کی طرف سے اور نہ انکو مدد ملیگی بلکہ وہ آپڑیگی انپر اچانک پس چوندھا دیگی انکو پس نہ طاقت ہوگی انکو اسکے روکنے کی اور نہ وی کچھ مہلت
دیے جاوینگے پھر اللہ تعالے نے بیان فرمایا کہ مشرک لوگ جنکو اپنے زعم مین شریک بناتے ہین وی مشرکون سے اسدن سخت محتاجی کیوقت
بیزار ہونگے فقال عزوجل - وَاِذَا رَاَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا شُرَکَآءَہُمْ اور جب مشرک لوگ دیکھینگے اپنے شرکاء کو
یعنے ان لوگون کو جنکو اپنے گمان مین اللہ تعالے کا شریک مانا ہی خواہ اسطرح کہ صریح اسکو خالق وقادر بناتے ہین یا اسطرح کہ اسکی طرف سے
رزق ونفع وضرر وغیرہ یا شریعت کے احکام مانتے ہین غرضکہ جنکے ساتھ شرک کرتے اور دنیا مین انکی عبادت کرتے رہے ہین انکو دیکھینگے
قَالُوْا رَبَّنَا تو کہینگے کہ ہمارے رب - ہٰٓؤُلَآءِ شُرَکَآؤُنَا یہی لوگ ہمارے شرکاء ہین یعنی - الَّذِیْنَ کُنَّا نَدْعُوْا
مِنْ دُوْنِکَ وہ لوگ ہین جنکو ہم سواے تیرے پکارتے تھے - بعض علماء نے کہا کہ شاید مقصود یہ ہو کہ عذاب دونون فریق پر
تقسیم کر دیا جاوے - ابو مسلم اصفہانی نے کہا کہ مشرکین اپنے گناہ کو ان لوگون پر ڈالنا چاہینگے جنکو اپنا معبود ٹھہرایا تھا - واضح ہو کہ
[illegible] سے لوگ حضرت عیسے علیہ السلام کو اور اولیاء اللہ کو شرکاء بناتے ہین ولیکن فقط اپنے زعم مین ورنہ حضرت عیسے علیہ السلام
اولیاء انکے اس فعل سے نہایت بیزار بلکہ حیات ہوتے تو انکو کافر فرماتے لہذا آخرت مین انکو جواب دینگے جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا
فَاَلْقَوْا اِلَیْہِمُ الْقَوْلَ پس رد کر دینگے یہ لوگ ان مشرکون کافرون پر بات اسطرح کہ اِنَّکُمْ لَکٰذِبُوْنَ تم بیشک
[illegible] تم نے ہماری عبادت نہین کی اور نہ ہم شرکاء ہین بلکہ ہم اللہ تعالے کی مخلوق ہین اور تم نے اپنی راے کی عبادت کی ہی
[illegible] جنکو معبود بنایا ہی وی کہینگے کہ تم بالکل جھوٹے ہو ہم نے تمکو کبھی اپنی عبادت کرنے کو نہین کہا ہی جیسا کہ اللہ تعالے نے
[illegible] فرمایا ومن اضل ممن یدعو من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیامۃ وہم عن دعائہم غافلون واذا حشر الناس
[illegible] کافرین - یعنے اس سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو سواے اللہ تعالے کے ایسے کو پکارے جو قیامت تک اسکو
[illegible] سے غافل ہین اور جب لوگ حشر کو اٹھائے جاوینگے تو وی انکے دشمن ہونگے اور انکی عبادت سے انکار کرینگے
[illegible] ہماری عبادت نہین کی - وقال تعالے سیکفرون بعبادتہم ویکونون علیہم ضدا یعنے عنقریب قیامت مین مشرکون کی

عبادت کرنے سے منکر ہونگے اور انپر دشمنی سے برخلاف دعویدار ہونگے۔ یعنے یہ لوگ تو دنیا مین انکی [illegible]
اُنکے مددگار ہون اور سرپرستی کرین حالانکہ وہ اُنکے فعل سے واقف ہوکر اُنکے دشمن ہوجاوینگے [illegible]
وکبریائی مین اپنے آپ کو کیے ہین تو ہرگز دوسرے احمقون کے شرک سے راضی نہین ہوسکتے ہین اور جنھون [illegible]
بہتان باندھا پس اُنکے دشمن ہونگے۔ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ۨ السَّلَمَ اور القا کرینگے اللہ تعالے کی طرف [illegible]
سلم کو یعنے فرمانبرداری کو۔ قتادہ وعکرمہ رحمہما اللہ تعالے نے کہا یعنے آج کے روز اللہ تعالے کے واسطے ذلیل [illegible]
مطیع ہوجاوینگے۔ کقولہ تعالے اسمع بہم وابصر یوم یاتوننا۔ یعنے خوب سننے والے وخوب دیکھنے والے ہوجاوینگے جسدن ہمارے حضور
مین آوینگے۔ وکقولہ تعالے ولو تری اذ المجرمون ناکسوا رؤسہم عند ربہم ربنا ابصرنا وسمعنا الآیہ۔ یعنے تو دیکھے جبکہ کافر لوگ جھکائے
ہونگے اپنے سرون کو اپنے رب کے حضور مین ای ہمارے رب ہم نے دیکھا اور سُنا اب ہمکو لوٹا دے کہ ہم نیک کام کرینگے اب ہمکو سب
بات کا یقین ہے۔ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ اور گم ہوگیا اُنسے جو کچھ وہ افترا باندھتے تھے۔ یعنے اللہ تعالے پر
افترا کرکے جو شرکاء عبادت اپنے خیال مین بناتے تھے آج وہ سب زائل ہونگے پس نہ کوئی انکا سفارشی نظر آویگا اور نہ مددگار ومعین معلوم ہوگا
اور نہ کسی مین وہ صفت ہوگی جو انھون نے سواے حق تعالے جلشانہ کے دوسرون مین زعم کرلی تھی۔ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا جنھون نے
کفر کیا یعنے خود شرک کرکے یا اللہ تعالے کے وجود ہی سے منکر ہوکر کافر ہوئے۔ وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور دوسرون کو
اللہ تعالے کی راہ سے روکا۔ خواہ اسطرح کہ صریحًا لوگون کو شرک سکھلایا اور یا اسطرح کہ اُنکے دیکھا دیکھی دوسرے لوگ بھی اُنکے
قول وفعل پر دہریہ ونیچریہ ومشرک ہوگئے تو اُنکے عذاب شدید کو بیان فرمایا۔ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ
زیادہ کردیا ہے ہم نے اُنکے حق مین عذاب پر عذاب۔ کفر وشرک انتہاے درجہ ضلالت ہے اور عذاب اُسکا بھی انتہاے درجہ پر ہے اور
اللہ تعالے نے ان لوگون کے لیے اُنکے کفر کا عذاب دیا اور اسپر دوسرون کے روکنے کا عذاب دیا اور یہ بطریق شدت کے تکلیف کو
برداشت کرنے سے ہے یا پیروی کرنے والون کے عذاب سے گمراہ کرنے والون کا عذاب سخت ہے۔ زیادت عذاب کے بعض وجوہ
سلف سے مروی ہین از انجملہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آتشی بچھو ہونگے جنکے ڈنک مثل بلند درخت خرما کے ہونگے رواہ
ابو یعلی الموصلی رحمہ اللہ تعالے اور اُسی کے مثل براء بن عازب سے مرفوع روایت ہے کما اخرجہ الخطیب وغیرہ۔ سعید بن جبیر رحمہ اللہ
نے کہا کہ بڑے بڑے سانپ وبچھو ہونگے جنکے ایک مرتبہ کاٹنے وڈنک مارنے سے چالیس سال تک شدت درد [illegible]
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آتشی پانچ نہرین اللہ تعالے جلشانہ نے انپر جاری فرمائی ہین بعض سے دن مین اور [illegible]
انپر عذاب ہوگا رواہ ابو یعلی عنہ بنحوہ۔ اور ابن مردویہ نے بروایت جابر رضی اللہ عنہ کے مرفوع روایت [illegible]
جو عرش کے نیچے سے جاری ہوکر اہل جہنم کے سرون پر گرتی ہین تین نہرین بمقدار شب اور دو بمقدار [illegible]
عذاب فوق العذاب بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ بعوض اسکے جو فساد کرتے تھے یعنے [illegible]
کفر وشرک وصد عن السبیل کا عوض ہے۔ ابن کثیر رح نے لکھا کہ اسمین دلیل ہے کہ کافرون کے [illegible]
اہل الجنۃ کے لیے جنت مین ثواب کے منازل بلند ہین۔ پھر اللہ تعالے نے اُس روز کے [illegible]
وولایت کا اشہاد مکرر فرمایا [illegible]

Marfat.com

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ

اور جس دن کہ کھڑا کرینگے ہم ہر فرقے مین ایک بتانیوالا اُنھین مین کا اور تجھکو لاوینگے بتانے کو اُن لوگون پر

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً

اور اتاری ہم نے تجھپر کتاب بیان ہر چیز کا اور راہ کی سوجھ اور رحمت

وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ○

اور خوشخبری حکم بردارون کو

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یعنی مکرر پوری نصیحت کردے ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم کافرون کو کہ وہ دن یاد کرین جس دن ہم اُٹھاوینگے ہر گروہ مین ایک گواہ یعنے اس امت کا پیغمبر جو کہ ان لوگون کے اوپر گواہی دیگا حالانکہ وہ انھین مین سے ایک بشر ہوگا - اور بعض احادیث مین وارد ہی کہ کافر لوگ اپنے پیغمبر کے پیغام پہونچانے سے منکر ہونگے تو وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کو اپنا گواہ دیگا اور ظاہر ہی کہ آپ کی امت مین سے مقدم صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین ہین اور باقی اہل ایمان انکے اتباع قیامت تک ہین پس امت محمدی اپنے سے اگلون پر اور اپنے زمانہ والون یعنے قیامت تک کے کافرون پر سب پر گواہ ہی بالجملہ اس امت کو اللہ تعالے نے لوگون پر گواہ پیدا کیا ہی یعنے نہایت عادل متدین سچے چنانچہ قولہ تعالے کذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس یعنی یون ہی ہم نے تمکو ای امت محمد بنا دیا ہی امت عادل تاکہ تم ہوجاؤ گواہ لوگون پر پس یہ لوگ گواہی دینگے کہ ہم اللہ تعالے کے کلام پاک سے بالکل صحیح صحیح جانتے ہین کہ مثلا حضرت نوح علیہ السلام اور جملہ انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی امت کو اللہ تعالے کا پیغام صاف صاف سب اچھی طرح پہونچا دیا تھا - پھر اس امت کی عدالت پر وہ لوگ گواہی جاہینگے پس اکرم الخلق وسید الانبیاء حبیب رب العالمین محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تعدیل قبول ہوگی چنانچہ فرمایا - وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ اور ہم لاوینگے تجھکو ای محمد ان لوگون پر یعنی تیری پاکیزہ امت پر شَهِيْدًا گواہ یعنے عادل ہونے کی تصدیق کرنے والا - پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تصدیق فرماوینگے کہ یہ سب عادل ہین اور حق عزوجل کی طرف سے یہ شرف وکرامت خاص محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ہی اور آپ کی برکت سے پھر آپ کی امت کو ہی اور اُس دن ہر ایک مرتاہر ہوگا مگر کفار بقول شخصے ڈوبتا ایک تنکے کا سہارا ڈھونڈھتا ہی خالی یہی طریقہ اختیار کرینگے کہ گواہ ہون - ف - یہان چند مسائل فقہیہ ثابت ہوتے ہین اول یہ کہ قاضی کا کمال عدل یہ ہی کہ فریقین مین سے اگر کوئی نے عناد سے گواہ چاہے تو باوجود اپنے علم کے اُس سے گواہ طلب کرے اور تفصیل فقہ مین ہی - دوم یہ کہ تعدیل کرنے والا یعنے گواہ کو عادل بتلانے والا اگر ایک شخص عادل ہو تو کافی ہی اور اسی مذہب صحیح ہی اگرچہ دو ہونے مین زیادہ احتیاط ہی - سوم یہ کہ تعدیل کرنا بھی ایک طرح کی گواہی ہی - چہارم گواہ نے اگر اپنی آنکھ سے کسی امر کا مشاہدہ کرنے کے مثل تصدیق حاصل کی ہو جیسے امت محمدی نے قرآن پاک سے اگلے انبیاء علیہم السلام کے حق مین حاصل کی تو گواہی ادا کرنے کے وقت گواہ کی گواہی پر گواہ ہونا بھی صحیح نکلا اور یہی مذہب ہی - ششم قاضی حاکم کو چاہیے کہ فیصلہ کے وقت فریقین کو یکسان عزت وتکریم سے دیکھے اور دوسرا نہایت بد اور ذلیل ہو - ہفتم قاضی اپنے علم پر فیصلہ نہ کرے باستثنار بعض وجوہ سے جو اصول فقہ مین مذکور ہین - ف - اگر گواہ کے اعضاء وجوارح خود گواہ ہونگے تو باوجود ایسی حالت کے اُنکے واسطے گواہ دیے گئے ولی ہی اقرار کرنے کے بدون اقرار ظاہر ہوا تو اسکا اعتبار نہین ہی - ف - بعض مفسرین نے لکھا کہ ہٰؤلاء سے مراد

Marfat.com

انبیاے سابقین ہین یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان انبیا پر گواہ لائے جاوینگے ولیکن آیات
ہین جو اول مذکور ہوئے۔ اور یہان کئی امور ثابت ہوئے اول یہ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو اللہ تعالے
صحابہ عادل ہین اُنکے حق مین جو کوئی بُرا کلام کرے وہ فاسق بدکار جہنمی ہی اور بعضی صورتون مین کافر ہوجاتا ہی
علیہ وسلم کی بزرگی تمام خلق پر ظاہر ہوئی اور یہ کہ آپ کی امت سب امتون پر افضل ہی اور یہ صریح قولہ تعالے
الآیہ مین بیان ہی اور صحابہ رضی اللہ عنہم راس الامۃ ہین پس سب سے مقدم وہی ہین پھر یہ بیچے اور لوگ ہین اور یہی ظاہر کرتا ہی
متقی سے اگر کبھی کوئی گناہ سرزد ہوجاوے اور وہ جان جاوے اور توبہ کرے تو قابل ہی اور یہ شرط نہین کہ کبھی اُس سے
ولیکن وہ جان بوجھکر اصرار نہ کریگا اور نہ توبہ مین تاخیر کریگا اور یہ ضرور ہی کہ اُسکے نزدیک وہ بات گناہ ہو مثلاً ایک شخص جانتا ہی
مباح ہی اور دوسرا اعتقاد کرتا ہی کہ وہ حرام ہی تو اُسکے جاننے سے پہلا شخص فاسق نہین ہی اور اگر وہ خود جانکر پیتا ہی تو گنہگار ہی پھر
واضح ہو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تمام امت محمدی جو آپ کی سنت پر مستقیم ہی جس معنے سے اس فضیلت کے لائق ہی وہ حقیقت مین
اللہ تعالی کا فضل ہی لیکن منجملہ اسباب ظاہری کے ایک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دوم قرآن ہی چنانچہ اشارہ فرمایا وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ
الْكِتٰبَ اور ہم نے اُتاری تجھپر اے محمد کتاب یعنی قرآن۔ تِبْيَانًا صاف واضح بیان۔ لِّكُلِّ شَيْءٍ اور ہر ایک چیز
کے واسطے وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ اور ہدایت و رحمت و بشارت واسطے ان بندون کے
جو فرمانبرداری کرنے والے ہین۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ قرآن ہر چیز کا صاف بیان ہی ولیکن ہمارا علم اس سے
قاصر ہی اور دوسری روایت مین فرمایا کہ جو کوئی علم چاہے قرآن مین تلاش کرے کہ اسمین اگلون پچھلون سب کا علم ہی کرخی رحمہ اللہ تعالے
نے کہا کہ ہر چیز کا بیان قرآن مین اسطرح ہی کہ یا تو خود قرآن مین مذکور ہی یا حدیث پر حوالہ ہی بقولہ تعالے ما اٰتاکم الرسول فخذوہ الآیہ یعنی جو کچھ
رسول دے وہ لو اور جس سے منع فرماوے اُس سے بچو اور یا اجماع امت پر حوالہ ہی چنانچہ مومنین کی راہ سے انحراف کرنے پر عذاب دینا
بقولہ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ الآیہ۔ یا اعتبار کرنے کا حکم دیا وہ قیاس ہی پس جملہ علوم شرعیہ اسمین آگئے۔ مصنف رحمہ اللہ تعالے
کہتا ہی کہ اس بیان سے احکام شرعیہ کا علم البتہ قرآن سے ثابت ہوا اور مجاہد رحمہ اللہ تعالے سے بھی روایت ہی کہ کل حلال و حرام کا
اسمین علم ہی ولیکن شیخ امام حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے ذکر کیا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے واسطے اس
قرآن مین ہر علم و ہر شی بیان کی گئی ہی پھر لکھا کہ یہی قول زیادہ شامل و عام ہی کیونکہ قرآن ہر علم نافع کو سابق و لاحق سے شامل ہوا اور ہر حلال
و حلال کے احکام کو اور جسکی طرف لوگون کو احتیاج ہی امر دنیاوی ہو یا دینی ہو اسمین بیان ہی اور لکھا کہ امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالے
نے سب کا بیان بجوالہ سنت شامل کیا ہی۔ اور مصنف رحمہ اللہ تعالے کہتا ہی کہ حق یہ ہی کہ جیسے آدمی خود جانتا ہی کہ ایک کتاب مین ایک [illegible]
موجود ہوتا ہی مگر کم فہمی کی وجہ سے وہ اُسکو نہین سمجھ سکتا اسی طرح ابتدائی لیاقت آدمی کی ایسی ہوتی ہی کہ اُسکو قرآن سے [illegible]
نہین سمجھ مین آتے ہین اور جب قلب پاکیزہ و منور ہوتا جاتا ہی وہ سمجھتا جاتا ہی اسی طرح ولی کامل جو کچھ قرآن سے [illegible]
اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کلام سے بھی یہی ثابت ہوتا ہی کہ قصور فہم سے بہت کچھ نہین سمجھا جاتا [illegible]
نے بھی اشارہ فرمایا کہ الا فہما اعطی الرجل فی القرآن۔ یعنی میرے پاس البتہ ایک سمجھ ہی جو آدمی کو قرآن کے [illegible]
قولہ تعالے ولا حبۃ فی ظلمات الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب الآیہ کی تفسیر مین کچھ تفصیل ذکر کردی [illegible]

Marfat.com

الآیہ۔ واضح ہو کہ اللہ تعالے نے مخلوق کو پیدا فرماکر انمین باہم تفصیل و مراتب مقرر کیے پس رسولون کو
انبیاء پر شاہد کیا پس تمام مخلوقات کے روبرو اولیاء پر انبیاء یہ گواہی دینگے کہ خالص توحید والے اور سچی
اور ہمارے رسول مقبول حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو شاہد صادق فرمایا کہ آپ سب پر گواہ ہوئے یعنے اپنی
کتاب والے اولیاء پر جو کہ اگلون پر گواہ تھے پس کوئی وہم نہ رہا کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم انمین موجود تھے اور صریح آیات
سے شاہد ہے کیونکہ قولہ تعالے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ اور قولہ تعالے اولئک ہم الصادقون۔ اور قولہ اولئک ہم المومنون حقا۔
اور قولہ والذین معہ اشداء علے الکفار رحماء بینہم الآیہ اور مانند اسکے آیات آپ پر نازل ہوئی ہین ولہذا فرمایا قولہ وانزلنا علیک الکتاب
تبیانا لکل شیئ۔ پس کتاب مین برحق و باطل کا بیان واضح ہو انمین صدیق و منافق کی تمیز بیان ہو وہ اللہ تعالے کی طرف سے روشن چراغ ہو
کہ راہ راست صاف واضح ہوتی ہو اور حقیقت و معرفت اس سے روشن ہو اُسکے نور سے ہر طالب صادق اوہام و شکوک سے نکلکر نورین
جاتا ہو وہ خطاب حبیب اے الحبیب ہو اُسکے عجائب بے انتہا ہین اور اُسکے علوم قدیم و اسقدر ہین کہ تمام درخت اگر قلم ہون اور تمام
سمندر روشنائی ہون تو اُسکے عجائب علوم کو نہین ختم کرسکتے ہین وقد قال تعالے قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی الآیہ۔ وقال لو ان ما فی
الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ الآیہ۔ پس جو شخص تابع سنت مستقیم ہوا اُس نے بہت بڑا حصہ پایا۔ جو جانی رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا
کہ مخلوق سب باہم بعض پر بعض شاہد ہین اور امت محمدی تمام انبیاء کی طرف سے اُنکی سب امتون پر شاہد ہین اور آنحضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم فقط
اکیلے اللہ تعالے کے یہان عدالت ظاہر کرنے والے اور بالکل مقبول ہین پس جس شخص کو آپ نے مقدم کیا وہ مقدم ہو اور جسکو موخر کیا وہ
پیچھے رہا اور جس نے آپ کا دامن پکڑا اُسکو نجات ہو اور جس نے آپ سے خلاف کیا وہ برباد گیا۔ واسطی رحمہ اللہ تعالے نے کہا
کہ کتاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی اور آپ کو خطاب کیا پس اشارت ہو کہ آپ ہی اس خطاب کے واسطے لائق ہین اور
باقیون کو خطاب آپکی پیروی مین ہو کہ آپ کے بیان سے سمجھین اور مراد الٰہی عزوجل کو پہچانین۔ شیخ ابو عثمان مغربی نے فرمایا کہ
کتاب پاک مین ہر چیز کا واضح بیان ہو اور بیان کرنے والے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہین۔ شیخ نے لکھا کہ اسمین علوم صفات و نعوت
و اسماء ہین کہ تمام مخلوقات کو حاوی ہین اور بیان طریقہ معرفت صفات و نعوت اسی مین ہو پس اہل ایمان کے لیے ہادی طریق معارف ہو
اور رحمت بین معنے کہ اولیاء کو خطاب محبت سے لطائف و الطاف کے ساتھ سرفرازی ہو اور اہل محبت کو اُسکے خطاب و سماع سے
محبت تامہ و رحمت کافیہ ملتی ہو اور بیشرے ہو کہ ہر صاحب سعادت اپنی سرفرازی کی بشارت پاتا ہو اور اُسکے سامنے سر جھکا کر اپنی
سرفرازی کی بشارت دیکھتا ہو اور وہ رضوان الٰہی ہو وقال تعالے ورضوان من اللہ اکبر۔ پھر اللہ تعالے نے عموماً عدل و احسان کا خطاب
سب کو کیا و لیکن درحقیقت لائق انمین کو فرمایا جنھون نے نصیحت کو سُنا اور وہ امت عادل یعنی آنحضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے
سنت مستقیم ہین اسطرح کہ عدل و احسان و ترحم کرین و حسد و خطوط نفسانی ممنوعات شرعیہ سے بچین قال تعالی

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآیِٔ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ

اللہ حکم کرتا ہو انصاف کو اور بھلائی کو اور دینے کو ناتے والے کے اور منع کرتا ہو بیحیائی کو

وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۝

اور نامعقول کام کو اور سرکشی کو تمکو سمجھاتا ہو شاید تم یاد رکھو

Marfat.com

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ اللہ تعالے حکم فرماتا ہی یعنے ہمیشہ اپنے بندون کو حکم دیتا ہی بِالْعَدْلِ [illegible]
عدل پر قائم رہین وَالْاِحْسَانِ اور احسان کے ساتھ یعنے ہمیشہ احسان پر ثابت رہین [illegible]
مین علماء کے اقوال مین - علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ عدل یہ ہی کہ لا الہ الا اللہ [illegible]
یقین کرین کہ اللہ تعالے کے سواے کوئی آلہ نہین ہی وہی زبان سے ادا کرینگے - احسان [illegible]
کہا کہ عدل فرائض ہین اور احسان نوافل ہین - سفیان بن عیینہ نے کہا کہ عدل اس مقام پر یہ ہی کہ جو کام [illegible]
ظاہر و باطن یکسان ہو اور احسان یہ ہی کہ ظاہر سے باطن عمدہ ہو - بعض نے کہا کہ عدل توحید ہی اور احسان [illegible]
کہا کہ عدل یہ کہ شرک چھوڑے اور احسان یہ کہ اللہ تعالے کی بندگی اسطرح کرے گویا اُسکو دیکھتا ہی اور بعض نے کہا کہ [illegible]
بعض نے کہا کہ عدل تو افعال مین اور احسان اقوال مین ہی پس وہی کرے جو عدل ہو اور وہی کہے جو نیک ہو - لغت مین [illegible]
کے ہین یعنے دونون جانب برابر رہین نہ حد سے بڑھے اور نہ گھٹے - اور واضح ہو کہ ان اقوال مین کچھ اختلاف [illegible]
عدل سے اعتقاد و افعال و اقوال سب مین درجۂ اعتدال ہی یعنے ہر ایک چیز کو اُسکی حد پر رکھے اور اس سے [illegible]
کہا گیا کہ عدل یہ ہی کہ ہر چیز کو اُسکے موقع پر رکھے - پس اللہ تعالے عزوجل جامع صفات کمال و خالق ذوالجلال [illegible]
شرک کرنا خلاف عدل ہی اسی واسطے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اسکی تفسیر کلمۂ توحید سے کی [illegible]
خلاف ہی کہ اُسکی الوہیت کے ساتھ شرک کیا جاوے پس اُسکی شان مین بے ادبی ہوگی اور جن بتون وغیرہ کے واسطے کوئی ایسی بات
ثابت کی جو اللہ تعالے ہی کے واسطے ہی تو اُنکو حد سے بڑھایا مگر اُسکے بڑھانے سے وہ نہین بڑھ سکتے اور یہ خود کافر ہوا - اسی طرح
اعمال شرع مین فرائض مقدم پھر نوافل ہین اور معاملات دنیاوی مین عدل مقدم ہی و قال تعالے اعدلوا ہو اقرب للتقوے -
چنانچہ اگر اپنا عزیز قریب بھی ہو یا مقابل مین دشمن بھی ہو تب بھی نفس کی پیروی نہ کرے بلکہ عدل کے ساتھ جو حق ہو حکم کرے اور جب یہ بات
معلوم ہو گئی تو صاف ظاہر ہو گیا کہ عدل کے بیان مین جو اقوال ہین سب صحیح ہین اور سب سے اعلے عدل اپنے رب عزوجل کی شان
مین لا الہ الا اللہ کا اعتقاد ہی اور پھر درجہ بدرجہ فرائض عبادات مین و عام سلطنت کے معاملات و خاص شہر و محلہ و دوستون کے
معاملات مین پھر سب سے زیادہ خاص اپنے گھر والون و اپنے نفس کے معاملات مین رعایت عدل ہی اور واضح ہو کہ اگر کسی شخص سے مثلاً
کام لیا اور اُسکا حق بلحاظ عدل کے روپیہ مین چودہ آنہ ہین مگر تم نے اُسکو پورا روپیہ دیدیا تو عدل سے خلاف نہین بلکہ عدل کے
ساتھ کچھ احسان ہی اور اگر یہ دو آنہ کسی عزیز قرابت والے کی محتاجی کے باوجود غیر کو دیدیے کہ قریب کے واسطے باقی نہ رہا [illegible]
خلاف عدل ہو گیا اور اسی طرح اگر کسی نے خطا کی اور تمکو اُسکی سزا دینے کی قدرت ہی مثلاً اُس نے کوڑا [illegible] اور تم نے [illegible]
عوض مین ایک کوڑا مارنا عدل ہی ولیکن عفو کر دینا احسان ہی لہذا شیخ امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے [illegible]
عدل کا یعنے انصاف کا حکم دیا اور احسان کی طرف رغبت دلائی جیسے قولہ تعالے فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ [illegible]
مین ہی اور قولہ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفا و اصلح فاجرہ علے اللہ مین اور مانند اسکے آیات [illegible] عدل کے [illegible]
فضیلت کا بیان ہی - اور حدیث مین عبادت کا مرتبہ احسان اسطرح مذکور ہی کہ ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ [illegible]
یعنے ہر حال مین اللہ تعالے کی بندگی اسطرح کرے کہ گویا تو اُسکو دیکھتا ہی سو اگر تو نہین دیکھے تو وہ تجھکو دیکھتا ہی - بالجملہ [illegible]

[illegible] عدل ہو دوم احسان ہو اور سوم وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی یعنی ناتے دارون کے ساتھ
[illegible] فرماتا ہو پس بحسب قدرت آدمی اپنے قرابت والون کو دیوے۔ بعض نے زعم کیا کہ جو حاجت انکو پیش آوے
[illegible] محتاج قریب کا نان نفقہ واجب ہو اور بعض صلۃ الرحم مستحب ہو اور اسی قسم سے کوئی تحفہ بھیجنا اور
[illegible] الفت رکھنا حتے کہ زبان سے انکے ساتھ نیک گفتگو و خندہ پیشانی سے ملاپ رکھنا جیسے عام مسلمانون کے
[illegible] اولے اہل قرابت کے ساتھ ہو اور اعلے درجہ اعطا ہو اور سب کو شامل یہ کلام ہو کہ آتِ ذالقربے حقہ۔ یعنی قرابت
[illegible] حق ادا کرنا چاہیے ہر چند کہ عدل و احسان مین یہ بھی داخل ہو ولیکن زیادہ اہتمام کے واسطے اسکو بیان کر دیا۔ اور
حدیث صحیح مین ثابت ہو کہ رحم کا نام اللہ تعالے نے اپنے پاک نام الرحمن سے مشتق فرمایا جو رحم کو ملائے رکھے اللہ تعالے اسکو ملاوے
اور جو رحم یعنے ناتے کو کاٹے اللہ تعالے اسکو اپنی رحمت سے منقطع کرے۔ پھر جن چیزون سے اللہ تعالے نے منع فرمایا وہ بھی تین ہین
[illegible] تعالے وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ یعنے اللہ تعالے منع فرماتا ہو فحشا و منکر و بغی سے پس فحشاء
وہ بدکاریان جو کرنے والے سے ظاہر ہو جاوین پوشیدہ نہ رہین اور شرع نے اسکو معصیت قرار دیکر انکار کے ساتھ منع فرمایا ہو اور
منکر وہ معاصی و بدکاریان جو پوشیدہ رہی ہون اور دوسری آیت مین فرمایا قل انما حرم ربی الفواحش ما ظہر منہا و ما بطن۔ یعنے ای محمد
صلے اللہ علیہ وسلم کہدے کہ میرے رب عزوجل نے تو فواحش سے قطعی منع کر دیا ہو جو انمین سے ظاہر ہون اور جو باطن ہون یعنی فحشاء سے
اور منکرات سے دونون سے قطعی منع کیا جسکو شرع مین حرام کہتے ہین۔ یعنے اگرچہ انھین معاصی مین داخل ہو ولیکن بنظر اہتمام اس سے
منع فرمانے مین تخصیص کی گئی کیونکہ حدیث مین ثابت ہو کہ بغی اور ناتا کاٹنے سے بڑھکر کوئی گناہ اسکا زیادہ سزاوار نہین ہو کہ اللہ تعالے
دنیا مین بھی اسکی عقوبت گنہگار کو پہونچاوے مع اس عذاب کے جو گنہگار کے لیے آخرت مین رکھیگا ذکرہ الشیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے پھر
بغی کی [illegible] اقوال ہین بغی بقولے تکبر اور بقولے ظلم اور بقولے حقد (کینہ ۱۲) اور بقولے تعدی یعنے دوسرے پر حد سے تجاوز کرنا اور حقیقی
[illegible] ہین کہ حد سے تجاوز کرنا پس جملہ معاصی مذکورہ اسمین شامل ہین اور بدلیل قولہ تعالے انما بغیکم علے انفسکم۔ یعنے لوگو تمھاری بغاوت کا
[illegible] گناہ سب سے زیادہ بدتر ہو اور مترجم کہتا ہو کہ گویا بغی سے تمام معاصی کا احاطہ کر دیا جیسے عدل سے تمام نیکیون کا
[illegible] عدل سے احسان مین فضیلت ہو لہذا عدل کے بعد احسان کو ملا دیا اور معاصی مین بغی سے فواحش مین زیادتی ہو
[illegible] پہلے منع کر کے بغی سے ممانعت فرمائی۔ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ [illegible] تمکو ان اوامر و نواہی کے
[illegible] تاکہ یہ نتیجہ ہو کہ تم ہوشیار ہو جاؤ۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے ذکر فرمایا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ
[illegible] سب سے زیادہ جامع آیت قرآن کی سورہ نحل مین ان اللہ یامر بالعدل الآیہ ہو رواہ ابن جریر اور قتادہ رح نے اس
[illegible] جاہلیت والے یعنے اسلام سے پہلے عرب جس نیک کام کو کرتے اور اچھا سمجھتے اسکا اللہ تعالے نے حکم دیا ہو اور ہر بدکام
[illegible] اس سے منع فرمایا ہو مترجم کہتا ہو کہ مراد یہ ہو کہ اسلام نے انکی خوبیون مین سے کوئی ضائع نہین کی بلکہ بے شمار
[illegible] جس سے وہ واقف بھی نہ تھے اور جن امور کو وہ برا جانتے تھے انسے تو اللہ تعالے نے منع فرمایا ہو کوئی برائی مشروع
[illegible] کو بالکل قطع کر دیا یعنے بعض امور کو وہ لوگ بسبب جہالت کے برا نہ جانتے تھے ان سب سے منع کر دیا پھر قتادہ
[illegible] اللہ تعالے نے کمینہ اخلاق و مذموم خصائل سے منع کیا ہو قال الشیخ اور حدیث مین بھی ہو کہ ان اللہ تع

Marfat.com

یحب معالی الاخلاق ویکرہ سفسافہا۔ یعنے اللہ تعالے اخلاق بلند و بزرگ کو دوست رکھتا ہی [illegible]
اور امام حافظ ابو یعلی الموصلی رحمہ اللہ تعالے نے کتاب معرفۃ الصحابہ مین لکھا کہ حدثنا ابوبکر محمد بن [illegible]
حدثنا الحسین بن داؤد المنکدری حدثنا عمر بن علی المقدمی عن علی بن عبد الملک بن عمیر عن [illegible]
یعنی جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت رسالت کی خبر اکثم بن صیفی کو پہونچی یعنے عرب کے [illegible]
کی خدمت مین خود آوے مگر اُسکی قوم نے اُسکو نہ چھوڑا اور کہا کہ آپ اس ملک کے اکابر مین سے سب [illegible]
ہم یہ خفت پسند نہین کرتے کہ تم خود وہان جاؤ تو اکثم نے کہا کہ تو پھر میری طرف سے ایسا شخص جاوے کہ [illegible]
پس دو شخص اُٹھ کھڑے ہوئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا کہ ہم لوگ اکثم بن صیفی کی طرف سے [illegible]
پیغام لائے ہین وہ پوچھتا ہی کہ تم کون ہو اور کیا چیز اپنے پاس رکھتے ہو پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے پوچھتے ہو تو مین
محمد بن عبد اللہ ہون اور میرے پاس کیا ہی تو مین اللہ تعالے کا بندہ اور اُسکا رسول ہون اور یہ آیت پڑھی ان اللہ یامر بالعدل
والاحسان آخر تک۔ وہ لوگ بولے کہ مکرر پڑھ دیجیے پس آپ نے کئی بار پڑھی یہانتک کہ اُنھون نے یاد کر لی اور واپس ہو کر اکثم
کے پاس پہونچے اور کہا کہ ہم نے اُسکا نسب پوچھا تو اُس نے بڑائی نہین بیان کی مگر ہم نے پایا کہ وہ اشرف قوم قریش مین سب سے
زیادہ پاکیزہ نسب ہی اور مضر مین سب سے شریف ہی اور اُس نے ہمکو چند کلمات سُنائے ہم نے یاد کر لیے اور وہ یہ ہین جب اکثم نے
یہ آیت سُنی تو کہا کہ مین نے جان لیا کہ وہ بزرگ اخلاق کا حکم فرماتا ہی اور مذموم اخلاق سے منع فرماتا ہی یعنے کلام انتہاے بلاغت مین ہی
پس تم لوگ اُسکی پیروی مین سر بنو اور اس سے خلاف و بچھڑنے مین دُم نہو یعنے جلدی کر کے اُسکی پیروی مین سرون کے قائم مقام
ہو اور پیچھے رہ جانے سے دُمون کی جگہ ہو جاؤ۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالے نے اس آیت کریمہ کی شان نزول مین ایک حدیث
روایت کی کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک روز اپنے مکان کے سایہ مین بیٹھے تھے
کہ اُدھر سے عثمان بن مظعون گزرے اور یہ اُسوقت تک اسلام نہین لائے تھے آپ نے فرمایا کہ ای عثمان بیٹھتا نہین ہی عثمان نے کہا کیون
نہین پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گئے اور باتین کرنے لگے ناگاہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی نگاہ آسمان کو
بلند کر لی اور برابر نظر لڑائے رہے اور پھر نظر کچھ جھکاتے گئے یہانتک کہ جھکاتے جھکاتے اپنے دائین جانب زمین پر ٹھہرائی اور عثمان
کی طرف پھر کر دائین جانب جدھر نظر تھی متوجہ ہو گئے اور ایک حالت طاری ہوئی اور گویا آپ کچھ سُنتے ہین پھر وہ حالت رفع ہوئی
اور آپ نے پھر نظر آسمان کی طرف اُٹھانا شروع کی یہانتک کہ بالکل بلند ہو گئی پھر اُسکے بعد عثمان کی طرف متوجہ ہو کر باتین کرنے لگے
بعد اسکے عثمان نے کہا کہ آج مین نے آپ کی ایسی حالت دیکھی کہ کبھی اور مجھے اتفاق نہین ہوا تھا اور یہ حالت بیان کی [illegible]
کہ ہان میرے پاس میرے رب عزوجل کا بھیجا ہوا آیا تھا۔ عثمان نے کہا کہ اللہ کا رسول آیا آپ نے فرمایا کہ ہان تو پوچھا کہ کیا پیغام لایا
آپ نے فرمایا کہ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان آخر تک آیت پڑھی عثمان بن مظعون کہتے ہین کہ یہی وقت [illegible]
نور نے دخل کیا اور ایمان کی جڑ قائم ہو گئی اور میری نظر مین محمد صلے اللہ علیہ وسلم محبوب ہو گئے۔ قال الحافظ ابن کثیر اسکی اسناد [illegible]
متصل حسن ہی اور راویون مین علے الاتصال ایک دوسرے سے سننا مذکور ہی یعنے راوی سب ثقہ [illegible]
اسی حدیث کو مختصر کلام مین ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہی اور امام احمد نے ابن ابی العاص الثقفی سے روایت کی کہ [illegible]

Marfat.com

[illegible] اس سورہ کے اس مقام پر رکھون تعال و اسنادہ لاباس بہ۔ اور معالم وغیرہ مین ہی کہ ابن عباس
[illegible] سب سے بزرگ آیت قرآن مین اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم ہی اور بھلائی و برائی کے بیان مین زیادہ جامع آیت
[illegible] ان اللہ یامر بالعدل الآیہ ہی اور اللہ تعالے پر سب کام سونپ دینے اور بھروسا کرنے کے لیے سب سے
[illegible] یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب الآیہ ہی اور سب سے زیادہ امیدواری کی آیت قولہ یا عبادی الذین
[illegible] لا تقنطوا الآیہ ہی شیخ جلال سیوطی رحمہ اللہ تعالے نے اتقان مین بھی اس مضمون کو ذکر فرمایا ہی۔ حاکم نے
[illegible] عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ بھلائی و برائی کے بیان مین سب سے زیادہ جامع آیت یہ ہی ان اللہ
[illegible] اور بیضاوی رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ اسی آیت کے سبب سے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ایمان لائے
[illegible] اگر قرآن پاک مین کوئی اور آیت سواے اس آیت کے نہوتی تو بھی صادق ہوتا کہ قرآن مجید تبیان لکل شیئ و ہدے و رحمۃ ہی
[illegible] قولہ تعالے ان اللہ یامر بالعدل والاحسان الآیہ۔ واضح ہو کہ اللہ تعالے نے اپنے بندون کو دعوت فرمائی کہ
[illegible] رب کریم کی صفات سے آراستہ ہون ازانجملہ عدل و احسان و شفقت و رحمت و قدس و طہارت ہر ایسی چیز سے جو
[illegible] نہین ہی کیونکہ حق تعالے وہی عادل و محسن و الرحمن و الرحیم ہی ظالم نہین بلکہ اُسکی شان مین ظلم متصور ہی نہین ہی اور وہ
[illegible] پاک ہی پس جس بندے کو اُس نے ان صفات کے انوار سے لباس دیا وہ بھی اس نور کے سبب سے عادل محسن مہربان
[illegible] ظاہر صادق حبیب ولی محبوب مراد و مرید ہو جاتا ہی اور اللہ تعالے اُسکو محفوظ فرماتا ہی پس جب وہ عدل کرتا ہی تو اول اپنے
[illegible] کے ساتھ اسطرح عدل کرتا ہی کہ نفس کو شرک سے دور کرتا ہی اور شک اُس سے دفع کرتا ہی اور سواے خدا کے غیر پر نظر نہین رکھتا
[illegible] عبادت کا عوض نہین مانگتا اور دوم وہ اپنے اور دوسرے بندون کے درمیان خود انصاف کرتا ہی اسطرح کہ دوسرون کا عیب
[illegible] دیکھتا بلکہ ہر حال مین اپنا عیب دیکھتا ہی اور بندون کے درمیان انصاف کا برتاؤ کرتا ہی اور احسان اسطرح کہ بحسب توفیق و
[illegible] احسان کرتا ہی بلکہ جس نے اُسکے ساتھ بدی کی اُسکے ساتھ بھی احسان کرتا ہی اور اپنے رب عزوجل کی عبادت اسطرح کرتا ہی
[illegible] دیکھتا ہی اور غیب اُسکے روبرو حاضر ہی اور نعمتہاے دنیاوی و دینی دونون مین اہل قرابت کا لحاظ رکھے چنانچہ معرفت
[illegible] اہل قرابت کی رعایت چاہیے جبکہ اُنکو ارادت صادقہ ہو اور مسلمانون مین سے جاہلون پر ترحم و شفقت رکھے
[illegible] نفس کو فواحش سے روکے اور منجملہ فواحش باطنہ کے دعوی انانیت ہی جیسے ہوا و شہوات ظاہرہ ہین پھر نفس کو ظلم سے روکنا
[illegible] سے بھی ہی کہ بغاوت نہ کرے یعنے عبودیت سے اُسکو سرکشی و تکبر نہو اور اولیاء اللہ کے قدمون کی خاک جہان ہو وہان اپنے
[illegible] کے ساتھ اللہ تعالے کی یاد کرے تاکہ اُسکو طمانینت ہو اور عظمت و جبروت و ملکوت الٰہی عزوجل سے
[illegible] جانتا رہے کہ حق عزوجل ہر ذرہ کو محیط اور تمام مخلوق اُسکی عظمت کے سامنے فنا ہی۔ ساوی رحمہ اللہ تعالے نے کہا
[illegible] مقابلہ ہو بلکہ عدل یہ ہی کہ ہر حال مین ہمیشہ سے منت اللہ تعالے کی طرف سے جانے اور
[illegible] کے ساتھ مستقیم رہے اسی واسطے کہا گیا کہ لوگو استقامت پر رہو مگر اُسکو شمار مت کرو۔ بعض مشائخ نے
[illegible] آدمی اُسکی استطاعت نہین رکھتا کیونکہ حق تعالے عزوجل فرماتا ہی ولن تستطیعوا ان تعدلوا۔ اور
[illegible] اپنے رب کی نعمتون کے درمیان عدل کرے کیونکہ ہزارون نعمتین ہر دم ہر سانس مین لیتا ہی مگر اُسکی

Marfat.com

حکمتون و نصیحتون کو جو بڑی نعمتین ہین ضائع کرتا رہتا ہی اور شکر ندارد۔ اور کہان عدل ہوا کہ [illegible]
طاعت سے سکوت کرے اور ٹھہرے جو تجھپر انعام کرنے سے کسی دم توقف نہین فرماتا ہی اور [illegible]
قائم رہے یعنے اللہ تعالے کی عبادت اسطرح کرتا رہے جیسے اُسکو دیکھتا ہی چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ [illegible]
ہی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی مروی ہی کہ تم لوگ استقامت پر رہو مگر اسکو شمار مت کرو۔ [illegible]
نہین کہ خلق کے درمیان عدل کرے پھر کہان وہ اپنے اور اپنے رب تعالے کے درمیان عدل مرعی رکھ سکتا [illegible]
کہ شریعت کی اہانت کرے یعنے شریعت کے احکام ادب کے ساتھ حتے الوسع ادا کرنے مین بے پروائی کرے اور [illegible]
مین اصرار ہو یعنے نادانی سے اگر ہو گیا تو فوراً ہوشیار ہو کر اُس سے توبہ کرنی چاہیے اور ندامت دل سے بُرا جانکر [illegible]
قصد مصمم ہو اور جس نے ایسا نہ کیا اس نے اصرار کیا۔ اور البغی یہ ہی کہ بندون پر ظلم کرے اور اپنے اوپر ظلم کرے اور جس [illegible]
ظلم کیا اُس نے اپنے اوپر پہلے کیا اور ظاہر ہی کہ اپنے اوپر ظلم کرنا نہایت قبیح ہی۔ شیخ واسطی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ عدل یہ ہی کہ بندہ
اپنے رب عزوجل کے سواے دوسرے کسی سے موافق نہو اور اپنی حد کے سواے دوسری حد کو نہ دیکھے۔ اقول یعنے اللہ تعالے کی
شریعت و احکام پر ہر حال مین موافقت کرنا یہی اللہ تعالے سے موافقت ہی اور خلاف کرنا مخالفت ہی تو مخالفت مین اپنے نفس کی خوشی
یا شیطان کی موافقت ہی اور اُسکو چاہیے کہ اپنی حد سے تجاوز نہ کرے وقد قال تعالے ومن یفعل ذلک فقد ظلم نفسہ۔ وقال تعالی حرث
قوم ظلموا انفسہم۔ وقال تعالے ولکن کانوا انفسہم یظلمون۔ پھر شیخ واسطی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ احسان یہ ہی کہ ہر نیکی اللہ تعالے ہی
کی طرف سے دیکھے اُسکے سواے کسی کیطرف سے نہ دیکھے اور ایتاء ذی القربے پس اللہ تعالے کے واسطے جان فدا کرنا کہ تو اسی کا اور اُسی
کے ساتھ قائم اور اُسی کیطرف راجع ہی اس حق مین مخصوص ہی اور اُسی کے لیے اہل قرابت جسمی کو دینا چاہیے کہ رحم کا اشتقاق اُس نے
اپنے نام سے فرمایا ہی۔ فحشاء مین سے افحش یہ ہی کہ اشیاء کی اضافت سواے حق تعالے کے غیرون کی طرف کرنا کہ وہ اسکا مالک ہی
اور یہ اُس نے بنائی پاکی ہی کیونکہ مالک و موجد وہی ہی اور المنکر مین سے زیادہ منکر یہ ہی کہ اشیاء کو اللہ تعالے
عزوجل کی سواے غیر کی طرف سے یا غیر کے واسطے دیکھے یعنے نظر عقلی مین ہر چیز کو اللہ تعالے جل شانہ کے واسطے
دیکھے اور زبانی محاورہ کا کچھ اعتبار نہین ہی اور بغی مین سے زیادہ قبیح یہ ہی کہ عقل و اسباب پر نظر کرکے [illegible]
خصومت و محبت ہو لعلکم تذکرون۔ یعنے اُسکا فضل و انعام ایک کامل قدرت تمام احسان کے ساتھ تمکو معلوم ہو [illegible]

عدل کے وفاے عہد ہی قال تعالے

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ

اور پورا کرو قرار اللہ کا جب آپسمین قرار دو اور نہ توڑو قسمین پکی کیے پیچھے

جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ

کرکر اللہ کو اپنا ضامن اللہ جانتا ہی [illegible]

نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ

کہ توڑا اُسنے اپنا سوت کاتا محنت کیے پیچھے ٹکڑے ٹکڑے کہ ٹھہرا کر اپنی قسمین [illegible]

Marfat.com

[illegible] إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ ۚ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

[illegible] تو یہ اللہ پرکھتا ہے تمکو اس سے اور آگے کھول دیگا اللہ تمکو قیامت کے دن

مَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝

جس بات مین تم پھوٹ رہے تھے

وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ یعنی جو کچھ اللہ تعالے کے ساتھ عہد کرو اسکو پورا کرو۔ بعض مفسرین نے کہا کہ مراد اس سے وہ عہد ہے [illegible] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسلام پر ثابت و قائم رہنے مین کیا تھا ولیکن ظاہر یہ ہے کہ بیعت اسلام و جملہ عہود سب کو شامل ہے [illegible] عہد ازل مین اللہ تعالے کی توحید کا اور شرک نہ کرنے کا اور رسولون پر ایمان لانے کا واقع ہوا اسکو بھی شامل ہے اور [illegible] اسی دلیل سے ہے۔ بالجملہ عموم عہود کے پورا کرنے کا حکم دیا پھر قسم نہ توڑنے کا حکم دیا بقولہ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا اور مت توڑو قسمون کو بعد انکے موکد ہو جانے کے۔ قرطبی رحمہ اللہ تعالے نے بعض سلف سے حکایت کی [illegible] قسم کی اسطرح ہوتی ہے کہ ایک بار قسم کھاوے پھر دوبارہ قسم کھاوے اور اگر ایک ہی بار قسم کھائی تو کفارہ نہین ہے ولیکن یہ قول خلاف اجماع ہے بلکہ توکید قسم یہی ہے کہ اللہ تعالے کے نام پاک کے ساتھ قسم کھائے بکفالت چنانچہ فرمایا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا اور حال یہ کہ تم نے اللہ تعالے کو اپنے اوپر کفیل کر لیا ہے۔ یعنے مثلاً قسم کھائی کہ مین تیرے ساتھ اسطرح برتاؤ کرونگا اور میرے قول پر اللہ تعالے کفیل ہے۔ پس قسم مؤکد ہو گئی۔ پس معنی یہ ہین کہ مؤکد قسم توڑنے مین زیادہ گناہ ہے بہ نسبت غیر مؤکد توڑنے کے [illegible] مراد نہین کہ غیر مؤکد قسم کو توڑنا جائز ہے کیونکہ قولہ تعالے واحفظوا ایمانکم۔ یعنے اپنی قسمون کی حفاظت کرو یعنے مت توڑو۔ ہر ایک قسم کو شامل ہے اور بعض علماء نے کہا کہ جو قسم اللہ تعالے کے نام ذاتی یا صفتی کے ساتھ ہو وہ مؤکد ہو گئی پس کفیل وغیرہ سے تاکید ضروری نہین ہے ہان اس سے تغلیظ ہو جاتی ہے ولیکن اظہر یہی ہے کہ تاکید ہو جاتی ہے۔ واضح ہو کہ بدلالت بعض آیات اور احادیث کے علماء نے تصریح کر دی ہے کہ آدمی حلاف یعنے بہت قسمین کھانے والا نہو اگرچہ قسم سچی ہو۔ پھر بقدر ضرورت قسم جائز ہے پھر وہ دو قسم کی ہے ایک یہ کہ [illegible] مسلمانون مین صلح کرانے کے درمیان مین اُس نے اپنی قسم کی ضرورت دیکھی تو قسم کھائی اور ایسی حالت مین آدمی جھوٹا نہین [illegible] کہے کہ وہ دوسرا جسکو تو دشمن سمجھتا ہے تیری تعریف کرتا تھا حالانکہ واقع مین اُس نے ایسا نہین کیا پس گناہ مرتفع ہے لیکن قسم ہو [illegible] یا یہ کہ مثلاً غصہ ہو کر قسم کھا گیا کہ مین صلح نہ کراؤنگا پھر اُسی پر صلح موقوف ہوئی تو چاہیے کہ قسم کا کفارہ دے اور صلح کرا دے [illegible] نہ کرنے پر قسم کھائی ہے اور صحیحین وغیرہ کی حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی کسی بات پر قسم کھا گیا [illegible] بات یعنی جس سے قسم ٹوٹتی ہے اس سے بہتر ہے تو جو بہتر ہے اسکو عمل مین لاوے اور اپنی قسم کا کفارہ دیوے۔ اور ایک روایت [illegible] مثال مین کہا کہ مین تو اگر قسم کھا جاؤن پھر دوسری بات بہتر دیکھون تو انشاء اللہ دوسری بات کرونگا اور اپنی قسم کا [illegible] کھا جاوے کہ اللہ تعالے نے تو قسمون کی حفاظت کا حکم دیا جیسا کہ اوپر نقل ہوا تو جواب یہ ہے کہ حفاظت مشروع یہی ہے چنانچہ [illegible] بلا کفارہ نہین چھوڑا۔ ذکرہ الشیخ ابن کثیر۔ اور اگر کسی ایسی بات پر قسم کھائی کہ جسکا نہ توڑنا اچھا ہے [illegible] کہا کہ واللہ [illegible] کے لیے مغفرت کی دعا کرونگا تو برابر قائم رہے لیکن اگر کسی روز نسیان سے ٹوٹ جاوے تو کفارہ [illegible] نہ کھاؤنگا تو حفاظت رکھے اور تمام تفصیل کتاب الایمان فتاوے ہندیہ (ترجمہ عالمگیریہ ۱۲) وعین الہدایہ (ترجمہ ہدایہ ۱۲) سے [illegible]

شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالےٰ کی تفسیر مین ہو کہ دو آیتین دوسری آیت مقابل ہے پہلی آیت کے
الناس الآیہ۔ اُسکے معنے دو طرح پر مفسرین سلف سے مروی ہین اول یہ کہ جو ظاہر کلام ہے یعنے مت بناؤ اللہ
اور تم پرہیزگاری کروگے اور تم لوگون مین اصلاح کروگے۔ یعنے مثلاً قسم کھائی کہ اللہ مین نہ کرونگا اور وہ نیکی کی
واسطے کہ واللہ شراب کی صورت نہ دیکھونگا اور علےٰ ہذا القیاس پس اگرچہ یہ افعال اچھے ہین مگر قسم اُنکے
اللہ تعالےٰ کے نام کے جائز نہین تو ناجار اللہ تعالےٰ ہی کے نام کی قسم کھاویگا اور اللہ تعالےٰ کا نام
خلاصہ یہ کہ اس صورت مین قسمین کھانے سے منع کیا خصوص جبکہ انمین اللہ تعالےٰ کے نام پاک کا
تو اُسکی عظمت وکبریائی سے اہل ایمان کے روئین خوف ومحبت سے کھڑے ہوجاتے ہین اور خلاف آدمی تو ہر قسم
کھاتا ہے۔ دوم معنے یہ کہ لاتجعلوا کے بیان سے تقدیر کلام لن لاتبروا الخ ہے یعنے ان افعال کے ترک کی قسم
مت بناؤ اور مفصل اسکی تفسیر گزر چکی ہے۔ بالجملہ اس مقام پر جو معنے آیت ہین کہ قسم کو بعد تاکید کے مت توڑو تو ان
الآیہ کے اول معنے مین کچھ منافات نہین ہے اس لیے کہ یہان تو قسم داخل عہد ومیثاق ہے اور وہان کسی فعل پر کھائی
دوسری آیت قولہ تعالےٰ واحفظوا ایمانکم الآیہ یعنی کفارہ قسم کے بعد حفاظت قسم کا بیان ہے تو مراد حفاظت سے یہ
چھوڑو لہذا جو صحیحین مین ثابت ہوا کہ بہتری کی صورت مین قسم توڑ کر اُسکا کفارہ دینا چاہیے اس سے حفاظت قسم مین عرفی
حفاظت بحکم شرع ہے پس بغیر کفارہ کے نہین چھوڑی گئی۔ اور یہ بھی ایسی ہی قسم مین جو کسی فعل کے کرنے یا نہ کرنے پر خارج سے لازم ہو
اور یہان عہد ومیثاق مین داخل ہے اسی واسطے مجاہد رحمہ اللہ تعالےٰ نے قولہ لاتنقضوا الایمان بعد توکیدہا کی تفسیر مین فرمایا کہ حلف
یعنی زمانہ جاہلیت کی باہم قسم کے عہد وپیمان مراد ہین۔ واضح ہو کہ اسلام سے پہلے ایک قبیلہ مین کوئی غیر شخص یا کوئی کنبہ داخل ہونا
چاہتا تو باہم انمین قسم سے عہد ہوجاتا تھا کہ نیکی وبدی مین اُسکے ساتھ قرابت کا برتاؤ کرینگے تھا ان الامام
تعالےٰ اور اسی کی مؤید وہ روایت ہے جو امام احمد نے مسند مین جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے آنحضرت
نے فرمایا۔ لاحلف فی الاسلام وایما حلف کان فی الجاہلیۃ فانہ لاتزیدہ الاسلام الا شدۃ یعنے اسلام مین
زمانہ جاہلیت مین واقع ہوگئی تو اُسکو اسلام زیادہ مضبوط ہی کرتا ہے۔ وکذا رواہ مسلم فی صحیحہ یہ
چیز ہے کہ جب متحقق ہوا تو کسی قسم کی ضرورت نہین ہے لیکن سابق مین جو عہد ہوچکا اسکے شرائط
ہے کہ نہایت تاکید سے اسکو پورا کرو پس اسلام سے وہ اور بھی مضبوط ہوا۔ اگر کہا جاوے کہ اسلام مین
نے مخالفہ کرایا ہے چنانچہ صحیحین مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ
اور صحابہ انصار کے درمیان مخالفہ کرایا۔ تو جواب یہ ہے کہ مخالفہ یہان بمعنے مواخاۃ ہے یعنے بھائی بھائی
میراث اسطرح پر تھی اور یہان جن دونون مین مواخاۃ کرائی تھی وہ باہم وارث ہوتے تھے یہان تک
آیت مواریث سے اسکو منسوخ فرمادیا اور یہ مفصل قصہ مین صریح مواخاۃ
لائے اور کہا کہ یارسول اللہ آپ نے میرے اصحاب مین باہم مواخاۃ
دنیا مین وآخرت مین۔ پس صریح یہ مواخاۃ ہے

Marfat.com

[illegible] روایت کی کہ قولہ اوفوا بعہد اللہ اذا عاہدتم الآیہ پڑھی اور کہا کہ نزول اسکا آنحضرت صلے علیہ وسلم کے ساتھ
بیعت کرنے مین ہی جو شخص مسلمان ہو جاتا وہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کرتا پس اللہ تعالے نے حکم دیا کہ
اس بیعت کو پورا کرو اور ایمان کو بعد توکید کے مت توڑو یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی قلت اور مشرکون کی کثرت پر نظر مت کرو
اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ اللہ تعالے جانتا ہی جو تم کرتے ہو۔ اللہ تعالے غافل نہین ہی اور نہ مشرکون کے وہم کے
موافق ہی کہ دنیاوی بادشاہ کی طرح بتون و شرکاء کے ذریعہ سے اُسکو معلوم ہو بلکہ اُسکا علم تمام مخلوق کے ذرات کو ہر دم محیط ہی بلکہ مخلوق کو
اپنی جان کا علم ویسا نہین جیسا اللہ تعالے جانتا ہی بلکہ وہ الحی القیوم ہی کہ اُسی کے علم و حیات و قدرت سے ہر ذرہ باقی ہی پس وفای عہد
یا توڑنے کو وہ خوب جانتا ہی پس بدون وسواس و اوہام کے عہد پر قائم رہو۔ وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّتِیْ اور مت بنو مانند ایسی عورت
کے جسکی یہ مثال ہی جو آگے مذکور ہی یا مراد ایک عورت خاص ہی جو قریش مین معروف تھی جسکو خرقاء مکہ کہتے تھے کما قال السدی اور نام اُسکا
ریطہ بنت سعد بن تیم تھا یا اُسکا نام سعیدہ اسدیہ تھا کما روی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ غرضکہ وہ مجنونہ احمق تھی کہ بالون و چھالون کو جمع
کرکے کاتتی پھر ٹکڑے کر ڈالتی تھی اور اللہ تعالے نے ازل سے اُسکی قسمت مین یہی لکھا تھا پس فرمایا کہ تم لوگ بھی ایسی عورت کے مثل مت بنو
کہ جس نے۔ نَقَضَتْ غَزْلَهَا توڑ ڈالا اپنے کاتے تاگے کو مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا بعد مضبوطی کے ٹکڑے ٹکڑے۔
ابن قتیبہ نے کہا کہ حاصل معنے یہ ہین کہ عہد پورا کرو اور قسم مؤکد مت توڑو کہ اگر ایسا کروگے تو تم مثل ایسی عورت کے ہوگے۔ قال الحافظ
اور عبد اللہ بن کثیر و سدی نے ذکر کیا کہ یہ ایک عورت خرقاء مکہ مین تھی جب کاتتی تو بعد درستی و مضبوطی کے اُسکو توڑ ڈالتی اور مجاہد
وقتادہ و ابن زید نے کہا کہ یہ مثال ہی کہ جو نقض عہد کرے وہ ایسا ہی جیسے کسی عورت نے سوت کاتکر توڑ ڈالا۔ حافظ امام نے کہا کہ یہی
ارجح ہی خواہ مکہ مین کوئی ایسی عورت ہو یا نہو۔ اقول کرخی رحمہ اللہ تعالے نے بھی اسی کو اختیار کیا ہی۔ پھر امام نے لکھا کہ قولہ انکاثا شاید
کہ اسم مصدر ہو یعنے نقضت کا مفعول مطلق ہو ای نقضت غزلہا انکاثا یعنے انقاضا۔ اور شاید کہ کان کی خبر سے بدل ہو ای لا تکونوا انکاثا
یعنی تم انکاث نہو پس جمع نکث بمعنے ناکث ہی یعنے عہد شکن۔ اور اسمین شک نہین کہ کسی شخص کو عہد و پیمان سے مطمئن کر دینا پھر عہد توڑ کر اُسکو
دھوکا دینا نہایت خراب بات ہی اور اس سے جو فساد ہی وہ ظاہر ہی حتے کہ کوئی قوم اُسکو پسند نہین کرتی اور اگر ہمارے زمانہ مین کوئی قوم ایسی
پائی جاوے کہ فریب سے دنیا حاصل کرنے کے لیے فساد کرتے ہون تو دنیا کی خواہش مین اُنکی آنکھین اندھی ہو گئی ہین بالجملہ دوسرا احتمال
ارجح ہی کہ عہد شکنی سے ممانعت ہی لہذا فرمایا تَتَّخِذُوْنَ اَیْمَانَکُمْ دَخَلًا بَیْنَکُمْ تم بناتے ہو اپنی قسمون کو اپنے درمیان فریب و مکر یعنی باہمی
اصلاح کی جگہ تم قسمون کے ذریعہ سے باہم فساد کرنا چاہتے ہو کہ تمھاری قسم سے دوسرا مطمئن ہو کر دھوکا کھاوے۔ حدیث صحیحین مین موجود ہی
کہ ہر ایک غدر کرنے والے کے لیے ایک جھنڈا اُسکے چوتڑون کے پاس بلند کیا جائیگا کہ یہ غدر فلان بن فلان کا ہی مقصود یہ کہ غدر ایک
قبیح چیز ہی اور قیامت مین ہر خوبصورت و قبیح صاف ظاہر ہوگا تو غادر کی فضیحت کے لیے عام اعلام ہوگا۔ قال الامام احمد حدثنا اسمعیل حدثنا
[illegible] عن نافع قال لما خلع الناس الی آخرہ یعنے امام احمد نے بسند صحیح نافع بن عبد اللہ بن عمر سے روایت کی کہ نافع نے کہا کہ جب
لوگون نے یزید کی بیعت سے گردن نکال لی یعنے اللہ تعالے کو شاہد کرکے اُسکے واسطے بیعت کی تھی وہ توڑ دی تو ابن عمر نے اپنی اولاد
و عیال کو جمع کرکے خطبہ پڑھا بعد حمد و ثناء کے فرمایا کہ ہم نے اللہ تعالے و اُسکے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت پر اس شخص [illegible] سے
[illegible] کی ہی اور مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ ہر غدر کرنے والے کے واسطے قیامت کے روز ایک

اور کہا جائیگا کہ یہ غدرہ فلان بن فلان ہی اور سب سے بڑا غدر سوائے شرک کے ہی کسی کی بیعت پر بیعت کرے پھر اُسکی بیعت توڑدے پس تم مین سے کوئی خلع مت کرے اور نہ خلافت کے پیچھے میرے اور اُسکے درمیان جدائی ہوجاوے۔ قال المترجم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو اس حدیث سے یزید نے اللہ تعالے و رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے قدم ہٹایا تھا اور یہ بحث علم کلام مین مصرح ہے کہ کسی ایماندار کو وہم نہو کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے کیونکر بیعت توڑدی کیونکہ اول تو آنحضرت علیہ السلام نے بیعت نہین اور دوم اُسکو اللہ تعالے و رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی بیعت دینے سے بسبب فسق کے انکار فرمایا تھا۔ بالجملہ اللہ تعالے علیہ السلام کو اپنی کمال رحمت مین مستغرق کرلیا اور یزید کی گردن پر اُسکے فعل بدکاری کا مواخذہ وہ رہا جسکا اندازہ اللہ تعالے ہی علم مین ہی نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔ بالجملہ منع فرمایا کہ عہد مت توڑو تم اپنی قسمون کو اپنے درمیان مکر وفریب کا ذریعہ بناؤ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ؕ بایں طور کہ پائی جاوے کوئی جماعت جو کہ کثیر التعداد ہو دوسری جماعت سے یعنی تم حلیف ہوجاتے ہو لوگون کے جب وہ تم سے تعداد قوت مین زیادہ ہوتے ہین تاکہ تمھاری طرف سے اطمینان کرین پھر جب تم نے انپر قابو پایا تو اُنسے غدر کیا پس جب ایسی حالت مین غدر منع ہی تو پہلے سے قابو ہونے کے باوجود غدر بدرجہ اولے منع ہی کذا فی تفسیر الامام اقول ربی من امۃ۔ مین امت سے چھوٹی جماعت مقصود ہوگی یعنے تم سے دوسرے لوگ کثیر التعداد ہین اور ممکن ہی کہ غدر سے ممانعت کے واسطے عام صورت مین بیان کیا کہ قسم کو فریب اس طریق سے تم قرار دیتے ہو کہ جیسے چھوٹی جماعت اپنے سے بڑی جماعت سے حلف کرکے جب قوت پاوے غدر کرے۔ بعض مفسرین نے اسکو نقض عہد کی وجہ قرار دیا یعنے نقض عہد اس جہت سے کرتے ہو کہ تم ایک گروہ کو جسکی طرف جانا چاہتے ہو قوت وکثرت والا پاتے ہو بہ نسبت دوسری جماعت کی جسکے ساتھ تم نے عہد کیا تھا۔ مجاہد رحمہ اللہ تعالے سے مروی ہی کہ قریش جب اپنے حلیف لوگون کی قلت دیکھتے اور اُنکے دشمنون مین کثرت پاتے تو حلیف لوگون سے عہد توڑکر اُنکے دشمنون سے حلف کرلیتے پس اس سے منع کردیے گئے۔ مترجم کہتا ہی کہ زمانہ جاہلیت مین قریش اچھے عہد وامانت والے تھے چنانچہ غزوہ اُحد مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ قریش عہد وامانت کے لوگ ہین اور تمام حدیث مع قصہ کے اپنے مقام پر ہی لیکن آخر مین جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے لڑائی پر اصرار کرکے ایمان سے مُنھ موڑے رہے تو موجودہ لوگون کے اخلاق بگڑگئے پس شاید کہ مجاہد رحمہ اللہ نے اپنی مادر کی اُنکی حالت وبعض واقعات کا ذکر کیا ہی ورنہ قریش والے ایسے بدعہدی سے محفوظ تھے۔ اور اظہر یہ ہی کہ یہ مسلمانون کو خاصۃً اور سب کو عموماً ممانعت ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والون کی قلت دیکھکر مشرکون کی کثرت ومالداری کی وجہ سے عہد شکن نہون حاصل معنی یہ ہوئے کہ اگر تم قسم وعہد کو بعد مضبوطی کے توڑو تو مثل ایسی عورت کے ہو جو اپنا کاتا خود توڑ ڈالے اور ایسا کرنے مین تم اپنی قسمون کو اپنے درمیان مین فریب ومکر بناؤگے کہ کثرت وقوت والون کو دیکھکر قلیل جماعت سے عہد شکنی کرو۔ پھر تنبیہ کی کہ اللہ تعالے کی [illegible] سب کچھ ہی وہ چاہے اپنے رسول ومومنین کی جماعت کثیر کردے اور سب قوت وشوکت اُنھین کو حاصل ہو اور مشرکون ومنافقین کی جماعت ہی نہ رہے بلکہ سب فرمانبردار ہوجاوین پس وہم مت کرو کہ اگر مومنین اللہ تعالے کے نزدیک [illegible] ہوتے تو کیونکر [illegible] اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ اس حال سے تو اللہ تعالے فقط تمکو آزمایش مین ڈالتا ہی [illegible] اللہ تعالے کی فرمانبرداری پر مستقیم رہینگے اور جس بات پر اللہ تعالے کو کفیل کیا ہی [illegible]

Marfat.com

[illegible] اور جو بدبخت ہی عہد توڑکر وسواس مین مبتلا ہو جائیگا۔ غرضکہ یہ امتحان ہی تاکہ دنیا مین سچا و جھوٹا متمیز ہو جاوے
وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ اور تاکہ قیامت مین تمپر ظاہر کردے جسمین تم اختلاف کرتے تھے پس اہل صدق
و وفا کے درجات بلند کرے جنھون نے حق کو سچے ایمان سے لیا اور اللہ تعالے پر یقینی بھروسا کیا تھا اور اہل کذب و باطل کو عذاب دے
جنھون نے قسمون سے اللہ تعالے کو کفیل کیا ولیکن قسمین مکر و فریب تھین اللہ تعالے پر بھروسا نہ تھا صرف لوگون کی کثرت و قوت شوکت پر
نظر تھی اسی واسطے عہد توڑ دیا۔ قال الحافظ الامام اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ قولہ اربی من امۃ یعنے اکثر۔ اقول
واضح ہو کہ قولہ اربی زیادہ کے معنے مین ہی اسی سے ربوا سود کو کہتے ہین پس کثرت خواہ بنظر تعداد ہو یا صرف بنظر کثرت مال و شوکت ہو
مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ دوسرون کو زیادہ تعداد اور عزت والا پاکر عہد توڑکر اُنسے حلف کر لیتے تھے۔ اسی کے مانند ضحاک و
قتادہ و ابن زید سے مروی ہی اور قولہ یبلوکم اللہ بہ ضمیر بہ کا مرجع سعید بن جبیر سے کثرت مروی ہی کما رواہ ابن ابی حاتم ولیکن شیخ ابن جریر رح
نے مضمون جملہ سابق قرار دیا ہی اور شاید یہی حضرت سعید بن جبیر کی مراد ہی۔ بالجملہ غدر کرنا ممنوع اور سخت معیوب ہی اور شیخ کی تفسیر سے سورہ
انفال مین مذکور ہوا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نصرانی بادشاہ روم سے معاہدہ کیا تھا اور اُسکی مدت مقرر ہو گئی تھی جب قریب ختم کے
پہونچی تو معاویہ رضی اللہ عنہ لشکر لیکر اُنکی جانب روانہ ہوئے اور قریب پہونچ گئے جب میعاد ختم ہو گئی تو انپر حملہ کیا اور وہ لوگ غافل تھے پس
پیچھے سے عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ گھوڑا دوڑاتے ہوئے آئے اور پکارا کہ ای امیر معاویہ اللہ اکبر اللہ اکبر وفا چاہیے نہ غدر اور مین نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہی کہ اگر کسی قوم سے کوئی مدت مقرر ہو تو پہلے سے عہد کو نہ کھول ڈالے یہانتک کہ مدت گذر جاوے پس معاویہ
رضی اللہ عنہ مع لشکر کے واپس آئے۔ اقول حضرت عمرو بن عبسہ سے اس واقعہ مین خلاف عہد یہ امر قرار دیا کہ مدت گذرنے سے پہلے اپنے
مقام سے لشکر لیکر روانہ ہونا نہ چاہیے تھا بلکہ بعد مدت گذرنے کے روانہ ہونا چاہیے۔ ورنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بعد مدت
گذرنے کے اُنپر حملہ کیا تھا اور وہ لوگ اسوجہ سے غافل تھے کہ ہنوز مدت باقی ہی تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے ملک مین ہونگے۔
واضح ہو کہ اس آیت مین جیسے قریش کو اور جیسے مومنون کو بیعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم توڑنے سے ممانعت ہی ویسے ہی عموماً یہود وغیرہ
کو بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عہد توڑنے سے ممانعت ہی حالانکہ پیچھے اُسکے مدینہ مین یہود سے واقع ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہ کی
قلت دیکھکر یہودیون نے عہد توڑ دیا اور قریش کی کثرت دیکھکر اُنسے عہد کر لیا تھا اور میری یہ مراد نہین کہ آیت اس بارہ مین نازل ہوئی ہی
ف۔ فی العرائس قولہ تعالے واوفوا بعہد اللہ اذا عاہدتم الآیہ۔ واضح ہو کہ اصلی عہد وہ [illegible] نے اللہ تعالے کے ساتھ
میثاق ازلی مین اقرار کیا تھا کہ تو ہی ہمارا رب ہی پس اجسام کے واسطے جیسے دنیاوی پیدایش مین معاملات باہمی کے عہد وفا کرنے کا
حکم دیا جو کہ ظاہر تفسیر ہی ویسے ہی شیخ نے عہد ارواح و عہد ازل کے اشارہ کو بیان کیا اور کہا کہ وہ عہد زیادہ مؤکد ہی جو ارواح نے
حضرت رب تبارک و تعالے کے ساتھ اس حال مین دیا جب عدم سے بمحبت قدم اُنکا ظہور ہوا اور عہد کیا کہ تیری ربوبیت کے واسطے
ہم عبودیت رکھینگے اور کسی طرح کا شرک نہ کرینگے اور کسی چیز کو عرش سے لیکر فرش تک تیرے سواے پسند نہ کرینگے پس ہر ایسی چیز سے
جو لائق عبودیت نہو باہر ہونگے اور حق تعالے عزوجل نے وعدہ دیا کہ اُنکو دوامی مشاہدہ عطا ہوگا۔ پس حقیقی وفاء عہد متعلق بعنایت الٰہی و
رعایت قدیم ہی اور یہ اُنھین کے واسطے جنھون نے بطوع و رغبت وہان قبول کیا ہی ورنہ جنھون نے اکراہ سے جواب دیا ہی وہ غدر
[illegible] مبتلا ہین اور تمام کوشش جو بندہ سے ظاہر ہو اُسی عنایت ازلی کا اثر ہی پس اگر ہمارے عہد مین نقض ہوا بوجہ غیرت سابقہ

ازلیہ کے اور بوجہ تغیر ہماری صفات کے ایک حال سے دوسرے حال پر کہ فطرت سے بدلکر جہالت [illegible]
اللہ تعالے کے عہد مین نقص نہین ہوسکتا کیونکہ وہ حدوث کی تغیر سے پاک ہی اور بڑی وسیع رحمت [illegible]
واسطے کوئی علت نہین ہی قال اللہ تعالے ومن اوفے بعہدہ من اللہ یعنے اللہ تعالے سے بڑھکر عہد پورا کرنے والا کون [illegible]
نصر آبادی نے کہا کہ تو دو عہد کے درمیان ہی ایک عہد الٰہی کہ اُس سے بڑھکر کون عہد پورا کرسکتا ہی اور دوم تیرا عہد پورا کرنا جب [illegible]
نظر کرے تو چشم عبرت سے اپنی ہی طرف دیکھ۔ پھر عہود مختلف ہین عہود اقوال اور عہود افعال اور عہود احوال اور ان سب مین [illegible]
صدق مطلوب ہی پھر عوام کے عہود ہین اور خواص کے عہود ہین اور خواص الخواص کے عہود ہین پس عوام پر جو عہد ہی یہ ہی کہ ظواہر امور پر
لازم رہین یعنے ظاہر شریعت پر مستقیم رہین اور خواص پر یہ عہد ہی کہ بواطن کی حفاظت رکھین۔ اور خواص الخواص پر یہ عہد ہی کہ سب سے خالی
ہوکر اُسکے لیے ہوجاوین جسکے لیے سب ہی اور فرمایا کہ جس نے عہد کو اپنے بھروسے پر اُٹھایا اُس نے پہلے ہی قدم مین اُسکو توڑ دیا اور
جس نے اُسکو بقوت حق عزوجل اُٹھایا تو اُسپر اسکا عہد و میثاق محفوظ رکھا جاتا ہی شیخ واسطی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ عہود و مواثیق تو اول
عہد ازل مین ہوچکے پس جو شخص کہ ایفاے عہد پر مستقیم ہوا اُسکے لیے حقائق کے راستہ وقتاً فوقتاً کھولتے جاتے ہین اور جس نے عہد مین
خیانت کی تو وہ اپنے وقت کے ساتھ گرفتار رہ جاتا ہی اور راہ ہدایت کے دروازے اُسپر بند ہوتے جاتے ہین۔ شیخ نے کہا کہ مجھے یہان
ایک نکتہ ظاہر ہوا یعنے قولہ تعالے ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدہا۔ پر نظر کرو کہ اگر عہد و قسم ازل مین بندون کی جانب سے واقع ہوا تو اُنکو
عہود و میثاق کی وفا کرنے مین اختیار ہی اور اگر صرف حق عزوجل کی طرف سے وقوع ہوا اور بندون کے عہود و قسم اُسکے نتائج
و فرع ہین تو بندون سے اختیار ساقط ہی اور اُنکے عہود و قسم ٹوٹے رکھے ہین اور حق عزوجل کی طرف سے ہمیشہ پورے ہوتے رہینگے
کیونکہ او تعالے قادر مختار ہی اُسکی شان مین تغیر و زمان و مکان کو دخل نہین ہی۔ قال المترجم بندے مکلف ہین اور تقدیر کا
مسئلہ عوام کی سمجھ سے باہر ہی ولیکن اہل الحق کا قول حق ہی یہان نہ جبر ہی نہ اختیار ہی بلکہ درمیان مین طریق سنت پر عمل ہی واللہ
یہدی من یشاء فافہم

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ
اور اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی فرقہ کرتا لیکن بہکاتا ہی جسکو چاہے اور سوجھاتا ہی جسکو چاہے
وَلَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ
اور تم سے پوچھ ہوتی ہی جو کام تم کرتے تھے اور نہ ٹھہراؤ اپنی قسمین رکھنے کا بہانہ ایک دوسرے سے کہ ڈگ نہ جاوے کسی کا پانون
بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَكُمْ
جمے پیچھے اور تم چکھو سزا اسپر کہ تمنے روکا اللہ کی راہ سے اور تمکو
عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ اِنَّمَا
بڑی مار ہو اور نہ لو اللہ کے قرار پر مول تھوڑا بیشک
عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ
اللہ کے یہان ہی وہی بہتر ہی تمکو اگر تم جانتے ہو جو تم پاس ہی

Marfat.com

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۗ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ

ترجمہ اللہ پاس ہی ہے سو رہتا ہی اور ہم بدلے مین دینگے ثمھرنے والون کا حق

بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

بہتہ کامون پر جو کرتے تھے

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً گینی اگر اللہ تعالے کی مشیت مین جاری ہوتا تو تم سب کو ایک امت کر دیتا ولیکن اسکی مشیت مین نہین جاری ہوا اسی لیے تم مین اختلاف و باہم بغض ہی لقولہ ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک ولذلک خلقھم یعنے ہمیشہ امتین باہم اختلاف رہیگا سوائے اُنکے جنپر اللہ تعالے کا رحم ہی اور اسی لیے ان سب کو پیدا کیا ہی۔ وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ولیکن وہ گمراہ کرتا ہی جسکو چاہتا ہی اور ہدایت دیتا ہی جسکو چاہتا ہی۔ اسی وجہ سے بعضے مومن ہین اور اکثر کافر ہین اور دونون اس امتحان ہین ہین یہان تک کہ اللہ تعالی قیامت مین فیصلہ کرے۔ وَلَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اور ضرور جان لوکہ قیامت کے روز تم پوچھے جاؤگے اُن حرکات سے جو تم کرتے تھے۔ یہ سوال محاسبہ و مواخذہ ہی۔ حدیث صحیح مین ہی کہ بندہ مومن جس سے اللہ تعالی تجاوز فرماوے اُسکے نامہ اعمال اُسکی نظر سے گزارے جاوینگے مگر گرفت و بازپرس نہوگی اور جس سے بازپرس ہوئی وہ ہلاک ہوا۔ حساب یسیر یعنی حساب آسان کی یہی تفسیر ہی اور اگر دیگر احادیث مین سوال اقرار کرانے کے طور پر مومن مغفور سے بھی وارد ہوا ہی لیکن مواخذہ مناقشہ نہوگا۔ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ اور مت بناؤ اپنی قسمون کو فریب اپنے درمیان۔ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا پھسل جانا قدم بعد اپنے جمے ہونے کے۔ یہ ایک مثل ہی ایسے شخص کے حق مین جو سیدھی راہ پر تھا پھر مڑ گیا پس جھوٹی قسمون سے مکر کے راہ راست سے قدم مت ہٹاؤ وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اور چکھو برائی بوجہ تمھارے روکنے کے راہ الٰہی سے اور تمھارے لیے عذاب عظیم ہی یعنے اگر ایسا کروگے تو تم نے لوگون کو راہ حق سے روکا کیونکہ کافر جب دیکھیگا کہ مومن نے معاہدہ کرکے غدر کیا تو اُسکو دین حق کے ساتھ وثوق نہین رہیگا پس اس سبب سے اسلام مین نہ آویگا اور تمکو دنیا مین اُسکی برائی چکھنی ہوگی اور آخرت مین عذاب عظیم ہوگا۔ حدیث مین ہی کہ جس شخص نے کسی معاہدی (جو عہد مین داخل ہی ۱۲) کو مارا تو اُسکو جنت کی خوشبو نہ ملیگی اگرچہ اُسکی خوشبو پانچ سو برس کی راہ تک پہونچتی ہی۔ شیخ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہی کہ اُسکے معنی یہ نہین ہین کہ وہ شخص کافر ہوگیا بلکہ عرصات حساب و قیامت مین مومنون کے برخلاف یہ شخص جس نے معاہد کو قتل کیا ہی اس خوشبو سے محروم ہوگا۔ بعض نے کہا کہ فتزل قدم مین قدم سے مراد نکرہ ہی تو جب کہ ایک قدم کا پھسلنا اسقدر بُرا ہی تو زیادہ قدمون کی لغزش بہت ہی بدتر ہی۔ واضح ہو کہ معاہدی کا قتل کرنا اور غدر کرنا جان بوجھکر اسطرح ممنوع ہی اور اگر بغیر جانے کسی معاہدی کو قتل کردیا تو دیت لازم آویگی جیسا کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے واقع ہوا اور یہود خیبر نے ایک صحابی کو قتل کرکے انکار کیا وہ راستہ مین پائے گئے چونکہ یہود مذکور کو عہد کے ساتھ رکھا گیا تھا اسلئے وجہ سے آخر باوجود اُنکی بدعہدی کے اسلام کی طرف سے کچھ قصاص نہوا مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُنکو بعد عرصہ کے جلا وطن کردیا۔ اصل بدعہدی یہود کی طرف سے تھی حالانکہ ذمہ مسلمانون کا ایک ہوتا ہی یعنی اگر ذی اختیار سردار نے یا عام مین سے کسی نے دیا تو سب مسلمانون پر اُسکی حفاظت واجب ہی ولیکن یہود تو آیات الٰہی کو ثمن قلیل کے عوض فروخت کرتے تھے اسی واسطے اللہ تعالے نے منع فرمایا کہ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا یعنے مت خریدو یعنے مت بدلو اللہ تعالے کے عہد کو

Marfat.com

تھوڑے مول سے یعنے دنیاوی نفع حقیر کے واسطے اللہ تعالے کا عہد و قسم مؤکد مت توڑو کہ تم جو کچھ
پاؤگے پھر آخرت مین عذاب ہو اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ جو اللہ تعالے کے یہان ہو وہ تمھارے واسطے
نعمتہاے جنت کہ جنکو کبھی زوال و انقطاع نہین ہو اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر تم جانتے ہو ایمان لائے ہو تو خیر کو باقی سے
اسپر قطعی دلیل سب کی سمجھ کے لائق یہ ہو کہ۔ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ جو تمھارے پاس ہو یعنے یہان اللہ تعالے نے پیدا کرکے
قدرت و اختیار سے تمھارے تصرف مین جسقدر چاہی دیدی ہو وہ فنا ہوگی۔ آدمی خود ہی فنا ہو جاتا ہو۔ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ
جو اللہ تعالے کے یہان ہو یعنے دار آخرت کے لیے اللہ تعالے نے مہیا فرمائی ہو وہ باقی ہو اُسکے واسطے اللہ تعالے نے
اور یہ نعمت جنت اللہ تعالے ہر ایک بندے مومن کو اُسکے اعمال کے بدلے عطا فرماویگا بلکہ بہتر چنانچہ فرمایا۔ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا
اور البتہ ہم اپنے فضل سے بدلا دینگے اُنکو جنھون نے صبر کیا یعنے سختی مین اور اللہ تعالے کے عہود کی نگہداشت و طاعت مین اگرچہ
تکلیف ہوئی مگر جمے رہے۔ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بہتر اُسکا جو کرتے تھے۔ پس اعمال سے جزا و ثواب بہتر اور فراہم
ہر نیکی کا بدلا دس گونہ ہو اور نیکی تو صورت مین جیسی تھی ویسی تھی اور اُسکا ثواب نہایت عیش و عشرت ہو۔ اور بُرائی جو معدوم ہوگئی اللہ تعالے
اُس سے تجاوز فرمائیگا جبکہ امیدواری کے ساتھ ایمان پر قائم رہا۔ ف فی العرائس قولہ ما عندکم ینفد الآیہ۔ یہان اشارات سے
بعض لطائف ثابت ہوتے ہین ازانجملہ یہ ہو کہ موارد قرب والوہیت جو بندہ کے دل مین آتے ہین اور اُسکے پاس ہوتے ہین وہ معارف
کے واسطے ہین ولیکن زائل ہونگے اور باقی رہنے کے واسطے اصل الاصل یعنے مشاہدہ ہو ازانجملہ معارف بھی جمال معروف مین فانی
ہوتے ہین اور جو انوار صفات ہین وہ البتہ باقی ہین اُنھین سے معارف حاصل ہوتے ہین۔ اسمین امیدواری عظیم ہو کہ جنھون نے
بلاے محنت و فراق اُٹھائی ہو اُنکو امید سے بڑھکر ثواب ہو کیونکہ اُنکی امید مین اسی قدر ہونگی جتنی اُنکی ہمت و نیت و قصد ہو حالانکہ
یہ سب حادث و قاصر و معلول ہین اور دیدار الٰہی عزوجل تمام خلق کے احاطہ سے باہر ہو یعنے وجود خلق اُسکی کیفیت و ادراک سے بے بہرہ
ہو اور وہ بے حساب ہو کما قال تعالے انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب۔ بعض مشائخ نے کہا کہ جو بندون کے پاس اعمال ہین سب
فانیات ہین اور اللہ تعالے نے جو جزا مقرر فرمائی ہو وہ علے الدوام باقی ہو اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہو کہ بندون
کے پاس اعمال فرائض و نوافل جو کچھ ہون فانی ہین اور اللہ تعالے کے یہان اُسکے اوصاف و نعوت باقی ہین کیونکہ حادث فنا ہوگا
اور قدیم باقی ہو۔ شیخ ابو عثمان نے کہا کہ صبر کی جزا احسن کے واسطے علامات ہین کہ جس نے صبر کیا اللہ تعالے اُسکو رضا مندی دیا ہو جسنے
قضا پر رضا رکھی اور صابرون کا طریقہ اپنے اوپر لازم کرلیا تو اللہ تعالے اُسکو دنیا و آخرت مین حمد و ثواب دیگا۔ بعض نے کہا کہ
افعال فانی ہین اور احکام اُسکی رحمت حق وغیرہ باقی ہین اور بعض نے کہا کہ تمھارے شوق فانی ہین اور باقی شوق اُسکی جانب اپنے

بندون کے ہو اور یہ فضل بے حساب غیر متناہی ہو۔ پھر اللہ تعالے نے نیک ثواب والون کو بیان فرمایا

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ

جسنے کیا نیک کام مرد ہو یا عورت ہو اور وہ یقین پر ہو تو اُسکو ہم جلاوینگے ایسی زندگی اور دینگے

اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

حق اُنکا بہتر کامون پر جو کرتے تھے

[illegible] سے ایسے بندون کو وعدہ ہی جو نیک کام کرین بحالت ایمان۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا جس نے نیک عمل کیا یعنے قرآن پاک وحدیث کی متابعت و شریعت کے موافق عمل کیا۔ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى عام ہی کہ وہ عمل کرنے والا مرد ہو یا عورت ہو۔ وَهُوَ مُؤْمِنٌ درحالیکہ اُسکا قلب ایمان سے مطمئن ہو اللہ تعالے و اُسکے رسول و آخرت کا یقین ہو اور جانتا ہو کہ یہ کام شرع مین نیک مشروع ہی۔ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً تو ہم اُسکو زندہ رکھینگے حیات پاکیزہ کے ساتھ۔ یعنے دنیا مین جب تک اُسکی زندگی مقدر فرمائی ہی اللہ تعالے اُسکو پاکیزہ زندگی کے ساتھ زندہ رکھیگا۔ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ اور ہم اُنکو سب کو جو ایسی صفت پر نیکوکار ہونگے آخرت مین بدلا دینگے اُنکا ثواب۔ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بہتر اُس سے جو دنیا مین کرتے تھے۔ یعنے اُنکے اعمال نیک وطاعات سے بدلا بہتر ہی ایک تو دس گونہ اور دوسرے ثواب و رضوان نہایت عظیم الشان ہی۔ واضح ہو کہ یہان علوم ہین اول یہ کہ یہ عوض نیک و ثواب عظیم ہر ایک نیک کام کیواسطے ہی۔ دوم یہان مرد و عورت سب کو صریح وعدہ ہی چنانچہ مرد مثلاً جہاد کرتا ہی اور عورت نہین تو عورت کے واسطے جو احکام طاعت کے ہین وہی عمدہ ثواب کے واسطے کافی ہین۔ سوم مومن کی شرط ہی کیونکہ کافر کو یا تو آخرت کا یقین نہین تو وہ وہان کے واسطے کچھ کرتا ہی نہین اور یا جانتا ہی کہ دوسرا جہان ہی ولیکن اللہ تعالے کے حکم پر نہین چلتا بلکہ اپنی شریعت بنا کر کافر جاہل ہی پس شرک کے ساتھ کوئی عمل قبول نہین ہو سکتا تو اُسکے عمل کا کچھ اعتبار نہین ہی ولیکن دنیا مین اُسکو بقدر عمل ملتا ہی چنانچہ آویگا۔ چہارم جزا دو طرح کی بیان فرمائی ایک یہ کہ دنیا مین اُسکو پاکیزہ زندگی ملیگی۔ دوم آخرت کا ثواب عظیم۔ پھر دنیاوی زندگی پاکیزہ کی تفسیر مین اقوال ہین چنانچہ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما و ایک جماعت سے مروی ہی کہ حیات طیبہ رزق حلال ہی۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قناعت ہی اور یہ قول ابن عباس و عکرمہ و وہب بن منبہ سے بھی مروی ہی۔ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ سعادت ہی یعنے اللہ تعالے اُسکو سعید زندہ رکھتا ہی حسن و مجاہد و قتادہ نے کہا کہ کسی کے واسطے حیات خوشگوار نہوگی مگر جنت مین۔ مترجم کہتا ہی کہ شاید اُن بزرگون نے یہ معنے لیے کہ اللہ تعالے مومن نیکوکار کو آخرت مین بحیات طیبہ زندہ رکھیگا ولیکن دوسرون نے اُسکو دنیاوی زندگی پر محمول کیا ہی۔ ضحاک رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ وہ رزق حلال و عبادت ہی اور خوش دلی کے ساتھ طاعت کرنا۔ شیخ امام نے کہا کہ صحیح یہ ہی کہ حیات طیبہ ان سب باتون کو شامل ہی چنانچہ حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ مین ہی کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قد افلح من اسلم ورزق کفافا وقنعہ اللہ بما اتاہ۔ یعنے بے شک وہ فلاح پا گیا جو اسلام لایا اور اُسکو کفایت کے لائق رزق دیا گیا اور اللہ تعالے نے اُسکو جو دیا اُسپر قناعت بخشی۔ رواہ الامام احمد والترمذی ومسلم وروی الترمذی وصححہ والنسائی بنحوہ۔ مترجم کہتا ہی کہ اسلام و ایمان ایک ہی اور مراد یہ ہی کہ دلی یقین کے ساتھ اعمال و طاعات بھی بجا لایا اور چونکہ کبھی دل مین تصدیق و یقین ہوتا ہی مگر نفس کی سرکشی سے اعمال مین قصور ہوتا ہی تو ایمان بغیر عمل کے ہوتا ہی اسواسطے اسلام فرمایا۔ اور رزق کفاف یہ ہی کہ اُسکی ضرورت کے لائق اوسط درجہ کا ہو نہ حاجت سے زائد ہو جیسے دنیاوی شہوات مین اُڑانے کے لیے ہوتا ہی اور نہ کم ہو کہ تکلیف [illegible] اور طاعات ادا کرنے مین پریشان ہو۔ قناعت یہ ہی کہ اتنے رزق پر راضی ہو اور اُسکو شہوات و لذات دنیاوی اور ثروت کیطرف [illegible] اور اسقدر کفاف پر ناگواری نہو بلکہ اگر ثروت والون کو دیکھے اور اُسکی طبیعت خواہش کرے تو دل سے نفرت کرے اور اپنے نفس کے [illegible] استغفار کرے۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالے نے انس بن مالک رحمہ اللہ تعالے سے روایت کی کہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم [illegible] لا یظلم المومنین حسنۃ یعطی بہا فی الدنیا ویثاب علیہا فی الآخرۃ واما الکافر فیطعم بحسناتہ فی الدنیا حتے اذا افضے الے الآخرۃ لم تکن لہ حسنۃ

یعطی بہا خیرا۔ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے بندہ مومن کی نیکی مین کچھ کمی نہین فرماتا ہو اسکو [illegible]
اور نیکی کا ثواب آخرت عطا فرماتا ہی اور رہا کافر تو وہ اپنی نیکیون کا عوض دنیا مین دیدیا جاتا ہی یہان تک کہ جب [illegible]
تو اسکی کوئی نیکی ہی نہین ہوتی جسکے عوض بھلائی پاوے۔ رواہ مسلم فی صحیحہ ایضاً۔ اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ سواے [illegible]
دوسرے طور پر مثل صدقہ وخیرات واہل قرابات سے سلوک کے کافرون سے بھی نیکی شمار ہوتی ہین اور بعض آیات بھی [illegible]
کافرون کو انکی نیکیون کا عوض اس دنیا مین دیدیا جاتا ہی اور وہ دنیاوی ثروت ومال ومتاع وغیرہ جسکی خواہش کرین بلکہ اس نیکی کا [illegible]
سواے اسکے کچھ اور نہین ہوتا اس لیے کہ توحید حق عزوجل کے ساتھ دار آخرت پر انکو یقین ہی نہین ہی اور حدیث وآیت سے ثابت ہی کہ
اعمال کا مدار نیات پر ہی اور یہ بھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مومن کی نیت اپنے اعمال مین دار آخرت ہوتی ہی لیکن یہ اعمال خالصہ [illegible]
کہ اللہ تعالے انکی برکت سے دنیا مین بھی مومن کو اسکی زندگی ایمان وطاعت پر مثمر حسنات رہنے کے لیے مناسب سامان عطا فرماتا ہی
اور آخرت مین پورا ثواب بدون کمی کے ملیگا بلکہ نیکی کئی گونہ ہوگی اور اسپر اللہ تعالے اپنی طرف سے فضل عظیم عطا فرماویگا۔ والحمد للہ رب
العالمین۔ بعض مفسرین نے لکھا کہ حدیث مین دعاء مذکور ہی کہ اللہم قنعنی بما رزقتنی وبارک لی فیہ۔ یعنے الٰہی جو مجھے روزی کرے اسپر
قناعت مجھکو دیدے اور مجھے اسمین برکت فرمادے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ اچھے پیشہ سے کمائی اور اعمال صالحہ پر
زندگی پاکیزہ حیات ہی۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہی کہ حیات طیبہ اللہ تعالے کی معرفت ہی۔ شیخ ابوبکر الوراق نے کہا کہ
طاعات مین حلاوت ہی۔ سدی نے کہا کہ حیات طیبہ قبر مین ہوگی کیونکہ مومن موت کے ساتھ دنیا کی مشقت سے راحت پاویگا۔ سہل
بن عبد اللہ تستری نے کہا کہ حیات طیبہ یہ ہی کہ بندہ کے خیال سے اسکی تدبیر پر نظر دور کردیجاوے اور حق عزوجل اپنی مخلوقات کی تدبیر
فرماتا ہی اسی پر معتمد رہے۔ بعض نے کہا کہ مخلوق سے بے پروائی ہونا اور حق عزوجل کی طرف محتاج رہنا یہی حیات پاکیزہ ہی۔ ف
فی العرائس قولہ تعالے من عمل صالحا من ذکر او انثے الآیہ۔ واضح ہو کہ عمل صالح تین چیزین ہین ایک یہ کہ تمام خلق سے اور جو کچھ عالم مین ہی
سب سے علیحدہ ہونا اور اسکو قدیم کے مقابلہ مین بنظر حقارت دیکھنا دوم یہ کہ اللہ تعالے کی قضا وقدر پر راضی ہوکر نفس کو قربان کرنا
اور اسکے امتحان مین لذت پانا۔ سوم یہ کہ ہر حال مین عوض وثواب سے نظر اٹھائے رہنا۔ یعنے یہ جاننا کہ یہ کام مین اللہ تعالے کے
رضامندی کے واسطے کرتا ہون ولیکن یہ نہین کہ مجھے اسکا عوض فلان نعمت ملے حالانکہ نیک کام کا ثواب اللہ تعالے کے فضل سے ضرور
ملیگا۔ پھر یہ شرط ہی کہ وہ بندہ مومن ہو یعنے درجہ یقین پر ہو اپنے حال واعمال مین خالص نیت اللہ تعالے عزوجل کی قبولیت
ورضامندی کی رکھے اور نیز اللہ تعالے جلشانہ نے جو وعدہ احکام غیب کے فرمائے ہین نور بصیرت سے گویا انکا مشاہدہ کرتا ہی
اور نیز اسکی نظر سواے اللہ تعالے کے سب سے پاک ہو اور یہ بھی یقین رکھے کہ اسکا وجود اسکی طاعات کچھ جناب حق عزوجل
قدیم کے لائق نہین ہین اور یہ بات تو یون بھی ظاہر ہی کہ جناب کبریا قدیم ہی اسکی درگاہ کے لائق حادث نہین [illegible]
اعمال جو حادث ورحادث ہین کیونکر ہوسکتے ہین بلکہ اللہ تعالے جلشانہ اپنے فضل سے بندون کو اپنے [illegible]
یہ اسی کا فضل عظیم ہی پس جو شخص ان صفات کا ہو حق تعالے عزوجل اسکے قلب وروح وعقل کو حیات ازلی کی برکت [illegible]
فرماتا ہی یہی حیات طیبہ ہی اسی سے اسکے انوار جمال دیکھتا ہی اور اسی کے وصل سے مانوس اور اسی کے فضل [illegible]
رہتا ہی اور یہ عافیت بحیات طیبہ ہی پس ظاہر وباطن اسکے لطف کے لباس مین اسکے قہر سے محفوظ [illegible]

Marfat.com

[illegible] ثواب دنیا مین اُس شخص کا ہی جو اپنے رب عزوجل کی طرف متوجہ ہوا مگر اُسی کے واسطے نہ اپنی غرض سے اور نہ کسی دوسرے کی ملاحظہ سے پس اُسکی حیات بحی القیوم بلا کدورت و فتور ہی اور ہر دم اُسکو مشاہدہ خارج از کیفیت ہی اور کوئی شخص بدون پاکیزگی کے جس نے حالت کدورات و شہوات نفس و وساوس شیطانی کو پاک نہین کیا وہ اسکو سمجھ نہین سکتا ہی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ حیات طیبہ قناعت ہی شیخ سوسی رح وغیرہ نے اسکی تفسیر مین کہا کہ وہ زندگانی فقرا بصبر ہی۔ حریری رح نے کہا کہ اللہ تعالے کے ساتھ فہم سے صبر کرنا شیخ ابن عطاء رح نے کہا کہ دونون جہان اپنی خاطر سے گرا کر رب عزوجل کے ساتھ باقی رہنا۔ اور یہ بھی کہا کہ روح یقین و صدق نیت قلبی سے زندگی بسر کرنا۔ سہل رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ حیات طیبہ اُس قلب کو ہی کہ کونین سے نظر ہٹا کر اللہ تعالے کے ساتھ زندہ ہی امام جعفر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ خلق کے ساتھ اپنے نفس سے زندگی کرنا درحالیکہ اسکا قلب مشاہدۂ الٰہی مین مستغرق ہو۔ اور یہ بھی کہا کہ قلب صافی اور روح ملاقی اور بدن وفاے طاعت مین وافی ہونا۔ بعض نے کہا کہ حسن معرفت و تجرید ہمت کے ساتھ قلب اپنے رب کی یاد مین ہو۔ امام صادق رحمہ اللہ تعالے سے مروی ہی کہ قناعت و رضامندی کے ساتھ جینا۔ یہ بھی فرمایا کہ جو قلب اللہ تعالے کی محبت مین اور زبان اُسکی یاد مین اور اعضاء و جوارح اُسکی طاعت و خدمت مین ہون یہی حیات طیبہ ہی اور یہ بھی فرمایا کہ جب بندے کے واسطے پانچ مقام حاصل ہوتے ہین ایک عیش سرمدی و دوم حیات ابدی اور سوم سچی بندگی چہارم قرب الٰہی اور پنجم ملک ازلی تو یہی حیات طیبہ ہی۔ شیخ واسطی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ جو میسر آوے اُسپر رضامندی اور تکالیف مقدرہ پر صبر و شکر کرنا حیات طیبہ ہی کیونکہ کسی نفس کو پاکیزہ حیات نہوگی جب تک وہ قضاء و قدر پر راضی نہو۔ شیخ استاد رحمہ اللہ تعالے نے قولہ وہو مومن کے معنی مین کہا کہ نیک کام نہین ہوتا مگر مومن سے اور جو مومن نہین اُسکے اعمال کبھی صالح نہین ہوتے ہین اور معنے یہ ہین کہ فی الحال اُس نے نیک کام کیا اور وہ انجام پر مومن مرا کیونکہ فی الحال جو صفائی حاصل ہو اُس سے کچھ نفع نہین جب تک کہ انجام مین ایمان نہو کیونکہ خاتمہ کا اعتبار ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ کلام لطیف ہی اور بات یہ ہی کہ اگر ایک شخص نے اسوقت ایمان کا اقرار کیا اور دل سے اُس نے مانا کسی فریب و نفاق کی نیت نہین ہی پھر اُس نے نماز و روزہ و صدقہ و حج وغیرہ اعمال صالحہ کیے پھر آخر کو وہ مرتد ہو کر مرا نعوذ باللہ منہ تو چاہیے کہ وہ جہنمی نہو اس لیے کہ اعمال صالحہ کا ثواب جنت ہی پس شیخ نے اسکا جواب دیدیا کہ اعمال صالحہ فی الحال صالح بظاہر ہین اور حقیقت مین نہین معلوم پھر اگر وہ آخر مین کافر مرا تو اعمال مذکور صالح نہ تھے کیونکہ صالح اعمال فقط مومن کے ہوتے ہین اور اگر آخر مین مومن مرا تو اعمال مذکورہ صالحہ تھے جنکا ثواب عظیم پاویگا فافہم۔ بعضے کہتے ہین کہ مومن سے یہان یہ معنے بھی معلوم ہین کہ اُسکو یقین ہو کہ میری نجات فقط اللہ تعالے کے فضل پر ہی میرے اعمال اسکا سبب نہین ہو سکتے ہین۔ اقول اگر وہم ہو کہ پھر عمل کرنے سے کوئی فائدہ نہین ہی تو جواب یہ کہ اللہ تعالے ہی سے انکار ہوگا اگر اُسکی شریعت سے منحرف ہو۔ اور اعمال درجات عالیہ ہین اور اعمال یہانتک اللہ تعالے کے یہان قبول ہوتے ہین کہ بندہ ولی اور مشاہدہ مین بحیات طیبہ مستغرق ہوتا ہی فافہم۔ پھر شیخ کے استاد رحمہ اللہ تعالے نے نقل فرمایا کہ یون بھی کہا جاتا ہی کہ حیات طیبہ وہ نسیم قرب ہی اور یہ بھی کہا جاتا ہی کہ حیات طیبہ وہ کہ بمعیت محبوب ہو کہتے ہین کہ حیات طیبہ اولیاء ہین کہ اللہ تعالے اُنکا ہر سوال پورا کرتا ہی اور ہر امید بر لاتا ہی اور خاص لوگ تو وہ ہین کہ نہ اُنکی کوئی حاجت نہ سوال اور نہ کچھ مقصد و نہ درخواست اور غور کرو کہ دونون قسم کے اولیاء مین کتنا فرق ہی کہ کسی کی حاجت و مراد ہو وہ پوری کر دیجاوے اور کسی کو کچھ حاجت نہین وہ کچھ نہین چاہتا کیونکہ جسکی طرف حاجت ہو وہی حاصل ہی۔ قسم اول تو اللہ تعالے کی بندگی مین ادب کے ساتھ قائم ہین اور قسم دوم بندگان آزاد ہین اقول خواہش نہونے سے

بالکل آزادی ہو اور اس حال مین وے اللہ تعالے کی طاعات مین [illegible]
ملائکہ سے افضل ہین۔ اور حدیث مین قرب النوافل کے آخر مین ہو کہ اور اگر مجھ سے کچھ مانگتا ہو [illegible]
پناہ چاہتا ہو تو اسکو پناہ دیتا ہون۔ انتہے مترجما۔ اس سے صریح معلوم ہوا کہ قرب النوافل کی ولایت [illegible]
وطاعت پر قیام ہوتا ہی۔ پھر حق تعالے عزوجل نے قرآن پاک کی قرارت کے لیے شیطان سے پناہ مانگنے [illegible]

فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ

سو جب تو پڑھنے لگے قرآن تو پناہ لے اللہ کی شیطان مردود سے اُسکا زور نہین چلتا

عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ

اُنپر جو یقین رکھتے ہین اور اپنے رب پر بھروسا کرتے ہین اُسکا زور اُنھین پر ہی جو اُسکو رفیق سمجھتے ہین

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ۝

اور جو اُسکو شریک ٹھہراتے ہین

اس آیت مین اللہ تعالے نے اپنے بندون کو اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی حکم دیا کہ جب قرآن پڑھنا چاہین تو اللہ تعالے سے پناہ ڈھونڈھین شیطان رجیم سے۔ اہل تفسیر نے کلام کیا کہ قولہ تعالے فَاِذَا مین فا کیسی ہی بعض نے لکھا کہ فا ترتیب ہی یعنے عمل صالح کے بعد اسکو بیان کیا کہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ لیا کرین اور یہ فعل بھی عمل صالح ہی ولیکن ظاہر یہ ہی کہ قرأۃ قرآن کے ساتھ حکم دیا ہی اسی واسطے بعض نے لکھا کہ یہ آیت متعلق بقولہ ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیئی۔ ہی یعنے قرآن پاک باین صفات ہم نے تجھپر اُتارا۔ فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ سو جب تو اس کتاب قرآن کو پڑھے۔ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ تو پناہ ڈھونڈھ اللہ تعالی کے ساتھ۔ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ راندے ہوئے شیطان سے۔ معنے استعاذہ کے یہ کہ اللہ تعالے سے درخواست کر کہ تجھکو اپنی ایک مخلوق شیطان سے جسکو اُسنے ملعون راندہ ہوا کر دیا ہی اور بندون کے امتحان کے لیے چھوڑا ہی اُس سے پناہ دیدی۔ چونکہ امتحان بھی اللہ تعالے ہی کی طرف سے ہی اسی واسطے اکثر علماء نے تصریح کی ہی کہ خوف شیطان سے نہین بلکہ اللہ تعالے ہی سے ہونا چاہیے کہ اُسکی نافرمانی وخشم سے شیطان کا تسلط نہ کیا جاوے کیونکہ فرمانبردار بندون پر اللہ تعالے کی رحمت رہتی ہی چنانچہ فرمایا۔ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ یعنے شیطان کا کچھ غلبہ وتسلط نہین ہوتا۔ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ان لوگون پر جو ایمان لائے یعنے اللہ تعالے کی وحدانیت وآخرت کا یقین کیا۔ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ اور اپنے رب پر بھروسا کرتے ہین۔ واضح ہو کہ جب ساری قدرت وقوت اللہ تعالے کے واسطے جانتے ہین تو وے لوگ عہد وبیعت کو بھی کبھی اس خیال سے نہ توڑینگے کہ دوسرے مخالف فریق مین لوگون کی کثرت وثروت ہی اگرچہ اُنکو کچھ تکلیف بھی پیش آوے کیونکہ یہ اللہ تعالے کی طرف سے امتحان ہی اور قرآن پاک مین یہ تعلیم موجود ہی مگر جو لوگ نافرمانی کرتے اور اللہ تعالے کی صفات مین غیر کی شرکت جانتے ہین اُنپر شیطان مسلط ہوتا اور اُنکو فہم قرآن سے پردہ کرتا ہی چنانچہ فرمایا اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ اسکا قابو تو فقط اُنھین لوگون پر ہی جو اُس سے دوستی کرتے ہین حتی کہ اللہ تعالے پر ایمان نہین لاتے اور گناہون کے مرتکب ہوتے اور دنیاوی شہوات مین مبتلا ہو کر اُنھین کو اصل قرار دیتے ہین اور آخرت سے غافل ومنکر ہین۔ بظاہر اگرچہ وے اپنی خواہش وخیال سمجھتے ہین مگر درحقیقت تمام آدمی دماغ مین یکسان ہین یعنے حواس سب کے [illegible]

Marfat.com

[illegible] نفس ہوتی ہی اور یہ صورت دو طرح کی ہوتی ہی ایک تو شیطانی پس کافر لوگ اس صورت کو اپنے
[illegible] ہین اور مومنین اُسکو آنے نہین دیتے یا میٹ دیتے ہین۔ دوم صورت از جانب فرشتہ تو کافر اسکو
قبول نہین کرتے اور مومنین اُسی کو قبول کرتے ہین پس کافرون کی دوستی درحقیقت شیطان سے متحقق ہی **وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ
مُشْرِكُوْنَ** اور ان لوگون پر مسلط ہوتا ہی جو اُسکے ساتھ شرک کرتے ہین یعنے اللہ تعالے کے ساتھ شرک کرنا درحقیقت شیطان
کے ذریعہ سے ہی کیونکہ بت اور دیگر اشیاء جنکی پرستش لوگ کرتے ہین اُنکو تو پوجنے والون سے نہ خبر اور نہ رضامندی اور اصل مین یہ
وسوسہ شیطانی ہی جسکی عبادت کرتے ہین۔ **ف** ۔ یہان چند مقام ہین کہ استعاذہ جسکا حکم دیا ہی یہ حکم کس قسم کا اور کب ادا کرنا چاہیے
اور صیغہ اُسکا کس عبارت سے ہی۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ یہ حکم مستحب ہی واجب نہین ہی چنانچہ شیخ ابو جعفر ابن جریر
وغیرہ امامون نے اسپر اجماع ہونا نقل کیا ہی اور جو احادیث اس بارہ مین آئی ہین ہم نے ابتداے تفسیر مین بسط کے ساتھ ذکر کردی ہین اقول
اور عطاء رحمہ اللہ تعالے سے مروی ہی کہ استعاذہ واجب ہی۔ اگر کہا جاوے کہ خطاب تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہی جواب یہ کہ
اس سے زیادہ تاکید نکلتی ہی کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو باوجود معصوم پیغمبر افضل ہونے کے جب وساوس شیطان سے پناہ مانگنے
کا حکم ہی تو قطعی قیاس صحیح سے ثابت ہوا کہ امت کو بدرجۂ اولے یہ حکم ہی۔ پھر استعاذہ قبل قراءت کے ہونا جمہور کا مذہب ہی چنانچہ
شیخ نے کہا کہ جمہور اسی طرف گئے ہین کہ استعاذہ قبل التلاوۃ ہی اور حمزہ رحمہ اللہ تعالے سے جو ائمہ قراء سے ہین اور ابو حاتم سجستانی
سے مروی ہی کہ بعد قراءۃ کے چاہیے۔ اقول ظاہر آیت یہی ہی کہ جب قراءہ کرے تو استعاذہ کرے ولیکن بقول زجاج رحمہ اللہ تعالے
کے اسکے معنے یہ ہین کہ جب ارادہ قراءت کرے تو تو استعاذہ پڑھ جیسے نماز کو کھڑا ہو تو وضو کر اور جیسے کھانا کھائے تو بسم اللہ پڑھ
مسئلہ مذہب جمہور کے موافق حنفیہ مذہب مین بھی اعوذ پڑھنا امام کو چاہیے اور مقتدی نہین پڑھیگا اس لیے کہ وہ قراءت نہین کرتا ہی
شیخ امام نے لکھا کہ ظاہری احتجاج کے موافق جو حمزہ و ابو حاتم سے مروی ہی اسی کے مثل امام نووی نے شرح مہذب مین حضرت ابو ہریرہ
و محمد بن سیرین و ابراہیم نخعی سے نقل کیا ولیکن صحیح قول جمہور ہی کہ ابتداے قراءت مین چاہیے تاکہ قراءت کرنے والے پر شیطان
تلبیس نہ کرے اور اُسکو غور و فکر سے پڑھنے مین مانع نہو۔ پھر کہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ لیس لہ سلطان علے الذین آمنوا الآیہ پس لازم آیا کہ
جو کوئی شیطان کے وسوسہ مین آجاوے وہ مومن نہین کیونکہ مومن ہوتا تو اُسپر قابو نہوتا۔ لہذا شیخ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالے نے
اسکے معنے یہ بیان کیے کہ شیطان کو مومنون پر غلبہ نہین ہوتا اسطرح کہ اُنکو ایسے گناہ مین ڈالے جس سے وی توبہ نہ کرین اور دوسرے علماء نے
کہا کہ سلطان کے معنے حجت کے ہین یعنے شیطان کو اُنپر از راہ حجت کے غلبہ نہین ہی پس وی لوگ باطل کو کبھی حق نہین جانینگے جیسے گمراہ
مشرک لوگ کرتے ہین۔ دوسرون نے فرمایا کہ استثناء کے مانند ہی کہ مومنون کو اللہ تعالے نے اپنا بندہ کرلیا اور شیطان سے چھڑا لیا ہی
اور معنے قولہ اعلی الذین یتولونہ۔ مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا یعنے اُسکی اطاعت کرتے ہین اور دوسرون نے فرمایا کہ اللہ تعالے
کے سواے اُسکو ولی بنا لیا۔ قولہ وہم بہ مشرکون۔ یعنے اُسکو اللہ تعالے کی عبادت مین شریک بنا لیا اور احتمال ہی کہ باء سببیہ ہو یعنی
بسبب شیطان کی طاعت کے اُنھون نے اللہ تعالے کے ساتھ شرک کیا اور بعض نے کہا کہ اموال و اولاد مین شیطان کو شریک کیا۔
پھر بعض نے کہا کہ قراءت ہر رکعت مین مکرر ہوتی ہی تو استعاذہ ہر رکعت مین قراءت سے پہلے ہونا چاہیے۔ یہ اس صورت مین ہی کہ
ہر رکعت بقراءت علحدہ ہو اور اگر تمام نماز ایک ہی حکم مین ہی تو اول مرتبہ کا تعوذ سب کے واسطے کافی ہی اور یہی ظاہر مذہب حنفیہ ہی [illegible]

Marfat.com

اگر کوئی شخص پڑھے تو کچھ مضائقہ نہو ناچاہیے جیسے بسم اللہ قبل الحمد و قبل سورۃ کے تمام
تعالے اعلم۔ پھر تعوذ کا صیغہ مختار حنفیہ و شافعیہ کے نزدیک قولہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
نے ذکر کیا۔ ورنہ جس صیغہ سے پناہ مانگے اصل سنت ادا ہو جائیگی۔ ف اشارات مع تغییر
انہ لیس لہ سلطان علے الذین آمنوا الآیہ۔ اللہ تعالے نے آیت کریمہ مین صریح بیان کر دیا کہ شیطان کا
غالب نہین ہوتا جنکو ازل مین اللہ تعالے نے برگزیدہ فرمایا واسطے ایمان و معرفت کے لیئے اُسکے اسماء و صفات
و انداد کی نفی کرتے ہین پس اُسکی بندگی مین شرک کو دخل نہین دیتے اور اُسکے وجود توحید کا یقین کرتے ہین اور
مین یقین کرتے ہین پس اسکا تسلط ایسے لوگون پر نہین کیونکہ وی لوگ حق تعالے کی نگہداشت و رعایت مین ہین پس شیطان
قدرت نہین دی گئی کہ اُنکے ایمان مین وسوسہ و تردد ڈالے ولیکن دنیاوی شہوات کی راہ سے انمین وسوسہ ڈالتا ہے
جب آفتاب جلال اُنکے چہرون و قلوب و ارواح پر چمکتا ہے تو وسوسہ ڈالتے وقت شیطان جل جاتا ہے حتے کہ انکو افاقہ حاصل ہو
پس جب افاقہ ہوا تو پھر اُنمین وسوسہ ڈالنے کا قصد کرتا ہے پھر جب اُنھون نے اللہ تعالے سے پناہ مانگی اُسکے شرور سے اور اپنے
رب تعالے کی طرف توکل سے پناہ چاہی تو شیطان ملعون اپنے ٹھکانے ٹھٹھک کر ایسا پگھلنے لگتا ہے جیسے پانی مین نمک پگھلتا ہے شیخ
ابو حفص رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ جو کوئی چاہے کہ شیطان سے محفوظ رہے اُسکو چاہیے کہ اپنا ایمان و یقین ٹھیک کرے پھر اللہ تعالے پر
اپنا توکل مضبوط کرے پھر ایمان یہ ہے کہ حالت آسانی و تکلیف دونون مین صرف اپنے رب تبارک و تعالے ہی کی طرف رجوع کرے
اور اُسکے عوض مین کسی چیز پر راضی نہو۔ اور توکل یہ ہے کہ رزق کے واسطے اللہ تعالے پر ایسا بھروسا ہو جیسے تجھے اپنے معلوم پر
بھروسا ہوتا ہے۔ شیخ نصر آبادی رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ جو بندہ اپنی نسبت بندگی کو اپنے رب عزوجل کے ساتھ درست رکھے
تو اُسکے بعد اُسپر کوئی منازعت و جھگڑا طبیعت یا شیطان کی طرف سے نہین پیش آتا ہے پھر حق تعالے جلشانہ نے بیان فرمایا کہ اُسکی
حکمت و قدرت بالغہ سے شیطان کا غلبہ کن لوگون پر ہے فقال انما سلطانہ علے الذین یتولونہ۔ شیطان کے مسلط ہونے کے یہ معنی
ہین کہ حیلہ و مکر اور وسواس اُنمین ڈالتا ہے اور خالق عزوجل نے ہر ایک مخلوق مین جو چاہا پیدا فرمایا اور یہ معنے نہین ہین کہ شیطان کو طاقت
ہے کہ مخلوق الٰہی مین جس کسی کو چاہے گمراہ کر دے بدون اسکے کہ اللہ تعالے چاہے کیونکہ گمراہ کرنا اور ہدایت دینا صرف اللہ تعالے کے
قبضۂ قدرت مین منحصر ہے کسی مخلوق کو اُسمین دخل نہین ہے وہی منفرد بوحدانیت ہے اور شیطان کا تسلط اُسی پر جسکو اللہ تعالے نے
گمراہ ازلی فرمایا ہے پس اپنے تسلط سے وہ بہکاتا اور خوب وسوسہ جماتا ہے اور گمراہ ازلی اُسکے تابع کیا جاتا ہے اسطرح کہ وہ اپنی خواہش
کی پیروی کرتا ہے اور رہے مومنین و مسلمین تو وہ کبھی نفس کی مراد پوری کرنے مین اُسکے پیرو ہو جاتے ہین مگر کفر و ضلال مین اُسکی پیروی
نہین کرتے ہین پس مومنون کے ساتھ اُسکا وسوسہ زیادت گناہ کی غرض سے ہوتا ہے۔ بعض مشائخ نے کہا کہ جس نے اپنی خواہش کی
پیروی کی اُس نے شیطان سے دوستی کی اور جس نے دنیا کی طرف میل کیا اُس نے شیطان کی پیروی کی اور جس نے دنیا مین گن
سرداری چاہی وہ شیطان کا مرید ہو گیا اور جس نے ظاہری علم کے خلاف عمل کیا اور مخالفت چاہی اُس نے شیطان کو اپنا ولی بنا
اور جس نے مسلمانون کی خیانت کی اُس نے شیطان کو اپنے قلب پر راہ دیدی اور جو شخص کہ ظاہر و باطن کسی طرح
شریعت مین بڑا اُس نے اپنے آپ کو ہلاک کر دیا اور جس نے شیطان سے دوستی پیدا کی اور اُسکو اپنا ولی

Marfat.com

فضول دل سے بری ہوگیا۔ پھر منجملہ وساوس شیطانیہ کے جو شبہہ قرآن پاک مین عموماً کافرون کو جہالت سے پیدا
ہوتا ہی دفع فرمادیا بقولہ تعالے

وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۚ

اور جب بدلتے ہین ایک آیت کی جگہ دوسری اور اللہ بہتر جانتا ہی جو اُتارتا ہی تو کہتے ہین تو تو بنالاتا ہی

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ

بلکہ اُنمین بہتون کو خبر نہین تو کہہ اُسکو اُتارا ہی پاک فرشتے نے تیرے رب کی طرف سے تحقیق

لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَلَقَدْ نَعْلَمُ

تاثابت کرے ایمان والون کو اور راہ کی سوجھ اور خوشخبری مسلمانون کو اور ہمکو معلوم ہی

اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ۭ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ

وہ کہتے ہین اُسکو تو سکھاتا ہی آدمی جسپر تعریض کرتے ہین اُسکی زبان ہی اوپری غیر

وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

اور یہ زبان عربی صاف جنکو اللہ کی باتین یقین نہین آتین

لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

اُنکو اللہ راہ نہین دیتا اور اُنکو دُکھ کی مار ہی جھوٹھ بناتے وہ ہین جنکو یقین نہین

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝

اللہ کی باتون پر اور وہی لوگ جھوٹے ہین

یعنے ہو کہ کمال رحمت سے اللہ تعالے نے اہل القرآن کو ہدایت فرمائی اور ازل سے اپنی عظیم رحمت صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم کے واسطے رکھی تھی کہ اول مین اُنپر ایک مدت کے واسطے جو اُسکے علم مین تھی ایک حکم مقرر کیا خواہ آسان کہ دوسرے وقت مین بجاے اُسکے سخت حکم دیا اور یا سخت کہ جیسے اول مین جو کچھ کماتے اُسکو صدقہ کردینے کا حکم تھا سواے اسقدر کے جو اپنے عیال کے صرف مین جسمین نسخ کردیا صرف زکوۃ رکھی۔ پس اللہ تعالے علیم ہی اُس نے اپنے بندون کو کمال قرب و منزلت کے واسطے اسطرح درجہ بدرجہ ترقی دی جیسے معلم اپنی اولاد کو آہستہ آہستہ تعلیم کرتا اور بدلتا جاتا ہی اور ایک ہی حالت پر نہین چھوڑتا ہی حالانکہ وہ اول سے آخر تک اُسکے حکم کے واسطے اُس عمر تک اور اُس درجہ تک ہی پھر اُسکو دوسرے طور سے تعلیم مین تبدیل کیجاویگی اسی طرح اللہ تعالی جلشانہ نے اپنی رحمت سے اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو برگزیدہ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک حکم کی جگہ دوسرا بدلنا کچھ اسوجہ سے نہین ہوا کہ پہلا حکم غلط تھا بلکہ اسوجہ سے کہ یہ حکم اُسی وقت تک لائق تھا پس یہ سمجھنا بالکل جہالت و نادانی ہی کہ پہلے حکم کا انجام نہین معلوم تھا جیسے معلم کا اپنی اولاد کی تعلیم مین جو طریقہ پانچ برس کی عمر مین رکھتا ہی جانتا ہی کہ دس برس کے بعد دوسرا طریقہ بدلا جاوے پس یہان پر شبہہ کرنا کہ جو علم بہود و خیال صرف گمراہی و وسوسہ شیطانی ہی یہ وسوسہ بہودہ کافرون و گمراہون مین سما گیا تھا جسکی وجہ سے اللہ تعالے نے اُسکو رد فرمایا بقولہ وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ یعنے جب ہم نے ایک آیت کا

حکم اٹھا دیا اور بجاے اُسکے دوسرا حکم قائم فرمایا۔ مجاہد رحمہ اللہ تعالے جیسے قولہ ما ننسخ من آیۃ الخ قتادہ رحمہ اللہ [illegible]
بِمَا يُنَزِّلُ اور اللہ تعالے خوب واقف ہی بدون علم نہین جو اُتارتا ہی یا حالانکہ اللہ تعالے اپنے علم سے اُتارتا ہی جو نازل کرتا ہی [illegible]
تو کافر لوگ بوجہ اپنی ضعف عقل و لغزش قدم کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہتے ہین کہ۔ اِنَّمَا اَنْتَ مُفْتَرٍ [illegible]
تو ہی مفتری ہی یعنے فرشتہ کا پیغام اللہ تعالے جلشانہ کی طرف سے نہین ہی حالانکہ یہ کمال حکمت کے ساتھ اللہ تعالے عزوجل کی طرف
سے ہی جو وہ چاہتا ہی حکم فرماتا ہی اُسمین اُسکی قدرت کی دقیق حکمتین ہین مگر کافرون کو بجاے عقل کے جہالت نے گھیرا اور شیطان نے
مسلط ہو کر اُنکو گمراہی کی طرف اندھا کر دیا کہ قرآن وحی سے انکار کر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر مفتری ہونے کا شبہہ کیا بَلْ
نہین یعنے تو مفتری ہرگز نہین ہی بلکہ۔ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ بہتیرے اُنمین سے کچھ علم نہین رکھتے۔ یا وحی قرآنی کے معنے سے
واقف نہین یا نہین جانتے کہ نسخ مستلزم نادانی و افترا نہین بلکہ کمال رحمت و مصلحت ہی۔ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ
یعنی منکرون کو کہدے جو اللہ تعالے تجھے خطاب فرماتا ہی کہ قرآن کو روح القدس جبرئیل نے تیرے رب کی طرف سے بحق نازل فرمایا ہی اسمین
افترا و کذب کو دخل نہین ہی وہ انتہاے مرتبہ اعجاز بلاغت ہی جسکی ایک آیت کے مثل نہین لا سکتے ہین۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صدق
و امانت و دیانت سے خوب واقف تھے اور اقرار کرتے کہ تمام نیک باتون کا حکم دیتے اور برائیون سے روکتے و منع کرتے ہین خود کسی مال
و متاع و ریاست کی خواہش نہین کرتے بلکہ یتیم و مفلس وغیرہ کی خود خبرگیری کرتے ہین قرآن اُنپر معجزہ عظیم ہی جسکی ایک آیت کے مثل نہین
لا سکتے ہین معجزات دیگر اُنسے برملا ظاہر ہوتے ہین پھر ان سب باتون کے باوجود جہالت کے شبہہ سے کہ قرآن پاک مین نسخ کیونکر ہوتا ہی ایمان سے
پھرتے اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مفتری بتلا کر کفر کی طرف اصرار کرتے ہین حالانکہ آیات کے معانی تمام نور و حکمت ہین کہ جہان دل
مطمئن و منور ہوتا ہی چنانچہ فرمایا۔ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تاکہ ثابت رکھے اُنکو جو ایمان لائے کیونکہ آیات سے اُنکے
دلون مین ایمان پر ایمان بڑھتا ہی اور نور پر نور زیادہ ہوتا ہی۔ وَهُدًى اور ہدایت وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ اور بشارت ہی
واسطے طاعت کرنے والون کے پس مومنون کے خلاف کافرون مین اُسکے خلاف و نائم حاصل ہوتے ہین کہ بجاے تثبیت کے اُنمین لغزش و تزلزل
پیدا ہوتا اور ہدایت کی جگہ زیادہ گمراہی انکار کی اور بجاے بشارت کے جھڑکی عذاب کے وعدہ کی پاتے ہین اور اندھیرے پر اندھیرا اُنکے
دلون پر طاری ہو جاتا ہی۔ پھر باوجود اسکے کہ کوئی عرب اپنی طرف سے تعلیم کرنے کا کسی طرح اقرار نہ کرتا تھا اور نہ کسی عجمی کی طرف سے ہرگز گمان
ہو سکتا تھا تو خواہ مخواہ الحاد اور ہٹ دھرمی سے بہتان لگایا کہ عجم کا کوئی شخص محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو سکھلاتا ہی اور عجم کے لوگون مین سے
چند غلام یہان مکہ وغیرہ مین رہتے تھے حالانکہ وے انھین کافرون کے غلام تھے اور ظاہر ہی کہ جب برادری والے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا
ساتھ نہین دیتے تھے تو یہ غلام کیونکر ساتھ دیتے مگر یہی بہتان لگایا کہ یہ غلام سکھلاتے ہین جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ملال ہوا تو اللہ تعالے
نے تسلی فرمائی اور کافرون پر ملامت کے ساتھ رد فرمایا بقولہ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ یعنے قسم کھا کر
فرمایا کہ ہم جانتے ہین کہ یہ کفار کہتے ہین کہ محمد کو تو قرآن ایک آدمی سکھلاتا ہی نہ فرشتہ لاتا ہی۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا [illegible]
انکا اشارہ ایک غلام کی جانب تھا جو قبیلہ قریش مین سے بعضے کنبہ کا مملوک تھا اور مالک اس سے فروخت کرنے کی خدمت [illegible]
وہ صفا کے پاس بیٹھکر بیچا کرتا تھا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بعض اوقات اُسکے پاس بیٹھ جاتے [illegible]
تسکین کی بات کرتے اور یہ غلام دراصل عجمی تھا زبان عرب بہت کم جانتا تھا اسی واسطے اللہ تعالے نے فرمایا [illegible]

Marfat.com

یعلمہ البشر زبان اُس شخص کی جسکی طرف الحاد کرتے ہین یعنے ہٹ دھرمی سے کہتے ہین کہ وہ سکھلاتا ہی۔ اَعْجَمِیٌّ عجمی ہی یعنی سوائے جسکے ہوا وہ گنواری بولی بولتا ہی وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ اور یہ قرآن صاف زبان عربی ہی۔ پس ایسے شخص سے یہ کہ قرآن سیکھا جاسکتا ہی جو فصاحت و بلاغت مین مرتبہ اعجاز سے باہر ہو اور مرتبہ اعجاز یہ ہوتا ہی کہ بشر کا کام نہو کہ اُسکے مثل زبان سے اُس نے بشر کو عاجز کردیا ہو باوجود اسکے تمام ان معارف و معانی کو شامل ہی جو بنی اسرائیل پر متفرق اُترے عجمی اُسکو کیونکر سکھلا سکتا ہی قول تو وہی ہ کہیگا جسکو ذرہ برابر عقل ہو۔ محمد بن اسحق نے سیر مین لکھا کہ مجھے خبر پہونچی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی جبر الحضرمی کے غلام عیسیٰ نصرانی کے پاس جو مروہ کے پاس بیٹھا کرتا اور اُسکو جبر کہتے تھے بیٹھ جاتے پس قریش والون نے بہتان باندھا کہ آپ اس سے سیکھتے ہین تو یہ آیت اُتری۔ ایسا ہی عبداللہ بن کثیر سے مروی ہی اقول نہایت تعجب یہ ہی کہ وہ غلام اپنے آقاؤن کو ظاہر نہ کرتا بلکہ جب واقف ہوتا کہ میرا کہا ہوا بیان کیا ہی تو برملا اُسکو ظاہر کرتا یہ انتہاے حماقت و بہتان قریش کا تھا۔ شیخ نے لکھا کہ عکرمہ و قتادہ سے مروی ہی کہ اُسکا نام یعیش تھا اور ابن جریر نے اپنی اسناد سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ مکہ مین ایک شخص لوہاری کا کام کرتا اور تلوارین بناتا تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُسکو اسلام کی تعلیم دیتے پس قریش آپ کو اُسکے پاس آتے جاتے دیکھتے تو بہتان لگایا کہ یہ غلام ہی محمد کو سکھلاتا ہی پس یہ آیت نازل ہوئی۔ عبید اللہ بن مسلم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے یہان رومی دو شخص کارگر تھے اور اپنی کتاب پڑھا کرتے اور کبھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم راہ مین کھڑے ہوکر سُنتے پس قریش نے بہتان باندھا تو آیت اُتری۔ زہری رحمہ نے سعید بن المسیب سے روایت کی کہ مشرکون مین سے ایک شخص وحی لکھتا تھا وہ مرتد ہوکر یہود کہنے لگا۔ دوسرے مفسرین نے اسکے نام مین اور بھی اقوال بیان کیے مثلاً نصرانی غلام تھا جسکا نام ابو میسرہ تھا۔ یا عداس نام تھا۔ بعض نے کہا کہ دو غلام آہنگر تلوارین بناتے تھے ایک کا نام جبر اور دوسرے کا یسار تھا۔ شیخ نحاس رح نے کہا کہ یہ اقوال باہم متناقض نہین ہین کیونکہ شاید متفرق لوگون مین سے ہر ایک نے ایک ایک شخص کی طرف بہتان باندھا ہو۔ بالجملہ اسمین دو وجہ سے قریش کی ہٹ دھرمی و عداوت ظاہر تھی ایک یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُمی تھے تو غیر زبان سے وقوف مستبعد تھا دوم یہ کہ ایسے فتنہ شدید مین جو غلام ایسا ہوتا وہ اپنے آقاؤن سے پہلے بیان کرتا۔ واضح ہو کہ علوم قرآن و غرائم اخلاق اسوقت اسقدر مستحکم و قوی علوم کے ساتھ موجود ہین کہ جو لوگ علوم حکمت مین کمال رکھتے ہین علوم کے سامنے اطفال مکتب ہین اور قرآن اسوقت تک بحد تواتر ہی پس کمال ثبات و صدق کے ساتھ اُسکے آیات و احکام پورے یقین سے ظاہر ہین اہل کتاب کو صاف اعلام دیا گیا کہ تم پہلے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نام سے مشرکون پر غلبہ چاہتے تھے اب جبکہ ظاہر ہوئے تو بسبب حسد و عداوت انصار کے منکر ہوگئے۔ قرآن پاک مین تمام دینون پر دین اسلام عنقریب غالب ہونا بیان ہی پس یہ وعدہ فتح مکہ سنہ ۸ھ مین آٹھ برس کے عرصہ مین پورا ہوگیا۔ بالجملہ آیات نبوت اسقدر کثرت سے ظاہر ہین کہ سوائے کور باطن کے کوئی انکار نہین کرسکتا اور کور باطن خواہ مخواہ آیات سے انکار کرتا ہی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ہٹ دھرمی و ہٹ دھرمی کے ساتھ بدون حجت کے آیات الٰہی سے منکر ہوتے ہین۔ لَا یَهْدِیْهِمُ اللّٰهُ اللہ تعالےٰ اُنکو ہدایت نہین کرتا یعنے نجات نہ دین۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ اور لامحالہ اُنکے واسطے آخرت مین عذاب دردناک ہی۔ اِنَّمَا یَفْتَرِی الْكَذِبَ الَّذِیْنَ یہ جواب ہی اُنکے اس قول کا کہ تو یہ کہتا ہی کہ رسول اللہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم مفتری و کذاب نہین ہی۔ اِنَّمَا یَفْتَرِی الْكَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یقین نہین لاتے اللہ تعالےٰ کی آیتون پر۔ یعنے

کافر ملحد لوگ اللہ تعالے پر افترا باندھتے ہین جو لوگون کے درمیان بھی جھوٹے ہوتے ہین اور رسول اللہ [illegible]
نہایت صادق القول اور نہایت نیکوکار و اعلے کمال علم و عمل مین معروف تھے اسی واسطے قریش مین صدوق امین کے نام [illegible]
کما قال تعالے فانہم لایکذبونک ولکن الظالمین بآیات اللہ یجحدون یعنے قریش تجھے جھوٹا نہین کہتے ولیکن ظالم اللہ تعالے [illegible]
انکار کرتے ہین۔ ہرقل بادشاہ روم نے جب ابوسفیان سے پوچھا کہ قبل دعوے رسالت کے تم لوگ کبھی اُسکو جھوٹ سے تہمت [illegible]
تھے تو یہی کہا کہ کبھی نہین پس ہرقل نے کہا کہ پھر یہ نہین ہوسکتا کہ وہ آدمیون کے معاملات مین جھوٹ کبھی نہ بولے اور جا کر اللہ تعالے پر [illegible]
باندھے پس کاذب مفتری وہ ہین کہ آیات الٰہی سے انکار کرتے ہین اور اس سے زیادہ کون افترا ہوگا کہ خالق عزوجل جس نے انکو پیدا کیا
اور رزق دیتا ہی اُسکے سواے بتون و ستارون کی گردش اور اپنی قوت سے رزق کے مدعی ہین اور صحت و عافیت و رختون کی [illegible]
و موسم کی نیرنگیان سب دوسرے اسباب کی قدرت سے کہتے ہین پس اس سے زیادہ کذب و افترا کیا ہوگا کہ خالق کی صفت مخلوق مین
اور خالق و مخلوق کو برابر کرتے ہین۔ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ یہی لوگ جھوٹے ہین۔ ف فی اشارات العرائس
قولہ تعالے قل نزلہ روح القدس الآیہ۔ چونکہ اعداے دین کفار و مشرکین کو استعداد معرفت بخطاب الٰہی نہین تھی اسی وجہ سے انکی جبلت
مین انکار و کفر تھا کیونکہ انکی جبلت مرتبہ معرفت الٰہی سے مردود اور بعید واقع ہوئی تھی اور اُسکے شہود و وجود سے بالکل بے خبر تھے انکو
[illegible] کہ کلام عزیز سے کیا صادر ہوتا ہی اسی وجہ سے خطاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا اور حکم دیا کہ قل نزلہ روح القدس من
ربک۔ یعنے جو خطاب ہم تجھکو فرماتے ہین کہ تجھپر یعنے تیرے قلب پر روح القدس نے قرآن نازل کیا ہی یہ تو اُن کافرون سے کہدے
یعنی اللہ تعالے نے ازل مین کلام فرمایا اور یہ کلام جبرئیل کی طرف وحی فرمایا اور جبرئیل کو حکم دیا کہ اللہ تعالے کے حبیب محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر
نازل کرے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اُن مومنون کو پہونچاوے جنھون نے ارواح سے اللہ تعالے جلشانہ کو میثاق
ازل کے وقت پہچانا اور اُسی کے کلام سے کلام کیا ہی اسی واسطے مومنین کا ثبات اُسکا فیض بیان فرمایا یعنے مومنین اپنے رب عزوجل
کے خطاب کے ساتھ اُسکی معرفت مین ثابت قدم رہین اور اُسکی طاعت مین مضبوط قائم رہین۔ وقولہ ہدے وبشرے للمسلمین یہ صفت
کتاب الٰہی ہی کہ وہ آئینہ معرفت ذات و صفات ہی اور اہل طاعت و ایمان کے لیے دوام وصال کی خوشخبری دینے والی ہی [illegible]
جب اللہ تعالے نے کلام چاہا تو خود اپنی ذات پاک سے اسطرح کلام فرمایا جیسا اُسکی شان بلند کے لائق ہی یعنی [illegible]
اُسکی کیفیت پر نہین ہی وہ بلا کیفیت اور بدون حرف و آواز کے ہی اُسمین کوئی صفت یا مشابہت [illegible]
مخلوقات کی ہوتی ہی پھر اپنے کلام کو اپنی قوت سے قوت اور اپنے جلال سے جلالت اور اپنی عظمت سے عظمت عطا فرمائی [illegible]
جبرئیل علیہ السلام اس کلام کو اپنی لائق قوت سے سُنتا ہی وہ سماعت بقوت قدسیہ ہی جو قدوس سے مستعار [illegible]
اُسکی سماعت سے فنا ہو جاتا۔ قال المترجم حق یہ ہی کہ شیخ وغیرہ اہل الحق نے ایسے اشارات کے بیان [illegible]
سے تعبیر کی اور جو شخص نور عقل سے مستفید ہی وہ جانتا ہی کہ کوئی چیز حادث ایسی نہین ہی کہ قدیم جلشانہ کی [illegible]
قوت سے لاوے کیونکہ وہ پاک عالی متعالی ہی ولیکن اشارات غیر خیر سے کرنے کے سواے کوئی چارہ [illegible]
نادانی سے صرف اپنے فہم پر اکتفا نہ کرکے طالب حق ہو اور ہر حال مین اپنے آپ کو نادان جاہل جانے [illegible]
گنجایش نہین ہی واللہ تعالے ہو الہادی پس خلاصہ یہ ہی کہ سماع کلام بھی خود بقوت ربانی [illegible]

[illegible] ماذا قال ربکم قالوا الحق وھو العلی الکبیر اور حدیث مین اسکی تفسیر ہی کہ کلام کی عظمت سے
[illegible] مین گرجاتے ہین پس حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس کلام کو اٹھایا اور محمد صلی اللہ
[illegible] ادا کردین پس حق عزوجل اس قوت وجلال کو اپنے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے قلب پاک کو پہناتا ہی
[illegible] کو مخلوقات سے نسبت ومشابہت نہین اور سما جانا اور چھپا جانا وغیرہ جو کچھ قیاس مین آوے سب سے
[illegible] قوت کاملہ الٰہیہ سے قلب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کلام کو سنا اور محفوظ کرلیا پھر یہی قوت اسکے تمام وجود مین فیض
[illegible] نے اظہار فرمایا کہ اسکے پاک رسول علیہ السلام پر یہ عظمت نہایت بھاری ہی چنانچہ ارشاد فرمایا
[illegible] انا سنلقی علیک قولا ثقیلا۔ پس حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس وحی کے بوجھ مین باقی رہے یہان تک کہ حق تعالے
[illegible] نے اس جامع کمالات کو جسکے واسطے تمام مخلوقات مخلوق ہوئی ہی اپنی حفظ عنایت مین کرلیا پس درحقیقت القاء کرنا اور
[illegible] کردینا اسی جلشانہ کی طرف سے ہی اور اگر یہ نہوتا تو سنتے ہی روح القدس مع تمام ارواح مقدسہ کے پارہ پارہ وفانی
ہوجاتے پس جہان تک قدس کی صفت بڑھتی ہی اسکو اس صفت سے ظہور تمام ہوتا جاتا ہی اور علل وحوادث سے تعلق نہین
ہوتا۔ تعالی المترجم اسی واسطے احیاء العلوم وغیرہ مین قرآن پاک کی تلاوت کے واسطے مراتب لکھے ہین جنکا خلاصہ
یہ ہی کہ ابتداء من عوام کے مانند شریعت پر قیام اور مجاہدہ وریاضت پر اقدام ہو اور غور سے سمجھتا جاوے پھر گویا کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے سنتا ہی پس برداشت وجوانمردی سے سنے پھر گویا بوحی حضرت جبرئیل علیہ السلام سنتا ہی پھر گویا
سماع بحق عزوجل ہی اور یہ مرتبہ ظہور ہی کہ اسوقت حقائق کا انکشاف ہوتا ہی اور ولی کو حاصل ہوتا ہی فافہم۔ شیخ واسطی رحمہ اللہ تعالی
نے فرمایا کہ ارواح کے واسطے نہ کدورت خواب ہی اور نہ لذت شہوات اور نہ موت ہی نہ حیات بلکہ جواہر لطیفہ ہین وہ لطافت انکی
حیات قوی ہی اور اسی لطافت سے حضرت جبرئیل علیہ وسلم کا نام روح القدس ہی۔ پھر اللہ تعالے جلشانہ نے عہد وبیعت اسلام
سے ظاہری یا باطنی ارتداد وغیرہ کا حکم فرمایا۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ
جو کوئی منکر ہو اللہ سے یقین لائے پیچھے مگر وہ نہین جسپر زبردستی کی اور اسکا دل برقرار ہی ایمان پر
وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ
لیکن جو کوئی دل کھول کر منکر ہوا سو انپر غضب ہی اللہ کا اور انکو
عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ
بڑی [illegible] ہی یہ اسواسطے کہ انھون نے عزیز رکھی دنیا کی زندگی آخرت سے
وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى
[illegible] راہ نہین دیتا منکر لوگون کو وہی ہین کہ مہر کردی اللہ نے
قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝
[illegible] اور کانون پر اور آنکھون پر اور وہی ہین غافل لوگ

Marfat.com

لَاجَرَمَ اَنَّهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ

آپ ہی ثابت ہوا کہ ۔۔۔ آخرت مین ۔۔۔ ہی

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖ یعنی ایمان لانے کے بعد جس نے اسپر تعالیٰ

فعل کفر کا کیا خواہ اپنی خوشی و اختیار کے ساتھ یا اسطرح کہ اُسپر کسی نے زبردستی کی۔ تو اُسکا حکم آگے آتا ہی

اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ سوا اُسکے جسپر زبردستی کی گئی

مطمئن ہی تو ایسے مجبور آدمیون کے سوائے جنہون نے بعد ایمان کے کفر کیا یعنے اپنے اختیار کے ساتھ جنکی

شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا لیکن جس نے کھولدیا کفر کے ساتھ سینہ۔ فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ

کی طرف سے غضب ہی وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اور اُنکے لیے عذاب عظیم ہی۔ اس آیت کے

ایمان متحقق ہو پھر کفر کرے اور اسکا نتیجہ غضب الٰہی و عذاب عظیم دنیا مین و آخرت مین کیونکر ہوگا اور اسمین سے وہ مستثنےٰ

معنی کیا ہین اور کیونکر متحقق ہوتا ہی اور اُسکا حکم کیونکر ہی اور کفر کے واسطے سینہ کھل جانا یا نہین کھلنا اُسکے واسطے کیا ثبوت

کے ساتھ ایمان لانا ائمہ حنفیہ کے نزدیک دل کی تصدیق سے ہوتا ہی چنانچہ قلبہ مطمئن بالایمان صریح ہی کہ ایمان کا محل دل ہی اور زبان کا اقرار

اسواسطے ہوتا ہی کہ ظاہر مین اُسکے ساتھ مسلمانون کا برتاؤ کیا جاوے کہ اُسپر جہاد نہو یا جزیہ ملتا جاوے اور مومنہ عورت سے نکاح کر لیا جاوے

اور اُسکے جنازہ پر نماز پڑھی جاوے اور مانند اُسکے احکام اُسکے ساتھ برتے جاوین لہذا اگر کسی نے دل مین یقین کر لیا کہ اللہ تعالےٰ وحدہ

لاشریک ہی اُسطرح کہ جیسے اُسکے رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا ہی اور دل مین ایمان اُترآیا مگر اس نے ظاہر مین اقرار نہ کیا تو وہ اللہ

کے نزدیک مومن ہی مگر ظاہر مین اُسکے ساتھ کافرون کا برتاؤ کیا جائیگا اور برتاؤ کرنے والون پر کچھ گناہ نہوگا کیونکہ ہمکو معلوم نہوا اس لیے اقرار کرنا

یا افعال اسلام ادا کرنا ہی دلیل تھی وہ پائی نہین گئی اور واضح ہو کہ خالی اگر کوئی جان لیوے کہ مثلاً محمد صلے اللہ علیہ وسلم سچے رسول ہین تو یہ

کافی نہین کیونکہ بہت سے یہودی علمار بھی اُسوقت مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر جانتے تھے کما قال تعالےٰ یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم

و کما قال تعالےٰ ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق۔ کیونکہ حق چھپانا بعد جاننے کے ہو پھر بھی یہ لوگ کافر ہے بلکہ جاننے کے ساتھ دل مین یقین

اور مان لینے کو اُتار لینا اور مان لینا ضرور ہی۔ پھر جس نے یقین مان لیا مگر چھپایا تو ایک تو وہ خام ہی دوسرے اُس نے دوسرون کی رہنمائی

اس لیے کہ دوسرے بھی ایمان نہ لائے بالجملہ ایمان کا محل دل ہی لیکن شرع مین بعضے اعمال و اقوال ایسے بتلائے گئے ہین کہ جنسے

جو ایمان لاکر ظاہر ہو گیا یا نہوا ہو اس سے یہ اعمال دیکھین تو حکم دیدین کہ اللہ تعالےٰ نے اُسکے دل مین بھی ایمان نہین اُتارا مثلاً جو

کرے یا مثلاً قرآن پاک کو جھوٹا بتلاوے یا علمار کی بنظر عالم ہونے کے توہین کرے یا شریعت کو ڈھکوسلا بتلاوے یا

کتابون مین جن باتون سے مرتد ہونا لکھا ہو اُنمین سے کوئی بات پائی جاوے تو شرع نے یہ پہچان رکھی ہی کہ اُسکے دل مین ایمان اُترا یا نہ اگر

ظاہر ہو کر اُس نے ایسا کیا تو مرتد ہی یعنے اُسپر مرتد کا حکم جو بیان ہوگا جاری کیا جاوے اور اگر ظاہر نہین ہوا تو اُسکے

اگرچہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ مرتد ہوا۔ اور فتاوی مین مذکور ہی کہ جس نے اقرار نہ کیا و لیکن مسجد مین نماز جماعت شروع ادا کی جس سے

اسلام کا حکم دیدیا گیا اور جزیہ اُسپر سے ساقط ہوا تو پھر افعال ارتداد سے مرتد ہونے کے حکم مین ہوگا اور یہ

اطلاق کیا اور یہ تکفیر سے بھی ہو سکتا ہی یعنے کفر کیجانب منسوب کرنا تو اسمین اشارہ ہوتا ہی کہ ظاہر مین اُسکا کفر کیا جاوے اور

Marfat.com

کفار سے بھی ہو سکتا ہی اور تحقیق وقوع ہوا ور شیخ شامی رح نے
غیر مجسم کہتا ہی کہ میرے نزدیک صواب یہ ہی تفصیل ہی اسطرح کہ بعضے افعال اس قسم کے
کے ساتھ عدم ایمان کا حکم دیا ہی جیسے مثلاً کوئی توحید کا کلمہ پڑھے اور بت کو سجدہ کرے تو شرع نے آگاہ کر دیا کہ اسکے
اعمال سے تحقیق کفر لازم آتا ہی
یا بعضے کہ
یا بعضے سے نقل کرنے کے لیے کچھ لوگ جمع ہوئے تو ظاہر شرع مین تکفیر ہی اگرچہ ناقل کی نیت نفس وعظ کی راہ سے
کا فی اعتبار ہوتا چاہیے اگرچہ ظاہری شرع مین تکفیر ہی اور یہی وجہ ہی کہ مترجم نے فتاوے ہندیہ ترجمہ فتاوے عالمگیریہ
بجا تکفیر کو اول معنی مین لیا ہی اور جا بجا بمعنے دوم ترجمہ کیا ہی حافظہ پھر واضح ہو کہ یقین ایمانی اللہ تعالے کی توحید کا یعنے یہ کہ
کوئی
صدق رسالت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا اسطرح کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالے کے بندے ورسول
ہین اسکے کہ تمام فرشتے ورسول سچے ورروز قیامت وآخرت کا مع یقین کتاب وحی یعنے قرآن اور دیگر کتب سماوی اور
اللہ تعالے کی طرف سے جانے ضروریات ایمانی سب کا پورا یقین ہو اگر انمین سے کسی کا بھی انکار یا شک کیا تو وہ ایمان سے خارج ہی
ضروری ہو کہ انمین سے ہر ایک بات کو خود سمجھے اور اس مرتبہ پر کہ ہان اسکو یقین ہو گیا کہ یون ہی ہی ولیکن یہ ضرور نہین کہ اسکو وحی کی
کیفیت کا تحقیق ہو جاوے کیونکہ یہ تو اکابر اولیا رکو آفتابی نورانی عقل سے کچھ متحقق ہوتی ہی تو عوام کا کیا اعتبار ہی مگر یہ بات اسکے دل صافی
مین یقین کے ساتھ آجاوے کہ یہ حق ہی مین نے دل سے مانا اور اپنے رب کو وحدہ لاشریک جانا۔ یہان ایک مقام مشتبہ ہی کہ جسپر عوام توجہ
نہین کرتے ہین وہ یہ ہی کہ اعمال ثواب روزہ ونماز وغیرہ کے بہت سے مسائل ہین انکی تقلید کرنی چاہیے کیونکہ دلیل سے تحقیق کرنا انکی استعداد سے
بعید ہی لہذا کسی دیندار عالم سے شریعت کا حکم حاصل کرکے اسپر عمل کرینگے خلاصہ یہ کہ اعمال واعتقادات دونون مین سے اعمال مین تقلید جایز ہی
اگرچہ اسکی دلیل نہ جانتا ہو کیونکہ اسمین جاننا مقصود نہین ہی بلکہ عمل کرنا مقصود ہی ہان نیت خالص اللہ تعالے کے واسطے ثواب کی امید سے ہو
لہذا اعتقادات مین تقلید نہین ہی رہے اعتقادات تو انمین دلی یقین ہی اور یہ کسی دوسرے کی تقلید سے نہین ہو سکتا تو خود اپنے دل مین یقین چاہیے
کہ اللہ تعالے کی وحدانیت کا یعنے اللہ تعالے وحدہ لاشریک ہی یعنے وہی اللہ ہی کوئی اسکے سوائے الہ نہین ہی اور رسول اللہ محمد صلے اللہ
علیہ وسلم کی صدق رسالت کا اور سب باتون کا جو ایمان کے واسطے چاہیے ہین اپنے دل مین یقین ہو اگر کسی دوسرے کی تقلید بیکار ہی یعنے
یہ نہین ہوسکتا کہ فلان شخص کہتا تھا کہ مثلاً قرآن مجید اللہ تعالے کا کلام وحی ہی مین بھی کہتا ہون بلکہ خود یقین کرے کہ قرآن کلام الٰہی ہی بس ہر شخص پر ایمان خود
کے ساتھ ہی اعتقادات ایمانی کے لیے ہر مسلمان پر واجب ہی کہ ہمیشہ اپنے دل کو شیطانی وسواس سے بچائے رکھے اور اللہ تعالے کی وحدانیت و
صفات وملائکہ وجنت ودوزخ وقیامت وقبر کا بلاشک وشبہہ کے دل مین پورا یقین رکھے اور یقین کے ساتھ نماز وروزہ وغیرہ
بہت سا ثواب تو دل مین آجاتا ہی کہ پھر شیطان کے وسواس کو بھی کم موقع رہتا ہی اور وہ ایسا صاف پہچاننے لگتا ہی جیسے آنکھون والا
اللہ تعالے کی انتہا درجہ کمال کی رحمت یہ ہی کہ اپنے بندہ کو اپنی معرفت وایمان اسطرح دیدے کہ اسکا دل یقین کے ساتھ
اللہ تعالے نے شرح الصدر للاسلام فھو علے نور من ربہ۔ یعنے جو بندہ کہ کھول دیا اللہ تعالے نے اسکا سینہ واسطے اسلام
کی جانب حقیقت مین یہ حدیث صحیح مین ہی کہ جب نور دل مین آجاتا ہی تو سینہ ودل اسکے لیے کھل جاتا ہی
کا کیفیت پوچھا کہ یہ کیا ہی انکی کچھ نشانیان ہین فرمایا کہ ہان ہین کہ دنیاے فانی سے جو دھوکے کا مقام ہی اپنے کو بچاتا

Marfat.com

اور دار آخرت کی طرف جھکتا ہی جو ہمیشگی کا گھر ہی اور موت کے لیے سامان مہیا کرتا ہی اس [illegible]
سکتا ہی اور جسقدر کی دیکھے اُسی قدر کوشش کرے اور اپنے دلکو شیطانی خطرات سے اور کافرون [illegible]
اللہ تعالے سے عاجزی کے ساتھ ایمان کامل کی دعا مانگے اللہ تعالے ارحم الراحمین ہی انشاء اللہ [illegible]
عطا فرماویگا یعنے ایمان کامل جس سے بڑھکر کوئی نعمت نہین بلکہ قیاس مین بھی نہین آسکتی ہی پھر یقین و ایمان [illegible]
کرنے سے دل کے اوپر گھٹا البتہ چھا جاتی ہی اور اگر گناہ ہوگیا پھر اُس نے خوف سے توبہ کرلی تو اللہ تعالے [illegible]
جو کوئی توبہ نہین کرتا بیخوف ہوتا ہی وہ اسی وجہ سے کہ اُسکو کچھ یقین نہین ہوتا ورنہ ذراسی بات ہی کہ حقیر مال دینے کی [illegible]
اور دنیاوی حاکم جو کبھی سچی بات پر واقف اور کبھی نہین واقف ہوسکتا ہی جرم قانونی کے ارتکاب سے سخت ہراسان ہوتا ہی اللہ تعالے [illegible]
حلیم وغفور ہی کہ بندون کی بدکاریون سے خود اُنکی ذات سے زیادہ علیم وخبیر ہوکر اُنکو رزق وصحت ومال واولاد عطا فرماتا ہی اللہم غفرانک یا [illegible]
کبھی یہ یقین ایسی بدکاریون سے کہ فوراً توبہ نہ کی ہو بے رونق وپوشیدہ ہوجاتا ہی اور کبھی اُسپر ایسے مصائب پیش آتے ہین کہ اُنکو برداشت کرنا
مشکل ہوجاتا ہی پس ایسے وقت مین شیطان بہت سے شبہہ سامنے کردیتا ہی تو بعضے بدقسمت جنکے واسطے ازلی شقاوت لکھی ہی مرتد ہوجاتے
ہین اور بعضے خوش قسمت جنکے حق مین ازلی سعادت لکھی ہی ان شبہات کو رد کردیتے ہین اور یقین مین فرق نہین آنے دیتے اگرچہ جان جاتی
رہے۔ اب یہ بیان ضرور ہی کہ یقین دلی تو ہر حال مین باقی رہنا چاہیے ولیکن کیا شرع شریف مین اس یقین کے برخلاف ظاہری عمل کرنا
جائز ہی اگرچہ ظاہری عمل ایسے ہون کہ جو اس امر پر ظاہر مین دلالت کرتے ہون کہ دل مین یقین نہین ہی۔ توضیح یہ ہی کہ بالاتفاق ایسے اعمال
نہین جائز ہین سوائے ایک صورت کے اور وہ صورت یہ ہی کہ کسی دشمن نے اُسپر اکراہ کیا اور وہ دل کے یقین کو تو جان نہین سکتا پس دل
مین یقین واطمینان رہا اور ظاہر مین نے قول وفعل ایسا کیا جس سے ظاہر ہو کہ دل مین بھی یقین توحید نہین ہی تو یہ معاف ہی۔ پھر اکراہ کے
معنی جاننا ضرور ہی واضح ہو کہ اکراہ زبردستی خوف دلاکر مجبور کرنا۔ وہ دو طرح کا ہی ایک یہ کہ جان تلف کرنے کا خوف دلایا دوم یہ کہ مال لینے یا
قید کرنے یا کوڑے مارنے وغیرہ کا خوف دلایا۔ پھر یہ شرط ہی کہ خوف دلانے والا ایسا کرسکتا ہو۔ ائمہ حنفیہ مین اختلاف ہی کہ اکراہ فقط ایسے
شخص سے معتبر ہی جو سلطان ہو یعنے صاحب سلطنت رغلبہ ہو یا ہر ایسے شخص سے ہوسکتا ہی جو اس فعل پر قادر ہو جسکی دھمکی دیتا ہو۔ اور یہی
کہ سلطنت سے بھی مراد اسی قدر غلبہ وقوت ہی کہ جس بات کی دھمکی دیتا ہی وہ کرسکتا ہو تو دونون قول کے معنے ایک ہی ہوجاوینگے بہرحال
فتوے اسی پر ہی کہ اُسکو قدرت مذکورہ حاصل ہونا چاہیے سلطان ہو یا کوئی اور ہو۔ اب جاننا چاہیے کہ دوسری قسم کے اکراہ مین ظاہری
قول وفعل کفر کا کرنا بھی روا نہین ہی اور پہلے قسم کی اکراہ مین جبکہ جان کا خوف ہو ظاہری قول وفعل کفری کرنا روا ہی جب کہ دل کا یقین برقرار ہو
آیت مین اسی کا استثنا ہی اور مباح ہونے سے یہ مراد ہی کہ اگر قتل ہوجاوے اور یہ بھی نہ کرے تو ثواب عظیم ورحمت آخرت وغفران کا
پاوے۔ محمد بن الحسن رحمہ اللہ تعالے سے ایک روایت نقل کیجاتی ہی کہ ظاہری قول وفعل کفری سے اگرچہ وہ [illegible]
ایمان مومن رہیگا لیکن ظاہر مین اُسپر حکم دیدیا جائیگا کہ مرتد ہوا اور اُسکی عورت اُسکے نکاح سے باہر ہوجاویگی۔ [illegible]
اور واضح ہو کہ اگر درحقیقت دل سے بھی اُس نے یقین کھودیا اور ظاہر مین بھی کفر کیا ہو پھر اُس نے دل سے توبہ کرلی [illegible]
ہوجائیگا۔ اب اگر ایک شخص نے ظاہر مین کفر کیا پھر دعوے کیا کہ مین نے دل سے یقین نہ چھوڑا تھا اللہ [illegible]
کہ اُسکے مرتد ہوجانے کی وجہ سے میرا نکاح نہین رہا ہی مین اُسکے ساتھ حرام طور پر نہین رہ سکتی [illegible]

ہوگی کہ مرد کی میت کا حال کیونکر معلوم ہو۔ اور یہ بحث طویل ہی فتاوے ہندیہ کے
ترجمہ فتاوے عالمگیریہ ۱۲
[illegible] اس مقام پر بعض روایات متعلق تفسیر لاتا ہی جنمین اس قسم کا اکراہ بعضے صحابہ رضوان اللہ علیہم
[illegible] ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت
[illegible] تو اپنے اصحاب سے فرمایا کہ میرے ساتھ سے متفرق ہو جاؤ پس جسکو قوت ہو وہ آخر رات تک تاخیر کرے اور
[illegible] سورہ اول ہی رات مین چلا جاوے پھر جب تم سنو کہ مین نے کسی سرزمین پر قرار پکڑا تو مجھ سے ملجانا پھر حضرت بلال وعمار
[illegible] اور قریش کی ایک جماعت جو مسلمان ہو گئی تھی کہ مین رہ گئی کہ صبح ہو گئی پس مشرکون نے ان سب کو پکڑ لیا اور ابوجہل انکی تادیب
[illegible] بلال کو کہا کہ پھر کافر ہو جاوے مگر نور یقین ایسا جما ہوا تھا کہ انھون نے صاف انکار کیا تو مکہ کی تمازت آفتاب مین جہان
[illegible] بلال کو لٹا کر انپر لوہے کے جلتی زرہ رکھتے پھر پہناتے اور کہتے کہ شرک کرے اور بلال کہے جاتے کہ وہ ایک ہی ہی
[illegible] اور خباب عمار کو باندھکر کانٹون مین گھسیٹتے تھے اور عمار رضی اللہ عنہ نے اسمین ایسا کلمہ کہا جو انکو اچھا معلوم ہوا اور رہی
[illegible] انھون نے انکار کیا پس ابوجہل ملعون نے چار میخین گاڑکر اسکے چارون ہاتھ باندھے اور اسکی شرمگاہ مین نیزہ مارکر اسکو قتل کر دیا
[illegible] عنہا رضوانا کاملا پھر ان لوگون نے بلال وخباب وعمار کو چھوڑا تو یہ لوگ بھاگ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ
[illegible] اور اپنے حال سے آگاہ کیا مگر عمار رضی اللہ عنہ پر وہ اپنا کلمہ جو کہا تھا نہایت شاق تھا اور انھون نے نہایت خوف وہراس سے
[illegible] آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ جسوقت تو نے وہ کلمہ کہا تھا اسوقت تیرے دلکی
[illegible] کیا اس کلام کے واسطے کھل گیا تھا جو تو نے کہا یا نہین پس عمار نے عرض کیا کہ نہین۔ اللہ تعالے نے نازل فرمایا الا من اکرہ
[illegible] آیہ یعنے یہ آیت نازل ہوئی۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی
[illegible] آیت کا نزول عمار بن یاسر کے حق مین ہی جبکہ مشرکون نے اسکو سخت ایذائین دین تاکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے کفر کرے پس اکراہ کے
[illegible] عمار نے مشرکون سے موافقت کی پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس عذرخواہی کرتے ہوئے آئے اور اللہ تعالے نے یہ آیت
[illegible] قال الشعبی وقتادہ وابو مالک۔ اور بیہقی وابن جریر نے عمار بن یاسر کے قصہ کو روایت کیا اور اسمین یہ بھی ہی کہ عمار نے
[illegible] صلے اللہ علیہ وسلم کو برا کہا اور مشرکون کے بتون کی تعریف کی اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اپنے دل کو
[illegible] تھا تو کہا کہ ایمان پر مطمئن تھا تو آپ نے فرمایا کہ ان عادوا فعد یعنے پھر اگر دوبارہ اتفاق ہو تو تجھے ایسا کرنے کا اختیار ہی
[illegible] نے کہا کہ اگر کفر پر اکراہ کیا جاوے تو جان باقی رکھنے کے واسطے ظاہر مین موافقت کرنی جائز ہی۔ اور یہ بھی جائز ہی
[illegible] کرے اور انکار کرے جیسے بلال رضی اللہ عنہ نے کیا حالانکہ مشرکین سخت ایذائین دیتے تھے کہ شدت حرارت مین انھون نے
[illegible] اور شرک کو کہا مگر انکار کیا اور یہی کہے گئے کہ وہ واحد ہی وہ اکیلا ہی اور کہا کہ اگر اس سے بڑھکر تمھارے جلانے
[illegible] تو وہ کہنا رضی اللہ تعالے عنہ۔ اسی طرح حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہوا کہ جب مسیلمہ کذاب نے انسے
[illegible] اللہ جانتا ہی فرمایا کہ ہان بیشک پھر کہا کہ مجھے رسول اللہ جانتا ہی فرمایا کہ نہین تو کذاب نے انکو ٹکڑے ٹکڑے کر کے
[illegible] رضی اللہ عنہ انتہے ملخصا۔ واضح ہو کہ عمار بن یاسر سے سوال کرنا دلیل ہی کہ اس حالت کی نیت معتبر ہی
[illegible] ایک یہ کہ اسوقت کفر کی نیت وتصدیق بھی ہو جاوے تو ظاہر ہی کہ وہ شخص مرتد ہو گیا ولیکن پھر

Marfat.com

اگر توبہ سے رجوع لاوے تو قبول کیا جائیگا۔ دوم یہ کہ اُسوقت اُسکے دل مین کوئی نیت ہی مستحضر نہو مثلاً [illegible]
اس فعل کی ہی نہ ایمان کا خیال ہی نہ کفر کا ولیکن کفر کا فعل کرتا ہی اسمین اختلاف ہی بعض نے کہا کہ اصل مین ایمان [illegible]
بلکہ مرتد نہو جانے کے واسطے قلب کا مطمئن بایمان ہونا چاہیے اور تفصیل کلام فتاوے مین ہی اور سوم یہ کہ اسکا دل مطمئن بایمان [illegible]
یہ ہین کہ ان امور تکلیف کو اور ان افعال کو جو کفر کے کرنے پڑے سب کو خارج سے سمجھے اور دل مین ایمان کو [illegible]
ایمان اپنے حال پر ہی۔ اور حدیث صحیح مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی کہ ای ابو ہریرہ شرک نہ کرنا اگرچہ تو قتل کیا جاوے یا آگ مین [illegible]
اور ایک حدیث صحیح مین ہی کہ اگلی امتون مین ایسے ہوتے تھے کہ انمین سے ایک کے بدن کا گوشت لوہے کے پنجے سے بدن مین [illegible]
مگر وہ دین سے نہین پھرتا تھا اور کسی کے سر پر آرا چلا کر دو ٹکڑے کر دیا جاتا اور وہ دین سے منھ نہین موڑتا تھا۔ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے
نقل کیا کہ مفسرین و اہل العلم نے اجماع کیا ہی کہ جس شخص پر کفر کرنے کے لیے اکراہ کیا جاوے یہانتک کہ اُسکو اپنے قتل کا خوف ہو تو ظاہر [illegible]
کفر کرنے مین مضائقہ نہین جبکہ اسکا دل ایمان پر مطمئن ہو اُسپر کفر کا حکم نہ دیا جائیگا اور اُسکی جورو اُسکے نکاح سے بائن نہو گی۔ مترجم کہتا ہی
کہ ظاہر یہ ہی کہ خود اُسکی نیت کا اعتبار اُسکے قول سے ہو جائیگا اور کسی دوسری دلیل کی ضرورت نہین ہی اور عورت پر بھی حجت ہوگا [illegible]
یہ کہ یہان حقیقی کفر تو نہوگا لیکن دنیاوی ظاہری احکام مین اسکا قول حجت ہوگا یا نہین تو بنقل قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ حجت ہوگا۔ اور عمار رضی اللہ
عنہ کا اقرار ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اعتبار فرمایا فافہم۔ واضح ہو کہ اصول مین مسئلہ ہی کہ لزوم سے کافر نہین ہوتا مثلاً جیسے اس زمانہ مین بعض
جاہل لوگ آپس مین تکفیر کرتے ہین کہ حنفی مذہب حنفیہ کا مقلد ہی تو اُس نے دوسرے عالم کا قول امر و نہی مین مانا تو لازم آیا کہ اُس نے رب بنایا
بدلیل قولہ اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا الآیہ و بتفسیر حدیث عدی بن حاتم کہ جسکا خلاصہ یہ ہی کہ رب بنانا انکا یہ تھا کہ اُنکے امر و نہی مین اتباع
کرتے تھے پس مقلد معین مشرک ہی اسمین دو قسم کی جہالت ہی اول یہ کہ اصول محکمہ و اعتقادات بھی نہین بلکہ فروع مین کلام ہی دوسرے کفر [illegible]
یعنی صریح کا یہان دخل تک نہین اور لازم لگا کر تکفیر کی حالانکہ تکفیر بلازم خلاف اجماع مسلمین ہی اور خود یہ لوگ بہت سے شرک خفی سے [illegible]
آپ کو پاک نہین کہہ سکتے جیسے خالق افعال فی الواقع اللہ تعالیٰ عزوجل ہی اور ہر قسم کے افعال پر اُنکی نظر زید و بکر کی طرف بلکہ [illegible]
نفس کی طرف ہوتی ہی پس حلال نہین ہی کہ ایسے سفیہ و بے علم لوگ تکفیر و تضلیل کا فتوے دین اور اہل قبلہ کی تکفیر کرین پھر واضح ہو کہ [illegible]
دو قسم ہین ایک مرد کہ اُسکی آخری سزا قتل ہی اور عورت مرتدہ قتل نہ کیجائیگی۔ دوم طفل جسکے اسلام کا حکم اُسکے والد کی تبعیت مین کیا گیا تو [illegible]
بلوغ کے اگر مرتد بالغ ہو تو قتل نہ کیا جاوے۔ پھر امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ امام احمد نے باسنادہ عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے
روایت کی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کچھ لوگون کو جلا دیا جو اسلام سے مرتد ہو گئے تھے یہ خبر ابن عباس رضی اللہ عنہ کو پہونچی تو کہا
کہ مین ہوتا تو آگ مین نہ جلاتا کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے مت عذاب کرو مگر [illegible]
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو اپنا دین بدل ڈالے اُسکو قتل کر دو پس یہ خبر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پہونچی تو فرمایا [illegible]
رواہ البخاری ایضاً۔ اور امام احمد نے باسناد خود ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابو موسے رضی اللہ عنہ کے پاس یمن [illegible]
ابن ابی موسے اشعری ۱۲
بن جبل رضی اللہ عنہ آئے جنکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یمن پر عامل مقرر فرمایا تھا پس ابو موسے رضی اللہ عنہ کے پاس [illegible]
تو پوچھا پس اُنھون نے کہا کہ یہ شخص یہودی تھا مسلمان ہوا پھر یہودی ہو گیا اور ہم دو مہینہ سے اسکو اسلام کی طرف [illegible]
معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واللہ مین کھڑے سے نہ بیٹھونگا جب تک تم اُسکی گردن نہ مارو [illegible]

عہ پیار کا کلمہ ہی یعنی ابن عباس نے اچھی طرح یاد رکھا اور بات یہی ہی فقط

Marfat.com

[illegible] اپنے دین سے پھر جاوے یا کہا کہ بدلے اُسکو قتل کردو۔ یہ قصہ صحیحین مین دوسرے الفاظ سے ہی۔ شیخ نے لکھا کہ مسلمان
[illegible] جاوے اُسکے حق مین افضل یہ ہی کہ دین پر ثابت قدم رہے اگرچہ اس سے وہ قتل کردیا جاوے چنانچہ حافظ ابن عساکر نے
[illegible] عبداللہ بن حذافہ السہمی صحابی کے حال مین لکھا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کو رومی لڑائی مین قید کرکے لیگئے اور قسطنطنیہ مین اپنے بادشاہ کے
[illegible] بادشاہ نے کہا کہ تو شریف القوم ہی نصرانی ہوجا مین اپنی بیٹی تیرے بیاہ مین دونگا اور اپنی بادشاہت مین شریک کردونگا عبداللہ
[illegible] نے فرمایا کہ تمام ملک جسکا تو مالک ہی اور تمام ملک جسکے عرب مالک ہین اگر یہ سب تو مجھے دے اسپر کہ مین دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم
[illegible] جاؤن تو ایک دم پلک مارنے تک کے واسطے بھی نہ کرونگا۔ بادشاہ نے کہا کہ تو پھر مین تجھے قتل کردونگا۔ فرمایا کہ تجھے اپنے قصد کا اختیار ہی
[illegible] بادشاہ نے حکم دیا تو سولی پر چڑھائے گئے اور تیراندازون کو حکم دیا اُنھون نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پانؤن کے پاس سے
[illegible] یعنے بچادیا اور بادشاہ اُنسے کہتا جاتا کہ اب بھی نصرانی ہوجا مگر ہر طرح اُنھون نے انکار کیا تو اُنکو سولی پر سے اُتروایا اور ایک کڑھاؤ
[illegible] لاکر اُسکے حکم سے رکھا گیا اور تیل گرم کیا گیا اور اُس نے مسلمان قیدیون مین سے بعضے منگوا کر اُسمین ڈلوائے کہ تھوڑی دیر مین اُنکی ہڈیان
[illegible] سپید اوپر اُترانے لگین پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ پر نصرانیت پیش کی مگر اُنھون نے انکار کیا تو حکم دیا کہ اُسکو بھی اسی کڑھاؤ مین ڈال دو
[illegible] چرخ کے ذریعہ سے اوپر اُٹھائے گئے تاکہ ڈال دیے جاوین پس حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روئے تو اُسکو طمع ہوئی کہ ڈر کر مان جاویگا
[illegible] اُتروایا تب عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین فقط اس بات سے رویا کہ ای رب میرے پاس فقط یہ جان حقیر ہی کہ ایک دم مین اس
[illegible] کڑھاؤ مین ختم ہوجائیگی مجھے آرزو تھی کہ جسقدر میرے بدن پر بال ہین اسقدر میری جانین ہوتین کہ اللہ تعالے کے واسطے ہر ایک پر ایسا
[illegible] ہوتا بعض روایات مین آیا ہی کہ اُس نے ایک دم کی تکلیف اُنکے کلام سے سُنکر اپنی عداوت سے اُنکو قید کیا اور چند روز تک کھانا
[illegible] بند کردیا پھر اُنکے پاس شراب و سور کا گوشت بھیجا مگر اُنھون نے اقرار نہ کیا پھر بلاکر پوچھا کہ تو نے کیون نہین کھایا تو فرمایا کہ یہ تو میرے واسطے
[illegible] حلال ہوگئی تھی مگر مین نے نہ چاہا کہ تو میرے حق مین یا اسلام کے حق مین بدگوئی کرسکے۔ آخر بادشاہ نے کہا کہ تو میرے سر کا بوسہ لے لے مین تجھے
[illegible] فقط مجھے چھوڑ دیگا بولا کہ اور تیرے ساتھ تمام مسلمان قیدیون کو چھوڑونگا پس اُسکے سر کا بوسہ لے لیا اور بادشاہ نے اُنکو
[illegible] تمام مسلمان قیدیون کے رہا کردیا پس جب واپس ہوکر آئے تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر حق ہی کہ عبداللہ
[illegible] کے سر کا بوسہ لیوے اور مین شروع کرتا ہون پس کھڑے ہوکر عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سر کا بوسہ لیا مترجم کہتا ہی کہ یہ روایت
[illegible] کی محبت مین صحابہ رضی اللہ عنہم کو وہ مرتبہ تھا کہ جسکا اندازہ نہین ہوسکتا ہی اور اسطرح جانبازی کرتے اور اس جمال جلال
[illegible] اپنی جان کو بہت حقیر جانتے تھے اور آدمی کو اپنے شیخ و اُستاد کے ہاتھ چومنا اور پیر کو مرید کے سر کا بوسہ لینا جائز ہی۔ اور اسمین
[illegible] معارف و اسرار ہین کہ جو بندے اہل الحق و اہل دل ہین وہی سمجھ سکتے ہین مترجم کی وسعت سے باہر ہین فافہم واللہ تعالے اعلم۔
[illegible] کلام ہی کہ اللہ تعالے نے آیت مین مرتد ہونے والون کا حکم بیان کیا ولیکن دل سے ایمان پر ثابت رہنے والون کو اکراہ کی حالت
[illegible] سے مستثنے فرمایا پس بعض علماء سے نقل ہی کہ اکراہ کی صورت مین اگر دل بایمان مطمئن رہا تو اللہ تعالے کے نزدیک وہ
[illegible] اُسکی جورو بائنہ ہوجائیگی۔ اگر کہا جاوے کہ پھر کیا وہ قتل کیا جائیگا تو ان بعض کی طرف سے جواب یہ ہی کہ نہین بلکہ اسکا
[illegible] ہوگا لیکن صحیح یہ ہی کہ ظاہر مین بھی حکم ارتداد جاری نہوگا۔ پھر بعض علماء نے جنمین حسن بصری و شافعی و اوزاعی
[illegible] اُسکو زبانی کفر کے قول کی اجازت ہی اور فعل کفر مانند غیر خدا کو سجدہ کرنے وغیرہ کی اجازت نہین ہی

Marfat.com

ولیکن یہ قول بھی ظاہر آیت کے لائق نہین ہی پس صحیح یہی ہی کہ قول و فعل دونون کی اجازت ہی اور شافعی رحمہ اللہ [illegible]
اور جمہور علماء و موافق نقل قرطبی کے اجماع مفسرین علماء کے مطابق اکراہ کی صورت مین جبکہ قلب مطمئن بایمان ہو [illegible]
اگر کوئی شخص صبر کرے یہانتک کہ قتل ہو جاوے تو ثواب عظیم پاوے۔ اب رہا وہ بدبخت کہ دین اسلام و توحید عزوجل [illegible]
قتل کیا جاوے اور یہ دنیاوی عذاب ہی اور آخرت مین بحکم الٰہی اُسپر عذاب عظیم ہی ذٰلِكَ یہ غضب و عذاب عظیم بِاَنَّهُمُ [illegible]
کہ اُنھون نے۔ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا محبت سے اختیار کر لیا حیات دنیا کو۔ عَلَى الْاٰخِرَةِ آخرت پر [illegible]
اونے درجہ ایمان کا یہ ہی کہ آخرت کو دنیا سے بہتر سمجھے۔ اگر کہا جاوے کہ ہر شخص موت کو ناگوار رکھتا ہی تو جواب اسکا حدیث مین ہی کہ [illegible]
مومن کو وقت موت کے اللہ تعالے کی رضوان و رحمت کی بشارت دیجاتی ہی پس وہ اللہ تعالے کی لقاء کو چاہنے لگتا ہی غرضکہ ایک چیز
دل سے یقین کرنا اور ہی اور کسی نفسانی خواہش سے ناگوار سمجھنا اور ہی جیسے مریض کو خوب معلوم ہوتا ہی کہ دوا مجھے مفید ہی اور بدپرہیزی مضر
ولیکن باقتضاے خواہش وہ دوا کو مکروہ اور بدپرہیزی کو محبوب رکھتا ہی اور حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ جو علماے تابعین مین سے مفسر ہین
جب حجاج ثقفی ظالم نے اُنکو گرفتار کر کے قتل کا حکم دیا تو فرمایا کہ تو میرے قتل سے خوار و پشیمان ہوگا اُس نے تکبر سے کہا کہ مین نے تجھ سے
اچھے اچھے قتل کر ڈالے تو فرمایا کہ ہان صحیح ہی تو نے مجھ سے اچھے شہید کیے اُنکو حیات دنیاوی وبال تھی اور موت کے خواہشمند تھے اور مجھے
ابھی زندگی کی ہوس ہی۔ اُس نے نہ مانا اور شہید کر دیا۔ رات کو چیخکر خواب سے چونک پڑا اور بیان کیا کہ سعید مجھ سے کہتے ہین کہ اُٹھ چل مین
تیرے انتظار مین ہون پھر اُسکے لوگون نے ہر چند اُسکی طمانیت کی مگر تسکین نہوئی آخر اُسکے بعد چالیس روز زندہ رہ کر مر گیا۔ غرضکہ
جس نے یقین کے ساتھ دنیا کو فانی اور آخرت کو باقی جانا وہ دنیاوی زندگی کے واسطے بھی ایمان و آخرت کو ترک نہین کریگا اسی واسطے مرتد
ہونے والون کو فرمایا کہ اُنھون نے آخرت کو چھوڑا اور حیات دنیا کو اختیار کر لیا۔ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ
اور اللہ تعالے راہ نہین دیتا ایسی قوم کو جو منکر ہین یعنے آخرت پر یقین نہین رکھتے اور حق یہ ہی کہ جس نے اللہ تعالے عزوجل سے کفر کیا اور اُسکی
شان و قدرت کو بھلایا وہ حد قیاس سے زیادہ الٹی راہ چلتا ہی کیونکہ وہ خود عجائب قدرت کا نمونہ موجود ہی پھر اللہ تعالے کی قدرت [illegible]
بے انتہاء وسیع ہی کہ ملک آخرت و تمام جنت و دوزخ اُسکی قدرت کا ایک ذرہ ہین۔ پس اندازہ کرو کہ یہ لوگ کس چیز کا انکار کرتے ہین
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ایسے ہی لوگ وہ ہین جنکے دلون پر اور
کانون پر اور آنکھون پر اللہ تعالے نے مہر کر دی ہی۔ یہ بھی عجائب صنعت الٰہیہ ہی کہ بظاہر یہ لوگ خوب سنتے اور خوب [illegible]
ہین لیکن اہل معرفت کو کسقدر صاف نظر آتا ہی کہ اللہ اکبر اُسکی قدرت ہی کہ یہ لوگ حق سے ایسے اندھے و بہرے و احمق [illegible]
کو شرف تمام جانورون پر اُسی فہم و بصیرت و سماعت سے ہی کہ جو کافرون سے مہر کی ہوئی ہین تم نہین دیکھتے کہ ظاہری بینائی [illegible]
مین بہت تیز ہی اور بیا پرند کیسی خوبصورتی سے بغیر ہاتھون کے جھونجھ بناتا ہی اور مانند اسکے حواس اکثر جانورون مین انسان [illegible]
قوت زیادہ ہی پس بلاشبہ انسان کو شرف باعتبار حواس کے نہین بلکہ عقل سے ہی اور اللہ تعالے کی قدرت [illegible]
کافرون کے حواس پر مہر ہی کہ بیہوش ہین۔ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ اور یہی لوگ غافل [illegible]
دار فانی کو چھوڑ کر دار باقی مین جانا ضرور اور موت سر پر ہی مگر کافر نے اسکی کچھ پروا نکی اور ہمت تمام [illegible]
اور وہان عذاب مین پڑیگا اور وہ عذاب ہی مین زمانہ بزمانہ ترقی کرتا جائیگا تو اس سے بڑھکر غفلت [illegible]

Marfat.com

[illegible] انهم في الآخرة هم الخسرون ٹھیک ہی کہ یہ لوگ آخرت مین فقط
[illegible] اول تو انھون نے غضب الٰہی کمایا دوم مستحق عذاب عظیم ہوئے سوم حیات دنیا کو پسند کرکے آخرت چھوڑی
[illegible] پنجم دل و آنکھ و کان پر مہر ہی ششم غفلت مین انتہا درجہ کو پہونچے ہین نعوذ باللہ تعالے من ذلک
ثم ان ربك للذين هاجروا من بعد ما فتنوا ثم جاهدوا وصبروا ان ربك
پھر یون ہی کہ تیرا رب اُن لوگون پر کہ وطن چھوڑا ہی بعد اسکے کہ بچلائے گئے پھر لڑتے رہے اور ٹھہرے رہے تیرا رب
من بعدها لغفور رحيم ۝ يوم تأتي كل نفس تجادل عن نفسها وتوفى
ان باتون کے بعد بخشنے والا مہربان ہی جسدن آویگا ہر جی جواب سوال کرتا اپنی طرف سے اور پورا ملیگا
كل نفس ما عملت وهم لا يظلمون ۝
ہر کسیکو جو اُسنے کمایا اور اُنپر ظلم نہوگا

یہ اور ایک قسم ہی جو اسلام لائے۔ شیخ نے لکھا کہ مکہ مین کمزور پڑے تھے اُنکی قوم اُنپر تکلیف سے عذاب کرتی تھی اور زنجیرون مین قید رہتے تھے
پس انھون نے مجبور ہوکر مشرکون کے ساتھ موافقت کی پھر اللہ تعالے نے اُنکو قابو دیا پس اپنے اہل و عیال و مال چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت کر آئے
اور مومنون کے ساتھ ہوکر کافرون سے جہاد کیا اور صبر کے ساتھ رضاے الٰہی حاصل کرنے مین قائم رہے تو اللہ تعالے نے رحم فرماکر اُنکو بخشدیا۔
کشاف مین لکھا ہی کہ ثم اس مقام پر دونون حال مین فرق بعید کے لیے ہی یعنے حال اُن لوگون کا جنھون نے مثل بلال و عمار کے تکلیفات اُٹھائین اور
چاہے کچھ موافقت کی ہو مگر علحدہ ہوگئے اور حال دوسرون کا جنھون نے اتفاق کرلیا مگر فتنہ مین مبتلا ہوکر پھر ایک وقت مین خلاص ہوکر ہجرت و
جہاد اور صبر کیا۔ اور ظاہر کلام اسکا مقتضے ہی کہ یہ عموماً اُن صحابہ کا بیان ہی جنھون نے ایذائین اُٹھائین پھر ہجرت کرکے صبر کیا۔ ثم یعنے پھر واضح ہو کہ
ان ربك تیرا رب۔ للذين هاجروا من بعد ما فتنوا اُن بندون کے لیے جنھون نے مہاجرت کی بعد ازانکہ فتنہ مین پڑے
بقراءۃ مجہول یا جنکو کافرون نے فتنہ مین ڈالا بقراءۃ معروف۔ ثم جاهدوا وصبروا پھر جہاد و صبر کیا۔ پس حاصل یہ کہ
اول تو انھون نے فتنہ برداشت کیا جو درحقیقت اللہ تعالے کی طرف سے امتحان تھا اور چونکہ ظہور انوار و معارف ببرکت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اُنپر بمشاہدہ تھا تو امتحان بھی زائد تھا پس اُنھون نے اس فتنہ مین مضبوطی سے ایمان نہ چھوڑا اور اُسی پر قائم رہے پھر اُنھون نے ہجرت کی
ہجرت کہ سے مدینہ کو تھی یا حبشہ کی طرف والی ہجرت بھی شامل ہو۔ پس آل و اولاد و مال و وطن سب چھوڑ دیا اور اللہ تعالے و اُسکے رسول
کے واسطے خلوص نیت رکھی پھر جہاد کیا یعنے اللہ تعالے کے واسطے اُسپر اپنی جان فدا کی کہ اُسکا کلمہ بلند ہو اور اُسکی مخلوق نیک راہ لگے پس
[illegible] اور پھر بغیر مال و متاع کے اور ہر طرح کی تنگی کی تکلیفات پر صبر کیا۔ ان ربك من بعدها لغفور رحيم یعنی ایسی
[illegible] کے بعد تیرا رب بے شبہہ غفور رحیم ہی گویا اس سے آگاہ فرمایا کہ رب عزوجل کی مغفرت بہت وسیع ہی لیکن ایسی طاعت کے بعد تو قطعی
[illegible] مغفرت کے ظہور کا وقت اگرچہ موت کے وقت ہی شروع ہوجاتا ہی پھر پورا وقت بتلادیا کہ۔ يوم تأتي كل نفس
[illegible] نفسها یعنے اُس دن کہ کوئی کسی کے کام نہ آویگا باپ بیٹا جورو بیٹی سب اپنے اپنے نفس کی فکر مین محتاج ہونگے
[illegible] لاویگا کوئی دوسرا کام نہ آویگا پھر اگر اسمین ایمان سلامت ہی اور کوئی کام اُس نے رضاے حق عزوجل کا کیا ہی تو
[illegible] انجام کو نجات و مغفرت ہی۔ اور شاید یہ معنے ہون کہ ہر نفس پر اُسکے ہاتھ پانون گواہ ہونگے نیکی ہو تو نیک گواہ اور

Marfat.com

بی ہو تو برائی کے گواہ ہونگے اور حدیث مین ہو کہ آخر آدمی اپنے اعضا سے کہیگا کہ تم
جھگڑتا تھا۔ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ - اور اونپر کچھ ظلم نہوگا یعنے بدی کے بدلے کچھ
کم کردے اور نیکی کے ثواب سے کچھ کم نہ کیا جائیگا مگر اللہ تعالے ایک نیکی والے کو بہت کچھ بڑھا دیگا اور
فتنہ کے اقسام مین اعلے یہ ہو کہ دار الکفر وغیرہ مین آدمی اپنے ایمان کے ساتھ طاعت رب عزوجل ادا کرنے سے
صورتین ایسی پیدا ہوتی ہین کہ خود بخود فتنہ مین پڑتا ہو مثلاً اسکو رزق حلال ملنے کی صورت نہو یا ہو تو بغیر معصیت نہو
کے اندیشہ ہین جیسے امر بمعروف یا نہی از منکر نہ کرے یا کسی کی اولاد زیادہ اور آمدنی کم ہو لیکن حق تعالے عزوجل نے
فرائض وواجبات وطاعات کو ادب سے ادا کرتا ہو اپنے فضل سے کفارات مقرر کردیے ہین مثلاً فرض نمازین اپنے درمیان کے
واسطے کفارات ہین اور جمعہ سے جمعہ تک اپنے درمیان کے مع تین روز زائد کے کفارہ ہین اور معصیت کی مشقت کفارہ اور باہم سلام کر
صدقہ اور عیال کا نفقہ اسکے واسطے نیکیان وصدقہ اور خود اپنی جان کا کھانا پینا وغیرہ کفارہ وصدقہ ہو غرضکہ آدمی کے واسطے خلوص نیت
نیکیان ہین اور اللہ تعالے کا فضل عظیم ہو نیک نیت وصدق چاہیے۔ پھر جہاد کی دو قسمین ہین ایک جہاد تو کفار کے ساتھ اس نیت سے قتال
کرنا کہ اللہ تعالے کی توحید کا کلمہ بلند ہو اور خلاصہ یہ کہ عدل جاری وظلم مٹ جاوے اور تمام مخلوق رفاہیت وآرام سے اللہ تعالی کی عبادت
کرے دوم قسم جہاد کی وہی بڑا جہاد ہو وہ یہ کہ اللہ تعالے کی طاعت مین حسن نیت کے ساتھ ہر دم نفس کی لڑائی اور شیطانی وساوس کی کشمکش
مٹاوے اور ظاہر ہو کہ دل کو ایسے خطرات سے اور نفس کی خواہشون سے بچانا ہر دم اپنی جان سے لڑائی ہو اور ہجرت ایک قسم ہو کہ دار الکفر سے
نکلکر کسی دار الاسلام مین اس نیت سے جانا کہ وہان اللہ تعالے کی توحید پر قیام کرے۔ شیخ ابن ملک رحمہ اللہ تعالے نے شرح مشارق
مین اسکے بعد لکھا کہ کچھ مکہ سے مدینہ جانے کی خصوصیت نہین ہو۔ مترجم کہتا ہو کہ ہان ہمیشہ جب انسان دار الکفر مین اسطرح مبتلا ہو کہ
ایمان کا خطر ہو تو کسی ملک اسلام مین چلا جاوے اور حدیث مین ہو کہ انا بری من مسلم بین ظہرانی المشرکین یعنے جو مسلمان کہ کافرون کے درمیان
قیام کرے مین اُس سے بری ہون۔ رواہ الطبرانی وغیرہ۔ ولیکن مکہ مدینہ ہجرت کے واسطے اس لیے پسند کیا جاوے کہ حدیث مین ہو کہ
آخر زمانہ مین ایمان ملک حجاز کی طرف ایسے سمٹ کر پھر جاویگا جیسے سانپ پھر کر اپنی بانبی کی طرف جاتا ہو پھر ہجرت کی ایک قسم اور بھی ہو اور وہ
ہر وقت ہر مسلمان کو حاصل ہو سکتی ہو چنانچہ حدیث صحاح مین ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون ہجرت افضل ہو فرمایا کہ
ان تہجر ما کرہ ربک۔ یعنے جو بات تیرا رب مکروہ جانتا ہو اسکو تو چھوڑ دے اور پوچھا گیا کہ مہاجر کون ہو فرمایا کہ من ہجر ما نہی اللہ عنہ یعنے
شخص کہ جس نے ہر وہ قول وفعل چھوڑ دیا جس سے اللہ تعالے جلشانہ نے منع فرمایا ہو۔ یہ صریح ہو کہ بندۂ مومن کو ہر وقت ہجرت کا ثواب
حاصل ہو جبکہ وہ شرع کے موافق تقوے کرے۔ صبر اپنے نفس کو روکنا اُسی حد پر جہانتک اللہ تعالے نے اجازت دی ہو
بڑھکر طلب آخرت ورضوان الٰہی عزوجل کے لیے مشقت ومجاہدہ وریاضت پر روکے رہنا کمال ہو اور مصیبت مین
کہ کہان ہین صبر کرنے والے پس وہ کھڑے ہونگے تو اُنکے مراتب عالیہ وانعامات غالیہ دیکھکر
تمنا کرینگے کہ کاش ہمارے جسم کی بوٹیان قینچیون سے کاٹی جاتین پھر حق تعالے نے ایک مثل بیان فرمائی جسکے مصداق
وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا
اور بتائی اللہ نے کہاوت ایک بستی تھی جو امن سے

فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ
پھر ناشکری کی اسکے احسانوں کی پھر چکھایا اُسکو اللہ نے مزہ کہ اُنکے تن کے کپڑے ہوے بھوکھ اور ڈر
بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ
کے بدلے جو کرتے تھے اور اُنکو پہونچ چکا رسول اُنھین مین کا پھر اُسکو جھوٹھلایا پھر پکڑا اُنکو
الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝
عذاب نے اور وہ گنہگار تھے

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا اور اللہ تعالے نے ایک مثل بیان فرمائی - ضرب متضمن معنے جعل ہی لہذا متعدی بدو مفعول ہوا - قَرْيَةً ایک قریہ کبھی شہر کو کبھی قصبہ کو اور کبھی گانون کو بولتے ہین مفسرین کے یہان دو قول ہین اول یہ کہ مراد کوئی معین قریہ ہی دوم یہ کہ غیر معین ہی حتی کہ جس قریہ پر یہ مثال صادق آوے وہی ہو سکتا ہی قول دوم کی طرف زمخشری و بیضاوی گئے ہین قرطبی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ تمام قریون سے جو اس صفت کا ہو کہ اللہ تعالے کی نعمت پر اترا کر ناشکری کرے یہ مثال صادق ہی اور جائز ہی کہ اس صفت کا کوئی قریہ مراد ہو اور یہ بھی جائز ہی کہ اگلی امتون مین سے کوئی قوم اس صفت کی ہو گذری ہو اُسی کو اللہ تعالے نے اہل مکہ کے واسطے مثل بیان فرمایا - اکثرون کے نزدیک قول اول راجح ہی اور وہ مکہ ہی - ابن عباس و عطیہ عوفی سے مروی ہی کہ وہ مکہ ہی واقدی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ مشیہ کو ذکر کیا اور بشہ کو بسبب واضح ہونے کے نہین بیان فرمایا - غرضکہ جمہور مفسرین کے نزدیک آیت کا نزول اہل مکہ کے حق مین ہی اور مین کہتا ہون کہ ارجح قول دوم ہی اسی واسطے قریہ نکرہ ہی اور نزول آیت کا اہل مکہ کے حق مین اسکے منافی نہین ہی اسواسطے کہ مکہ والے بھی بدرجہ اولے ایسے لوگون مین داخل ہین چنانچہ مکہ پر صادق آتا ہی کہ وہ ایک شہر تھا کہ - كَانَتْ اٰمِنَةً بیخوف تھا چنانچہ سورہ لایلاف مین فرمایا - وَاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ - شیخ امام نے لکھا کہ اس مثل سے مراد اہل مکہ ہین کیونکہ وہ قریہ مامون تھا مُّطْمَئِنَّةً مطمئن تھا - حتے کہ لوگ اُسکے گرد و پیش سے پکڑے جاتے مگر جو حرم کے اندر آجاتا اُسکو کوئی نہین چھیڑتا تھا - يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ اسکے یہان اسکا رزق آتا ہر جگہ سے چنانچہ دوسری آیت مین فرمایا - اولم نمکن لہم حرما آمنا یجبی الیہ ثمرات کل شیئی - یعنے کیا ہم نے اُنکو مطمئن بیخوف ٹھکانا حرم نہین کر دیا کہ اُسکی طرف ہر چیز کے ثمرات لائے جاتے ہین - رغدا یعنے آسانی و وسعت کے ساتھ - فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ پس اُنھون نے اللہ تعالے کی نعمتون کی ناشکری کی - قال الشیخ یعنے اللہ تعالے کی نعمتون سے انکار کیا - شاید اسوجہ سے کہ اللہ تعالے کے انعامات کو بتون کی طرف نسبت دیتے تھے اور سب سے بڑی نعمت انپر بعثت محمد صلے اللہ علیہ وسلم تھی چنانچہ فرمایا الم ترالی الذین بدلوا نعمت اللہ کفرا واحلوا قومہم دار البوار جہنم - کیا تو نے نہین دیکھا ایسے لوگون کو جنھون نے بدل ڈالی نعمت اللہ تعالے کی کفر سے اور اُتارا اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر مین یعنے جہنم مین یعنے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے منکر ہو کر بدر کے روز قتل ہو کر جہنم مین پڑے فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ یعنے جب اُنھون نے رسول کو نہ مانا اور ہر طرح مخالفت پر جم گئے تو اللہ تعالے نے وسعت رزق کو بھوک اور خوف سے بدل دیا - کیونکہ جب اہل مکہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایذا دی اللھم اشدد وطاتک علی مضر واجعلہا علیہم سنین کسنی یوسف یعنے اے رب ہمارے تو اپنی سختی سے مضر کو روند [illegible] کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے وقت مین مصریون پر ہوئے تھے پس اُنکو قحط نے

Marfat.com

اسپر ایمان تک کہ اونٹ حلال کرتے وقت پشم جنمین خون لگتا اسکو بھی کھالیتے اور یہ حد درجہ کا خوف تھا
آسمان دھوان دھار تاریک معلوم ہوتا۔ اور خوف انکو اسوقت دیا جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
رضی اللہ عنہم کے یہان مدینہ ہجرت کرآئے تو آپ کی سطوت و لشکرہائے مجاہدین کی صولت سے خوفزدہ
کہ اللہ تعالے نے اہل ایمان کے امتحانات بھی اس درمیان مین پورے کیے اور مکہ اپنے رسول
جو واقع ہوا۔ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ بوجہ انکی شرک و بداعمالیون کے جنمین سب سے زیادہ تکذیب و ایذاے رسول
وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوهُ اور کچھ شک نہین ہو کہ آیا انکے پاس رسول اللہ انہین سے
اسکو جھوٹا بنایا۔ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظَالِمُونَ پس پکڑا انکو عذاب نے درحالیکہ وہ ظالم تھے
جانون پر انھون نے ظلم کیا کہ اسکو عذاب والی مین مبتلا کیا پس کبھی مبتلا ے قحط ہوئے اور کبھی بدر مین قتل ہوئے انکی تجارتین جاتی رہین
لوگون نے غلہ بھیجنا موقوف کردیا عزت و امن و رزق جاتا رہا بجاے اسکے خوف و تنگی مین پڑے اور جو مزا وہ عذاب الہی مین پڑے
یہان تک کہ اللہ تعالے نے مکہ فتح کردیا۔ اور اس گروہ ناشکر کے ضد اصحاب مہاجرین و اہل مدینہ کے اصحاب انصار شکر گزار رہے
کہ اللہ تعالے نے انکو بعد خوف کے امن دیدیا اور بعد تنگی کے وسیع الرزق کیا اور انکو قیامت تک واسطے سردار کردیا قال
الشیخ رحمہ اللہ تعالے یہ جو ہم نے کہا کہ یہ مثل اہل مکہ کے واسطے ہی یہی عوفی نے ابن عباس سے روایت کیا اور یہی قول مجاہد قتادہ
عبدالرحمن بن زید کا ہی اور یہی امام مالک نے زہری سے نقل کیا ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ مقصود وقت نزول کے اگرچہ مکہ ہو لیکن مضمون
اس مثل کا ہمیشہ ہر ایسے قریہ کے واسطے ہی جو انعامات الہی کے ساتھ اترا کر معصیات سے ناشکری کرے اور اسی معنے مین وہ روایت ہی
جو شیخ نے امام ابو جعفر کی تفسیر سے نقل کی کہ مجھ سے حدیث فرمائی ابن عبدالرحیم برقی نے کہا مجھ سے حدیث کی ابن ابی مریم نے کہا ہم سے
حدیث کی نافع بن یزید نے کہا ہم سے حدیث کہی عبدالرحمن بن شریح نے کہا کہ ہم سے عبدالکریم بن الحارث الحضرمی نے کہا کہ مین نے
شرحبیل بن ہاعان کو کہتے سنا کہ مین نے سلیم بن عامر رحمہ اللہ تابعی سے سنا فرماتے تھے کہ ہم لوگ ام المومنین حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک بی بی کے ہمراہ حج سے لوٹے اور اس زمانہ مین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ رسول اللہ مدینہ مین اپنے
مکان مین گھرے تھے مصری باغیون نے انکو گھیرا تھا تو حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا راہ مین پوچھتی آئین کہ کیا انجام ہوا ہانکے
دو سوارون کو دیکھکر بلوایا پوچھا تو انھون نے عرض کی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے پس حضرت ام المومنین نے بلند آواز سے استرجاع
کیا اور فرمایا کہ قسم اسکی جسکے قبضہ مین میری جان ہی کہ یہ وہی قریہ ہی جسکے حق مین اللہ تعالے نے فرمایا وضرب اللہ مثلا قریۃ کانت آمنۃ یاتیہا
رزقہا الآیہ۔ اور ابن شریح نے کہا کہ مجھے عبیداللہ بن المغیرہ نے ایسے شخص سے جس نے اس سے بیان کیا (راوی کا نام)
کہ وہ مدینہ ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ بوجہ شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فتنہ عظیم برپا ہوگئے اور صحیح بخاری مین حضرت
کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے وقت مین اسکو جانتے تھے ولیکن جو کچھ اللہ تعالے چاہتا ہی وہ واقع ہوتا ہی وقف
بلاغت زبان عربی کے متعلق بیان کرنا چاہیے وہ یہ ہی کہ اللہ تعالے نے فرمایا فاذاقہا اللہ لباس الجوع والخوف
اس قریہ والون کو لباس بھوک و خوف کا۔ اور یہ نہین فرمایا کہ پہنایا اسکو لباس جوع و خوف یہ استعارہ
ہفت سالہ قحط ہی اور قریہ کو اس قحط کا اثر بطور لباس کے ہوا اور لوگون پر اس سے وبال ان اعمال کی

[illegible] عذاب دنیاوی ایک ذوق ہی اور اصل عذاب آخرت ابھی باقی ہی۔ علماء بیان نے کہا کہ یہ تجرید الاستعارہ ہی اسطرح
[illegible] جو انسان کو گھیر لیتی ہی اُسکے واسطے لباس کا استعارہ کیا کیونکہ اسکا اثر مثل لباس کے آدمی کو شامل ہوتا ہی پھر
[illegible] استعارہ فرمایا تھا اُسکے مناسب ایک وصف ذوق ذکر کیا کیونکہ ذوق کا اطلاق جوع و خوف کے ادراک پر عرب
[illegible] حقیقت کے ہوگیا ہی چنانچہ بولتے ہین کہ ذاق فلان البؤس والضر یعنے فلان شخص نے بیماری و خوف وغیرہ کو چکھا
[illegible] استعارہ ہی اور اگر لباس کی رعایت سے کساہا لباس الجوع ہوتا تو اگرچہ مستحسن ہوتا لیکن تجرید الاستعارہ زیادہ عمدہ ہی
[illegible] نے کہا کہ اہل قریہ کو اس جوع و خوف مین ایک نوع کی حالت مشابہ بمذوق اور حالت بمشابہ بملبوس ظاہر ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے
[illegible] سے اذاقہا فرمایا۔ اور پہلے بیان ہوا کہ ذوق سے جو ایک معنوی اظہار خفت کا ہی وہ پہنانے کے لفظ سے نہوتا بلکہ پورا عذاب
[illegible] خلاف واقع ہی اور عجب کہ بعض ایسے لوگون نے جو عربی زبان سیکھ جانے کے مدعی تھے یہان اعتراض کیا چنانچہ حکایت ہی کہ ابن الراوندی
[illegible] زندیق تھا شیخ ابن الاعرابی سے جو امام فن لغت و مشاہیر مین سے ہین پوچھا کہ کیا لباس کا بھی ذوق دیا جاتا ہی تو شیخ نے جواب دیا کہ
[illegible] آدمی فرض کرے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نبی نہ تھے تو عربی فصیح ہونے مین شک نہین ہی۔ حاصل جواب یہ ہی کہ قرآن فصیح زبان
[illegible] اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم خود فصیح عرب تھے اور اُسوقت کے تمام فصحاء نے تسلیم کیا اور بلاغت قرآنی کے آگے سر نیچا کیا تو اب کسی شخص کو
[illegible] زبان عربی سیکھے یہ دعوے محض بیجا ہی کہ یہ استعارہ جائز ہی یا نہین ہی اور حال یہ ہی کہ علماء بیان یعنے ائمہ فن بلاغت نے بوجوہ مذکورہ بالا اسکی
[illegible] مین مبالغہ کیا ہی ف عرائس البیان مین لکھا کہ قولہ تعالے ثم ان ربک للذین ہاجروا من بعد ما فتنوا الآیہ کے اشارات سے ہی کہ
[illegible] مین سے ہون اور اپنے حظوظ نفس کو چھوڑ دین بعد ازانکہ معصیت و امتحان مین مفتون ہو چکے ہون پھر نفس و
[illegible] پھندے سے نکلکر دونون کو سرنگون کرین اور عبودیت الٰہی مین مستقیم ہوکر ترک حظوظ نفس پر صابر رہین اور محاربہ شیطان مین جہاد
[illegible] فرماتا ہی ان ربک من بعدہا لغفور رحیم۔ جو کچھ اُنسے سابق زمانہ مین گناہ ہوگئے اللہ تعالے اُنکو بخشنے والا ہی اور اب اپنی رحمت
[illegible] نفس کے پھندے مین گرفتار نہون پس اللہ تعالے اُنکو ذوق اُنس سے مزہ دیتا ہی کہ پھر اُنکو طاقت نہین رہتی کہ
[illegible] طاعت سے قصور کرین۔ شیخ سہل رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ ایسے بد لوگون سے دور ہو جاؤ جنکی صحبت سے تمکو فتنہ پہونچنے کا
[illegible] کے ساتھ نیک لوگون کی صحبت مین جمے رہو اور نیکی کے واسطے تکلیف اُٹھانے مین صبر کرو اور ابتداے حال کی طرف
[illegible] کوشش نہ کرو۔ قولہ تعالے یوم تاتی کل نفس تجادل عن نفسہا۔ نفوس مین تفاوت ہی کوئی تو اپنی معصیت سے مجادل ہوگی اور
[illegible] طاعت سے اور کوئی اپنے خوف جہنم سے اور کوئی اپنی امید جنت سے مجادلہ کریگی۔ بہرحال یہ نفوس اپنے مجادلہ مین مشغول ہوکر
[illegible] ہونگی اور نفس مطمئنہ کہ جسکو سواے رب عزوجل کے طلب نہین ہی وہ اپنے رب عزوجل کی حضوری مین انبساط
[illegible] دنیاوی دار جنت مین مبتلاے فراق کیا گیا اور دشمنون کے ساتھ چھوڑا گیا اب بھی وہ وقت نہین آیا کہ مجھے میری مراد
[illegible] جاوے کہ دائمی وصال مین مسرور ہون۔ مترجم کہتا ہی کہ حدیث مین بھی اہل جنت کے تین فرقہ ثابت ہوکے ایک
[illegible] تھے اور دوم بامید جنت طاعت کرتے تھے یہ دونون جنتی ہین اور سوم وہ جو کہ اپنے خالق عزوجل کے واسطے
[illegible] کے فضل رحمت مین ٹھکانا ہی جنت خود اُنکی آرزو کریگی شیخ نے کہا کہ جس نفس کو یہ شوق نہین وہ اپنے مجادلہ مین
[illegible] دنیا و آخرت مین مشغول ہی اور حق تعالے ہر ذی فضل کو اپنے فضل سے سرفراز فرماکر اُسکی

مراد دیدیگا اور ہر نفس بقدر اپنی طاعت کے حصہ پاویگا اور حق تعالے عزوجل عالم الغیب و عدل ہو اُسکے [illegible]
اپنے فضل سے جزاے عظیم عطا فرماویگا اور اُسکے ملک سے ذرہ کم نہوگا اور جب چاہے سب کو اپنے [illegible]
خراسان نے کہا کہ مخلوق کا وقت تو اسی مین گیا کہ دنیا مین اپنے اعمال سے مجادلہ اور آخرت مین اپنے [illegible]
کے لیے کب فارغ ہونگے۔ شیخ استاد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ مومن کے واسطے نفس نہین ہی [illegible]
من المومنین انفسہم۔ پس اُنکے نفوس کو اللہ تعالے نے خرید لیا پھر اُنکے پاس ودیعت رکھا ہی تو اُنمین اُنکا کچھ حق [illegible]
کے اندر امر حق عزوجل کی نگہبانی کرنے پر ہوتے ہین۔ قولہ وضرب اللہ مثلا قریۃ کانت آمنۃ الآیہ منجملہ اشارات [illegible]
کہ اللہ تعالے کی یاد سے مطمئن تھا اور اللہ تعالے کے کشف جمال سے اللہ تعالے کے لطف مین اُسکے قہر سے اور وسواس [illegible]
شیطان سے بیخوف تھا ہمیشہ اُسکا رزق معرفت و محبت و اُنس و مشاہدہ بلا کدورت مشقت و تکلف کے اُسکو پہونچتا تھا پھر اگر اللہ [illegible]
اُسپر نعمت پوری کرنی چاہی تو اُس سے خطا و نسیان و خیال و گمان دور کر دیا پس ہمیشہ اُسکو اپنے اسرار کی نگہداشت ہو اور اگر اللہ [illegible]
نے اُسپر امتحان چاہا تو اُسپر نسیان رکھدیا اور فتوح کے دروازے بند کر دیے تاکہ ہجر کے مزے چکھے اور خائف ہو جاتا ہی حالانکہ [illegible]
اور اطمینان کے بعد پریشان رہتا ہی۔ شیخ اُستاد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ قلب کا فارغ ہونا دوسری چیزون کی طرف مشغول
ہونے سے ایک بڑی نعمت ہی اور جب کسی بندہ کو یہ نعمت حاصل ہوئی پھر اُس نے اس نعمت کی ناشکری کی اسطرح کہ ہوا و ہوس
کے دروازے اپنے اوپر کھول لیے اور شہوات مین مقید ہوا تو اللہ تعالے جلشانہ اُسکے دل پر تشویش دیدیتا ہی اور صفاے
وقت کو مکدر کر کے اس سے فراغ چھین لیتا ہی کیونکہ نفس کی کدورات شہوات سے قلب کے انوار زائل ہو جاتے ہین [illegible]

فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ
سو کھاؤ جو روزی دی تمکو اللہ نے حلال اور پاک اور شکر کرو اللہ کے احسان کا اگر تم اسی کو
تَعْبُدُوْنَ ۝ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ
پوجتے ہو یہی حرام کیا ہی تمپر مردہ اور لوہو اور سور کا گوشت اور جسپر نام پکارا
لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
اللہ کے سواے کسی کا پھر جو کوئی ناچار ہو جاوے نہ زور کرتا ہو نہ زیادتی تو اللہ بخشنے والا مہربان ہی
وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ
اور مت کہو اپنی زبانون کے جھوٹھ بنانے سے کہ یہ حلال ہی اور یہ حرام ہی
لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۝
اللہ پر جھوٹھ باندھو بیشک جو جھوٹھ باندھتے ہین اللہ پر بھلائی [illegible]
قَلِيْلٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝
تھوڑا سا برت لین اور اُنکو دکھ کی مار ہی

قولہ فکلوا۔ بعض علماء تفسیر نے کہا کہ پہلے شکر کا حکم دیا تو بعد اُسکے فکلوا بقاء بیان کیا اور [illegible]

[illegible] ہوتا ہی جس چیز کو جسطرح چاہتے ہین کھاتے پیتے اور حرام وحلال استعمال کرتے اور
[illegible] تو اس خیال ہی تاؤ کو اللہ تعالے کی شریعت کہکر بہتان باندھتے تھے۔ بعض علماء نے کہا کہ فکلوا کفر چھوڑنے پر
[illegible] چھوڑا اور ایمان لائے تو کھاؤ یہ چیزین۔ پہلے یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ خطاب مشرکون کو ہی یا مومنون کو ہی۔ واحدی
[illegible] کے نزدیک خطاب مشرکون کو ہی اور یہ ظاہر ہی اور جمہور مفسرین نے کہا کہ خطاب مومنون کو ہی اور ظاہر کلام شیخ ابن کثیر
[illegible] معلوم ہوتا ہی اور اولے یہ ہی کہ اللہ تعالے نے اپنی مخلوق بندون کو عام خطاب کیا پس سب کو شامل ہی اگرچہ وصف السنہ کذب فقط مشرکون
[illegible] مومنون مین نہین ہی مگر مومنون کو اس امر سے ممانعت ہی پس حکم دیا۔ فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا
[illegible] کفر و شرک چھوڑ دو اور ناشکری مت کرو پس کھاؤ حلال طیب اسمین سے جو اللہ تعالے نے تمکو رزق دیا۔ اس سے مسئلہ نکلا کہ کبھی رزق
[illegible] ہوتا ہی جسکا کھانا جائز نہین ہی معتزلہ وغیرہ بعضے فرقہ کہتے ہین کہ رزق حلال ہی ہوتا ہی اور جواب یہ ہی کہ اگر عمر بھر ایک شخص کو حرام میسر آیا
[illegible] رزق ہی نہین ملا لہذا جو بندے کو ملے وہ رزق ہی مگر امتحان یہ ہی کہ سود اور رشوت و فریب و حرام مزدوری وغیرہ نہ کھاوے
[illegible] کھاوے جیسے یہان فرمایا کہ جو رزق تمکو ملے اسمین سے حلال طیب کھاؤ۔ وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ اور شکر کرو
اللہ تعالے کی نعمت کا یعنے اس نعمت کا اور تمام نعمتون کا۔ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو
یعنی اگر سچے ہو کہ اللہ تعالے کی بندگی مین قائم ہو تو اسکی ناشکری مت کرو کیونکہ عبادت اسی کے واسطے ہی جس نے پیدا کیا اور رزق دیا
پھر حرام بتلا دیے بقولہ۔ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ یعنے یہی تو ہی کہ تمپر حرام کر دیا اللہ تعالے نے
مردار کو اور مردار دو طرح ہوتا ہی ایک وہ جانور جو اپنی موت سے مر جاوے اور دوم وہ کہ حلال کرنے سے پاک نہو یا اللہ تعالے کے
نام پر حلال نہ کیا جاوے۔ اور حرام کیا خون کو یعنے دم مسفوح جیسا کہ سورہ انعام مین مفصل گزرا ہی اور مردار مین سے مچھلی اگرچہ خود مر جاوے
حلال ہی اور خون مین سے جگر یعنے کلیجی حلال ہی۔ اور حرام کر دیا گوشت سور کا۔ سور کی نجاست خود ظاہر ہی سواے پلید آدمی کے کوئی
اسکی رغبت نہین کر سکتا اور سور نجس العین ہی اسکے گوشت کو ذکر کر دیا کہ حرام ہی تو کھال و سری و پایہ و اوجھ و چربی سب بدرجہ اولے
حرام و نجس ہین لیکن سور کے بالون سے کونچی بنا کر تانبا پیتل صاف کرنے کا کام لینا جائز ہی اور رمنیہ وغیرہ مین جو لکھدیا کہ امام ابو یوسف سے
[illegible] روایت ہی کہ سور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہی اس روایت کی کوئی اصل نہین اور جب ظاہر اصول کے خلاف ہی تو کسی کو
[illegible] دینا روا نہین بلکہ حرام ہی بالجملہ ائمہ حنفیہ کا اتفاق ہی کہ سور نجس العین ہی البتہ درر مین کتے کی کھال کی نسبت خشک ہونے کی صورت
[illegible] روایت مذکور ہی اور وہ بھی ظاہر الروایہ کے خلاف ہی۔ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اور حرام کر دیا تمپر وہ کہ آواز بلند
[illegible] ساتھ۔ واضح ہو کہ اس آیت کے مانند سورہ بقرہ کی آیت گذر چکی ہی اور یہان فی الجملہ مزید توضیح کے ساتھ
[illegible] الشیخ مولانا عبد العزیز محدث دہلوی نے تفسیر عزیزی مین یہان اہل یعنے اہلال کی تفسیر فقط آواز بلند کیجانے سے
[illegible] ذبح کے وقت آواز بلند کیے جانے سے حرام ہوتا ہی جیسا کہ بعض مفسرین نے لکھدیا تو اسکی تحقیق یہ ہی کہ عرب اپنے
[illegible] ذبح کرتے تھے تو بعض مفسرین نے اسی سبب سے ذبح کی قید ذکر کر دی اور آیت کریمہ عام ہی خواہ ذبح کے وقت
[illegible] کھایا جانا بہرحال بعد ذبح کے ہوگا۔ اب یہان فقہ کا ایک مسئلہ معروف ہی کہ جاندار کا قربان کرنا اگر اللہ تعالے
[illegible] تقرب کے لیے ہو تو حرام مردار اور وہ شخص مرتد ہو جائیگا۔ مسئلہ اگر ذبح کے وقت اللہ تعالی کے

نام کے ساتھ دوسرے کا نام ملاوے تو ذبیحہ مردار ہو گیا اور یہ مسائل فتاوے کے احکام مرتدین [illegible]
شہر مین آیا اُسکی آمد کے لیے قربانی کی تو مردار اور وہ شخص مرتد ہی۔ اب جاننا چاہیے کہ اہلال کے معنے آواز بلند [illegible]
الصبی یعنے طفل نے رونے کی آواز بلند کی۔ اور یون ہی جو بولنے والا آواز بلند کرے [illegible]
یعنی اُسپر پکارا گیا اللہ تعالے کے سواے دوسرے کا نام۔ اور اصل مین اہلال آواز بلند کرنا۔ [illegible]
کہ جس جانور پر اللہ تعالے کے سواے دوسرے کا نام پکارا گیا وہ حرام ہی۔ اب معلوم ہوا کہ آیت کریمہ مین خالی [illegible]
غیر خدا کے نام پر کیونکہ اہلال کے معنے ذبح کے لینا اور غیر اللہ کے معنے نام غیر اللہ کہنا اپنی طرف سے تفسیر ہی۔ [illegible]
اپنی تفسیر مین اجماع علماء نقل کیا کہ جو مسلمان اپنے ذبیحہ مین سواے اللہ تعالے کے دوسرے کا تقرب قصد کرے [illegible]
ذبیحہ مرتد کا ذبیحہ یعنے حرام ہوا۔ اب یہان تین صورتین ہین ایک یہ کہ اللہ تعالے کے لیے قربانی کا اعلان کیا اور ذبح کے وقت [illegible]
نام لیا ثواب پایا اور ذبیحہ حلال طیب ہی دوم یہ کہ غیر کے واسطے پکارا اور ذبح کرتے وقت غیر کا نام لیا تو مرتد کافر ہوا اور ذبیحہ مردار [illegible]
یہ کہ غیر کے نام کا جانور پکارا اور ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھی تو یہ ذبیحہ حرام مردار ہی جبکہ اُس نے غیر اللہ کا تقرب چاہا لیکن [illegible]
تقرب کے لیے فلان کے نام کا جانور ٹھہرایا تھا پھر توبہ کر کے اُس نے یہ نیت کی کہ یہ جاندار جسکو اللہ تعالے نے مانند میرے پیدا کیا اور
روح دی ہی اُسکو اللہ تعالے کے واسطے قربانی کر کے ثواب پاؤن پس اسی پر اُس نے ذبح کیا پھر جو ثواب ملا اور یہ بھی امید رکھے
کہ اللہ تعالے ثواب دیدے اور قبول کرے تو یہ ثواب جسکو چاہے ہدیہ دے اور حدیث مین ہی کہ ملعون من ذبح لغیر اللہ یعنی وہ شخص
ملعون ہی جس نے غیر اللہ کے واسطے ذبح کیا۔ دیکھو اسمین غیر کے واسطے ذبح کرنے پر لعنت ہی اور غیر کا نام ذبح مین لینے کی خصوصیت
نہین ہی تو خواہ ذبح کے وقت اُسکا نام لے یا کسی کا نام لے وہ ذبیحہ مردار اور وہ شخص ملعون ہوا جبکہ اُس نے غیر کے واسطے ایسا کیا
واضح ہو کہ دیگر اموال و کھانا کپڑا وغیرہ سے بھی غیر کی طرف تقرب سے گناہ عظیم ہی لیکن حیوان اور دیگر اموال مین ایک فرق [illegible]
روا ہی کہ اپنا مال جسکو چاہے دیدے کیونکہ اللہ تعالے نے شرع مین مال کا اُسکو مالک انتفاعی کر دیا ہی بخلاف روح حیوان کے کہ
حیوان کے گوشت پوست سے نفع اُٹھانے کا مالک کیا ولیکن یہ روا نہین کیا کہ زندہ جانور کے جسم سے گوشت نوچکر نفع اُٹھاؤ [illegible]
کھینچو بلکہ روح نکالے جانے کے بعد انتفاع ہی اور روح کا مالک نہین کیا پس روح نکالنا اسطرح حلال کیا کہ اللہ تعالے ہی کے نام پر [illegible]
کی نیت سے ذبح کرو حلال ہو گیا اب گوشت و پوست سے نفع اُٹھاؤ پس زندہ جانور سواری وغیرہ کے لیے جس [illegible]
دیڈالو مگر حلال ہونے کے لیے تقرب فقط اللہ تعالے ہی کے واسطے جائز ہی اور واضح ہو کہ اللہ تعالے کی جناب مین تقرب [illegible]
قربان کر کے ثواب چاہے جسکو دیدو اور چاہو کسی مخلوق کی طرف سے نائب ہو کر جناب الٰہی تعالے مین تقرب [illegible]
اہل ایمان کی سلامتی دین کے واسطے اتنا کلام واضح کر دیا تاکہ باطل مین مبتلا نہون اور اللہ تعالے ہی [illegible]
سو وما اہل بہ لغیر اللہ حرام کر دیے پھر باوجود اسکے بندون پر آسانی کر دی کہ اگر وہ ان چیزون مین سے کسی [illegible]
مباح ہی چنانچہ فرمایا۔ فَمَنِ اضْطُرَّ پس جو بندہ کہ مضطر ہو یعنے بیقرار ہو کر انمین سے کسی [illegible]
دو وقت کے بعد ہو یا دو دن بعد یا تین روز بعد ہو اور اکثر تین روز مین ایسا ہو جاتا ہی۔ غَيْرَ [illegible]
یعنی کسی دوسرے پر جو اسی اضطرار مین ہی زبردستی تجاوز نہ کرے۔ وَلَا عَادٍ۔ اور نہ [illegible]

یعنی کسی دو

[illegible] فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ تو اسکو کھا لینا مباح ہی کہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہی
[illegible] حرام نہین رہتی ہین اور محققین کے نزدیک حرام یا نجس تو اپنے حال پر رہتی ہین
[illegible] بقدر ضرورت کھانے کا گناہ دور کر دیا ہی مسئلہ ایک شخص نے مضطر ہو کر
[illegible] کے لیے اللہ تعالیٰ کے نام پر کوشش کرے اگر میسر نہ آوے تو پھر اضطرار
[illegible] ہوگا اور اگر [illegible] کی باوجودیکہ کر سکتا تھا تو گنہگار ہوگا۔ واضح ہو کہ بغاوت و عدوان کی تفسیر جو مذکور
[illegible] کے نزدیک باغی سے مراد یہ کہ سلطان وقت پر بغاوت کیواسطے نہ جاتا ہو اور لا عاد سے
[illegible] اس قول پر باغی و عادی کو چاہے بھوک سے مرجاوے مردار کھانا مباح نہوگا اور کلام اسمین
[illegible] واضح ہو کہ تمام مخلوقات کا خالق حضرت باری تعالیٰ جلشانہ ہی جسطرح اُسنے کمال حکمت و قدرت سے بندون
[illegible] تصرف جائز ہی اور یہ بندون کے حق مین عبادت ہی پس یہ روا نہین ہی کہ کوئی شخص ان چیزون مین اپنی
[illegible] کیونکہ نفس و روح کا علم اُنکے خالق عزوجل کو ہی اور طریق آخرت عوام کی عقل و سمجھ سے باہر ہی لہذا منع فرمایا
[illegible] وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لا تقولوا کا مفعول
[illegible] یعنی لا تقولوا الکذب لاجل وصف السنتکم۔ یہ زجاج و کسائی کا قول ہی اور اسی کو شیخ ابن کثیر رح نے اختیار کیا ہی اور
[illegible] کہ مت کہو جھوٹ کو بوجہ تمھاری زبانون کے وصف کے کہ یہ حلال ہی اور یہ حرام ہی مجاہد رح نے کہا کہ بحیرہ و سائبہ کے بارہ مین ہی
[illegible] کا قول ہی کہ ما فی بطون ہذہ الانعام خالصۃ لذکورنا و محرم علی ازواجنا۔ حاصل یہ کہ کسی جانور کو حرام یا حلال اپنی زبانی وصف
[illegible] بدون اسکے کہ تمھارے پاس اللہ تعالیٰ کیطرف سے کوئی حجت ہو۔ مسئلہ علماء نے کہا کہ بدون دلیل کے کسی کو حرام یا حلال
[illegible] اللہ تعالیٰ کی شان ہی کہ وہ علم و حکمت سے بندون پر شرع مقرر فرماتا ہی۔ ابو نضرہ رح سے مروی ہی کہ مین نے جب سے
[illegible] آیت پڑھی تو اسوقت تک مین فتوی دینے سے بہت خوف کرتا ہون۔ اسمین اشارت ہی کہ یہ بات کچھ جانورون کے ساتھ
[illegible] حکم شرعی مین بدون دلیل کے تحسین یا ممانعت اور تحلیل یا تحریم روا نہین ہی ورنہ اسی آیت کی وعید مین داخل
[illegible] ایسے لوگ ہین کہ قیاس درکنار اُسکے شرائط و آداب کی رعایت بہت مشکل ہی اُنکے نزدیک باب اجتہاد بہت
[illegible] ایک گروہ اسطرف ہی کہ بہت سی نئی باتون کی نسبت اچھے و حلال و ثواب کا کام ہونے کا حکم لگاتے ہین اور اپنے قیاس کو
[illegible] قرار دیتے ہین۔ دوسرا گروہ ہی کہ دلائل شرعیہ یعنی احادیث کو اپنے واسطے اجتہاد کرنے کے لیے ہر وقت بالکل
[illegible] مشکل ہی اور لازم یہ تھا کہ ہر مسئلہ اجتہادی کے تعلقات کو ابواب فقہ کے ساتھ مرتبط کرتے اور دیکھتے کہ
[illegible] اُنکے اقوال مین مخالفت پیدا ہوتی ہی اور یقین کرتے کہ مقصود ان افعال سے صرف ثواب طاعات ہی
[illegible] اسپر تمام ہمت منحصر رکھتے اور ثواب کیواسطے عبادات شرعیہ پر قائم رہتے اور خود اجتہاد کی تکلیف
[illegible] کی ضلالت سے دور رہتے کیونکہ دین مین ثواب عظیم کے لیے بہت امور موجود ہین کچھ اُنکے
[illegible] بدون لیاقت استدلال شرعی کے کسی امر پر اپنی زبانی وصف سے جھوٹ حکم مت
[illegible] الکذب جسکا انجام یہ ہو کہ تم جھوٹ افترا باندھو اللہ تعالیٰ پر حالانکہ

Marfat.com

اُسکی طرف سے کوئی سند تمھارے پاس اسکے واسطے نہین ہی [illegible]
یہ ہی کہ نہین بلکہ اُسنے اللہ تعالیٰ و رسول و اجماع امت سے اپنی کوشش خوب صرف کرکے [illegible]
معذور ہی اسی واسطے حدیث مین مجتہد خطا کرنے والے کیواسطے بھی ایک ثواب ہی اور مجتہد صواب
کو اس فعل سے صرف ثواب مقصود تھا وہ ہرطرح حاصل ہی کیونکہ سوائے اعتقاد بات کے [illegible]
وہ ہرطرح حاصل ہو۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ
باندھتے ہین فلاح نہین پاتے ہین کسی قسم کا نہ دنیا مین اور نہ دین مین۔ رہا دنیا تو نہایت حقیر و چند سانس کی
حصہ بہت خفیف ہی چنانچہ فرمایا۔ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ یعنی دنیا مین متاع قلیل ہی [illegible] متاع اُٹھاکر آخرت
وَّلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ اور اُنکے لیے عذاب دردناک ہی۔ حدیث کا مضمون ہی کہ تمام عیش کے [illegible] جب
عذاب آخرت سے کچھ مزہ چکھیگا تو اُسکو یاد نہ رہیگا کہ اسپر کبھی راحت گذری اور جسنے وہان کے عیش سے چکھا اُسکو دنیا کی [illegible]
کبھی یاد نہوگی پھر یہ عذاب دائمی ہی اور دنیا تو چند سانس تھی۔ پھر واضح ہو کہ یہود و نصاریٰ مین یہ آفت پھیل گئی تھی کہ [illegible]
علماء جسکو چاہتے حرام و جسکو چاہتے حلال کرتے اور لوگ عوام اپنے معتقدون کے حکم پر چلتے تھے یعنے اُسکو مختار جانتے تھے وہ جو
چاہے حکم دے مثلاً وہ چاہے ایک قوم پر سے روزہ معاف کردے یا دوسرے مہینہ مین مقرر کردے [illegible] اسپر جو حرام کیا تھا
اُسکو ذکر فرمایا بقولہ تعالےٰ

وَعَلَی الَّذِیْنَ ھَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَیْکَ مِنْ قَبْلُ وَمَا ظَلَمْنٰھُمْ
اور جو لوگ یہودی ہین اُنپر ہمنے حرام کیا تھا جو تجھکو سُنا چکے پہلے اور ہمنے اُنپر ظلم نہین کیا
وَلٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ
پر اپنے اوپر آپ ظلم کرتے تھے پھر بیشک ہی تیرا رب اُن لوگون کیلیے جنھون نے [illegible]
بِجَھَالَۃٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ وَاَصْلَحُوْٓا اِنَّ رَبَّکَ مِنْ بَعْدِھَا
نادانی سے پھر توبہ کی اُسکے پیچھے اور سنوار پکڑی تیرا رب [illegible] اُنکے پیچھے
لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝
بخشنے والا مہربان ہی

وَعَلَی الَّذِیْنَ ھَادُوْا یعنے فقط یہودیون پر نہ اورون پر حَرَّمْنَا مِنْ قَبْلُ وہ جو ہم نے تجھپر نازل کرکے بیان کیا اس سے پہلے
اور قتادہ نے پڑھا یا کہ جہان یہ فرمایا وعلے الذین ہادوا حرمنا کل ذی ظفر من البقر والغنم الخ
ہوتا ہی کہ اس چیز مین خواہ جسم کیواسطے یا روح قلبی و اسرار باطنی کیواسطے [illegible]
وغیرہ اسے ہین تو اُنپر سختی کے لیے تکلیف بڑھادی اور ہمارے سرور [illegible]
یعنی دین مین کوئی شخص شدت اُٹھانے پر آمادہ نہوگا [illegible] دین ہی [illegible]

ع ۱۵

Marfat.com

[illegible] بعد چند مدت کے ایسی سختی سے تھک کر اسکے خلاف کرتے
[illegible] سے تجاوز کیا تھا لہذا فرمایا۔ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ اور ہم نے
[illegible] آسان رکھی تھی۔ وَلٰكِنْ ولیکن وہ لوگ اللہ تعالیٰ عزوجل کی عبودیت مین
[illegible] يَظْلِمُوْنَ خود ہی اپنی جانون پر ستم کرتے تھے۔ چنانچہ اول کی آیت
[illegible] انکو یہ بدلا دیا تھا انکی خودرائی سرکشی وحد سے تجاوز کرنے کا اور ہم سچے ہین۔ واضح ہو
[illegible] شرع مین جہان کئی طرح جائز ہی انمین سے آسان طریقہ اختیار کرنا اور ڈھونڈھنا جائز ہی یا
[illegible] مین کلام کرنے کے بعد تحقیق یہ لکھی کہ آسان ڈھونڈھنا جائز ہی بلکہ بدلیل احادیث الباب اسکو مستحب
[illegible] کے حق مین ادب لکھا کہ لوگون پر آسان فتوی دے اور خود اسکو اختیار ہی کہ زیادت ثواب کے لیے
[illegible] اگر کوئی کہے کہ مترجم نے سابق مین لکھا کہ بدلیل قولہ تعالیٰ وامر قومک خذوا باحسنہا۔ یعنی ای موسی اپنی قوم کو حکم دے
[illegible] احسن ہی اسکو اختیار کرین اور یہان لکھا کہ آسان لینا مستحب ہی تو جواب یہ ہی کہ جو شخص خلوص رکھتا ہی جب اسنے
[illegible] اداکر سکتا ہون تو یہی اسکے لیے احسن ہی بہ نسبت اس سخت کے جو بری طرح ادا کریگا۔ اور مترجم کا مقصود یہی
[illegible] اپنے افعال مین سے جو آسانی سے کر سکتے ہین اور یہ باعتبار اشخاص کے مختلف ہی بعض کسی طریقہ کو آسانی سے کر سکتا ہی اور
[illegible] جو انپر آسان ہین انمین سے احسن اختیار کرین مثلاً ایک شخص ہی کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح مین
[illegible] درود شریف بھی پڑھ سکتا ہی تو اسکو چاہیے کہ درود شریف پڑھنے مین وقت کی برکت عظیم حاصل کرے کیونکہ یہ
[illegible] ثواب و محبوب ہی اور جیسے ایک متدین عالم کو وقت ملتا ہی جسمین وہ درود پڑھ سکتا اور یا طلبہ دین کو حدیث
[illegible] کر سکتا ہی تو اسکو چاہیے کہ پڑھانا اختیار کرے کہ اسمین زیادہ خوبی و فضیلت ہی۔ پھر واضح ہو کہ ناشکری و نافرمانی و سرکشی
[illegible] کفر و شرک جو کچھ آدمی سے سرزد ہو گیا اور یہ ضرور اسکی نادانی سے ہوا تو اس سے وہ کبھی توبہ سے مایوس نہین ہی بلکہ توبہ کر کے رجوع
[illegible] غفور رحیم ہی چنانچہ ارشاد فرمایا۔ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ پھر بلاشبہہ تیرا رب
[illegible] جنھون نے بدکاری کو جہالت سے کر لیا ہو۔ یہان اپنے کرم سے بندون کا عذر بھی فرما دیا کہ اس سے نادانی مین سرزد ہوا اور
[illegible] نادانی سے بدکاری کرتا ہی ولیکن دانائی کی خواہش نہ کرنا بیباک ہو جانا اسکے واسطے غضب ہی پس جسنے نادانی سے
[illegible] ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ پھر اسکے بعد انھون نے توبہ کی یعنی اپنی بدکاری کی حالت بدلی اور چھوڑ کر
[illegible] وَاَصْلَحُوْا اور اپنی آپ اصلاح کی یعنی وہ بداعمال چھوڑ کر انکے بجاے نیک اعمال کیے۔
[illegible] بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بے شبہہ تیرا رب اسکے بعد غفور رحیم ہی۔ انکو بخشیگا اور انپر رحمت فرماویگا۔ اگر وہم
[illegible] نہوگا جب تک نیک کام نہ کرے تو جواب یہ ہی کہ نہین بلکہ توبہ اسی وقت قبول ہوگی بفضل الٰہی کیونکہ
[illegible] سب سے بڑا نیک عمل ہی اور توبہ کرنا یہ اصلاح ہی پس معلوم ہوا کہ توبہ کرنے کے بعد جو اصلاح کرنا
[illegible] اصلاح ہی اور بعضے لوگ ظاہر مین تو یہ استغفر اللہ کہتے ہین حالانکہ دل مین چھوڑنے کا
[illegible] اصلاح پس جسنے توبہ کی مقبول ہی حدیث مین ہی کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی

Marfat.com

توبہ سے بہت راضی ہوتا ہی اُس سے زیادہ جیسے کسی مسافر کا اونٹ [illegible]
نیچے اُتر کر باندھکر سو گیا تھا جاگا تو وہ گم ہو گیا ہی پس اِدھر اُدھر تلاش کی کہین نہ ملا آخر [illegible]
مر جاوے اس غم مین پھر اونگھ گیا جب آنکھ کھلی تو وہ اونٹ پھر کر وہین آگیا ہی پس اُسکو [illegible]
بندے کی توبہ سے خوش ہوتا ہی۔ حدیث مین ہی کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہو جاتا [illegible]
فی العرائس قولہ تعالیٰ ثم ان ربک للذین عملوا السوء بجہالۃ۔ یعنی صفات الٰہی عزوجل و قہر و لطف سے [illegible]
پیروی کی اور وساوس شیطانی کو دل مین اچھا سمجھکر جگہ دی حالانکہ یہ وسواس بالکل قہر تھا ثم تابوا من بعد ذلک [illegible]
بوجھ ہوئی اور مکائد شیطانی دیکھے اور نفس کو پہچانا اور اپنی خطاکاری و جہالت کو جانا پس اپنی گذشتہ [illegible]
ہوئے اور جو بگاڑا تھا اب جسقدر وقت باقی ہی اُسی مین اُسکی اصلاح کی اور پورا تقویٰ و طہارت اور [illegible]
گذری اُسپر نادم رہے تو اللہ تعالیٰ اُنکو استقامت عطا فرماتا ہی کہ اُسکی طاعت کی نعمت عظیمہ حاصل کرین اور [illegible]
من بعدہا لغفور رحیم۔ اُنکے واسطے مغفرت افعال سابقہ فرمائی خواہ اسطرح کہ اُن گناہون سے تجاوز فرمایا اگرچہ [illegible]
ضائع کیے ہین خواہ اسطرح کہ ان اوقات کو نیکیان کر دیا اور یہ بات بندے کی ندامت پر ہی اور اللہ تعالیٰ عزوجل [illegible]
مغفرت کے ساتھ اُنپر رحمت کاملہ عطا کی یعنی آیندہ اُنکو وساوس و قہریات سے محفوظ فرما کر طاعات پر مستقیم کر دیا۔ شیخ سہل [illegible]
نافرمانی و گناہ جس سے ہو جہالت ہی سے ہوگا اور جہالت بہت ایسی ہوتی ہی کہ اُس سے دانائی سوجھ جاتی ہی جہل سے علم پیدا ہو جاتا ہی اور یہی
توبہ کی کنجی ہو جاتا ہی اور توبہ کے بعد نیکی کرنا توبہ کی صحیح ہونے کے لیے ضرور ہی اور جسنے بہت جلد اپنی توبہ کو نیکیون سے صحیح نہ کر لیا [illegible]
بگڑ جاتی ہی کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہی ثم تابوا من بعد ذلک واصلحوا۔ پس اصلاح ضرور ہی۔ پھر حق تعالیٰ نے اپنے خاص بندے حضرت ابراہیم
علیہ السلام کا حال فرمایا کہ عرب و نیز یہود و نصارے اُنھین کی طرف نسبت کرتے ہین اور وہ کسطرح تنہا تمام کافرون مین توحید
و طاعت پر تھے فقال عزوجل

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ شَاكِرًا

اصل ابراہیم تھا راہ ڈالنے والا حکم بردار اللہ کا ایک طرف کا ہو کر اور نہ تھا شریک والون مین [illegible]

لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً

اُسکے احسانون کا اُسکو اللہ نے چن لیا اور چلایا سیدھی راہ پر [illegible]

وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ [illegible]

اور وہ آخرت مین اچھے لوگون مین ہی پھر حکم بھیجا ہمنے تجھکو [illegible]

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

اور نہ تھا شریک والون مین [illegible]

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً یعنی ابراہیم ایک امت تھا واضح ہو کہ حضرت [illegible]
مومن موحد تھے اور باقی سب کافر تھے پھر ابراہیم کو امت فرمایا حالانکہ امت ایک گروہ [illegible]

Marfat.com

بعض علماء نے کہا کہ یہ کہ امت ابراہیمؑ کی ہو کہ تنہا انکو ایک امت قرار دیا۔ ابن الاعرابی نے کہا کہ مرد عالم کو
کہ دین مین سب خوبیان جمع ہون وہ امت ہو۔ واحدیؒ نے کہا کہ سلف کے اکثر مفسرین نے کہا کہ امت کے
معنی ہین دین کا سکھلانے والا۔ یہی ابن مسعودؓ سے مروی ہو چنانچہ شیخ ابن کثیرؒ نے سفیان الثوری سے باسناد اور اعمش سے
اور ابن نمیر نے کہا کہ مالکؒ نے کہا کہ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ امت وہ ہو جو لوگون کو انکا دین سکھلاوے۔ اور شعبی نے باسناد خود
ابن مسعودؓ سے نقل کیا کہ ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ معاذ ایک امت تھا تو مین نے اپنے دل مین کہا کہ شاید حضرت ابن مسعودؓ نے
غلطی سے بجائے ابراہیم کے معاذ کہدیا پھر خود کہا کہ تو امت جانتا ہی مین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ و انا ہی فرمایا کہ امت وہ شخص جو نیکی سکھلاوے اور
معاذ ایسے ہی تھے شیخ ابن جریرؒ نے اسکو کئی وجہ سے ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہی۔ بالجملہ ابراہیمؑ کی امت ہونے کے معنی یا تو یہ کہ خیر کے
سکھلانے والے تھے یا نیک خصلتون کے جامع تھے یا آنکہ اللہ تعالیٰ کے شرائع کے عالم تھے۔ مجاہدؒ سے مروی ہی کہ تنہا مومن تھے اور باقی سب
کافر تھے اسلئے انکو امت فرمایا۔ جیسے آنحضرت صلعم نے زید بن عمرو بن نفیل کے حق مین کہا کہ اسکو اللہ تعالیٰ تنہا ایک امت اٹھاویگا کیونکہ اُسنے
اہل بیت والون کو چھوڑ دیا تھا۔ قتادہؒ نے کہا کہ امت یعنی امام ہادی تھے اور اسی کو شیخ ابن کثیرؒ نے اختیار کیا ہی اور یہ جیسے اللہ تعالیٰ نے
ابراہیمؑ کو واسطے فرمایا انی جاعلک للناس اماما۔ یعنی جسکی پیروی کرکے لوگ خیر حاصل کرتے ہین۔ شیخ ابن الجوزی نے ابن الانباری سے نقل کیا
کہ آیۂ کریمہ مین امت ایسا ہی جیسے عرب بولتے ہین کہ فلان رحمۃ وعلامۃ اور یہان تانیث لفظی سے قصد یہ ہوتا ہی کہ اس صفت مین وہ
سب مراتب کو جامع اور بدرجہ انتہا پہونچ گیا ہی کیونکہ مراتب کے مجموعہ کو تانیث لفظی سے تعبیر کرنا معروف ہی اور عرب اسماے مبہمہ کو
جمع و واحد دونون پر لاتے ہین اور مثال اسکی قولہ تعالیٰ فنادتہ الملائکۃ۔ ملائکہ جمع سے مراد جبرئیلؑ فقط ہین کیونکہ انھین نے مریمؑ کو منادی کی تھی
ابراہیم واسطے امت ہوے کہ اللہ تعالیٰ نے انمین صفات فضائل و اخلاق خیر و سمات حمیدہ سے ایک مجموعہ جمع کردیا تھا جو
متفرق ایک امت مین پایا جاوے۔ بالجملہ حضرت ابراہیمؑ کے اوصاف مین سے فرمایا کہ کان امۃ ایک امت تھا قانتا للہ
قانت یعنی مطیع واسطے اللہ تعالیٰ کے یعنے اُسکی حکمون پر قائم۔ حضرت ابن مسعودؓ نے ہر ایک قانت کی تعریف مین کہا کہ جو اللہ تعالیٰ
اور اسکے رسول کی اطاعت مین قائم ہو۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ اسلام پر قائم تھے اور اُنکے وقت مین اُنکی قوم کا کوئی شخص اسلام پر سوا اُنکے
نہ تھا اسی واسطے اُنکو امت قانت فرمایا۔ انس بن مالکؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ نہین کوئی بندہ جسکے واسطے
امت گواہی دے یعنے وہ مسلمان تھا مگر آنکہ اللہ تعالیٰ اُنکی گواہی اُسکے حق مین قبول فرماتا ہی اور امت ایک سو سے لیکر زیادہ تک ہین اللہ تعالیٰ
نے کہا کہ ابراہیم کان امۃ۔ سدی اور ابن مردویہ۔ حنیفا یعنی حنیف تھا اور حنیف وہ ہی کہ باطل دینون اور راہون سے اپنے قصد سے
پھرکر اسلام کی طرف آوے۔ خلاصہ یہ کہ ابراہیم امت تھے اور اللہ تعالیٰ کے مطیع تھے اور سب گمراہون سے مُنھ موڑکر حق تعالیٰ کی طرف رجوع لانے
والے تھے مکہ قریش کے مشرک اور یہود و نصاریٰ باوجود شرک و بداعمالیون کے ابراہیمؑ کو اپنے طریقہ پر سمجھتے اور اسکا صریح رد تو اللہ تعالیٰ
نے اس آیہ مین کردیا ہی یہان بھی تردید کی بقولہ ولم یک من المشرکین اور وہ نہ تھا مشرکون مین سے یعنے مشرک ہونا
تو درکنار اسمین سے بھی نہ تھا۔ لم یکن کا نون کثرت استعمال سے خلاف قیاس گرگیا۔ غرضکہ وہ خالص موحد تھا بچپن سے
شاکرا لانعمہ شکر کرنے والا تھا اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتون کا جو اُسنے فرمائی تھین۔ واضح ہو کہ سابق مین تحقیق گزری کہ
اسمین مراد ہی کہ ابراہیم امت تھے اور اللہ تعالیٰ کی طاعت مین قائم اور شکر الحمد للہ کرتا رہتا تھا جسکو اللہ تعالیٰ نے

قبول کیا اور شاکر قرار دیا۔ اِجْتَبٰهُ اللہ تعالےٰ نے اسکو چن لیا یعنی نبوت کیواسطے خاص کیا
دنیا مین ہوا۔ وَهَدٰهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اور اسکو راہ مستقیم یعنی اسلام و دین حق کی ہدایت کی
بدون واسطہ کسی نبی کے دی تھی جیسا کہ قولہ تلک حجتنا اٰتینا ہا الآیہ کے اوپر سے بیان فرمایا ہی۔ وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا
دیدی تھی ہمنے اُسکو دنیا مین خوبی یعنی خوبی خصلت یا خوب حالت۔ ظاہر ہی کہ بدون بدی کے خوبی عام
اولاد صالح ہی۔ واضح ہو کہ شیخ سیوطی نے مبہمات مین اقوال نقل کیے کہ اُنکی اولاد بارہ تھی یا آٹھ ولیکن حضرت جبریل
بعض حسنہ تعریف خوب ہی یعنی اُنکے بعد والے قیامت تک اُنکے حق مین ثناء و صفت کرتے ہین جب تک کوئی مسلمان باقی ہی
مین درود کے اندر ہی۔ بقولے زبان صدق۔ بقولے قبولیت عام کہ تمام امتین اُنکو مانتی ہین۔ عمدہ یہ ہی کہ حسنہ اُن تمام خوبیون کو شامل ہی
رزق وغیرہ شامل رکھا جاوے غرضکہ اُسکو دنیا مین سراسر خوبی عطا کی۔ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ اور وہ آخرت
صالحین سے ہی یعنی جنت مین اعلیٰ مقامات مین ہی۔ اگر وہم ہو کہ یہ سراسر خوبیان اُنکے بعد کسی پیغمبر مین ہونگی۔ جواب یہ ہی کہ یہان نفس خوبیان
حاصل ہین اور خوبیون مین سب سے اعلیٰ درجہ جنکے ذریعہ سے سب سے افضلیت ہو وہ فقط محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص ہی
بدلیل احادیث واللہ اعلم پھر منجملہ فضائل حضرت ابراہیم اپنے بندہ خاص کے فرمایا۔ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ
اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا یعنی پھر یہ بیان ہی کہ ای محمد ہمنے تجھکو وحی فرمائی کہ ابراہیم حنیف کی ملت پر اتباع کر یعنی باوجودیکہ تو سید اولاد آدم و افضل الانبیاء
و امام المرسلین و افضل الخلائق اجمعین ہی ہمنے ابراہیم کا مرتبہ بڑھانے کو تجھے اُسکی ملت پر چلنے کا حکم دیا پس تیری ملت وہی ملت ابراہیم ہی۔ وَمَا
كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور ابراہیم تو مشرکون مین سے نہ تھا۔ اسمین صریح مشرکون کو خوار کر دیا جو اپنی کجروی کو جو شرک و کفر کی نجاست
سے آلودہ تھی ملت ابراہیم بتلاتے تھے۔ ملت و دین درحقیقت ایک ہی چیز ہی ولیکن شرع الٰہی بہ نسبت رسول کے جو اُسکو پہونچاتا ہی ملت ہی
اور بہ نسبت امتیون کے جو اُسپر عمل کرتے ہین دین ہی۔ پھر ملت سے کیا مراد ہی جسکی پیروی کا حکم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بقول بعضے وہ توحید
و اُسکی طرف دعوت ہی۔ شیخ ابن جریر رح نے کہا کہ بتون سے بیزاری اور حق تعالےٰ کیطرف بالکل جھکنا بطریق اسلام۔ واضح ہو کہ بت وہ ہر چیز ہی
جو لہو و لعب سے اللہ تعالےٰ سے غافل کر دے۔ ابو السعود رح نے اپنی تفسیر مین لکھا کہ مراد اصول و عقائد و اکثر فروع ہین سوائے ایسے اعمال
فروع کے جو بمقتضائے زمانہ تبدیل کیے گئے ہین۔ بقول بعضے تمام شریعت مین سوائے اسقدر کے جو منسوخ ہو۔ اگر وہم ہو کہ ابراہیم کی اتباع ملت
حکم ہوا تو وہی افضل ہوئے۔ جواب اسکا قرطبی رح نے لکھا کہ اس آیت مین دلیل ہی کہ افضل کو اپنے سے مفضول کی پیروی کرنا روا ہی ایسی بات مین
جو صواب کیطرف مودی ہو اور افضل پر کوئی نقص نہین آتا کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم بالاتفاق جمیع انبیاء علیہم السلام سے افضل ہین بارجود
قولہ تعالےٰ فبهداہم اقتدہ۔ سے آپ کو اقتدائے انبیاء کا حکم ہوا ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ تحقیق یہ ہی کہ اصلی فضل و کرامت اللہ تعالےٰ کی قضاء الٰہی اُسکے علم و حکمت قدیم کے مطابق ہی وہان کسی شخص کے فعل و طاعت کو یا کسی علت و سبب کو دخل نہین ہی چنانچہ
اسی وقت سے افضل ہی جیسے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور علی ہذا درجہ بدرجہ مراتب انبیاء علیہم السلام متفاوت ہین
وہ کسی ملت پر ہو افضل ہی اور افضلیت کو اُس سے کوئی تعلق نہین ہی ہان اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے
اختیار فرماتا ہی معلوم ہوا کہ وہ ملت ابراہیمی ہی فافہم۔ وف فی العرائس قولہ ان ابراہیم کان امۃ
آدم ثانی ہین یعنی اللہ تعالےٰ نے انکو پیدا کیا بدیدار جمیع صفات و تجلیات انوار ذات جلت عظمتہ لیس کمثلہ

Marfat.com

[illegible] کے اوامر و نواہی سے برسم افعال یہ سب تجلی اسکی روح و قلب و عقل و سر کیواسطے واقع ہوئی ہیں موجود [illegible] اللہ تعالیٰ کے نور کے لیے متکوۃ ہوئے اور تجلی الٰہی سے ایک نور ہوئے اور متخلق بخلق حق و موجود بلطف و مقدس تقدس [illegible] و حبیب بمحبت لم یزلی اور مصطفے باصطفاے الٰہی ہوئے اور وصف بصیر و سمیع و متکلم سب بصفات حق عزوجل انمین پائے گئے [illegible] انمین الحق تھے اور لطف آدم سے انکا نسبت تھا پس جو اوصاف سب مین جمع ہوئے وہ انمین تنہا تھے اسی سے وہ ایک [illegible] اور مطیع بعبودیت اور آزاد بحنیفیت کہ سواے جمال حق عزوجل کے کسی طرف مائل نہ تھے لہذا فرمایا۔ ولم یک من المشرکین۔ یہ با [illegible] اللہ تعالیٰ کی قدمت سے دور تھین کہ عالم کو ایک مین جمع کردے پھر مزید وصف فرمایا بقولہ شاکرا لانعمہ اجتباہ وہداہ الی صراط مستقیم۔ شکر نعمت بسطرح کہ جو مراد حق عزوجل تھی اُسکے واسطے اپنے نفس کو فدا کردیا اور منجملہ طاعت کے تھا کہ اُسکی مراد کے موافق اپنے فرزند کو ذبح کیا اور اُسکی بلاء پر صابر اور اُسکے حکم قضاء پر راضی غرضکہ شاکر بندہ کردیا۔ اجتبا بازلی تھی کہ خلیل کیا اور اپنی معرفت کی راہ دی اور کمال استقامت کے ساتھ پیدا کیا۔ قانت۔ وہ ہوتا ہے کہ مقام انس مین اسکا قلب اپنے رب عزوجل کے ساتھ مطمئن رہا۔ حنیف وہ ہے جسکا دل قدس کی صفت کے ساتھ مربوط ہو۔ بعض بزرگون نے کہا کہ اصحت کے یہ معنی کہ خیر کا معلم اور نیکی پر عامل ہے اور بعض نے کہا کہ قانت وہ ہے جو یاد سے کبھی غافل نہو اور حنیف وہ ہے جو اپنے کسی عمل کو کسی شرک خفی وغیرہ سے مخلوط نہ کرے۔ بعض نے کہا کہ یہان شرک سے پاک کرنے مین یہ بھی شامل ہے کہ ملتا یا نہ ملتا اور نفع و ضرر وغیرہ ایک ہی طرف سے دیکھتے تھے۔ واسطی رح نے کہا کہ شکر نعمت یہ ہے کہ قبول قضاء و قدر کو خوشی سے کیا نہ کراہت سے شیخ ابو عثمان نے کہا کہ شاکر نعمت کی شان سے ہے کہ وہ اپنے شکر کو ایک جدید نعمت اللہ تعالیٰ کیطرف سے دیکھتا ہے اسطرح کہ اُسی نے اُسکو شکر کی توفیق دی تاکہ جان جاتا ہے کہ ہر شکر کی نعمت سے ادا سے شکر محال ہے اور فضل الٰہی نہایت وسیع ہے اُس نے محض فضل سے اُسکو اپنی بیشمار مخلوق مین سے شکر کی توفیق دی اور اُسپر ہدایت کا احسان کیا یہ جانتا رہے کہ ہدایت اللہ تعالیٰ کیطرف سے اُسکے واسطے محض فضل سے سابق ہو چکی تھی وہان اُسکی کوشش کو کچھ دخل نہ تھا۔ بعض نے کہا کہ قنوت جسکے واسطے عطا ہو وہ قانت ہے اور قنوت یہ کہ ہمیشہ حق کے ساتھ قائم رہے اور حنیف وہ ہے جو دین مین استقامت کے درجہ پہ ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا مزید فضل ظاہر فرمایا بقولہ وآتیناہ فی الدنیا حسنۃ الآیہ۔ دنیا مین نبوت و رسالت و خلت کا درجہ عظیم دیا اور آخرت مین کمال نعمت ہے کہ ہمیشہ بلا حجاب اُسکو دیدار میسر ہوگا کیونکہ ایسے اوصاف کیواسطے یہ انعام لائق ہے کہ قرب و جوار مین منزلت عالی پاوے۔ اسی واسطے بعض مشائخ نے کہا کہ دنیا مین خوبی جمع کرنے سے یہ نتیجہ ہوا کہ آخرت مین مرتبہ قرب عطا ہوگا۔ بعض مشائخ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جیسے مومن بندون کے دلون کو [illegible] کیلئے اصلاح پر پیدا فرمایا ہے اپنے انبیاء کو قرب و دیدار دوام کے لیے مخلوق فرمایا ہے۔ واسطی رح نے کہا کہ یہ فقط خلت ہے وہ اپنے بندون کا [illegible] اپنی کیطرف جذب ہین۔ شیخ استاد رح نے کہا کہ دنیاوی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ بالکل اللہ تعالیٰ کے ہی واسطے ہو گیا اور غیر [illegible] جسکی خوبی بیان کرنے کی مجال کسی کو کہان سے حاصل ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو ہمارے پیغمبر محمد صلے اللہ علیہ وسلم و جملہ [illegible] کا امام کیواسطے بدرجہ اعلیٰ امام ہین بقولہ تعالیٰ ثم اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراہیم الآیہ۔ ملت کا تکملہ صرف ظاہری حرکات [illegible] باطنی نیات و خصال جمیع نہون پھر ظاہری تو معلوم ہین اور انمین فقط عمل کی صورت مین بندگی پر قیام ہے اور جسقدر [illegible] فرمایا ہے لیکن باطنی حصہ ہمیشہ برقرار ہے اور وہ خلت و محبت و وفاء و تسلیم و سخاوت و وفاء اور کرم ذاتی ہے۔ واضح ہو کہ [illegible] علیہ وسلم کو بھی جب بعد اپنے خلیل کو برگزیدہ فرمایا تو ظاہر ہے کہ درجات آخرت مین فضل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو [illegible] کردیا آپ کی ابتداء درجہ خلت ہے پھر آپ کی انتہاء کمال تجرید توحید ہے۔ یہان سے واجب ہے کہ مرید اپنے

Marfat.com

شیوخ کا ادب رکھے اور اُنکے واسطے تواضع ملحوظ رہے اگرچہ اللہ تعالیٰ اُسکو بڑا مرتبہ دیوے چنانچہ شیخ و مخدوم [illegible]
مکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اتباع خلیل کا حکم دیا کہ پھر کسی کو شیطان وسوسہ نہ ڈالدے کہ اتباع سے سرکشی [illegible]
پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے مزید لطف یہانتک ہوا کہ حق تعالیٰ کیواسطے دونون جہان ترک کیے پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
رحمت الٰہی ہو جو آسنے اپنے علم قدیم مین مقرر فرمائی واللہ تعالیٰ واسع علیم۔ اُسی فضل مین سے ہر ایک امت کو حصہ [illegible]

إِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ ۚ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ

ہفتے کا دن جو ٹھہرایا سو اُنھین پہ جو اسمین — اور تیرا رب حکم کریگا اُنمین — قیامت کے دن

كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝

جس بات مین پھوٹ رہے تھے — پھوٹ گئے

إِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ یہی ہے کہ کردیا گیا سنیچر ان لوگون پر جنھون نے اختلاف کیا اسمین
اسکے معنے یا تو یہ ہین کہ سبت یعنی سنیچر کا وبال اُن لوگون پر ڈالا گیا اور وہ فقط یہود ہین پس کسی اور قوم پر نہین ہے۔ یا یہ معنی ہین کہ سنیچر کا فرض ہونا صرف
یہود پر ہوا۔ چونکہ دونون معنی واقع ہوئے ہین اور کلام مین دونون معنی ظاہر ہوتے ہین اسلیے دونون لکھدیے گئے پھر واضح ہو کہ یہود نے اس
اختلاف کیونکر کیا۔ تو بیان اسکا خود یہود کی روایات سے لیا گیا مگر اُنھون نے مختلف وجوہ بیان کیے چنانچہ علماء نے لکھا کہ ایک تو یہ بیان ہے
کہ موسیٰ نے یہود کیواسطے ہفتہ کے دنون مین سے جمعہ کا روز معین کردیا اور یہود کو آگاہ کیا کہ باقی ایام سے افضل ہے مگر یہود نے جھگڑا کیا کہ اللہ تعا
نے جمعہ کو بھی مخلوق پیدا کی اور آدم کا داخل ہونا و نکلنا ہوا مگر سنیچر کو کچھ نہین پیدا کیا تو یہ دن اُسکی عبادت کے لیے اچھا ہے پس اللہ تعالیٰ نے اُسے
پیغمبر موسیٰ کو وحی کی کہ اچھا تو اُنکو اُسی روز پر چھوڑ دے جو اپنے لیے پسند کرتے ہین اور شریعت توریت مین مستحکم کردیا کذا ذکرہ الحافظ الامام [illegible]
کہتا ہے کہ اکثر جاہل یہودی بلکہ اُنکے عالم بھی یہ اعتقاد کرتے ہین کہ سنیچر کو اللہ تعالیٰ نے تھک کر عرش پر آرام کیا اور اُنکی صورت بھی بتلاتے ہین مگر ایسے
کلمات کا لکھنا بھی بے ادبی ہے اللہ تعالیٰ جل جلالہ ایسے احمقون کے افترا سے پاک ہے جو مخلوق کے مانند اُسکی پاک شان کے لیے بہتان کہتے ہین اور
انتہاے حماقت یہ ہے کہ ہر چیز مین حواس کے سوائے کچھ قائل نہین ہین۔ دوسری روایت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہود کو ہفتہ مین سے ایک دن فقط
تعظیم عبادت کیواسطے مقرر کرنے کا حکم دیا جسمین اور کچھ کام نہ کرین پس توریت کی شریعت والون نے جو یہود و نصاریٰ موجود ہین باہم اختلاف
کیا پس یہود نے تو سنیچر پسند کیا تھا وہ اللہ تعالیٰ نے اُنپر لازم کیا پھر جب نصاریٰ ہوئے تو اُنھون نے اتوار مقرر کیا اور اسی کو پسند کر [illegible]
حالانکہ نصرانی اسکے قائل ہین کہ سابق مین انبیاء مثل موسیٰ و ہارون و داؤد وغیرہم سب انبیاے بنی اسرائیل علیہ السلام [illegible]
اور وہی شریعت توریت ہوگیا تھا چونکہ اللہ تعالیٰ نے اُنھین کی راے پر چھوڑا تھا لہذا ہر ایک پر اسکا پسند کیا ہوا دین لازم [illegible]
اپنی رحمت سے جمعہ کا دن مقرر کردیا۔ اُنکی راے پر نہین چھوڑا پس اعلیٰ افضل دن اُنکو بتلاکر نعمت ابدی کردی صحیحین [illegible]
کی روایت سے ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نحن الآخرون ہم لوگ پچھلے۔ السابقون یوم القیامۃ [illegible]
ہین۔ بید انھم اوتوا الکتاب من قبلنا واوتیناہ من بعدہم۔ اتنا ہی کہ وہ لوگ [illegible]
پہلے اور ہمکو کتاب دی گئی اُنکے بعد۔ ثم ہذا یومہم الذی فرض علیہم یعنی الجمعۃ۔ پھر یہ اُنکا [illegible]
فرمایا کہ جو دن اُنپر خالص عبادت کے لیے فرض ہوا تھا وہ یہ دن ہے فاختلفوا فیہ [illegible]

Marfat.com

[illegible] نہ پایا۔ فہدانا اللہ لہ۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہمکو اس دن کی ہدایت فرمائی۔ فالناس لنا فیہ تبع الیہود غدا والنصاریٰ
[illegible] ہمارے پیچھے ہین یعنی جمعہ ہمارا ہی یہود کل کے روز یعنے سنیچر مین اور نصاریٰ پرسون یعنی اتوار مین۔ حضرت خدیجہ رضہ سے امام مسلم
[illegible] روایت کیا ہی پھر واضح ہو کہ سبت مین اختلاف کی کیا صورت ہوئی تو مجاہد رح سے روایت ہی کہ مراد تھی کہ جمعہ مقرر کرین انھون نے
[illegible] اختیار کیا یعنی انکے اختیار پر سنیچر ہی لازم کر دیا گیا۔ ابو مالک و سعید بن جبیر نے کہا کہ سنیچر اختیار کر کے اسکو بعض نے رکھا اور بعض نے
حرمت توڑ دی موسیٰ نے ایک شخص کو دیکھا کہ سنیچر کو لکڑی کا گٹھا لادے جاتا تھا اسکی گردن مار دی۔ اور واحدی وغیرہ نے کہا کہ یہودی گمان کرتے
تھے کہ سبت بھی ابراہیم کی شریعت مین سے ہی پس اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا۔ انما جعل السبت علی الذین الآیہ یعنی سبت کی شریعت ان لوگون پر کی گئی تھی جنھون نے
اسمین اختلاف کیا اور ابراہیم پر یا دوسرون پر اسکی شریعت نہین فرمائی ہی بلکہ ابراہیم سے ایک زمانہ دراز کے بعد بنو اسرائیل پر سبت مشروع فرمایا ہی واحدی رح
نے کہا کہ یہ اکثر مفسرین پر مشتبہ ہوا یہان تک کہ بعض مفسرین نے کہا کہ یہانسے معلوم ہوتا ہی کہ بعضے یہودی تو سبت کو دیگر ایام سے محترم جانتے اور بعضے
اختلاف کر کے اتوار کو محترم رکھتے تھے حالانکہ یہ غلط ہی یہودی اپنے وقت مین سب متفق تھے اسطرح اختلاف نہین کرتے تھے یہ دوسری بات ہی کہ بعض نے
گناہ کے طور پر اسدن عبادت نہ کی ہو۔ اور اتوار کو اسکے بجائے نصاریٰ نے ایک زمانہ دراز کے بعد نکالا ہی۔ بالجملہ شریعت توریت کے احکام مین سے
اجتہادی روز سنیچر کا متعین ہو گیا تھا جیسا کہ آثار و اخبار صحیحہ سے ظاہر ہی پھر نصاریٰ نے اسکو منسوخ کر کے اتوار کیا جیسے ختنہ شریعت توریت مین واجب
تھا اسکو متروک کر دیا اور جیسے سور حرام رہا کبھی حلال نہین ہوا اسکو حلال کر لیا حتی کہ ذبح کرنے کی جگہ گردن مروڑنا پھیل گیا۔ وَاِنَّ رَبَّكَ
لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اور بے شبہہ تیرا رب ضرور حکم فرماویگا ان لوگون یعنی پھوٹ
ڈالنے والون مین قیامت کے روز ان باتون مین جسمین وے اختلاف کرتے رہے یعنی ہر ایک کو اسکے عمل کی سزا و جزا دیدیگا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول
محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ تمام لوگون کو راہ حق کی جانب نیک طریقہ سے ہدایت کرین

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ
بلا اپنے رب کی راہ پر پکی باتین سمجھا کر اور نصیحت کر کر بھلی طرح اور الزام دے انکو جسطرح بہتر ہو

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝
تیرا رب بہتر جانتا ہی جو بھولا اسکی راہ سے اور وہی بہتر جانے جو راہ پر ہین

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ یعنی دعوت کر اور بلا طرف اپنے رب کی راہ کے یعنی اسلام کیجانب اور جنکو دعوت فرماوین وہ معلوم
[illegible] یعنی عموماً تمام آدمیون کو کیونکہ آنحضرت صلعم کو برخلاف باقی سب انبیاء علیہم السلام کے اللہ تعالیٰ نے تمام مشرق و مغرب یہود و نصاریٰ و مجوس و
[illegible] سب کو اسلام کی دعوت کے لیے مبعوث فرمایا۔ پھر یہ دعوت آپ نے فرمائی یہانتک کہ کجراہ کو مستقیم کر دیا پھر آپ کے صحابہ رضوان
[illegible] تابعین و اتباع تا قیامت اسمین آپ کے جانشین ہوئے اور خصوص صحابہ رض نے اشاعت دین حق کیواسطے جو کام کیے اللہ تعالیٰ انسے
[illegible] سبحان اللہ وبحمدہ تمام زمین نور الٰہی سے منور ہو گئی اور تمام قومون پر شفقت و مرحمت کی نگاہ رکھتے تھے جیسے آنحضرت
[illegible] تھی اور جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد کیا کہ دعوت فرما اے محمد اپنے رب کی راہ یعنی اسلام کیطرف تمام لوگون کو بالحکمۃ حکمت کے
[illegible] واضح ہو جیسے قرآن پاک ہی اور حضرت صلعم کی حدیث مین ہی کہ مجھے عطا ہوا قرآن اور اسکے ساتھ اسکی مثل یعنی حدیث
[illegible] کلام دیا گیا ہون یعنی ایک بات ایسی جامع کہ اس سے دین و دنیا کے بکثرت فوائد صحیحہ نکلتے ہین۔ بعض نے کہا

Marfat.com

کہ مراد حکمت سے قرآن ہی و بقول بعضے نبوت یعنی حدیث۔ بعض نے کہا کہ ایسے قطعی دلائل سے جو یقین پیدا کرتے ہین [illegible]
وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ اور نیک نصیحت کے ساتھ۔ یعنی ایسے کلام کے ساتھ جو سننے والے کو اچھا معلوم ہو اور [illegible]
خوبی و نفع ہو۔ لہذا واعظ کو چاہیے کہ سننے والون کے نفع پانے اور انکی خیر خواہی مطابق انکے حال کے و دنیا و دین مین قطعی لحاظ رکھے [illegible]
اور یہ جو واعظ اپنا تعلقہ دکھلانے کو قصہ و حکایات جنکا موقع ان لوگون کے حال کے مناسب نہین ہی مثلاً انکو ضرورت صحیح اعتقادات و اعمال کی ہی اور وہ
زہد و تقوی کی حکایات لاتے ہین تاکہ سننے والے قصہ سے خوش ہون چاہے انکو فائدہ ہو یا نہو تو یہ خیانت و ملامت ہی کہ دنیاوی غرض سے وعظ کہتے ہین
واضح ہو کہ حق بات ہر طرح کہی جا سکتی ہی لیکن ایسے طور پر کہنا چاہیے کہ اپنے نزدیک اس طریقہ سے انمین زیادہ موثر ہوگی مگر حق سے تجاوز کرنا کسی حال مین روا نہین ہی
چاہے سننے والا پسند کرے یا نہین صرف اللہ تعالی کی رضامندی و پسندیدگی پر نظر رکھنا چاہیے پھر واضح ہو کہ کبھی سننے والا ایک جھگڑالو عنادی آدمی ہوتا ہی جس سے
اسکے اقوال توڑ کر سمجھانے کی حاجت ہوتی ہی جیسے یہودی لوگ تھے تو حکم فرمایا۔ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ اور حجت قائم کر انپر ایسے طریقہ سے
جو احسن ہی یعنی مہربانی و نرمی کے ساتھ بدون سختی کے یا بدون ایسے کلام کے جس سے وہ خواہ مخواہ دشمنی پر آمادہ ہون مثال اسکی جیسے یہود مدینہ کے اور نجران
کے نصاری آپس مین جھگڑنے لگے کہ ابراہیم یہودی تھے اور دوسرے کہتے کہ نصرانی تھے پس اللہ تعالی نے نازل فرمایا۔ قل یا اہل الکتاب لم تحاجون
فی ابراہیم وما انزلت التوراۃ والانجیل الا من بعدہ۔ تا قولہ ما کان ابراہیم یہودیا ولا نصرانیا۔ پس نہایت نرمی و ملائمت سے ان جاہلون کو روکا
اور سچی بات سمجھائی۔ لہذا مفسرین نے کہا کہ دین کے بارہ مین مناظرہ جائز ہی اور اللہ تعالی نے اسی شخص کو یہ حکم دیا ہی جو حق پر ہو اور غرض اسکی اظہار حق ہو
اور جانے کہ مقابل مین ایک شخص باطل پر ہی اور اسی وجہ سے باہم ولی دوست علماء سلف کے دینی بات مین آپسمین مناظرہ کرتے اور ذرا بھی انمین
کبیدگی نہین ہوتی تھی کیونکہ حق کی تلاش مین دونون خوشی خوشی ایک دوسرے کی بات سنتے اور شکر گزار ہوتے تھے بخلاف انکے پچھلے زمانہ مین
عالم لوگ وزیرون و بادشاہون کے دروازے پر جا کر حنفی و شافعی کا مناظرہ اس غرض سے کرتے کہ دوسرے کو قائل کرین اور یہ مذموم
طریقہ پھیلا جس سے باہم رنجش پھیلی جیسا کہ صاحب عین العلم نے اور امام غزالی نے اسکی تصریح کی ہی بعضے مفسرین نے کہا کہ آدمیون کی جبلت
تین قسم کی واقع ہوئی ہی اول علماء جنکے لیے دعوت بر سبیل حکمت ہی۔ دوم ایسے لوگ جنکی طبیعت مین اللہ تعالی نے سلامتی اور نیکی رکھی ہی اور یہی
لوگ ہین جنکے واسطے موعظت حسنہ کا طریقہ ہی اور سوم جھگڑالو بد باطن و کجنہاد جنکے واسطے مجادلہ کی ضرورت ہی اور مترجم کہتا ہی کہ ہمارے
زمانہ مین یہی لوگ بہت کثرت سے ہین۔ بلکہ ہمارے وقت مین حدیث کے قرب قیامت کے آثار مین سے یہ معجزہ صاف ظاہر ہی کہ اسوقت
مین ہر شخص اپنی راے پر نازان ہی ہر چند اسکو ظاہر کرو کہ تیری راے صاف کجی پر ہی مگر اسکو اپنی راے چھوڑنا مشکل معلوم ہوتا ہی اور واضح
ہو کہ منجملہ مجادلہ حسنہ کے یہ امر بھی ضروری ہی کہ جب خالص نصیحت چاہتا ہی تو خصم کی اذیت دینے پر صبر کرے چنانچہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس
آیت مین مروی ہی کہ تجھے اگر کافرون سے ایذا پہونچے تو منہ موڑے رہ اور خیال مت کر [illegible]
کہا کہ اس صورت مین یہ آیت منسوخ ہوگی جبکہ قتال و جہاد کا حکم آگیا اور صحیح یہ ہی کہ ان بعض کا قول [illegible]
کرنا کچھ اس امر کو مانع نہین ہی کہ جہاد کیا جاوے کیونکہ جہاد تو عدل قائم کرنے اور [illegible]
جو مطیع نہون یا کسی طرح نہ مانین سواے اسکے کہ فساد کرتے رہین۔ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ
عَنْ سَبِيلِهِ ایسے کو جو اسکی راہ سے بھٹکا یعنی اس دعوت [illegible]
پر آجاوے [illegible]

[illegible] خوب جانتا ہی وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ اور وہی ایسے کو بھی جانتا ہی جو راہ پر آنے والا ہی
[illegible] کے ساتھ حسنہ فرمایا اور چونکہ جدال مین ظاہری صورت ایسی ہی کہ مقابل یہ سمجھے کہ مجھے قائل کر دیا جائیگا اور مجھپر
[illegible] ہوگی تو اُسکے ساتھ قید لگا دی کہ طریقہ احسن ہو یعنی نہایت خوب ہو پس خالص نیت سے مناظرہ کرنے والے پر لازم
[illegible] جس سے شیطان وسوسہ دلا کر خصم کو خواہ مخواہ ہٹ کرنے پر آمادہ کر دے۔ پھر مناظرہ کرنے والا کبھی یہ خیال بھی نہ لاوے
[illegible] میرے خوش سلیقہ سے کچھ اثر نہوگا بلکہ یہ خدمت اس خوبصورتی سے اسنے اللہ تعالیٰ کے سامنے ادا کی اور رہا نفع دنیا ہدایت کا سو وہ فقط اللہ تعالیٰ
[illegible] کے قبضہ قدرت مین ہی وہی گمراہ کو اور ہدایت پانے والے کو خوب جانتا ہی۔ اور گمراہ کو یہان پہلے بیان کرنا اسوجہ سے کہ کلام انھین کے
[illegible] پہونچانے مین ہی اور اشارہ ہی کہ جھگڑالوون نے اللہ تعالیٰ کی فطرت سلیمہ کو بدل ڈالا اور اُسپر جمے ہوئے ہین اور یہ کبھی تو اللہ تعالیٰ نے جہل دور
[illegible] کے خوبی اسلام ظاہر ہونے کو انمین رکھا اور کبھی اسوجہ سے کہ اسکے علم مین گمراہ قابل الخیر نہین ہی پس وہ کسی خوب طریقہ سے خوبی نہین پاویگا۔
شیخ امام ابن کثیر رح نے شیخ امام ابن جریر رح سے نقل کیا کہ حکمت سے مراد کتاب یعنی قرآن اور حدیث ہی اور موعظت حسنہ جو قرآن مین ایسے
[illegible] وقائع اگلے کافرون کے مذکور ہین جن سے سلیم الفطرہ لوگ سمجھکر کجی سے باز رہنے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے ہین اور احسن
طریقہ جدال نرمی و شفقت اور میٹھی بول چال ہی جیسے موسیٰ و ہارون کو حکم دیا تھا کہ فقولا لہ قولا لینا۔ یعنی تم دونون فرعون سے نرم بول مین کہنا۔
[illegible] شاید دعوت کرنے والے کیواسطے اسمین خلوص امتحان ہی کہ خصم جسکے لیے بہتری چاہو جب اُسنے سخت جواب دیا تو اپنا نفس بھی آمادہ
[illegible] ہو جاتا ہی اور اخلاص جاتا رہتا ہی واللہ تعالیٰ اعلم اور آخر مین آنحضرت صلعم کو تسلی دی کہ جو نہ مانے اسکے واسطے آپ غمگین ہوتے تھے تو آپ کی نظر
[illegible] عظمت و جلال کیطرف پھیری کہ کسی مین کچھ قدرت پیدا کرنے کی نہین ہی۔ تیرا کام اُنکو پیغام سُنانا ہی۔ باقی اُنکا انجام ہمارے قبضہ مین ہی
[illegible] وفی العرائس من الاشارات فی قولہ تعالیٰ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ الآیہ۔ لازم ہی کہ داعی الی الحق جمہور سے بزبان شریعت کلام کرے
[illegible] زبان حقیقت سے گفتگو نہ کرے کیونکہ اگر زبان حقیقت کی گفتگو ہوتی تو حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم احق تھے پس اگر زبان حقیقت سے
[illegible] کرے تو وہان عقلین پارہ پارہ ہو جائینگی اور خلق بدون فہم و علم کے مبہوت رہ جائیگی اور موعظت حسنہ وہ ہی کہ نفس کے لیے اسمین کچھ حصہ
[illegible] ہو اور اسی قدر کہے جسقدر سننے والے کی عقل و طاقت ہو۔ بعض مشائخ نے کہا کہ ہر ایک سے اُسکی مقدار کے موافق کلام کرنا چاہیے اور
[illegible] حسنہ اسی قدر ہی جسمین امید و رغبت دلاوے اور خوف و ڈر سناوے۔ بعض مشائخ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حکمت کو مقدم فرمایا
[illegible] بھید ہی تو فرمایا کہ حکمت حاصل ہو تو زبان سے ٹھیک بات کہے اور دل سے ٹھیک فکر کرے اور اعضاء سے ٹھیک جنبش کرے پس
[illegible] حرکت سب حکمت پر ہی۔ شیخ امام جعفر رح نے کہا کہ دعوت بحکمت یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ اسی سے اسی کی طرف دعوت ہو اور
[illegible] قدرت دیکھے جو تیرا کہنا مان لے اسکا شکر گزار ہو اور جو نہ مانے اُسکو معذور جان لے۔ قولہ وجادلتم بالتی ہی
[illegible] کے ساتھ اُسکی طرف لوگون کو دلالت کرے پس اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہی اور اُسکی صفات مین سے معرفت
[illegible] کرم و لطف و رحمت و شفقت وغیرہ سے قدر صالح بیان کرے۔ بعض نے کہا کہ سواے انبیاء کے
[illegible] اور یہ نہ چاہیے کہ اگر اُسنے نہ مانا تو اُسپر غصہ ہو جاوے۔ قولہ ان ربک ہو اعلم بمن ضل
[illegible] یعنی وہ لوگ جنکو توفیق ازلی حاصل ہی کہ ہدایت پا جاوینگے پس تیرے
[illegible] اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلعم کو دعوت کرنے کا حکم دیا ہی وہ اللہ تعالیٰ پر

ایمان ہو کہ یہی راہ سیدھی دنیا سے آخرت کو گئی ہے پھر ہر ایک طریقہ جتنی کہ عقوبت

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ

اور اگر بدلا دو تو بدلا دو اُسقدر جتنی تمکو تکلیف پہونچی اور اگر صبر کرلو

لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ۝ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ

صبر والون کو اور تو صبر کر اور تجھسے صبر ہو سکے اللہ ہی کی مدد سے اور اُنپر غم نہ کھا

وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ

خفدرہ اُنکے فریب سے اللہ ساتھ ہی اُنکے جو پرہیزگار ہین

هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝

ع ۲۱ ۹

نیکی کرتے ہین

اللہ تعالیٰ نے عدل کا ہر حال مین حکم دیا چنانچہ اگر کسی نے ظلم کیا اور اسپر قابو پایا تو بہتر یہ ہی کہ معاف کرے اور اگر بدلا لینا ہی چاہے تو فرما

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ اور اگر تم معاقبہ کرو یعنے تمپر جو عقاب و ظلم ہوا اسکا بدلا لینا چاہو فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ

عقاب کرو برابر اسکے جسکے ساتھ تمکو عقاب کیا گیا ہی۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے ظلم کو بھی عقاب فرمایا حالانکہ عقاب و سزا تو دوسرا فعل ہی اور یہ طریق

مشاکلت کی ہی جیسے بولتے ہین کہ تمپر کوئی ظلم کرے تو تم بھی اسپر اسی قدر ظلم کرلو حالانکہ دوسرے کیطرف سے بدلا انصاف کا ہو ظلم نہین ہو ظلم اوّل کیطرف سے مشکل کی مشابہت سے ۱۲

ہوا تھا مگر صورت مین دونون یکسان ہین۔ عبدالرزاق نے اپنی اسناد سے ابن سیرین رح سے روایت کی کہ مطلب یہ ہی کہ جیسے تم سے کسی نے کچھ لیا

اسکے مثل اس سے لے لو یہی قول مجاہد و ابراہیم و حسن بصری وغیرہم کا ہی اور اسی کو شیخ ابن جریر رح نے اختیار کیا ہی چنانچہ کہا کہ یہ آیت ا

لوگون کیواسطے ہی جسکو کسی ظالم سے کچھ مصیبت پہونچی تو جب اسکو قابو ہو تو ظالم سے ویسا ہی بدلا لیوے جیسا ظلم ہوا اور اس سے زیاد

تجاوز نہ کرے بیضاوی رح نے بھی ایسا ہی لکھا ہی اور ابن زید رح نے کہا کہ مسلمانون کو اول مین حکم دیا گیا تھا کہ مشرکون کے نا کردنی

فعل سے چشم پوشی کرین برداشت کے ساتھ پھر کچھ لوگ ایسے مسلمان ہوئے جنمین قوت و منعت تھی تو اُنھون نے عرض کیا کہ رسول اللہ اگر اللہ

اجازت فرماوے تو ہم ان کرتون سے بدلا لیوین پس یہ آیت اُتری پھر جہاد سے اسکا حکم منسوخ ہو گیا۔ اقول یہ روایت زیادہ قوی نہین

اور جہاد سے اس حکم کے منسوخ ہونے کی بھی کوئی وجہ نہین ہی اسلیے کہ اسکا حکم ابتک باقی ہی اور جہاد سے کچھ منافی نہین ہی ظاہر النسخ کے اصطلاح

مراد نہین ہین۔ اور اگر نزول کیوقت کوئی سبب خاص ہو تو بھی حکم آیت کا وہی ہی جو شیخ ابن جریر رح نے اختیار کیا ہی اور عفو ہر حال مین محمود ہی

فرمایا۔ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ اور اگر تم برابر بدلا لینے سے بھی صبر کرلو۔ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ

کیواسطے بہت بہتر ہی۔ اور خیر لہم نہین فرمایا بلکہ خیر للصابرین کہا تو یہ ثناء و صفت کے لیے ہی کہ مدح کے مقام مین ضمیر کی جگہ

کہ یہ لوگ درجہ صابرین مین داخل ہونگے۔ پھر جمہور علماء کے نزدیک یہ آیت کچھ منسوخ نہین بلکہ محکم ہی کیونکہ

بہت خوب ہی اور صابرون کیواسطے اجر جمیل کی بشارت ہی اور حقوق و قصاص وغیرہ مین مساوات

چاہیے اور حد سے تجاوز نہ ہونے پاوے کہ کچھ بڑھا لیا جاوے اور یہ باتین کوئی منسوخ ہونے کے لائق

ولیکن ابن زید و ابن عباس و ضحاک سے نسخ کے الفاظ مروی ہین ظاہر اور اصطلاحی معنی نسخ کے

Marfat.com

رجب ایک سو کافر ہوا فو انصار رضہ مین سے چھ شخص شہید ہوئے اور مہاجرین مین سے چھ آدمی جنمین حضرت
حمزہ رضہ تھے مثلہ کرڈالا یعنے جہالت سے کان ناک وغیرہ کاٹ ڈالے پیٹ پھاڑ ڈالا۔ اور حضرت
انصار نے کہا کہ اگر اللہ تعالی نے ہمکو قریش پر فتح دی تو ہم بھی اپنیر اسکی کثرت دکھلاوینگے پھر جب فتح مکہ کا روز ہوا تو اللہ
تعالی نے یہ آیت فعاقبتم فعاقبوا الآیہ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم صبر کرینگے اور بدلا نہ لینگے سب لوگ اس قوم سے باز رہو سوائے
ابو سفیان کے یعنی جاؤ خص بخلادیے کہ اسکو قتل کردو۔ رواہ الترمذی وقال حسن والنسائی وابن حبان والطبرانی والبیہقی ورواہ الحاکم وقال
علی شرط الصحیحین۔ اور ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہی کہ جب حمزہ رضہ شہید ہوئے تو آنحضرت صلعم انکی مشہد پر آئے اور ایسا حال دیکھا جو آپ کا دل دکھانے والا تھا
اس سے زیادہ کوئی منظر نہ تھا حضرت حمزہ رضہ کو مثلہ کردیا گیا تھا پس فرمایا کہ اللہ تعالے تجھپر رحمت فرماوے کہ تو میرے علم مین ناتے کا جوڑنے والا
اور نیکی کا کرنیوالا تھا اور اگر تیرے پچھلون کو غمناک نہ کرتا تو مین تجھے یون ہی چھوڑ دیتا کہ اللہ تعالے تیرا حشر درندون کی متعدد ارواح سے کرتا اور فرمایا
کہ اللہ تعالے تیرے بدلے تیرے مشرکون مین سے ستر آدمی کو مثلہ کرونگا پس جبرئیل نازل ہوئے اور سورہ نحل کے خاتمہ کی آیات لائے وان عاقبتم فعاقبوا بمثل
الآیہ آنحضرت وہین کھڑے تھے پس آنحضرت صلعم نے صبر اختیار کیا اور اپنی قسم کا کفارہ دیدیا۔ رواہ الطبرانی والبیہقی وغیرہم وقال الحاکم صحیح الاسناد۔
اور ابن عباس نے مرفوعا اسکے مانند روایت کیا جسکو طبرانی وابن المنذر وغیرہ نے روایت کیا ہی۔ شیخ ابن کثیر نے کہا کہ محمد بن اسحٰق نے عطا بن
دینار سے مرسل روایت کی کہ سورہ نحل پوری مکہ مین نازل ہوئی سوائے تین آیتون کے جو اسکے آخر مین ہین یہ مدینہ مین نازل ہوئین جب
جنگ احد کے بعد جسمین حمزہ رضہ شہید ہوئے اور مثلہ کیے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اللہ تعالے نے جب مجھے غلبہ دیا تو مشرکون سے
اس سے زیادہ کی مثلہ کرونگا جب مسلمانون نے یہ سنا تو کہا کہ واللہ جب اللہ تعالے نے ہمکو غلبہ دیا تو ہم انمین سے اتنے مثلہ کرینگے کہ عرب نے کبھی اسطرح مثلہ نہ کیا
ہوگا پس اللہ تعالے نے نازل فرمایا وان عاقبتم فعاقبوا الآیہ۔ اور شعبی وابن جریج نے کہا کہ احد کے واقعہ مین مسلمانون کے قول پر کہ ہم انمین سے مثلہ
کرینگے اسکا نزول ہوا۔ مترجم کہتا ہی کہ ظاہر یہ ہی کہ نزول اسکا احد کے روز ہوا ہی ولیکن صحابہ انصار رضہ نے شاید یہ اختیار کیا ہو کہ ہم بدلا لینے
کے بجائے عبد اللہ بن امام احمد نے ابی بن کعب سے مانند روایت سابقہ کی روایت کی اور اسمین یہ زاید ہی کہ فتح مکہ کے روز کسی انصاری نے کہا کہ
آج کے بعد قریش پہچانے نہ جاوینگے پس آنحضرت صلعم نے منادی کرادی کہ آنحضرت نے سب گورے وکالون کو امن دیدی سوائے فلان و
فلان وفلان کے۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ہم صبر کرینگے اور بدلا نہ لینگے۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاص کر صبر
کا خطاب فرمایا ہی بقولہ۔ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ اور تو صبر کر اور نہین صبر تیرا مگر ساتھ اللہ کے
اللہ تعالی کی قوت وتوفیق سے ہی اور امت مرحومہ آپ کے تابع ہی ولیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان بہت بلند تھی حتی کہ آپ کو مسلمانون
کی مصیبتون اور کافرون کی ایذاؤن کا خیال وملال ہوتا تھا اسکے ساتھ کمال ترحم سے کافرون کے کفر کرنے اور عذاب مین گھسنے
سے بہت رنجیدہ تھے اسلئے فرمایا۔ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ اور تو انپر غمگین مت ہو یعنی کافرون کے اسطرح کفر کرنے اور آگ جہنم مین جانے
سے غمگین نہوا چاہیے حالانکہ بحکم قولہ حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم۔ آپ نہایت خواہش سے چاہتے کہ یہ لوگ عذاب الٰہی سے
بچ جاوین اسلئے فرمایا۔ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ اور تو مت ہو تنگی مین اس چیز سے جو کفار مکہ کرتے ہین
آنحضرت صلعم کو تسلی دی اور اپنی حکمت وحکمت کیطرف بھیرا کہ یہ تمام مخلوقات اس خالق عزوجل کی ہی جو اپنی حکمت سے
جو چاہتا ہی کرتا ہی اور اسکا مرجع مسلمانون پر عائد نہین ہوگا کیونکہ انکو اللہ تعالے فتح دیگا ولیکن کافرون کا مرجع

Marfat.com

کی ذات پر عود کرنے والا ہی کیونکہ وی چاہتے ہین کہ اپنی تدبیر سے اسلام مٹے دین اور کفر قائم ہو اور ا
وہ ہوگا کہ اسلام کا نور چمک جاوے اور کافرون کا مکر انکو جہنم مین لیجائیگا اور یہی اللہ تعالیٰ نے انکے حق مین مقدر
اور انکے مکر و ایسی نامعقول حرکات مثلہ وغیرہ سے اہل ایمان کو صدمہ پہونچانے و پریشان کرنے سے ا
فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا یعنی اللہ تعالیٰ کی معیت ہمراہ ان بندون کے ساتھ ہی
پس اللہ تعالیٰ کا علم محیط اور مدد اور فضل و نصرت شامل حال ہی تو شیطانی وسوسہ اثر نہین کرسکتا۔ وَالَّذِ
ان بندون کے ساتھ جو احسان کے مرتبہ پر ہین۔ پس جو ظلم کرے اس سے عفو کرے اور جو برائی کرے اُسکے ساتھ
اللہ تعالیٰ کے محبوب اور محفوظ ہین۔ اسمین ادب ہی کہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات پر خواہ کافر ہون یا مومن ہون خواہ آدمی ہون یا جانور
: رحم رکھنا چاہیے پس اگر کہا جاوے کہ اس سے جہاد کو مناسبت نہوگی تو جواب یہ ہی کہ پوری مناسبت ہی بلکہ مناسبت
ہی مثلاً کسی شہر مین ڈاکہ ڈالنے والون نے مسافرون کو مار ڈالنا اور انکی اولاد قتل کرنا اور بھوکا پیاسا چھوڑنا شروع کیا تو فرض ہی
سے قتال کیا جاوے حتی کہ اگر سب مارے جاوین تب بھی مضائقہ نہین کیونکہ سب مخلوق لاکھون امن مین رہے۔ چور کی سزا دینے سے
بیخوف ہوتے ہین جو زہر کھلادے یا لوگون کو ناحق قتل کرے اسکا قتل کردینا بہت اچھا ہی اور جہاد اسی قدر ہی حتی کہ مطیع ہوجاوین تو انکو
آرام دینا اور انکی حفاظت کرنا فرض ہی۔ پھر اگر ایک آدمی بھوک پیاس سے مرا جاتا ہو اور ایک جانور بھی اور پانی صرف اسقدر ہی کہ اس مین سے
انمین سے ایک کی جان بچ سکتی ہو تو آدمی کا بچانا فرض ہی اور جانور ذبح کردیا جاوے غرضکہ عقل سے درجہ بدرجہ رعایت حسن ادب
و مراتب ہین جو اسکا لحاظ نہ رکھے وہ احمق ہی۔ ف فی العرائس قولہ تعالیٰ وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم الآیہ۔ اسکے اشارات مین بہت
سے علوم نفیس ہین از انجملہ یہ کہ اپنے نفس کی خوشی کیواسطے انتقام نہ لینا چاہیے ہان اللہ تعالیٰ کیواسطے جائز ہی اور جو کلمات بکم و ضرر آمین
اُنپر صبر کرنا اور امتحان مین پورا ہونا مجاہدہ و ریاضت والون کا اعلیٰ مقام ہی۔ برابر بدلا لینا تو اول مرتبہ والون کا مقام ہی اور صبر کرنا اہل
رضاء کا مرتبہ ہی مرید کا مرتبہ یہ ہی کہ وہ امور شریعت مین منہمک ہوتا ہی اور شریعت کے رنگ سے رنگا ہوتا ہی اور جو شخص مرتبہ عرفان کو پہنچا
وہ توحید مین مستغرق ہوتا ہی پس ادب تو لباس مریدین کا ہی اور رضاء بقضاء مقام اہل عرفان کا ہی۔ شیخ جنید رحمہ نے کہا کہ صبر کرنا یعنی بدلا
نہ لینا اہل صبر کیواسطے بہتر ہی جو عقوبت کرنے کو پوری تمہین جانتا ہو۔ اور علم نے مباح کیا ہی اور لازم اس ادب کو ہی کہ صابرون کے لیے
نے اس امر کو کہ جس صبر سے رضاء و ترک عقوبت صابرین سے ہوتا ہی وہ بقوت الٰہی عزوجل ہی بقولہ واصبر وما صبرک الا باللہ یعنی امتحان الٰہی
مین بلا پیش آنے سے صبر نہین ہوتا مگر بالبداہۃ یعنی اسطرح کہ کشف جمال قدس فرمایا جاوے اور یہ بھی ہی کہ صبر باللہ کے یہ معنی ہین کہ
بندہ متخلق ہو اور نیز اس صبر کا عوض اللہ تعالیٰ ہی اور نیز ایسے صبر کو آدمی اپنے نفس کے ساتھ نہین کرسکتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے
ساتھ ہی بندہ کا بھروسا اپنے نفس پر ہمیشہ بیکار رہی۔ واسطی رحمہ نے کہا کہ اسمین اشارہ ہی کہ اللہ تعالیٰ ہی انکے پردہ مین
انکو بروقت معائنہ کسطرح منظور فرمایا اور وہ تین فریق ہین ایک گروہ وہ کہ قیومیت و ازلیت مین بیا
کوئی آفت اقمال انوار ابدی یا انوار سرمدی مین نہین پہونچی اور ایک گروہ اُسکی زینت و حسن
مین محجوب فرمایا پس وہ حقیقت سے محجوب ہین اور ایک گروہ کو شواہد طاعات و زہد مین رکھا اور
ابن عطاء رحمہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم بھی فرماتا ہی اور اسکو بری بھی فرماتا

[illegible] فی قولہ تعالیٰ واصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل الآیہ اور اسمین سے حصہ اعلیٰ واسطے رسول صلعم
[illegible] آنحضرت صلعم کے ساتھ بقولہ الا باللہ۔ شیخ نوری رح نے کہا کہ یہ صبر وہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر
[illegible] رح نے کہا کہ حکم صبر بطور تکلیفی احکام کے ہی اور صبر باللہ بطریق معرفت ہی اور یہ بھی کہا جاتا ہی کہ اول مین سختی ہی
[illegible] اول امر عبودیت ہی اور دوم آگاہی دی کہ حق ربوبیت کے یعنی ربوبیت کے احکام بندون پر اسی کی قوت سے
[illegible] فرمایا کہ سابق تقدیر پر نظر فرماوے تاکہ موارد تدبیر مین محزون نہو بقولہ ولا تحزن علیہم ولا تک فی
[illegible] جو ہماری مراد اُنسے ہی یعنی اسی حال پر رہتا جو سابقہ علم اُنسے متعلق ہوا ہی اور اسکو مت دیکھ جو تیری
[illegible] حکم عبودیت ہی۔ شیخ ابن عطاء رح نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کافرون سے کبھی دل تنگ نہین
[illegible] ایسے امر سے جو بشریت مین متصور ہو سکتا ہی اگرچہ آنحضرت صلعم اس سے پاک تھے۔ مترجم کہتا ہی کہ
[illegible] واللہ اعلم کیونکہ آنحضرت صلعم کی دلتنگی کافرون کے قول سے جابجا آیات مین مصرح ہی ولیکن کلام اہل ظاہر و علماء محققین
[illegible] دلتنگی و حزن کسطور پر واقع ہوا تھا اور کب تک رہا پس ظاہر مین تو کافرون کے قول سے جیسے عرف مین لوگون کو
[illegible] اہل تحقیق کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم امر آخرت و عذاب جہنم کے مکاشفہ سے ہر ایک شخص کو اپنے اپنے مرجع کیطرف
[illegible] یقین کے ساتھ بھی بدون مکاشفہ کے یہ امر ظاہر ہی کہ جو شخص امر حق سے انکار کرے اور شرک و کفر پر اصرار کرے وہ دائمی عذاب
[illegible] عذاب جہنم معاذ اللہ منہ اسقدر سخت و شدید ہی کہ اگر دنیا مین دو شخصون مین ایسی سخت دشمنی ہو کہ اس سے زیادہ خیال
[illegible] عذاب مین اسکا دشمن رکھا جاوے مگر اُسکے اختیار سے تو امید نہین کہ وہ خواہش سے اجازت دیدے کیونکہ
[illegible] دنیا مین اگر دشمن کو ایسے انواع تکالیف و عذاب مین رکھا جاوے تو بندہ کم اسکو روا رکھتا ہی ولیکن آخرت مین ہر ایک کے اعمال خود
[illegible] جہنم یا جنت ہین پس کسی طرح نہین چاہتے تھے کہ یہ لوگ دوزخ مین جاوین حدیث مین ہی کہ ایک شخص نے رات مین آگ
[illegible] اور کیڑون پتنگون نے اسمین گرنا شروع کیا ہر چند وہ مارتا ہٹاتا رہا اسی طرح تم لوگ جہنم کی آگ مین کودے پڑتے ہو اور مین تمھاری
[illegible] کو پکڑ کر ہٹاتا ہون پھر یہ صحیح ہی کہ کافر لوگ یہ بھی چاہتے تھے کہ جو اس آگ سے بچگئے انکو بھی تکلیف دیکر ساتھ کھینچ لیجاوین تو انکی حفاظت
[illegible] مین کافرون کے ساتھ دشمنی کا برتاؤ کرتے تھے حالانکہ درحقیقت کافرون کے عین نفع و راحت کیواسطے یہ نہین چاہتے تھے کہ یہ لوگ
[illegible] کفر یا شرک کرین فافہم واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ شیخ استاد رح نے کہا کہ اسمین اشارت ہی کہ تقدیر پر نظر کرنا چاہیے یعنی اگر اللہ تعالیٰ
[illegible] تو سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا پس جس چیز کا خطر ہمارے یہان نہین ہی وہ تجھ مین موثر نہونا چاہیے۔ اور ہمنے جسکی قدر کو ساقط کر دیا
[illegible] اندازہ سے دیکھنا چاہیے۔ قال المترجم اگر وہم ہو کہ کیا ہر ایک کو ذلیل و حقیر سمجھے تو جواب یہ ہی کہ نہین یہ مطلب نہین ہی بلکہ
[illegible] اول یہ کہ تمام مخلوقات کو جناب الٰہی عزوجل کے مقابلہ مین بالکل معدوم و ناچیز سمجھے پھر اپنے نفس کیطرف رجوع کر کے اسکو
[illegible] الٰہی عزوجل پر ایمان لاوے اور دوم یہ کہ تمام مخلوقات کو اپنے مقابلہ مین دیکھے تو سب سے اپنے کو حقیر سمجھے اور
[illegible] بہرحال اپنی وضع پر بالکل خوب و بہتر ہی ؎ پیر ما گفت خطا بر قلم صنع نرفت + آفرین بر نظر پاک خطا پوشش باد
[illegible] سے اشارہ نکالا گیا کہ تمام مخلوق پر شفقت چاہیے ہی فافہم۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول علیہ السلام کے قلب کو تسلی
[illegible] ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون یعنی محبت رب تبارک و تعالیٰ کی ان بندون کے ساتھ ہی

Marfat.com

جنھون نے اللہ تعالیٰ کی عظمت دیکھکر اُسکی تعظیم کی اور جلال دیکھکر اُسکی بندگی [illegible]
اُسکے جمال مشاہدہ سے بیخود اور انوار قدم مین مستغرق ہون جیسا کہ احسان کی تفسیر حدیث مین آئی ہی [illegible]
فانی وجود سے فناء کرکے اپنے وجود باقی سے بقاء دیدے شیخ ممشاد دینوری سے روایت ہی [illegible]
کوئی مع اللہ ہو وہ فناء ہی سواے ایک کے مین نے پوچھا وہ ایک کون ہی کہا کہ اللہ تعالیٰ جسکے ساتھ [illegible]
کیواسطے اپنے افعال مین تقوی کیا تو اللہ تعالیٰ اُسکے ساتھ احسان فرماتا ہی اسطرح کہ اُسکے احوال کو نیک [illegible]
اپنے باپ سے انھون نے امام جعفر صادق ؑ سے روایت کی کہ تقوی سے مراد تقوی مع اللہ ہی یعنی [illegible]
نظر نہو۔ اور احسان سے مراد خلق پر احسان ہی یعنی مخلوق کیواسطے شفقت و ترحم ہر حال مین رعایت رکھے [illegible]
امور کی رعایت ہی کیونکر تقوی کیا اور کس چیز کا تقوی کیا اور کسواسطے تقوی کیا۔ مترجم کہتا ہی کہ انھین تین باتون [illegible]
کے مراتب مفصل معلوم ہوتے ہین مثلاً شرک سے تقوی کیا ہر چیز سے بیزار ہوکر خلوص طاعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کیواسطے [illegible]
دوزخ کے خوف سے یا شرک مع جملہ معاصی کے تقوی کیا۔ بلکہ اکثر لوگ متفرق افعال مین ان مراتب کو سب مین یکسان [illegible]
اور اسی معنی مین تقوی کے سات مرتبہ ہین سب سے اول شرک سے تقوی ہی جسپر ایمان کا مدار ہی اور اعلیٰ [illegible]
کے ہی اور درمیان مین مراتب ہین واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔ شیخ استاد رح نے فرمایا کہ اہل تقوی جنھون نے نظر بصیرت [illegible]
اور اپنی قوت و طاقت سے بیزار ہوکر اللہ تعالیٰ ہی کے حول و قوت پر بھروسا کیا اور محسن وہ ہی جسنے اللہ تعالیٰ کی بندگی مین [illegible]
گویا وہ دیکھتا ہی اور یہ مشاہدہ مین ہوسکتا ہی۔ قال المترجم حدیث مین ہی ما الاحسان قال ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فا
یراک یعنی تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گویا اُسکو دیکھتا ہی سو اگر تو نہین دیکھے تو وہ دیکھتا ہی

تم بحمد اللہ الجزء الرابع عشر ویتلوہ الخامس عشر من سورۃ اسرے انشاء اللہ

Marfat.com

فتح القدیر از امام کمال الدین بن الہمام نہایت مستند و باعظمت شرح مشہور و معروف اور اخیر مین تکملہ زین الدین آفندی کامل چار مجلد ضخیم جدید الطبع۔

ہدایہ۔ حاشیہ جدید نہایت عمدہ زوائد و فوائد بہ تحشی مولانا محمد حسن سنبھلی مرحوم ہر چہار جلد کامل دو مجلدات مین بشرح ذیل۔

۱۔ جلدین اولین عبادات۔

۲۔ جلدین آخرین معاملات۔

فتاوای عالمگیری۔ ہر چہار جلد کامل و رسید جلد۔

ہدایہ مع شرح الکفایہ۔ از سید جلال الدین کرلانی بہت معروف و مستند متداول چار جلد مین اس شرح ہدایہ پر حاشیے بہت مستند لکھے گئے ہین بہ تفصیل ذیل۔

ایضاً جلد اول و ثانی تا آخر کتاب النکاح۔

ایضاً جلد سوم و چہارم تا آخر کتاب۔

فتاوی قاضیخان مع سراجیہ۔ از امام قاضی حسن بن منصور قاضی خان مستند معتمد معروف متداول دو مجلد کامل۔

شرح وقایہ۔ از امام صدر الشریعۃ جلی قلم مع کامل حاشیۂ ذخیرۃ العقبی یوسف ابن جنید چلپی داخل درس تقطیع کلان خوشخط و صحیح۔

شرح وقایہ خرد۔ مع دائرہ ہندیہ متوسط قلم۔

ذخیرۃ العقبی۔ حاشیۂ شرح وقایہ از یوسف بن جنید چلپی متداول معروف۔

اشباہ والنظائر۔ مع شرح حموی معروف مستند متداول۔

ملا مسکین [illegible]

کنز الدقائق۔ محشی [illegible] مستخلص الحقائق۔ شرح کنز الدقائق مشہور متداول۔

عینی شرح کنز الدقائق۔ محشی ہر چہار جلد مستند معروف متداول دو مجلدین۔

(۱) جلدین اولین عبادات مین۔

(۲) جلدین آخرین معاملات مین۔

مختصر وقایہ محشی۔ از امام صدر الشریعۃ درسی متداول۔

عمدۃ البضاعۃ۔ فی مسائل الرضاعۃ از مولوی تراب علی مرحوم۔

قدوری محشی۔ تالیف امام ابو الحسن درسی متداول۔

اخلاق و تصوف اردو

جامع الاخلاق۔ ترجمۂ اخلاق جلالی۔

تہذیب النفوس۔ از سید فخر الدین حسین۔

باب دانش۔ مؤلفہ مولوی محمد کریم بخش۔

اوقات عزیزی۔ از سید غلام حیدر خان۔

ترجمۂ عوارف المعارف۔ کامل دو جلد مین مترجمۂ مولانا ابو الحسن فرید آبادی۔

خزینۂ دانش۔ ہوشمندی کی تعلیم از مولوی محمد کریم بخش۔

بستان تہذیب۔ جامع اخلاق و ادب مرتبۂ نواب حاجی محمد عمر علیخان بہادر فیروز جنگ

بحر الحقیقت۔ اصلاح نفس مین۔

انجیات۔ اخلاق و موعظت مین [illegible]

شا[illegible]

تہذیب الا[illegible]

پیر ہن یوسفی [illegible]

کا نظم شعر [illegible]

مطالب مع فوائد تصوف [illegible]

تفصیل ذیل۔

(جلد اول) ترجمۂ [illegible]

(جلد دوم) ترجمۂ [illegible]

از خلاق رضی۔ مصنفۂ قاضی محمد رضی [illegible]

شجرۂ معرفت محشی۔ منتخبات مثنوی [illegible]

مترجمۂ سید غلام حیدر صاحب [illegible]

تحفۂ سروری۔ نظم آداب عبادت [illegible]

از مفتی غلام سرور۔

کنز الاسرار۔ ترجمہ اردو [illegible]

قدس سرہٗ ہموزن مثنوی [illegible]

غلام حیدر خان۔

چشمۂ فیض۔ نظم [illegible]

کلام عارف کامل [illegible]

از مولوی عبد [illegible]

مذاق العارفین [illegible]

عربی [illegible]

تہذیب [illegible]

Marfat.com

[illegible] الحکمة ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون

[illegible] مجموعہ معارف و حقائق ذخیرہ اسرار و دقائق جس میں تفسیر شیخ امام عماد الدین ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر [illegible] امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری وغیرہ اکابر ائمہ کے افادات کے ساتھ میں بہت سے مفید الغرامات کی رعایت کی گئی ہے عماد دین و ایمان

الموسوم بہ

تفسیر مواہب الرحمٰن

المشتہر بہ

جامع البیان

مصنفہ

[illegible] الفنون الفرعیۃ والاصلیۃ قاطع شبہات الملحدین دافع مکائد الغابرین حاوی الفضائل والفواضل عمدۃ الاجلۃ والاماثل [illegible] امیر علی صاحب فتاوی الہندیہ ترجمہ عالمگیریہ و عین الہدایہ دام ظلہ العالی [illegible]

[illegible] منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن و خوبی چھپی

Marfat.com